اسلام کے عقائد

(تیسری جلد)

علامہ سید مرتضیٰ عسکری

یہ کتاب برقی شکل میں نشر ہوئی ہے اور شبکہ الامامین الحسنین (علیہما السلام) کے گروہ علمی کی نگرانی میں تنظیم ہوئی ہے

نام کتاب : اسلام کے عقائد(تیسری جلد)
مؤلف : علامہ سید مرتضی عسکری
مترجم : اخلاق حسین پکھناروی
تصحیح : سید اطہر عباس رضوی (الٰہ آبادی)
نظر ثانی: ہادی حسن فیضی
پیشکش: معاونت فرہنگی، ادارۂ ترجمہ
ناشر: مجمع جہانی اہل بیت
کمپوزنگ : وفا
طبع اول : 1428ھ ـ 2007ئ
تعداد : 3000

قال رسول الله ﷺ :

"انی تارک فیکم الثقلین، کتاب الله، وعترتی اهل بیتی ما ان تمسکتم بهما لن تضلّوا ابدا وانهما لن یفترقا حتّیٰ یردا علیّ الحوض"

حضرت رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: "میں تمہارے درمیان دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں: (ایک) کتاب خدا اور (دوسری) میری عترت اہل بیت (علیہم السلام)، اگر تم انھیں اختیار کئے رہو تو کبھی گمراہ نہ ہوگے، یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں"۔

(اختلاف عبارت کے ساتھ: صحیح مسلم: 1227، سنن دارمی: 4322، مسند احمد: ج3، 14، 17، 26، 59. 3664 و 371. 1825 اور 189، مستدرک حاکم: 1093، 148، 533. و غیرہ.)

قال الله تعالی:

(اِنّما یُرِ یْدُ اللهُ لِیُذْ هِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَکُمْ تَطْهِیْراً)

ارشاد رب العزت ہے:

اللہ کا صرف یہ ارادہ ہے کہ تم اہل بیت سے ہر قسم کے رجس کو دور رکھے اور تمھیں پاک و پاکیزہ رکھے جو پاک و پاکیزہ رکھنے کا حق ہے۔

حرف اول

جب آفتاب عالم تاب افق پر نمودار ہوتا ہے کائنات کی ہر چیز اپنی صلاحیت و ظرفیت کے مطابق اس سے فیضیاب ہوتی ہے حتی ننھے ننھے پودے اس کی کرنوں سے سبزی حاصل کرتے اور غنچہ و کلیاں رنگ و نکھار پیدا کر لیتی ہیں تاریکیاں کافور اور کوچہ و راہ اجالوں سے پرنور ہوجاتے ہیں، چنانچہ متمدن دنیا سے دور عرب کی سنگلاخ وادیوں میں قدرت کی فیاضیوں سے جس وقت اسلام کا سورج طلوع ہوا، دنیا کی ہر فرد اور ہر قوم نے قوت و قابلیت کے اعتبار سے فیض اٹھایا.

اسلام کے مبلغ و موسس سرورکائنات حضرت محمد مصطفی صلّیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم غار حراء سے مشعل حق لے کر آئے اور علم و آگہی کی پیاسی اس دنیا کو چشمۂ حق و حقیقت سے سیراب کردیا، آپ کے تمام الٰہی پیغامات ایک ایک عقیدہ اور ایک ایک عمل فطرت انسانی سے ہم آہنگ ارتقائے بشریت کی ضرورت تھا، اس لئے 23 برس کے مختصر عرصے میں ہی اسلام کی عالمتاب شعاعیں ہر طرف پھیل گئیں اور اس وقت دنیا پر حکمراں ایران و روم کی قدیم تہذیبیں اسلامی قدروں کے سامنے ماند پڑگئیں، وہ تہذیبی اصنام جو صرف دیکھنے میں اچھے لگتے ہیں اگر حرکت و عمل سے عاری ہوں اور انسانیت کو سمت دینے کا حوصلہ، ولولہ اور شعور نہ رکھتے تو مذہبِ عقل و آگہی سے روبرو ہونے کی توانائی کھودیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ایک چوتھائی صدی سے بھی کم مدت میں اسلام نے تمام ادیان و مذاہب اور تہذیب و روایات پر غلبہ حاصل کرلیا.

اگرچہ رسول اسلام صلّیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ گرانبہا میراث کہ جس کی اہل بیت علیہم السلام اور ان کے پیروؤں نے خود کو طوفانی خطرات سے گزار کر حفاظت و پاسبانی کی ہے، وقت کے ہاتھوں خود فرزندان اسلام کی بے توجہی اور ناقدری کے سبب ایک طویل عرصے کے لئے تنگنائیوں کا شکار ہوکر اپنی عمومی افادیت کو عام کرنے سے محروم کردی گئی تھی، پھر بھی حکومت و سیاست کے عتاب کی پروا کئے بغیر مکتب اہل بیت علیہم السلام نے اپنا چشمۂ فیض جاری رکھا اور چودہ سو سال کے عرصے میں بہت سے ایسے جلیل القدر علماء و دانشور دنیائے اسلام کو تقدیم کئے جنھوں نے بیرونی افکار و نظریات سے متاثر اسلام و قرآن مخالف فکری و نظری موجوں کی زد پر اپنی حق آگین تحریروں اور تقریروں سے مکتب اسلام کی پشت پناہی کی ہے اور ہر دور اور ہر زمانے میں ہر قسم کے شکوک و شبہات کا ازالہ کیا ہے، خاص طور پر عصر حاضر میں اسلامی انقلاب کی کامیابی کے بعد ساری دنیا کی نگاہیں ایک بار پھر اسلام و قرآن اور مکتب اہل بیت علیہم السلام کی طرف اٹھی اور گڑی ہوئی ہیں، دشمنان اسلام اس فکری و معنوی قوت و اقتدار کو توڑنے کے لئے اور دوستداران اسلام اس مذہبی اور ثقافتی موج کے ساتھ اپنا رشتہ جوڑنے اور کامیاب و کامراں زندگی حاصل کرنے کے لئے بے چین و بے تاب ہیں،

یہ زمانہ علمی اور فکری مقابلے کا زمانہ ہے اور جو مکتب بھی تبلیغ اور نشر و اشاعت کے بہتر طریقوں سے فائدہ اٹھاکر انسانی عقل و شعور کو جذب کرنے والے افکار و نظریات دنیا تک پہنچائے گا، وہ اس میدان میں آگے نکل جائے گا.

(عالمی اہل بیت کونسل) مجمع جہانی اہل بیت علیہم السلام نے بھی مسلمانوں خاص طور پر اہل بیت عصمت و طہارت کے پیروؤں کے درمیان ہم فکری و یکجہتی کو فروغ دینا وقت کی ایک اہم ضرورت قرار دیتے ہوئے اس راہ میں قدم اٹھایا ہے کہ اس نورانی تحریک میں حصہ لے کر بہتر انداز سے اپنا فریضہ ادا کرے، تاکہ موجودہ دنیائے بشریت جو قرآن و عترت کے صاف و شفاف معارف کی پیاسی ہے زیادہ سے زیادہ عشق و معنویت سے سرشار اسلام کے اس مکتب عرفان و ولایت سے سیراب ہوسکے، ہمیں یقین ہے عقل و خرد پر استوار ماہرانہ انداز میں اگر اہل بیت عصمت و طہارت کی ثقافت کو عام کیا جائے اور حریت و بیداری کے علمبردار خاندان نبوت ﷺ و رسالت کی جاوداں میراث اپنے صحیح خدو خال میں دنیا تک پہنچادی جائے تو اخلاق و انسانیت کے دشمن، انانیت کے شکار، سامراجی خوں خواروں کی نام نہاد تہذیب و ثقافت اور عصر حاضر کی ترقی یافتہ جہالت سے تھکی ماندی آدمیت کو امن و نجات کی دعوتوں کے ذریعہ امام عصر (عج) کی عالمی حکومت کے استقبال کے لئے تیار کیا جاسکتا ہے.

ہم اس راہ میں تمام علمی و تحقیقی کوششوں کے لئے محققین و مصنفین کے شکر گزار ہیں اور خود کو مؤلفین و مترجمین کا ادنیٰ خدمتگار تصور کرتے ہیں، زیر نظر کتاب، مکتب اہل بیت علیہم السلام کی ترویج و اشاعت کے اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے، فاضل علّام سید مرتضی عسکری کی گرانقدر کتاب" عقائد اسلام در قرآن کریم "کو فاضل جلیل مولانا اخلاق حسین پکھناروی نے اردو زبان مینّا پنے ترجمہ سے آراستہ کیا ہے جس کے لئے ہم دونوں کے شکر گزار ہیں اور مزید توفیقات کے آرزومند ہیں، اسی منزل میں ہم اپنے تمام دوستوں اور معاونین کا بھی صمیم قلب سے شکریہ ادا کرتے ہیں کہ جنھوں نے اس کتاب کے منظر عام تک آنے میں کسی بھی عنوان سے زحمت اٹھائی ہے، خدا کرے کہ ثقافتی میدان میں یہ ادنیٰ جہاد رضائے مولیٰ کا باعث قرار پائے.

والسلام مع الاکرام

مدیر امور ثقافت، مجمع جہانی اہل بیت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ وَأَنْزَلْنَا الْحَدِيدَ فِيهِ بَأْس شَدِيد وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللهُ مَنْ يَنْصُرُهُ وَرُسُلَهُ بِالْغَيْبِ انَّ اللهَ قَوِىّ عَزِيزٌ ★)

یقینا ہم نے اپنے پیغمبروں کو روشن اور واضح دلائل کے ہمراہ بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان بھی نازل کی تا کہ لوگ صداقت و عدالت کے گرویدہ ہوجائیں اور وہ لوہا جس میں زیادہ سختی اور لوگوں کے لئے منفعتیں ہیں، نازل کیا، تاکہ معلوم ہو کہ کون ایمان بالغیب رکھتے ہوئے خدا اور اس کے پیغمبروں کی حمایت اور نصرت کرتا ہے. کیونکہ خداوند عالم قوی اور غالب ہے (قدرت مند ہے).[1]

(وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللهِ وَرُسُلِهِ وَلَمْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ حَدٍ مِنْهُمْ وْلَئِکَ سَوْفَ يُؤْتِيهِمْ جُورَهُمْ وَكَانَ اللهُ غَفُورًا رَحِيمًا★)

وہ لوگ جو خدا اور اس کے پیغمبروں پر ایمان لائے اور ان میں سے کسی کے درمیان تفریق نہیں کی، خداوند عالم جلدی ہی انھیںجزا دے گا، خدا بخشنے والا اور مہربان ہے.[2]

(إِ نَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ لاَّ تَخَافُوا وَلاَ تَحْزَنُوا وَاَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِى كُنْتُمْ تُوعَدُونَ★ نَحْنُ وْلِيَاؤُكُمْ فِى الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِى الآخِرَةِ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِى اَنفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ★ نُزُلًا مِنْ غَفُورٍ رَحِيمٍ★ وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِمَّنْ دَعَا اِلَى اللهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ نَّنِى مِنْ الْمُسْلِمِينَ)

جن لوگوں نے کہا میرا پروردگار خدا ہے اور (اس یقین پر) ثابت قدم رہے تو فرشتے ان پر نازل ہو کر

---

(1)(سورۂ حدید: آیت 25)(2)(سورہ نساء: آیت 152)

مژدہ دیتے ہینکہ تم کو کسی قسم کا خوف وحزن نہیں ہونا چاہئے اور تمھیں اس بہشت کی بشارت ہو جس کا تم سے پہلے وعدہ کیا گیا تھا. ہم دنیا و آخرت میں تمہارے دوست ہیں اور تمہارے لئے بہشت میں جو چاہو گے یا جس چیز کا ارادہ کرو گے مہیا ہو گا. یہ خدا وند غفور و مہربان کا احسان ہے ان لوگوں سے گفتار کے لحاظ سے کون بہتر ہو گا جو لوگوں کو خدا کی دعوت دیتے اور نیک عمل انجام دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم مسلمانوں میں سے ہیں؟[1]

(وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللهِ وَرُسُلِهِ وْلَئِکَ هُمْ الصِّدِّيقُونَ وَالشُّهَدَائُ عِنْدَ رَبِّهِمْ لَهُمْ جْرُهُمْ وَنُورُهُمْ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وْلَئِکَ صْحَابُ الْجَحِيمِ)

وہ لوگ جو خدا اور اس کے پیغمبروں پر ایمان لائے ہیں، وہی لوگ خدا کے نزدیک صدیقین اور شہداء ہیں. ان کے لئے ان کا نور اور پاداش ہے اور وہ لوگ جو کافر ہوگئے اور ہماری آیات کی تکذیب کرتے ہیں، وہ لوگ آتش دوزخ والے ہیں.[2]

(سَابِقُوا الَى مَغْفِرَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَائِ وَالَرْضِ عِدَّتْ لِلَّذِينَ آمَنُوا بِاللهِ وَرُسُلِهِ ذَلِکَ فَضْلُ اللهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَائُ وَاللهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ)

اپنے ربّ کی بخشش و مغفرت کی جانب جلدی کرو (سبقت کرو) اور اس بہشت کی سمت جس کی وسعت زمین و آسمان کی وسعت کے برابر ہے. اور ان لوگوں کے لئے آمادہ کی گئی ہے جو خدا اور اس کے پیغمبروں پر ایمان رکھتے ہیں یہ خدا وند عالم کا فضل ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور خدا وندعالم فضل عظیم کا مالک ہے.[3]

---

(1) (سورۂ فصلت: آیات 30 ـ 33)(2) (سورۂ حدید: آیت 19)(3) (سورۂ حدید آیت 21)

مقدمہ

پہلی جلد کے مقدمہ میں ہم نے عرض کیا ہے :

ہم نے اسلام کے عقائد کو قرآن میں اس طرح سے منسجم اور مربوط پایا کہ اُن میں سے بعض بعض کے لئے مبیّن اور مفسر کی حیثیت رکھتے ہیں. اور سارے کے سارے ایک مجموعہ کو تشکیل دیتے ہیں اور ان کے تمام اجزاء ایک دوسرے کے لئے مکمّل (تکمیل کرنے والے) کی حیثیت سے ہیں لیکن چونکہ دانشوروں نے اپنی تالیفات میں ان میں سے بعض کو ایک دوسرے سے علیحدہ ذکر کیا ہے اور اس کام کے نتیجے میں ان کا انسجام اور عقائد اسلام کی حکمت محققین کی نظر میں پوشیدہ رہ گئی ہے۔

ہم نے اس کتاب میں اسلام کے عقائد کو قرآن کریم میں ایک ہم آہنگ مجموعہ اور ایک دوسرے کے مکمّل کے عنوان سے پایا ہے ، لہذا ایک دوسرے سے مربوط اور سلسلہ وار ہم نے بیان کیا وہ بھی اس طرح سے کہ پہلی بحث اخری بحث کی راہنما ہے اور ہم اس وسیلہ سے اسلام کے عقائد اور اس کی حکمت کو درک کرتے ہیں۔

ربوبیت کی بحث میں خلاصہ کے طور سے ہم نے ذکر کیا ہے:

ربّ ، تدریجاً اور ایک حال سے دوسرے حال کی طرف ، اپنے مربوب (جس کی تربیت کی جاتی ہے) کی تربیت میں مشغول ہوتا ہے تاکہ اسے کمال کے درجہ تک پہنچائے، خداوند سبحان نے اپنی ربوبیت کے اقتضاء کے مطابق انسان کے لئے ایک ایسا نظام بنایا جو اسکی فطرت کے مطابق ہے. اور اس نظام کے لئے پیغمبروں اور ان کے اوصیاء کو حامل اور محافظ قرار دیا اور فرمایا:(لِئَلاَّ یَکُونَ لِلنَّاسِ عَلَی اللہ حُجَّۃ بَعدَ الرُّسُلِ وَکَانَ اللہ عَزِیزًا حَکِیمًا)[1] تاکہ اللہ پر رسولوں کے آنے کے بعد لوگوں کے لئے حجت نہ رہ جائے اور خداوند عالم صاحب عزت اور صاحب حکمت ہے۔

حضرت خاتم الانبیاء ﷺ کے وصی امام علیؑ نے بھی فرمایا ہے:(لَا تَخْلُوْا لاَرْضُ مِنْ قَائِمٍ لِلّٰهِ بِحُجَّةٍ، اِمَّا ظَاهراً مَشهُوراً اَو خَائفاً مَعمُورا لِئلاَّ تَبْطُلَ حُججُه وَ بَیِّنَاتُهُ)[2] حجت خدا سے زمین کبھی خالی نہیں رہے گی خواہ ظاہر و آشکار ہویا (دشمنوں کے خوف سے)پنہان اور مخفی ہو، تاکہ اللہ کے دلائل و براہین باطل نہ ہوں۔

---

(1)سورہ نسائ: آیت 165(2) وصی کی بحث میں معالم المدرستین، نہج البلاغہ، باب حکم، حکمت 139 ملاحظہ ہو.

اور" الٰہی مبلغین، لوگو کے معلّمین" کی بحث میں ان کے اخبار سے خلاصہ کے طور پر اس بارے میں عرض کیا کیونکہ ان کی بسوط اور مفصل شرح کرنے سے مباحث ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں گے اور ان کا آپسی ارتباط اور اتصال و انسجام بے ترتیب ہو جائے گا اور ایسی صورت میں مبداء و معاد سے اسلام کے اعتقادی مباحث کا سلسلہ وار ہونا اور یہ کہ یہ عقائد کس طرح سے ایک دوسرے کے ہادی اور اس پر ناظر ہیں، محققین کے لئے مخفی رہ جائیں گے اس لحاظ سے بنی اسرائیل کی استثنائی حیثیت کہ جو زمان و مکان کے اعتبار سے ان کے لئے خصوصی احکام کا باعث ہو گئی تھی ہم نے مختصر طور سے بیان کیا ہے۔ اسی لئے ہم مجبور ہیں کہ اس کتاب کی تیسری جلد میں گزشتہ مطالب کی اختصار کے ساتھ تشریح کردیں۔

پہلی جلد میںخدا کی حجتوں کے متعلق اخبار اور ان کا عصر فترت تک یکے بعد دیگرے آنا اور یہ کہ فترت سے مراد پیغمبرونکے آنے میں توقف ہے نہ کہ ان کے اوصیاء کے حضور میں تاخیر ہے، اس سلسلے میں مفصل بیان ہو چکا ہے کہ کس طرح سے خدا کی حجتیں بشریت کی تہذیب و ثقافت کے ارتقاء اور عروج کا باعث تھیں، ان کی ہدایت و راہنمائی صرف اخروی امور کو شامل نہیں ہے۔ اسی طرح بنی اسرائیل کے خاص حالات، خاص قوانین کا اقتضاء کرتے تھے اس طرح سے کہ اُن مخصوص احکام میں سے بعض حضرت عیسیٰ کے زمانے تک جاری رہے اور بعض وہ تمام چیزیں جو اس سے پہلے ان پر حرام تھیں حلال ہو گئیں، ہم نے ان سب باتوں کے متعلق مکمل طور پر گفتگو کی۔ اور انشاء اللہ (آخری شریعت) کی بحث میں ملاحظہ فرمائیں گے کہ کس طرح خداوند عالم نے بنی اسرائیل کی خاص موقعیت کے لئے احکام معین کئے تھے جنھیں نسخ کردیا۔ اور کس طرح دین حنیف حضرت ابراہیم کہ خدا نے اس سے پہلے حضرت نوح کو اس کی پیروی کا حکم دیا تھا اور جو ابد الاباد تک کے لئے آدمی کی فطرت کے مطابق ہے اس کا اعادہ فرمایا۔

اور اس کتاب میں زیادہ فائدے کے لئے کبھی ان اصطلاحات کو جن کو پہلی جلد میں بیان کیا ہے ایک دوسرے طریقے سے ان کی تعبیر کی ہے اور ایسا ہم نے زیادہ سے زیادہ وضاحت کرنے اور بطور کامل مطلب کو پہنچانے کے لئے کیا ہے ہم نے ان تمام مراحل عقائد اسلام کے ذکر کرنے میں م قرآن کریم کے معجزنما طرز بیان کی اقتدا کی ہے یعنی موقع و محل کے اقتضا کے اعتبار سے کبھی اختصار کے ساتھ اور کبھی تفصیل کے ساتھ اور کبھی پہلی تعبیر کی دوسری تعبیر سے تبدیلی کے ذریعہ جو ہم نے یہاں پیش کی ہیں گفتگو کی ہے۔ اب صرف اس امید کے ساتھ کہ قرآن کریم میں غور و خوض کرنے والے قارئین کے لئے اس رہگذر سے بھرپور فائدہ ہو مذکورہ مباحث کو آیندہ مرحلوں میں بیان کریں گے۔

مباحث کی سرخیاں

زمانے کی ترتیب کے اعتبار سے اللہ کے مبلغین کی سیرت

پیش لفظ

اسلامی اصطلاحیں:وحی. نبوت، رسالت اور آیت

قرآن کریم کی آیات

آیات کی روایات کے ذریعہ تفسیر

بحث کا خلاصہ

حضرت آدم :

آدم کی تخلیق سے متعلق قرآنی آیات

سیرت کی کتابوں میں حضرت آدمؑ کے بعد اوصیاء کے حالات:

شیث ہبۃ اللہ

شیثؑ کے فرزند انوش

انوشؑ کے فرزند قینان

قینانؑ کے فرزند مہلائیل

مہلائیلؑ کے فرزند یرد

یردؑ کے فرزند ادریس(اخنوخ)

اخنوخ کے فرزند متوشلح

متوشلح کے فرزند لمک

توریت سے پیغمبروں کے اوصیاء کی تاریخ
توریت میں نوح اور ان کے بعد اوصیاء کے حالات
نتیجہ

نوح :
قرآن کریم کی آیات میں نوح کی سیرت اور روش
کلمات کی تشریح
آیات کی تفسیر
اخبار نوح کا خلاصہ
حضرت نوح مکی داستان اسلامی مآخذ اور منابع میں
نوح کے فرزند سام
سام کے فرزند ارفخشد
ارفخشد کے فرزند شالح

ہود:
قرآن کریم کی آیات میں ہود کی سیرت وروش
کلمات کی تشریح
تفسیر آیات کا خلاصہ
نتیجہ

صالح :

1۔قرآنی آیات میں حضرت صالح کی سیرت اور روش

2۔ کلمات کی تشریح

3۔ تفسیر آیات کا خلا صہ

4۔نتیجہ

ابراہیم خلیل اللہ :

قرآن کریم میںؑحضرت ابراہیم کی سرگذشت کے مناظر

1۔ ابراہیم اور مشرکین

2۔ابراہیم اور لوط

3۔ ابراہیم اسمٰعیل اور تعمیر کعبہ اور لوگوں کو مناسک حج کی ادائیگی کی دعوت دینا

4 ۔ابراہیم ، اسحق اور یعقوب

کلمات کی تشریح:

تفسیر آیات میں عبرت انگیز نکات

پہلا منظر: ابراہیم اور مشرکین

الف ۔ ابراہیم اور ستارہ پرست

ب ۔ ابراہیم اور بت پرست

ج ۔ ابراہیم اور ان کے زمانے کے طاغوت

دوسرا منظر: قوم لوط کی داستان میں ابراہیم کا موقف

تیسرا منظر: حضرت ابراہیمؑ اور اسمٰعیل کی روداد اور تعمیر کعبہ اور لوگوں کو مناسک حج کی ادائیگی کے لئے دعوت دینا.
چوتھا منظر: ابراہیمؑ اور ان کی نسل کی دو شاخ

حضرت ابراہیمؑ کے فرزند اسحق اور اسحقؑ کے فرزند یعقوب
(اسرائیل) اور یعقوبؑ کے فرزند (بنی اسرائیل) کی داستان

اسحقؑ کے فرزند یعقوب:
قرآن کریم کی آیات میں یعقوبؑ کی سیرت و روش
کلمات کی تشریح
آیات کی تفسیر
ایک خاص مدت اور زمانہ تک قوم یعقوب (بنی اسرائیل) کے
لئے کچھ استثنائی احکام جعل کرن

شعیب:
قرآن کریم کی آیات میں شعیبؑ کی روش اور سیرت
کلمات کی تشریح
آیات کی تفسیر میں عبرت انگیز نکتے

قرآن کریم میں بنی اسرائیل اور ان کے پیغمبروں کے حالات کے
مناظر اور ان کے استثنائی حالات کی تشریح
پہلا منظر: حضرت موسیٰ کی ولادت اور یہ کہ فرعون نے انھیں اپنی
فرزندی میں قبول کیا
دوسرا منظر: نہ گانہ معجزات

آیات کی تفسیر میں حیرت انگیز نکتے:
تیسرا منظر: صحرائے سیناء میں بنی اسرائیل
چوتھا منظر: حضرت داؤد اور حضرت سلیمان
پانچو منظر: حضرت زکریا اور حضرت یحییٰ
چھٹا منظر: حضرت عیسیٰ بن مریم

فترت کا زمانہ
عصر فترت کا مفہوم:
پیغمبر اسلام ﷺ کے آباء و اجداد کے علاوہ انبیاء و اوصیاء فترت کے زمانے میں موجود تھے.
حضرت ابراہیم کے وصی حضرت اسمٰعیل کے خاندان کے بعض افراد کے
حالات جو کہ دین حنیف پر تھے.
رسول خدا ﷺ کے بعض آباء و اجداد (جیسے: عدنان، مضر وغیرہ وغیرہ) کے حالات.
مضر کے فرزند الیاس
خزیمہ کے فرزند کنانہ
لوی کے فرزند کعب

مکّہ مینبّت پرستی کا عام رواج اور اس کے مقابل پیغمبر اکرم ﷺ کے آباء واجداد کا موقف

کلاب کے فرزند قُصیّ

قُصیّ کے فرزند عبد مناف

عبد مناف کے فرزند جناب ہاشم

جناب ہاشم نے کس طرح اعتفاد (بھوک کے مارے خودکشی) کی رسم کو مٹایا۔

جناب ہاشم کے فرزند جناب عبد المطلب

جناب عبد المطلب رسول خدا ﷺ کی ولادت کے وقت

رسول خدا ﷺ کے آباء و اجداد، جناب ابو طالب، جناب عبد اللہ

اورجناب عبد المطلب کی اولاد:

1۔ خاتم الانبیا ﷺ کے والد جناب عبد اللہ

2۔ اسلام کے ناصر و یاور اور رسول اکرم کے سرپرست جناب ابو طالب

اس بحث سے متعلق پیش گفتار

جہاں اسلام کے احکام و مفاہیم صاحبان شریعت پیغمبروں کی سیرت و روش میں حقیقت کا روپ دھار چکے ہیں وہیں ایک مسلمان اس امر کی تحقیق کے بعد مبدأ سے معاد تک صحیح نتیجہ نکال کر اسلامی عقائد تک رسائی حاصل کرے گا لیکن یہ بحث و تحقیق ایک عظیم مجموعہ کی طالب ہے اور اس کتاب مینّاس کی گنجائش نہیں ہے اور ہم ان کے اخبار کی تحقیق کے سلسلے میں قرآن کریم (عھدین "توریت اور انجیل") اور دیگر اسلامی مصادر پر تکیہ اور انحصار کریں گے ایسے اخبار جنکی تحقیق ہمارے گزشتہ بیانات اور اس کتاب میں آنے والے آیندہ مباحث کو درک کرنے اور سمجھنے کے لئے ضروری ہے.

قرآنی آیات کی تفسیر میں بھی صرف انھیں مطالب کے بیان پر اکتفاء کریں گے جن پر کتاب کے مطالب کا درک کرنا اور سمجھنا موقوف ہے. اب خداوند عالم کی تائید و توفیق سے بحث کا عنوان ان آیات کی تحقیق قراردیں گے جن میں بعض اسلامی اصطلاحات جیسے! وحی، نبوت، رسالت، آیت، بشیر اور نذیر کی تعریف کی گی ہے، یعنی وہی مطالب کہ آئندہ بحثیں جن کے محور پر گردش کریں گی.

اسلامی اصطلاحیں * صطفاء

* وحی

* کتاب

* نبوت

* رسول

* اولو العزم

* آیت

1 ۔ خدا وند سبحان سورۂ حج کی 75 ویں آیت میں فرماتا ہے:

(اللہ یَصْطَفِی مِنَ الْمَلَائِکَةِ رُسُلاً وَمِنَ النَّاسِ اِنَّ اللہ سَمِیع بَصِیر)

خدا وند عالم انسانوں اور فرشتوں میں سے اپنے نمائندے انتخاب کرتا ہے

2۔ سورہ آل عمران کی 33 ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

(إِ نَّ اللہ اصْطَفَی آدَمَ وَنُوحًا وَآلَ اِبْرَاهِیمَ وَآلَ عِمْرَانَ عَلَی الْعَالَمِینَ)

خدا وند عالم نے آدم، نوح، خاندان ابراہیم اور خاندان آل عمران کو تمام عالمین پر منتخب کیا.

3۔ سورہ نساء کی 163 ویں سے 165 ویںآیت تک ارشاد ہوتا ہے:

(اِنَّاَ وْحَیْنَا الَیکَ کَمَاَ وْحَیْنَاإِ لَی نُوحٍ وَالنَّاَبِیِّینَ مِنْ بَعْدِهِ وَاَوْحَیْنَاإِ لَی بْرَاهِیمَ وَاِسْمَاعِیلَ وَاِسْحَاقَ وَیَعْقُوبَ وَالَسْبَاطِ وَعِیسَی وَاَیُّوبَ وَیُونُسَ وَهَارُونَ وَسُلَیْمَانَ وَآتَیْنَا دَاوُودَ زَبُورًا* وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنَاهُمْ عَلَیْکَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَیْکَ وَکَلَّمَ اللہ مُوسَی تَکْلِیمًا* رُسُلًا مُبَشِّرِینَ وَمُنذِرِینَ لِئَلاَّ یَکُونَ لِلنَّاسِ عَلَی اللہ حُجَّة بَعْدَ الرُّسُلِ وَکَانَ اللہ عَزِیزًا حَکِیمًا)

ہم نے جس طرح نوح اور ان کے بعد پیغمبروں پر وحی نازل کی اسی طرح تم پر بھی وحی نازل کی ہے.اسی طرح ابرا ہیم، اسمٰعیل، اسحق، یعقوب، اسبا ط، عیسی، ایوب، یو نس، ہارون اور سلیمان پر وحی بھیجی اور داؤد کو زبور عطا کیا. اور ان رسولوں پر بھی جن کی داستان اس سے پہلے تم سے بیان کی ہے اور وہ لوگ بھی جن کی حکایت بیان نہیں کی گئی ہے اور خدا وند عالم نے موسیٰ سے گفتگو کی، بشارت دینے والے اور ڈارانے والے انبیاء بھیجے تاکہ لوگوں کے لئے ان پیغمبروں کے بعد خدا پر کوئی حجت نہ رہ جائے اور خدا عزیز و حکیم ہے۔

4۔ سورۂ نحل کی 34 ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے :

(وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِی کُلِّ اُمَّةٍ رَسُولاً نْ اُعْبُدُوا اللهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ فَمِنْهُمْ مَنْ هَدَی اللهُ وَمِنْهُمْ مَنْ حَقَّتْ عَلَیْهِ الضَّلَا لَةُ فَسِیرُوا فِی الْاَرْضِ فَانْظُرُوا کَیْفَ کَانَ عَاقِبَةُ الْمُکَذِّبِینَ)

یقینا ہم نے ہر امت کے درمیان ایک پیغمبر بھیجا (تا کہ خلق کو پیغام پہنچا ئے) کہ خدا کی عبادت کرو اور طاغوت سے دوری اختیار کرو. ان میں سے بعض کی خدا نے ہدایت کی اور بعض گمراہی و ضلالت میں پڑے رہے...

(فَهَلْ عَلَی الرُّسُلِ لاَّ الْبَلاَ غُ الْمُبِینُ)

آیا پیغمبروں پر آشکار تبلیغ کے علاوہ بھی کوئی چیز ہے ؟ سورۂ نحل آیت 35.

5۔ سورہ آل عمران کی 81 ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

(وَإِذْ خَذَ اللهُ مِیثَاقَ النَّاَبِیِّینَ لَمَا آتَیْتُکُمْ مِنْ کِتَابٍ وَحِکْمَةٍ ثُمَّ جَائَکُمْ رَسُول مُصَدِّق لِمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ َقْرَرْتُمْ وَ َخَذْتُمْ عَلَی ذَلِکُمْ صْرِی قَالُوا قْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَ َنَا مَعَکُمْ مِنْ الشَّاهِدِینَ)

جب خدا نے پیغمبروں سے عہد و پیمان لیا کہ ہم نے تم کو کتاب و حکمت عطا کی لھذا اس پیغمبر کی جو تمہارے آئین کی تصدیق کر نے والا ہے اور تمہا ری طرف آرہا ہے اُس پر ایمان لا کر اس کی حمایت کرو، (خدا نے ان سے) کہا: آیا اسے قبول کر تے ہو اور محکم عہد کرتے ہو؟ بو لے :ہانگواہی دیتے ہیں. خدا نے کہا: تم بھی گواہ رہنا کہ میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں.

6۔ سورہ انعام کی 83 سے 86 تک اور 89 آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

(وَتِلْکَ حُجَّتُنَا آتَیْنَاهَا اِبْرَاهِیمَ عَلَی قَوْمِهِ نَرْفَعُ دَرَجَاتٍ مَنْ نَشَائُ نَّ رَبَّکَ حَکِیم عَلِیمٌ وَوَهَبْنَا لَهُ سْحَاقَ وَیَعْقُوبَ کُلًّا هَدَیْنَا وَنُوحًا هَدَیْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّیَّتِهِ دَاوُودَ وَسُلَیْمَانَ وَ َیُّوبَ وَیُوسُفَ وَمُوسَی وَهَارُونَ وَکَذَلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِینَ وَزَکَرِیَّا وَیَحْیَی وَعِیسَی وَ ِلْیَاسَ کُلّ مِنْ الصَّالِحِینَ وَ ِسْمَاعِیلَ وَالْیَسَعَ وَیُونُسَ وَلُوطًا وَکُلًّا فَضَّلْنَا عَلَی الْعَالَمِینَ وَمِنْ آبَائِهِمْ وَذُرِّیَّاتِهِمْ وَ ِخْوَانِهِمْ وَاجْتَبَیْنَاهُمْ وَهَدَیْنَاهُمْ اِلَی صِرَاطٍ مُسْتَقِیمٍ ذَلِکَ هُدَی اللهِ یَهْدِی بِهِ مَنْ یَشَائُ مِنْ عِبَادِهِ وَلَوْ شْرَکُوا لَحَابِطَ عَنْهُمْ مَا کَانُوا یَعْمَلُونَ وْلَئِکَ الَّذِینَ آتَیْنَاهُمْ الْکِتَابَ وَالْحُکْمَ وَالنُّبُوَّةَ فَ ِنْ یَکْفُرْ بِهَا هَؤُلَائِ فَقَدْ وَکَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَیْسُوا بِهَا بِکَافِرِینَ)

یہ ہماری حجت ہے جسے ہم نے ابراہیم کو ان کی قوم پر عطا کی، ہم جس کا مرتبہ چاہیں بلند کردیں تمہارا خدا حکیم اور علیم ہے اور ہم نے انھیں اسحاق اور یعقوب کو دیا اور سب کی راہ راست کی طرف ہدایت وراہنمائی کی اور نوح کی اس سے پہلے ہدایت کی اور ان کے فرزندوں میں داؤد، سلیمان، ایوب ،یوسف ، موسیٰ اور ہارون کی ہدایت کی اور اسی طرح ہم نیک عمل کرنے والوں کو نیک جزا دیتے ہیںاور زکریا ،یحییٰ ، عیسیٰ اور الیاس سب کے سب نیک عمل کرنے والے ہیں. اسمٰعیل ، یسع،یونس اور لوط بھی؛ اور ہم نے ان سب کو عالمین پر فوقیت و برتری عطا کی ...

یہ وہ انبیاء ہیں جنھیں ہم نے کتاب اور فرمانروائی(یا عقل و دانش اوریا منصب قضاوت) اور نبوت عطا کی ۔

7۔ سورۂ بقرہ کی 136 ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

(قُولُوا آمَنَّا بِالله وَمَاُ نزِلَ الَینَا وَمَاُ نزِلَ الَی اِبْرَاهِیمَ وَِسْمَاعِیلَ وَِسْحَاقَ وَیَعْقُوبَ وَالَسْبَاطِ وَمَاُ وتِیَ مُوسَی وَعِیسَی وَمَاُ وتِیَ النّاَبِیُّونَ مِنْ راَبِّهِمْ لاَنُفَرّقُ بَیْنَ حَدٍ مِنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ)

کہو ! ہم خدا اور جو کچھ ہم پر نازل ہوا اورجو کچھ ابراہیم، اسمٰعیل، اسحق، یعقوب اور اسباط پر نازل ہوا اور جو کچھ موسیٰ اور عیسیٰ کو دیا گیا ہے اور ان تمام چیزوں پر جو خدا کی طرف سے پیغمبروں کو عطا ہوئی ہے ایمان لائے. ان پیغمبروں کے درمیان کسی فرق کے قائل نہیں ہیں. اور خدا کے مطیع اور اس کے سامنے سراپا تسلیم ہیں۔

8۔ سورہ ٔحدید کی 25 ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

(لَقَدْ رْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَیّنَاتِ وَأَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْکِتَابَ وَالْمِیزَانَ لِیَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ وَأَنْزَلْنَا الْحَدِیدَ فِیهِ بَْس شَدِید وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَلِیَعْلَمَ الله مَنْ یَنْصُرُهُ وَرُسُلَهُ بِالْغَیْبِ نَّ الله قَوِیّ عَزِیز)

بیشک ہم نے اپنے پیغمبروں کو معجزات کے ساتھ بھیجا اور ان کے ہمراہ کتاب اور میزان نازل کی تا کہ لوگ سچائی اور عدالت کی طرف رخ کریں اور لوہا جس میں بہت زیادہ سختی اور لوگوں کے لئے منافع ہیں نازل کیا تا کہ معلوم ہو کہ کون ایمان با لغیب کے ساتھ خدا اور اس کے پیغمبروں کی نصرت کرتا ہے۔

اور سورہ ٔنور کی 54 ویں اور عنکبوت کی 18 ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے :

(وَمَا عَلَی الرَّسُولِ لاَّ الْبَلاَ غُ الْمُبِینُ)

پیغمبر پر آشکارا تبلیغ کے علاوہ کچھ نہیں ہے.

9۔ سورۂ سباء کی 34 ویںآیت میں ارشاد ہوتا ہے :

(وَمَاَ رْسَلْنَا فِی قَرْیَةٍ مِنْ نَذِیرٍ لاَّ قَالَ مُتْرَفُوهَا نَّا بِمَاُ رْسِلْتُمْ بِهِ کَافِرُون)

ہم نے کسی پیغمبر کو کسی دیار میں نہیں بھیجا مگر یہ کہ اس دیار کے عیش پسند وںاور عشرت طلب افراد نے ان سے کہا ہم تمہاری رسا لت کے منکر ہیں اور تم پر ایمان نہیں رکھتے.

10 ۔اور سورۂ اعراف کی 65 ویں اور سورۂ ہود کی 50 ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے :

(وَالیٰ عَادٍ اَخاهُم هُوداً)

سورہ ٔاعراف کی 73 ویں اور سورہ ٔہود کی 61 ویں اور سورۂ نمل کی 45 ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

(وَالیٰ ثَمُوداَخَاهُم صَالحاًؑ)

اور سورۂ اعراف کی 85 اور سورہ ٔہود کی 84 اور سورہ ٔعنکبوت کی 36 ویں آیت میں ارشادہوتا ہے:

(وَالَیٰ مدین اَخَاهُم شُعیبا ؑ)

11۔سورۂ زخرف کی 46 ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

(وَلَقَدْ َرْسَلْنَا مُوسَی بِآیَاتِنَا الَی فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ فَقَالَ نِّی رَسُولُ راَبِ الْعَالَمِینَ)

ہم نے مو سیٰ کو اپنے معجزات کے ساتھ فرعون اور ان کے حو الی موا لی کی طرف بھیجا تو مو سیٰ نے ان سے کہا : میں ربّ العا لمین کا فرستا دہ ہوں۔

12 ۔ سورۂ احقا ف کی 35 ویں آیت میں ارشا د ہوتا ہے:

(فَاصبِرکَماصَبرَاُولَوالعَزم مِن الرُّسُلِ وَلاَ تَسْتَعْجِلْ لَهُمْ...)

اے پیغمبر تم بھی دیگر اولو العزم پیغمبروں کی طرح صبر کرو اور ان کے (عذا ب) کے لئے جلدی نہ کرو۔

13 ۔سورہ ٔفاطر کی 24 ویں آیت میں ارشا د ہوتا ہے :

(نَّااَرسَلنٰک بِالْحَقِ بَشیراًؑوَنَذیراًوَاِنْ مِّن اُمّةٍ اِ لَّا خَلا فِیهانَذِیر)

ہم نے تمھیں حق کے ساتھ ڈرانے والا اور بشارت دینے وا لا بنا کر بھیجا اور کوئی امت ایسی نہیں ہے جس کے درمیا ن کوئی ڈرانے وا لا نہ ہو۔

14 ۔ سورہ شعرا کی 208 ویںآیت میں ارشاد ہوتا ہے:

(وَمَااَهْلَكنامِنْ قَرْ يَةٍ اِلَّا لَهَامُنذِرُونَ)

ہم نے کسی دیار والوں کو ہلاک نہیں کیا مگر یہ کہ ان کے درمیان ڈرانے والے پیغمبر بھیجے۔

15 ۔ سورہ اسراء کی 101 آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

(وَلَقَدْ اتَينامُوسىٰ تِسعَ آياتٍ بَيِّناتٍ فَسئل بنى اِسرا ئيلَ اِذجاءَ هُمْ فَقَال لَهُ فِرْعُونُ اِنّى لَاَظُنُّكَ يَامُوسىٰ مَسْحُورا)

ہم نے موسیٰ کو نہ گانہ آشکارا معجزے عطا کئے. بنی اسرائیل سے سوال کروجب ان کی طرف موسیٰ آئے اور فرعون نے ان سے کہا: اے موسیٰ! میرے خیال میں تم پر جادو کر دیا گیا ہے.

16 ۔ موسیٰسے خطاب کرتے ہوئے سورہ نمل کی 12 ویںاور 13 ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

(وَاَدخِلْ يَدَک فى جَيبِکَ تَخْرُ جْ بَيضائَ مِنْ غَيرِ سوءٍ فى تِسعِ آياتٍ الىٰ فِرعَون وَقَومِه انَّهُم كانُوْا قَوْماً فَاسِقِيْنَفَلَمّاجائَ تْهُمْ آيا تُنامُبصِرةً قالُواهذاسِحْرُمُبينٌ)

اے موسیٰ! اپنے ہاتھ کو اپنے گریبان کے اندر لے جاؤ اور جب باہر لاؤ گے تو بغیر کسی داغ دھبّے کے سفید (نورانی اور نور افشاں) ہو جائے گا اس وقت دیگر معجزوں کے ساتھ فرعون اور اس کی قوم کے فاسق لوگوں کے درمیان بھیجے جاؤ گے. جب موسیٰ نے ہمارے معجزات دکھلائے تو انھونے کہا: یہ تو کھلا ہوا سحر ہے۔

17 ۔ سورہ رعد کی 38 ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

(وَلَقَدْ اَرْسَلنَا رُسُلاً مِن قبلکَ وَجَعلنَا لَهُم اَزوَاجاً وَذُريةً وَمَا كَانَ لِرسُولٍ ان يَأتى بِاٰية لّابِاِذْنِ اللهِ...)

ہم نے تم سے پہلے کچھ پیغمبروں کو بھیجا جو تمہاری ہی طرح سے بیوی بچے والے تھے اور کسی بھی پیغمبر کے لئے روا نہیں کہ بغیر خداوند عالم کی اجازت اور اس کے اذن کے، معجزہ پیش کرے.

18۔ سورہ ٔغافر کی 78 ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

(وَلَ ۡقَدۡاَرسَلنَارُسُلاًمِن قَبلکَ مِنهُم مَن قَصَصنَاعَلیکَ وَمِنهُمۡ مَن لَمۡ نَقۡصَص عَلیکَ وَمَاکَانَ لِرسُولٍ اَن یَأ تی بِاٰیةاِلّابِاذنِ اللهِ...)

ہم نے تم سے پہلے پیغمبروں کو بھیجا ان میں سے کچھ ایسے ہیں جن کی داستان تم سے بیان کی.

اور کچھ ایسے ہیں جن کا قصہ تم سے بیان نہیں کیا، کسی بھی پیغمبر کے لئے روا نہیں ہے کہ خدا کی اجازت اور اس کے اذن کے بغیر معجزہ دکھائے:

19 ۔ سورہ ٔحج کی 42 ویں سے 45 ویں آیت تک میں ارشاد ہوتا ہے:

(وَ ِنۡ یُکَذِّ بُوکَ فَقَدۡ کَذَّبَتۡ قَبۡلَهُمۡ قَوۡمُ نُوحٍ وَعَاد وَثَمُوۡدُ وَقَوۡمُ اِبۡرَاهِیمَ وَقَوۡمُ لُوطٍ* وَ َصۡحَابُ مَدۡیَنَ وَکُذِّبَ مُوسَی فَ َمۡلَیۡتُ لِلۡکَافِرِینَ ثُمَّ خَذۡتُهُمۡ فَکَیۡفَ کَانَ نَکِیۡرِ فَکَ َیِّنۡ مِنۡ قَرۡیَةٍ َهۡلَکۡنَاهَا وَهِیَ ظَالِمَة فَهِیَ خَاوِیَة عَلَی عُرُوشِهَا واَبۡرٍ مُعَطَّلَةٍ وَقَصۡرٍ مَشِیدٍ*)

اور اگر انھو نے تمہاری تکذیب کی ہے تو ان سے پہلے، نوح، عاد اور ثمود کی قوم نے بھی (اپنے رسولوں کی) تکذیب کی ہے۔ اور ابراہیم اور لوط کی قوموں اور مدین کے رہنے والوں (قوم شعیب) نے بھی اپنے رسولوں کی تکذیب کی ہے اور موسیٰ بھی جھٹلائے گئے ہیں. ہم نے کافرو کو مہلت دی پھر اس وقت ان کا مواخذہ کیا (سزا دی) پھر ہماری سزا کیسی تھی؟. بہت ساری آبادی (جن کے رہنے والے) ظالم اور ستمگر تھے ہم نے ہلاک کر ڈالیں جن کی چھتیں اور دیوار گر کر منہدم اور بنیاد سے ہی ویران اور خالی ہوگئیں اور کنویں کے پانی بے مصرف اور عالی شان قصر بغیر مکین کے رہ گئے ہیں.

20 ۔ سورہ ٔاحزاب کی 45 ویں اور 46 ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

(یاَاَیُّهاالنَبِّی اِنَّااَرسَلنَاکَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذیرًا* وَدَاعِیاً ًاِلیٰ اللهِ بِ ِذنِه وَسِرَاجاً مُنیرًا)

اے پیغمبر! ہم نے تمہیں گواہی دینے والا، بشارت دینے والا، ڈرانے والا اور اپنے اذن سے لوگوں کو اللہ کی طرف بلانے والا اور روشن چراغ بنا کر بھیجا۔

21 ۔ سورہ ٔسبا کی 28 ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

(وَمَااَرسَلنَاکَ اِلاّ کَافّةً لِلنَ َاّسِ بَشِیراً ًوّنَذ یراً ً...)

ہم نے تمھیں تمام لوگو کے لئے بشارت دینے والا اور ڈرانے والا پیغمبر بنا کر بھیجا۔

22۔ سورہ ٔ اسراء کی 88 ۔ 95 آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

(قُلْ لَئِنِ اجْتَمَعَتِ الِنسُ وَالْجِنُّ عَلَىَ نْ ىَْتُوا بِمِثْلِ هَذَا الْقُرْآنِ لاَىَْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا ★ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِى هَذَا الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ فَبَىَ كْثَرُ النَّاسِ لاَّ كُفُورًا ★ وَقَالُوا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتَّى تَفْجُرَ لَنَا مِنْ الَرْضِ يَنْبُوعًا ★ وْ تَكُونَ لَكَ جَنَّة مِنْ نَخِيلٍ وَعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الَنهَارَ خِلاَلَهَا تَفْجِيرًا ★ وْ تُسْقِطَ السَّمَائَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا وْ تَىْتِىَ بِالله وَالْمَلاَئِكَةِ قَابِيلاً ★ وْ يَكُونَ لَكَ بَيْت مِنْ زُخْرُفٍ وْ تَرْقَى فِى السَّمَائِ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِّيِّكَ حَتَّى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتَابًا نَّقْرَؤُه قُلْ سُبْحَانَ رَابِى هَلْ كُنتُ لاَّ بَشَرًا رَسُولاً ★ وَمَا مَنَعَ النَّاسَ نْ يُؤْمِنُوا إِذْ جَائَهُمُ الْهُدَى لاَّ نْ قَالُوَا بَعَثَ الله بَشَرًا رَسُولاً ★ قُلْ لَوْ كَانَ فِى الَرْضِ مَلاَئِكَة يَمْشُونَ مُطْمَئِنِّينَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِنَ السَّمَائِ مَلَكًا رَسُولاً ★)

اے پیغمبر: کہو! اگر جن و انس متفق ہو جائیں تا کہ اس کے مانند قرآن پیش کریں ہرگز ایسا نہیں کر سکتے خواہ ایک دوسرے کے پشت پناہ اور مددگار بن جائیں. ہم نے اس قرآن میں ہر طرح کی مثال دی ہے، لیکن اکثر لوگوں نے ناشکری کے علا وہ کوئی اور کام نہیں کیا اور کہا: ہم تم پر ایمان نہیں لائیں گے مگر یہ کہ زمین سے پانی کا چشمہ جاری کرو.

یا یہ کہ تمہارا انگور اور خرما کا باغ ہو جس کے درمیان پانی کی نہریں جاری ہوں یا جیسا کہ کہتے ہو آسمان سے کوئی ٹکڑا ہمارے سر پر گرا دو یا خدا اور ملائکہ کو ہمارے سامنے حاضر کرو. یا یہ کہ سونے کا تمہارے کوئی گھر ہو یا آسمان پر جاؤ اور ہم تمہارے آسمان کی بلندی پر جانے کا اُس وقت تک یقین نہیں کریں گے جب تک کہ ہمارے اوپر کوئی ایسی کتاب نازل نہ کرو کہ جسے ہم پڑھیں. کہو! ہمارا خدا پاک اور منزہ ہے. کیا میں انسان کے علا وہ کچھ ہوں جو خدا کی طرف سے رسالت کے لئے مبعوث ہوا ہوں؟! لوگوں کو ایمان و ہدایت سے کسی نے نہیں روکا جب کہ اُن کے لئے قرآن آیا، لیکن انھوں نے انکار کرتے ہوئے کہا: کیا خدا نے کسی انسان کو پیغمبری کے لئے مبعوث کیا ہے؟! کہو اگر زمین میں فرشتوں کا رہنا ہوتا اور ان کی سکونت کی جگہ ہوتی تو یقینا ہم آسمان سے ان کی رسالت کے لئے کسی فرشتے کو مبعوث کرتے۔

کلمات کی تشریح

1۔ یصطفی:

(صفو) کے مادہ سے فعل مضارع ہے جو کہ خالص نچوڑ اور ہر چیز سے منتخب شدہ کے معنی میں ہے اور (اصطفائ) عصارہ اور خالص شیء پر دسترسی کے معنی میں ہے. اصطفائ، اسلامی اصطلاح میں یعنی خداوند عالم نے اپنے بندے کو شکوک و شبہات اور دوسروں میں پائی جانے والی گندگی سے پاک و پاکیزہ قرار دیا ہے یا اسے دوسروں پر انتخاب کیا ہے۔

پیغمبر اسلام ﷺ خلقت کا نچوڑ، اس کا خلاصہ اور خدا کے برگزیدہ ہیں اور سارے انبیاء خدا کے برگزیدہ ہیں۔

2۔ اَوْحَیْنَا:

(وحی) کے مادہ سے متکلم مع الغیر کا صیغہ ہے(جسے اردو میں جمع متکلم کہا جاتا ہے) جو لغت میں پوشیدہ طور پر آگاہ کرنے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے لیکن جب اسلامی اصطلاح میں یہ کہا جائے: خداوند عالم نے فلاں چیز کی اپنے برگزیدہ بندہ پر وحی کی یعنی: اُسے اس کے دل میں جگہ دیدی اور خواب یا بیداری کی حالت میں اسے الھام کیا، یا اپنے کسی ایک فرشتے کی زبانی اس تک اُسے پہنچایا۔

3۔ بعثت:

پیغمبروں سے متعلق، اس معنی میں ہے کہ خداوند عالم نے انھیں بھیجا اور مبعوث کیا ہے۔

4۔ کتاب:

لغت میں مکتوب رسالے اور جزوے کے مجموعہ کے معنی میں ہے.

لیکن اسلامی اصطلاح میں ایک ایسی وحی ہے جو کتابت اور کتاب ہونے کے لائق ہے، ایسی کتاب جس میں علوم دین، اعتقادات اور عمل کا ذکر ہو۔

اس طرح کی کتاب پیغمبروں میں سے صرف پانچ پیغمبر اپنے ہمراہ لائے ہیں:

نوح ، ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ اور محمد صلّیٰ اللہ علیہ و آلہ و سلم، وہ کتاب جو پیغمبروں کے ہمراہ نازل ہوئی ہو وہ اسم جنس ہے اور اس سے مراد آسمانی کتابیں ہیں.

5۔ حُکم: حَکَمَ، یَحکُمُ، حُکماً:

قضاوت کی، قطعی و یقینی حکم صادر فرمایا. اسی طرح دانش اور تفقہ کے معنی میں بھی ہے اور حکمت کے معنی میں بھی استعمال ہوا ہے ،آدمی کی حکمت، موجودات کی شناخت اور نیک امور کی انجام دہی ہے ، یہ تمام معانی مقام استعمال سے مناسبت رکھتے ہیں۔

6۔ نبّوت:

نبوت لغت میں جرجستگی اور ظہور کے معنی میں ہے اور خبر دینے اور آگاہ کرنے کے معنی میں ہے راغب کا "(نبا یَ)"اور"نبوّت " کے بارے میں مختصر بیان اس طرح سے ہے:

7۔ (نبأ):

عظیم فائدے کے ساتھ ایک ایسی خبر ہے جس سے علم یا ظن غالب حاصل ہوتا ہو. خبر کو (نبأ) اُس وقت تک نہیں کہتے جب تک کہ اُس میں تین چیز نہ پائی جائے، جس خبر پر نبأ کا اطلاق ہوتا ہے وہ کذب سے خالی ہوتی ہے، جیسے تواتر (تسلسل) یا خداوند متعال کی خبر یا پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خبر اور فرماتے ہیں "نبی "(نبوت) سے رفعت اور برجستگی کے معنی میں ہے اور پیغمبر صلّی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے برجستگی اور مقام کی رفعت و بلندی کی وجہ سے (نبی) کا لقب پایا ہے.[1]

اسلامی اصطلاح کے اعتبار سے قرآن و حدیث میں (نبی) کے موارد استعمال کو دیکھتے ہوئے ہم کہہ سکتے ہیں:

(نبی) وہ ہے جسے خداوند عالم نے اپنے بندوں کے درمیان منتخب کر کے حکم عطا کیا ہے اور اسے کتاب کی وحی کی ہے اور اسے مبعوث کیا تا کہ جن و انس کو ایسے امور سے آگاہ کرے جن میں ان کی دنیا و آخرت کی صلاح پائی جاتی ہو وہ خدا کی طرف سے کلام کرتا ہے اور حضرت باری تعالی کا وہ پیغام جو اسے بذریعہ وحی پہونچا ہے لوگوں تک پہنچاتا ہے. نبی کی جمع انبیاء اور نبیین آتی ہے.[2]

(نبی) قرآن کریم میں اسی معنی میں استعمال ہوا ہے، سوائے سورہ حج کی 52 ویں آیت کے جس میں ارشاد ہوتا ہے:

(وَ مَاارْسَلنَامِنْ قَبلکَ مِنْ رَسولٍ وَلَا نبیٍّ لاّ اذَا تمنّیٰ اَلْقٰی الشَیطانُ فِی اُمْنِیَّتِه) ...)

تم سے پہلے ہم نے کبھی کسی نبی یا رسول کو نہیں بھیجا مگر جب اس نے آرزو کی (دین کو عملی جامہ پہنانے کی) تو شیطان اس کی خواہش کے درمیان حائل ہوگیا۔

جب امام محمد باقر اور امام جعفر صادق سے اس آیت کی تفسیر پوچھی گئی تو انھوں نے فرمایا:

نبی وہ ہے جو (دستور الٰہی کو) خواب میں دیکھتا ہے حضرت ابراہیم کے خواب کے مانند اور آواز بھی سنتا ہے لیکن فرشتہ کو نہیں دیکھتا؛ لیکن رسول وہ ہے جو خواب بھی دیکھتا ہے آواز بھی سنتا ہے اور فرشتۂ وحی کو بھی سامنے دیکھتا ہے اور ممکن ہے مقام نبوت و رسالت ایک شخص میں جمع ہو۔[3]

---

(1)۔ مفردات راغب، مادۂ نبائ(2)۔ لفظ نباء کے بارے میں معجم الفاظ قرآن کریم اور معجم الوسیط ملاحظہ ہو۔(3)ہم نے اصول کافی کی پہلی جلد کے 176 صفحہ سے نبی اور رسول کے درمیان اس فرق کا استفادہ کیا ہے.

8۔ رسول:

رسول لغت میں پیغام کے حامل ایک عقلمند انسان کو کہتے ہیںاور اس حال میں اسے مرسل کہتے ہیں اور رسول کی جمع رُسل آتی ہے ۔ لیکن اسلامی اصطاح میں: رسول ایک ایسا انسان ہے جسے خداوند عالم خاص پیغام دے کر کسی قوم کی طرف مبعوث کرتا ہے ، تاکہ ان کی اسلامی شریعتوں کی طرف ہدایت و راہنمائی کرے. وہ اس فریضہ کے انجام دینے کے سلسلہ میں خدا کی طرف سے معجزہ یا معجزات بھی ہمراہ رکھتا ہے. جو اس کی رسالت کی صداقت پر گواہ ہو اس طریقہ سے جن لوگوں کی طرف اسے بھیجا ہے ان پر خدا کی حجت تمام ہوتی ہے۔اور اس پیغمبر کی تکذیب یا مخا لفت ، بد بختی، عذاب یا دنیا کی ہلاکت و نابودی کا سبب بنتی ہے اور آخرت میں انواع و اقسام عذاب کا باعث ہوتی ہے، اسی وجہ سے پیغمبر کو نذیر اور منذر (ڈرانے والا) کہا جاتا ہے۔

دوسری طرف رسول پر ایمان رکھنا اس کی اطاعت وفرنبرداری کرنا دنیا کی شادمانی، خوشحالی اور سعادت، رحمت و بخشش اور آخرت میں خدا کی خوشنودی و رضایت اور بہشت کا باعث ہوتا ہے. ایسی صورت میں یہ پیغمبر بشیر و مبشر یعنی بشارت دینے والا ہے۔جو کچھ ہم نے بیان کیا ہے اس کی روشنی میں ہر رسول (نبی) ہے اور ہر نبی صفی اور برگزیدہ ہے لیکن ہر (نبی)لازمی طور پر رسول اور پیغمبر نہیں ہوگا ۔

9 ۔ اولوالعزم :

عزم لغت میں کسی کام کے کرنے کے لئے محکم اور پختہ ارادے اور اس راہ میں درپیش مشکلات میں صبر و تحمل کا نام ہے.

اسلامی اصطلاح میں اولوالعزم پیغمبر یہ ہیں:

* حضرت نوح * حضرت ابراہیم * حضرت موسیٰ * حضرت عیسیٰ * حضرت محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وآلہ و سلم۔

10۔ بشیر و نذیر :

عربی میں کہتے ہیں بشّرہ بشیئٍ : اسے نیک خوشخبری اور مژدہ دیا ایسی صورت میں بشارت دینے والے کو بشیر و مبشر کہتے ہیں.

و انذرہ الشئ و با لشئ

اسے ہولناک چیز کے ذریعہ ڈرایا مثال کے طور پر کہا جاتا ہے میں وارننگ دیتا ہوں تمھیں اس کے انجام سے ڈراتا ہوں لہذا اس سے بچو، ایسے شخص کو منذر یا نذیر کہتے ہیں ۔اسلامی اصطلاح میں بشیر و نذیر جیسے نام قرآن میں ان پیغمبروں کے لئے استعمال ہوئے ہیں جنھیں خداوند عالم نے کسی قوم کی طرف بھیجا ہے۔

جیسا کہ سورۂ انعام آیت 48، سورہ کہف، آیت 56 میں ارشاد ہوتا ہے:

(وَ مَانُر سِلُ الْمُرْ سَلِينَ اِلاَّ مُبَشِّرِيَن وَمُنْذِ رين)

ہم نے پیغمبروں کو صرف بشارت دینے والا اور ڈرانے و الا بنا کر بھیجا ہے۔

اور جیسا کہ سورۂ فاطر، آیت 24میں ارشاد ہوتا ہے:

(اِنّاَرْسَلناکَ بِالحَقِّ بَشيراً وَ نَذ يرًا وَاِنْ مِنْ اُ مَّةٍ اِ لاَّ خَلافِيها نَذِ يرُ)

ہم نے تمھیں حق کے ساتھ بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے اور کوئی امت ایسی نہیں ہے جس کے درمیا ن کو ئی ڈرانے والا نہ رہا ہو۔

11 ۔ بیّنات:

بان الشیئ: چیز آشکا ر و واضح ہو گئی، معین ہو گئی ۔آیات بینا ت یعنی ایسی واضح و آشکار آیات جن میں کسی قسم کی پیچید گی اور ابہام نہ ہو اور ان میں افراد بشر کے لئے کوئی مبہم بات نہ پائی جاتی ہو۔

12۔ و انز لنا :

خدا وند عالم نے میزا ن اور لوہے کا ایک ساتھ ایک ہی ردیف میں تذکرہ کیا ہے تا کہ لوگ ان دونوں ہی سے اپنی زند گی میں استفا دہ کریں اور میزان کو آسمانی کتابوں میں نازل فرمایا، یعنی ان میں میزان اور معیار قرار دیا تا کہ اس کے ذریعہ انسا نی اجتما ع، انسانی عا دات ، طور طریقے، عقائد ان کے امور تولے جائیں اور ہر ایک کا نفع و نقصان معین و مشخص ہو۔

13۔ میزان:

لغت میں اس وسیلے کو کہتے ہیں جس سے محسوس ہو نے والی ما دی چیزیں تو لی جا تی ہیں.اور اسلامی اصطلا ح میں: میزان وہی دین ہے جو آسمانی کتا ب میں ہے اور اس کے سہا رے عقائد اوردیگر امور کی سنجش ہوتی ہے اور اسی کے مطابق قیا مت کے دن انسا ن کا حسا ب و کتا ب ہو گا اور اس کے نتیجہ میں اسے سزا یا جزا دی جا ئے گی۔

14۔ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالقِسطِ:

قسط ،عدل کے معنی میں ہے. عدل یعنی جو جس چیز کا مستحق ہو اسے وہ چیز دینا اور جس چیز کی ادائیگی اُس پر واجب ہے وہ چیز اس سے لینا۔

15۔ بأس شدید:

یہ پر باس سے مراد جنگ ہے کہ ارشاد ہوتا ہے:

(وَ اَنزَ لنَا الْحَد یدفیہِ بَأس شَدید وَمَنافِعُ لِلنّاسِ)

یعنی خدا وند عالم نے انسان کی راہنمائی کی تا کہ لوہے سے حق کے دفاع کی خاطر جنگی اسلحے بنائیں. آج بھی انسان لوہے سے جنگی اسلحہ بناتا ہے اور بنائے گا اس کے علاوہ لوہا انسان کے لئے دیگر منفعتوں کا بھی حامل ہے۔

16۔ کسفاً:

کسفۃً، کسی چیز کے ٹکڑے کو کہتے ہیں اس کی جمع کِسَف آتی ہے اور (اوتسقط السماء کما زعمت علینا کسفا) کے معنی یہ ہیں کہ آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہم پر گرجائے.

17۔ زخرف:

زخرف سونے کے معنی میں ہے. بعد میں یہ کلمہ زینت کے معنی میں استعمال ہوا ہے، یا اس کے برعکس۔

18۔ جیب:

گریبان لباس اور اس کے مانند اشیاء کے معنی میں ہے، ایسا شگاف جو لباس یا پیرھن میں اس لئے کیا جاتا ہے کہ سر اس سے پار ہو جائے۔

19۔ مبصرۃ:

آشکار اور واضح۔

20 ۔ اصری:

اصر یعنی ایسا پیمان جس میں تاکید پائی جاتی ہو۔

21 ۔ طاغوت:

طغٰی طغیاناً:

یعنی سرکشی کی حد سے گذر گیا۔ طاغوت ،ہر سرکش اور نافرمان اور خدا کے علاوہ ہر معبود کے معنی میں ہے، اس کی جمع طواغیت آتی ہے۔

22 ۔آیت:

آیت لغت میں محسوس چیز کی آشکار علامت و پہچان اور معقول چیز میں مقصود پر دلیل کے معنی میں ہے ۔

پہلی مثال: سورہ ٔمریم کی دسویںآیت میں حضرت زکریاکی داستان سے متعلق خدا کا فرمان ہے:

(قالَ رَبِ اْجعَل لی آیةً قالَ آ یَتُکَ اَلاّ تُکَلِّمَ النَاسَ ثَلاثَ لَیالٍ سَو یّاً)

حضرت زکریا کی مراد کہ کہتے ہیں:(اجعل لی آیۃ) یہ ہے کہ اس امر کے لئے ہمارے لئے علامت اور نشانی قرار دے. کہ خدا نے فرمایا تمہاری علامت یہ ہے کہ تم تین دنوتک مسلسل کسی سے کلام نہیں کروگے۔

دوسری مثال: سورہ یٔوسف کی 105 ویں آیت میں خدا فرماتا ہے:

(وَ کَاَ یِّن مِنْ آیة فی السمواتِ والارض یَمُرُّ ون علیها وهُمْ عَنْها معرضونَ)

یعنی آسمان و زمین میں کس قدر علامت و نشانی پائی جاتی ہے جو خدا کی قدرت اور حکمت کی حکایت کرتی ہے یا حضرت باری تعالی کے دیگر صفات کہ نہایت سادگی کے ساتھ ان سے گذر جاتے اور ان سے اعراض کرتے ہیں۔

دوسری قسم کی مثال: وہ آیات اور معجزات ہیں جنھیں خداوند عالم اپنے پیغمبروں کے ہاتھو ظاہر کرتا ہے جیسا کہ سورہ ٔنحل کی بارھویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے :

(وَأدخل یدکَ فی جَبیکَ تخُرجْ بیضاء مِن غیر سوء فی تِسْعِ آیا تٍ الی فِرعَونَ وقومِهِ)

(مراد حضرت موسیٰ کا ید بیضا والا معجزہ اور ان کے دیگر نہ گانہ معجزات ہیں)

لیکن اصطلاح اسلامی میں آیت کا استعمال دو معنی میں ہوا ہے۔

1۔ وہ معجزات جنھیں خدا وند عالم نے اپنے اولیاء اور پیغمبروں کے ہاتھوں پر جاری کیا ہے:

جیسے موسیٰ کلیم اللہ کا عصا اور ناقہء حضرت صالح، اسے معجزہ کہتے ہیں، اس لئے جن و انس اس کے جیسا پیش کرنے سے عاجز و بے بس ہیں، اسی طرح کسی بچے کا بغیر باپ کے پیدا ہو جانا بھی معجزہ ہے.

پیغمبروں کے غیر طبعی حالات اور خارق العادۃ اقدامات اسی قسم کی آیتیں ہیں.

جیسے حضرت عیسیٰ کی ولادت ان کی مانحضرت مریم کے ذریعہ کہ نہ ان کا کوئی شوہر تھا اور نہ ہی حضرت عیسیٰ کا کوئی باپ تھا۔

اور جیسا کہ خدا وند عالم کا سورۂ مومنون آیت 50 سورۂ انبیائ، آیت 91 میں ارشاد ہوتا ہے:

(وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَ ُمَّهُ آيَةً وَآوَيْنَاهُمَا الَى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَمَعِينٍ)

ہم نے عیسیٰ کو اور عیسیٰ کی ماں (مریم) کو آیت و نشانی قرار دی ہے۔

اور اسی قسم کی آیت، وہ عذاب ہے جو مشرکین پر نازل ہوتا ہے۔

جیسا کہ خدا وند سبحان سورہ عنکبوت کی 15 ویں آیت میں ارشاد فرماتا ہے:

(فَأَنجَيْنَاه وَ اَصْحابَ السَّفينةِ وَ جَعَلنَاهاآيةً لِلعَالمينَ)

حضرت نوح کی کشتی پر سوار ہونے والوں کو نجات دینا اور مشرکین کا غرق ہو جانا خود ہی آیت ہے۔

جیسے اسی قسم کی آیت سورۂ قمر کی 15 ویں آیت ہے۔

2۔آیت قرآن کریم کی رو سے

راغب مفردات القرآن نامی کتاب میں تحریر فرماتے ہیں:

قرآن کا کوئی جملہ بھی جو کسی حکم پر دلالت کرتا ہو ایک آیت ہے، قرآن کا کوئی سورہ ہو یا سورہ کا ایک حصّہ یا چند حصّے ہوں؛ اور اس کا ہر کلام یا جملہ جو لفظی اعتبار سے الگ ہو (آیت) کہلاتا ہے اسی لحاظ سے ایک سورہ متعدد آیات میں تقسیم ہوتا ہے۔[1]

---

(1)۔ (آیت) کی لفظ مفردات راغب میں ملاحظ ہو.

روایات مینگزشتہ آیات کی تفسیر

الف ۔ ابو ذر کی حدیث میں مذکور ہے کہ آپ نے فرمایا:

رسول خدا ﷺ سے سوال کیا : انبیاء کی تعداد کیا ہے ؟

فرمایا: ایک لاکھ چوبیس ہزار ۔

میں نے سوال کیا : ان میں کتنے لوگ رسول تھے ؟

فرمایا : تین سو تیرہ افراد پر مشتمل ایک مجموعہ تھا۔

میں نے سوال کیا : سب سے پہلے نبی کون تھے ؟

فرمایا : آدم۔

میں نے سوال کیا:آیا حضرت آدم نبی مرسل تھے؟

فرمایا : ہاں، خدا نے انھیں اپنے دست قدرت سے خلق فرمایا اور ان میں اپنی روح پھونکی پھر اس وقت رسول خدا نے مجھ سے خطاب کر کے فرمایا:

اے ابو ذر! انبیاء کے درمیان چار شخص (آدم ،شیث ، اخنوخ جنھیں ادریس کہا جاتا ہے اور یہ وہ پہلے شخص تھے کہ جنھوں نے قلم سے تحریر لکھی اور نوح) یہ سب کے سب سریانی تھے اور چار افراد (ہود ،صالح، شعیب اور تمہارا یہ نبی " محمد صلّیٰ اللہ علیہ و آلہ و سلم ")عرب ہیں۔

بنی اسرائیل کے سب سے پہلے نبی جناب موسیٰ اور آخری نبی حضرت عیسیٰ اور چھ سو دیگر انبیاء ہیں۔

میں نے سوال کیا : اے رسول خدا ﷺ ! خداوند عالم نے کتنی کتابیں نازل کی ہیں ؟

فرمایا: ایک سو چار کتابیں. خداوند عالم نے شیث پر پچاس صحیفے اور ادریس پر تیس صحیفے اور ابراہیم پر بیس صحیفے نازل کئے، پھر توریت، انجیل، زبور اور فرقان کو نازل کیا ... آخر حدیث تک.[1]

اس حدیث کی عبارت احمد بن حنبل کی مسند میں مندرجہ ذیل طریقہ سے ذکر ہوئی ہے:

پھر میں نے سوال کیا! اے رسول خدا ﷺ انبیا کتنے ہیں؟

فرمایا ایک لاکھ چوبیس ہزار افراد کہ انھیں میں سے تین سو پندرہ افراد رسول ہیں.[2]

ب۔ حضرت ابو الحسن علی بن موسی الرض سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

اولو العزم کو اولو العزم اس لئے کہتے ہیں کہ یہ لوگ عزم و کوشش، استقامت و پایداری کے مالک اور شریعت کے حامل تھے. حضرت نوح کے بعد ہر نبی ان کی شریعت اور قوانین کا پابند تھا اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے زمانے تک ان کی کتاب کا پیرو رہا؛ اور جو بھی نبی ان کے زمانے میں تھا یا ان کے زمانے کے بعد آیا ابراہیم کی شریعت وقوانین کا پابند تھے۔

---

(1) بحار الانوار، علّامہ مجلسی، ج11، ص32، معانی الاخبار کے صفحہ 95 سے نقل کے مطابق؛ خصال ج 2، ص 104. مسند احمد ج 5، ص 265۔ 266؛ نہایۃ اللغۃ، لغت حجت، بحار، ج 11، ص 33 خصال کی نقل کے مطابق، ج1، ص 144. مختصر الحدیث امام باقر سے شاید حدیث میں مذکور سریانی سے مراد لوگوں کی قدیم زبان ہو.(2) مسند احمد، ج5، ص265، 266.

اور حضرت موسیٰ کے ظہور تک انھیں کا پیرو رہا؛اور جو نبی حضرت موسیٰ کے زمانے میں تھا یا بعد میں آیا ہے موسیٰ کی شریعت اور قوانین کا پابند اور ان کی کتاب توریت کا حضرت عیسیٰ کے زمانے تک پیرو تھا اور جو نبی حضرت عیسیٰ کے زمانے میں یا ان کے بعد ہوا وہ ان کی شریعت و قوانین اور ان کی کتاب انجیل کا ہمارے نبی حضرت محمد صلّی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے زمانے تک پیرو تھا. یہ پانچ افراد اولو العزم اور تمام انبیاء اور رسولوں سے افضل ہیں اور حضرت محمد ﷺ کی شریعت قیامت تک کے لئے ثابت ہے جو کبھی نسخ نہیں ہوگی اور آنحضرت کے بعد قیامت تک کوئی دوسرا نبی نہیں ہوگا آخر حدیث تک.[1]

سیوطی کی تفسیر میں ابن عباس سے منقول ہے:

اولو العزم سے مراد ہیں:* خاتم الانبیاء ﷺ *نوح *ابراہیم ،

*موسیٰ *عیسی ،[2]

اصول کافی میں اپنی سند کے ساتھ امام صادق سے روایت کرتے ہیں:

انبیاء اور پیغمبروں کے سردار پانچ افراد ہیں جو اولو العزم پیغمبر تھے ، شریعتو کا اہم محور ہیں؛ خاتم الانبیاء ﷺ نوح ، ابراہیم ، موسیٰ ، عیسیٰ ۔[3]

ج ۔تاریخ یعقوبی میں امام جعفر صادق سے روایت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

امام جعفر صادق نے فرمایا:

خداوند عالم نے کسی پیغمبر کو نبوت نہیں دی مگر اس چیز کے ہمراہ جس کے ذریعہ وہ اپنے تمام اہل زمانہ پر فوقیت رکھتا ہو۔

مثال کے طور پر حضرت موسیٰ فرزند عمران کو ایسی قوم کی طرف نبی بنا کر بھیجا جس پر سحر وجادو غالب تھا اس لئے آپ کو ایسی چیز عطا کی جس کے ذریعہ ان کے سحر کا مقابلہ کیا اور کامیاب ہوئے اور ان کے سحر کو باطل کیا اور وہ :عصا، ید بیضائ، ٹڈیو کا حملہ ، جوئیں ، مینڈھکو کی کثرت، خون، دریا کا شگافتہ ہونا، چٹان کا اس طرح سے پھٹ جانا کہ اس سے پانی نکل آیا اور ان کے چہرے کو بدنما بنا دینا اور مسخ کردینا، یہ سب حضرت کے معجزات تھے۔

---

(1) بحار الانوار، علّامہ مجلسی، ج11، ص 34، 35؛ عیون اخبار الرضا سے نقل کے مطابق ص 234، 235 پر (2) تفسیر سیوطی، ج6، ص 45. (3) اصول کافی، ج1 ص 175، باب طبقات الانبیاء والرسل، کتاب خصال، ج1، ص 144 کی نقل کے اعتبار سے.

داؤد کو اس وقت لوگوں کے درمیان مبعوث کیا جس زمانے میں صنعت و ہنر اور لہو و لعب کا غلبہ تھا اس لئے حضرت داؤد کے ہاتھ میں لوہے کو نرم بنا دیا اور انھیں خوش الحانی (اچھی آواز) دی وہ بھی اس درجہ خوش الحانی کہ پرندے آپ کی خوبصورت آواز کی وجہ سے آپ کے ارد گرد جمع ہوجاتے تھے۔

سلیمان کو ایسے زمانے میں مبعوث کیا جب لوگوں کے درمیان مکان بنانے کا شوق اور طلسم وجادو کا دور دورہ تھا. اسی سبب سے اس نے ہوا کو ان کا تابع بنا دیا اور جنات کا ان کا مطیع و فرمانبردار بنا دیا۔

عیسیٰ کو بھی ایسے دور میں مبعوث کیا جس زمانے میں ڈاکٹری لوگوں کو اپنے آپ میں مشغول کئے ہوئے تھی، لھذا ان کو مردوں کو زندہ کرنے اور کوڑھیو اور مبروص کو شفا دینے کے اسلحے سے آراستہ کیا۔

محمد مصطفیٰ صلّیٰ اللہ علیہ و آلہ و سلم کو اس دور میں مبعوث فرمایا جب لوگو میں سب سے زیادہ اچھی گفتگو کرنے، کہانت، پیشینگو ئی کرنے، مسجع اور موزون کلام اور فصیح و بلیغ خطبہ دینے کا رواج تھا، لہٰذا آنحضرت ﷺ کو قرآن مبین اور قوت خطابت کے ساتھ مبعوث کیا۔ [1]

---

(1) تاریخ یعقوبی، ج 2، ص 34

پروردگار عالم نے آدمیو اور فرشتوں کے درمیان حضرت آدم ، حضرت نوح ، آل ابراہیم اور آل عمران جیسے پیغمبروں کو عالمین پر اور حضرت مریم کو جہان کی خواتین پر منتخب فرمایا۔

خداوند عالم نے حضرت نوح ، حضرت ابراہیم ، حضرت لوط ، حضرت اسماعیل، حضرت اسحاق، حضرت یعقوب ، حضرت یوسف ، حضرت موسی، حضرت ہارون، حضرت یسع، حضرت داؤد ، حضرت سلیمان ، حضرت ایوب، حضرت الیاس ، حضرت زکریا، حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ ، کو کتاب، حکم اور نبوت عطا کی اور ان کے درمیان حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ اور ہمارے نبی حضرت محمد مصطفی صلّیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کتاب اور مخصوص شریعت عنایت فرمائی ہے ؛ یہ لوگ اولوالعزم پیغمبروں میں سے ہیں خداوندعالم نے ان کی کتابوں میں ضابطہ حیات اور ایک میزان قرار دیا تا کہ اس کے ذریعہ افراد معاشرہ کے حق و باطل عقائد اور اعمال پہچانے جائیں۔

اور ان میں سے بعض جیسے حضرت موسیٰ کلیم اللہاور محمد حبیب اللہ صلّیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ان لوگوں کے برخلاف جو راہ انسانیت سے منحرف ہو چکے ہیں شدید جنگوں میں استفادہ کے لئے اسلحے قرار دئے اور ان لوگوں کے لئے بھی جو جنگ اور شمشیر کے علاوہ راہ راست پر آنے والے نہیں ہیں، ایسے ہی بعض پیغمبروں کو مبعوث کیا اور انھیں بشر (بشارت دینے والا) اور منذر (ڈارنے والا) بنایا۔ خواہ صاحبان شریعت پیغمبر ہوں جیسے حضرت نوح اور حضرت موسیٰ یا وہ لوگ ہوں جو مستقل شریعت کے مالک نہیں ہیں جیسے حضرت شعیب اور حضرت لوط۔

خداوند عالم نے کسی قوم کو اس وقت تک عذاب میں مبتلا نہیں کیا جب تک کہ رحمت کی نوید دینے والے اور عذاب سے ڈرانے والے کسی پیغمبر کو اپنی طرف سے معجزہ اور نشانیوں کے ہمراہ نہیں بھیجا.

خدا وند عالم اس سلسلہ میں فرماتا ہے:

1۔ سورۂ اسراء کی 15 ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے :

(وَ ماَ کُنَّا مُعَذِّبینَ حتیّٰ نَبعَثَ رسولاً)

ہم جب تک کوئی رسول نہیں بھیجتے اس وقت تک عذاب نہیں کرتے۔

2۔ سورہ یُونس کی 45 ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے :

(وَ لِکُلِّ اُمَّةٍ رَسُول فَاِذاجَائَ رَسُولُھُمُ قُضِیَ بَینَھُمْ بِالْقِسْطِ وَھُمْ لایُظْلَمُونَ)

ہر امت کے لئے ایک رسول ہے لہٰذا جب ان کے درمیان ان کا رسول آجائے تو عدل و انصاف کے ساتھ قضاوت کی جائے اور اُن پر ستم نہ کیا جائے گا۔

جو امت پیغمبر کی نافرمانی کرے وہ دنیا و آخرت میں عذاب کی سزاوار ہوگی۔جیسا کہ خدا وندعالم نے فرعون اور اس سے پہلے والوں کی حالت کے بارے میں سورہ اُلحاقہ کی دسویں آیت میں خبر دیتے ہوئے فرمایا ہے:

(فَعَصَواْ رَسُولَ رَبِّھِم فَأَخَذَھُمْ اَخْذَ ةً رابِیَة)

انھوں نے اپنے اللہ کے رسول کی نافرمانی کی ،تو خدا وند عالم نے ان کا سختی کے ساتھ محاسبہ کیا۔

پیغمبر کی نافرمانی خدا کی نافرمانی ہے .جیسا کہ خدا نے سورہ جن کی 23 ویں آیت میں فرمایا ہے:

(وَ مَنْ یَعصِ اللهَ وَرَسُولَهُ فَاِ نَّ لَهُ نارَجَھَنّمَ خَالِدِینَ فِیھااَبداً)

جو خدا اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے اس کے لئے آتش جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ معذب ہوتا رہے گا۔

خدا وند عالم رسولوں کو انبیاء میں سے منتخب کرتا ہے اسی لئے رسولوں کی تعداد جیسا کہ پیغمبر اسلام صلّیٰ اللہ علیہ و آلہ و سلم سے مروی ابوذر کی گزشتہ روایت میں ہے، انبیاء کی تعداد سے کم ہے. لیکن خدا وند عالم جسے لوگوں کی ہدایت کے لئے مبعوث کرتا ہے اسے معجزہ دیتا ہے تاکہ وہ اس کے مدعا کی تائید کرے کہ وہ خدا کی طرف سے مبعوث ہوا ہے۔

معجزہ اور آیت کی حقیقت

خدا وند سبحان نے انبیاء کو نظام ہستی پر حکومت و ولایت عطا کی ہے تا کہ جب خدا کی مرضی ہو کہ اُس کا نبی نظام کے کسی بھی جزکو جسے اس نے ہستی کے لئے مقرر کیا ہے تبدیل کر دے، تو وہ اس کے اذن اور اجازت سے انجام دے سکے ۔

اس لحاظ سے انبیاء کے ذریعہ نظام طبعیت کے ایک حصّہ کے خلاف معجزہ پیش کرنا پروردگار عالم کی تکوینی سنت ہے. اور ایسے سماج میں یہ معجزہ پیش کیا جاتا ہے کہ جہاں پیغمبران الٰہی رسالت کے لئے مبعوث ہوئے ۔

بنا بر این امتوں نے انبیاء سے معجزہ دکھانے کی درخواست کی تا کہ ان کے دعویٰ کی صداقت پر دلیل ہو.خدا وند عالم نے اس موضوع کو قوم صالح کی سرگذشت میں سورہ شعراء میں عنوان کرتے ہوئے فرماتا ہے (:(مَا أَنْتَ لَّابَشَر مِثلُنافأتِ بِآ یةٍ انْ کُنتَ مِن الصّادِ قِیْنَقالَ هذهِ ناقَة لَهاشِرْب وَلُکم شِربُ یومٍ معلومٍ★و لا تَمَسّوها بسوئٍ فَیَأ خذَکُم عذابُ یومٍ عظیمٍ)(حضرت صالح کی قوم نے ان سے کہا) تم ہمارے ہی جیسے ایک انسان ہو. اگر سچے ہو تو معجزہ پیش کرو۔ تو کہا !یہ اونٹنی ہے کچھ پانی اس سے مخصوص ہے اور پانی کا کچھ حصہ تم لوگوں سے مخصوص ہے اور دیکھو اس کی طرف دست خیانت درازنہ کرنا ورنہ عظیم دن کے عذاب میں گرفتار ہو جاؤ گے.[1] عام طور پر ہوا یہی کہ جب کسی پیغمبر نے آیت اور معجزہ دکھایا تو امتیں ضد اور ہٹ دھرمی اوران کے

---

(1) سورہ شعرا، آیت 154-156.

ساتھ عناد اور دشمنی پر تل گئیں. اور نہ ہی رب پر ایمان لائیں اور نہ ہی اُس پیغمبر پر جو اس کی طرف سے ان کی طرف مبعوث ہوا تھا خداوند عالم اس موردمیں گزشتہ آیات کے بعد، قوم ثمود کے بارے میں اس طرح خبر دیتا ہے:

(فَعقروها فَأَ صْبَحُوا نَادِمين)

انھوں نے اس اونٹنی کو مار ڈالا پھر اس کے بعد اپنے کرتوت پر شرمندہ ہوئے۔[1]

اگر کسی قوم کی خواہش کے مطابق اس کے پیغمبر سے معجزہ صادر ہوا لیکن اس قوم نے اُس کی تصدیق نہیں کی اور نہ ہی اُس پر ایمان لائی تو سرزنش و ملامت اور عذاب کی مستحق ہو گئی اور ان کے خدا نے ان پر عذاب نازل کر دیا جیسا کہ خدا نے اسی سورہ کے اختتام پر قوم ثمود کی نافرمانی کی خبر دی ہے:

(ف (أَخَذَهمُ العَذا ب انَّ فی ذ لِکَ لَأ یةوَ مَاکانَ اَکْثَرُهُم مُؤمِنین)

اُس وقت عذاب موعود میں بتلا ہو گئے یقینا اس قوم کی ہلاکت میں دوسروں کے لئے عبرت کی نشانی ہے (لیکن) اس کے باوجود بھی اکثر لوگ خدا پر ایمان نہیں لائے۔[2]

انبیاء کا معجزہ پیش کرنا حکمت الٰہی کے مطابق ہے اور حکمت کا مقتضی ایک ایسی حد اور اندازہ کے مطابق معجزہ پیش کرنا ہے کہ جو شخص اپنے رب اور اس کے پیغمبر پر ایمان لانا چاہتا ہے تو اسے پتہ چل جائے کہ پیغمبر اپنے ادّعا میں سچّا ہے نہ اُس حد اور مقدار میں کہ سرکش اور باغی قومیں تعیین کرتی اور چاہتی ہیں. یا کسی محال امر کی امید رکھتے ہیں جیسا کہ دو مقام پر قریش نے خاتم الانبیائ ﷺ سے تقاضا کیا تھا اور وہ اس امر کے بعد تھا کہ خدا نے قریش سے جو کہ عرب میں فصیح و بلیغ کلام میں ممتاز اور معروف تھے آیت طلب کی اور انھیں مخاطب کرتے ہوئے سورۂ بقرہ میں ارشاد فرمایا:

(وَ ِنْ کُنتُمْ فِی رَیْبٍ مِمَّا نَزَّلْنَا عَلَی عَبْدِنَا فَ ْتُوا بِسُورَةٍ مِنْ مِثْلِهِ وَادْعُوا شُهَدَائَکُمْ مِنْ دُونِ اللهِ نْ کُنتُمْ صَادِقِینَ★ فَ ِنْ لَمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِی وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عِدَّتْ لِلْکَافِرِینَ★)

جو کچھ ہم نے اپنے بندہ پر نازل کیا ہے اگر تمھیں اس میں شک و تردید ہے، تو اس کے مانند ایک سورہ ہی پیش کر دو اور خدا کے علاوہ اپنے ناصروں سے مدد بھی لے لو اگر سچے ہو۔ لیکن اگر نہیں کر سکتے اور ہرگز اس پر قادر نہیں ہو تو پھر خدا کی اس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں اور کافروں کے لئے مہیّا کی گئی ہے.[3]

---

(1) سورۂ شعراً، آیت، 157.(2) سورۂ شعراً، آیت، 158.(3) سورۂ بقرہ: آیت 23 اور 24.

اس طرح سے پروردگار نے ان پر حجت تمام کی اور فرمایا ہے :

جو کچھ ہم نے اپنے بندے پر نازل کیا ہے اس میں اگر تمھیں شک و شبہہ ہے تو اس کے مانند ایک سورہ ہی پیش کرو اور سب کو اپنا مددگار بھی بنالو اور خبر دی ہے کہ اگر جن وانس ایک دوسرے کے مددگار ہو جائیں تو بھی اس کے مانند نہیں لا سکتے اور تاکیداً نفی ابد فرمائی اور کہا (لن) یعنی ہر گز اس کے مانند نہیں لا سکتے. حتیٰ کہ ہمارے زمانے میں بھی اسلام دشمن عناصر اپنی تمام تر کثرت اور عظیم و گونا گونقدرت کے باوجود قادر نہیں ہیں کہ قرآن کے مانند ایک سورہ پیش کر سکیں۔

اُن لوگوں نے اس سر توڑ مبارزہ جوئی کے بعد (ایک ایسے امر کے پیش کرنے میں جسے جن و انس مل کر پیش نہیں کر سکتے اور اس کے مانند پیش کرنے میں قریش کی ناتوانی کے باعث) رسول خدا صلّی اللہ علیہ و آلہ و سلم سے مطالبہ کیا کہ مکّہ کی آب و ہوا تبدیل کر دیں اور سونے کا گھر پیش کریں یا خدا اور فرشتوں کو ان کے سامنے حاضر کر دیں یا آسمان کی طرف پرواز کریں پھر بھی ان تمام چیزوں کے باوجود ایمان نہیں لائیں گے مگر جب ان کے لئے آسمان سے کوئی کتاب نازل ہو جس کی وہ تلاوت کریں! معلوم ہے کہ جو انھوں نے درخواست کی تھی وہ ایک محال امر تھا وہ یہ کہ خدا اور فرشتوں کو ان کے سامنے حاضر کر دیں (کہ خداوند عالم ان ستمگروں کی بات سے بلند و برتر ہے) اور ان کے درمیان انبیاء کے بھیجنے میں اللہ کی سنت کے خلاف مطالب موجود ہیں اس معنی مینکہ انھوں نے مطالبہ کیا تھا کہ ان کے سامنے آسمان کی طرف پرواز کریں اور ان کے لئے ایک کتاب لے آئیں ایسی چیز جو خدا کے پیغام لانے والے فرشتوں سے مخصوص ہے نہ کہ انسان سے دوسرے یہ کہ وہ لوگ سرے سے قبول ہی نہیں کرتے تھے کہ خدا کسی انسان کو رسالت کے لئے مبعوث کرے گا جب کہ حکمت اس کا اقتضاء کرتی ہے کہ انبیاء انسانوں کی جنس سے ہوں، تاکہ ان کے اعمال ورفتار میں ان کی اقتداء ہو اور اپنی قوم کے لئے نمونہ ہوں، ان کی دوسری درخواستیں بھی حکمت کے مطابق نہیں تھیں جیسے کہ انھوں نے مطالبہ کیا تھا کہ ان پر عذاب نازل ہو۔

اسی وجہ سے خدا اپنے پیغمبر کو حکم دیتا ہے کہ وہ لوگوں کو اس طرح جواب دے:

(سُبْحَانَ رَ بِیّ هَلْ کُنتُ اِلاَّبَشَراً رَسُولاً ً)

میرا ربّ پاک اور منزہ ہے کیا میں خدا کی طرف سے مبعوث ایک انسان کے علاوہ کچھ اور ہوں؟[1]

---

(1) سورۂ اسراء: آیت، 93.

خلا صہ کلا م یہ ہے کہ خدا کی حکمت کا تقا ضا تھا کہ اس کا فرستادہ اپنے ربّ کی طرف سے کوئی معجزہ پیش کرے جو اس کے ادّعا کی صداقت پر دلیل ہو اور اس طرح سے لوگوں پر حجت تمام ہو. اس صورت میں جو ما ئل ہو وہ ایمان لے آئے اور جو سر کشی و عناد کرنا چا ہے وہ کرے. جیسا کہ تمام معجزات پیش کر نے کے بعد حضرت موسیٰ اور حضرت ہا رون کی قوم کا حال تھا.یعنی جادو گر وںنے ایمان قبول کیا لیکن فر عونیوں اور اس کے گردو پیش والوں نے کفر و عناد کا راستہ اختیار کیا کہ خداوند عالم نے بھی انھیں غرق کر کے ذلت و خواری کی طرف کھینچ دیا۔

جو کچھ انبیا ء اللہ کی جانب سے پیش کرتے ہیں اسلامی اصطلاح میں اسے معجزہ کہتے ہیں جو کہ خود ہی ان کی صداقت پر ایک دلیل ہے۔

لہٰذا جو کچھ ہم نے بیان کیا اس کے مطابق ہر پیغمبر اور رسول نبی ہو گا، لیکن ہر نبی پیغمبر نہیں ہو گا جیسے یسع کہ وہ نبی اور حضرت موسیٰ کلیم اللہ کے وصی تھے۔

بعض پیغمبر ایسی شریعت لے کر آئے جو بعض ان موارد اور اعمال کی جنھیں گزشتہ شریعتوں نے پیش کیا تھا ،ناسخ قرار پائی جیسے حضرت موسیٰ کی شریعت سابق شریعتوں کی بہ نسبت اور بعض کی شریعت گزشتہ شریعت کو مکمّل کرنے والی یا تجدید کرنے والی تھی جیسے حضرت ختمی مرتبت ﷺ کی شریعت حضرت ابراہیم خلیل الرحمن کی شریعت کی بہ نسبت ،کہ خدا فرماتا ہے:

(ثُمَّ اَوْحَیْناَاالَیکَ اَن اتّبع مِلّةابرا هیم حنَیفاً...)

پھر اُس وقت ہم نے تمھیں وحی کی کہ ابراہیم کے پاک وپاکیزہ آئین کا اتباع کرو.[1]

اور سورۂ مائدہ کی تیسری آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

(اَلْیَو م اَکْمَلْتُ لَکُمْ دینکُم وَاَتمَمْتُ عَلَیکُم نِعمتی وَرضیتُ لَکُمُ الاِسلامَ دِیْناً)

آج کے دن ہم نے تمہارے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمتوں کو تمام کیا اور تمہارے لئے اسلام کو پسند کیا ۔

ان چند اصطلا حوں سے آشنا ئی کے بعد کہ جن پر قرآن کریم ، حدیث اور سیرت کی کتابوں میں انبیاء کی خبروں کا سمجھنا موقوف ہے.اب ہم انشا ء اللہ ان کے اخبار کی تحقیق کریں گے اور اپنی بات کا آغاز حضرت آدم ابو لبشر سے کریں گے۔

---

(1) سورۂ نحل:آیت 123.

حضرت آدم

* حضرت آدم کی خلقت سے متعلق چند آیات.

* کلمات کی تشریح

* آیات کی تفسیر

آدم کی خلقت

1۔ خداوند سبحان سورۂ طٰہٰ کی 115 اور 122 آیات میں فرماتا ہے.

(وَلَقَدْعَهِدْنَا اِلٰی آدمَ مِن قَبْلُ فَنَسِیَ واَلَمْ نَجدلَهُ عزمًا..★ ثم أجْتَباه رَبُّهُ فَتابَ عَلَیْهِ وَهَدیٰ)

اور ہم نے آدم سے عہد وپیمان لیا (کہ شیطان کے دھوکے میں نہ آئیں) اور اس عہد میں اُن کو ثابت قدم اور پائدار نہیں پایا * ... * پھر خدا نے ان کی توبہ قبول کی اور ان کی ہدایت فرمائی اور انھیں مقام نبوت کے لئے انتخاب کیا.

2۔ سورۂ بقرہ کی 27 اور 30 ویں آیت میں ارشاد فرماتا ہے:

(وَإِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلاَئِکَةِ نِّی جَاعِلٌ فِی الَرْضِ خَلِیفَةً قَالُوَا تَجْعَلُ فِیهَا مَنْ یُفْسِدُ فِیهَا وَیَسْفِکُ الدِّمَائَ وَنَحْنُ نُسابِحُ بِحَمْدِکَ وَنُقَدِّسُ لَکَ قَالَ نِّیَ عْلَمُ مَا لاَتَعْلَمُونَ★ وَعَلَّمَ آدَمَ الَسْمَائَ کُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَی الْمَلاَئِکَةِ فَقَالَ نْبِئُونِی بِ◌َسْمَائِ هَؤُلاَءِ نْ کُنتُمْ صَادِقِینَ★ قَالُوا سُبْحَانَکَ لاَعِلْمَ لَنَا لاَّ مَا عالَمْتَنَا نَّکَ نْتَ الْعَلِیمُ الْحَکِیمُ★ قَالَ یَاآدَمُ نْبِئْهُمْ بِ◌َسْمَائِهِمْ فَلَمَّاَ نْبَ◌َهُمْ بِ◌َسْمَائِهِمْ قَالَ اَلَمْ قُلْ لَکُمْ نِّیَ عْلَمُ غَیْبَ السَّمَاوَاتِ وَالَرْضِ وَ◌َعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا کُنتُمْ تَکْتُمُونَ★ وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلاَئِکَةِ اسْجُدُوا لآدَمَ فَسَجَدُوا لاَّ بْلِیسَ بَی وَاسْتَکْبَرَ وَکَانَ مِنْ الْکَافِرِینَ★ وَقُلْنَا یَاآدَمُ اسْکُنْ نْتَ وَزَوْجُکَ الْجَنَّةَ وَکُلاَمِنْهَا رَغَدًا حَیْثُ شِئْتُمَا وَلاَتَقْرَبَا هَذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَکُونَا مِنْ الظَّالِمِینَ★ فَ◌َزَلَّهُمَا الشَّیْطَانُ عَنْهَا فَ◌َخْرَجَهُمَا مِمَّا کَانَا فِیهِ وَقُلْنَا اهْبِطُوا بَعْضُکُمْ لِبَعْضٍ عَدُوّ وَلَکُمْ فِی الَرْضِ مُسْتَقَرّ وَمَتَاع الَی حِینٍ★ فَتَلَقَّی آدَمُ مِنْ رَابِهِ کَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَیْهِ نَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیمُ★)

* جب تمہارے رب نے فرشتوں سے کہا:میں روئے زمین پر ایک جانشین بناؤں گا ان لوگوں نے کہا آیا ایسے کو بنائے گا جو اس میں خونریزی اور فساد برپا کرتے ہیں؟ جب کہ ہم تیری تسبیح اور حمد کرتے ہیں اور تیری پاکیزگی بیان کرتے ہیں. فرمایا ! جو میں جانتا ہو تم نہیں جانتے اور آدم کو تمام اسماء کی تعلیم دی اس کے بعد انھیں فرشتوں کے سامنے پیش کیا اور ان سے سوال کیا اگر سچّے ہو تو ان کے اسماء کے بارے میں مجھے خبر دو ۔* بولے خدا وندا! تو منزہ ہے ہم تو وہی جانتے ہیں جو تو نے ہمیں سکھایا ہے تو دانا اور حکیم ہے۔ *

فرمایا : اے آدم ! تم ان کے اسماء کی انھیں خبر دو جب آدم نے انھیں آگاہ کیا تو فرمایا: کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ ہم زمین و آسمان کے غیب کے بارے میں یا جو کچھ ظاہر اور مخفی رکھتے ہو اس سے باخبر ہیں*

جب ہم نے فرشتوں سے کہا آدم کا سجدہ کرو سب نے سجدہ کیا جز ابلیس کے اس نے انکار کیا اور تکبر سے کام لیا اور وہ کافروں میں سے تھا۔ * اور ہم نے کہا اے آدم ! تم اور تمہاری بیوی جنت میں سکونت اختیار کرو اور وہ پر جہ سے چاہو کھاؤ جو تمھیں پسند آئے ، لیکن اس درخت کے نزدیک نہ جانا ورنہ ستمگروں میں سے ہو جاؤ گے * شیطان نے انھیں فریب دینے کی کوشش کی اور انھیں جنّت سے باہر کر دیا اور میں نے کہا تم سب کے سب نیچے اترو تم میں سے بعض بعض کا دشمن ہوگا اور تمہارے لئے زمین میں ایک مدت تک کے لئے ٹھہر سکتے ہو اور اس سے بہرہ مند ہوسکتے ہو * پھر آدم نے اپنے خدا سے چند کلمات یاد کئے اور خدا نے ان کی توبہ قبول کی کہ وہ توبہ قبول کرنے والا اور مہربان ہے ۔ *

3۔ سورۂ آل عمران کی 33 ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

(انَّ اللهَ اِصطَفیٰ آدَمَ وَ نُوحاً وَآلَ اِبْرَاهیمَ وَآل عِمرَانَ عَلی العَا لمین)

خدا وند عالم نے آدم ،نوح ،خاندان ابراہیم اور خاندان عمران کو سارے جہان پر انتخاب کیا۔

سورۂ انعام کی 89 ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

(اُولئک الَّذِینَ آتَینَاهُمُ الْکِتَابَ وَالْحُکْمَ وَالنُّبوَّة...)

وہ لوگ (انبیائ)وہی ہیں جنھیں ہم نے آسمانی کتاب، فرمانروائی اور نبوت عطا کی ہے...

کلمات کی تشریح

1۔ اجتباہ:

اسے چنا اور انتخاب کیا. مفردات راغب میں مذکور ہے کہ: اجتباہ اللہ العبد یعنی یہ کہ خدا نے بندہ کو الٰہی فیض سے مخصوص کیا وہ بھی اس طرح سے کہ انواع و اقسام کی نعمتیں اُس کے اختیار میںدے دیتا ہے بغیر اس کے کہ بندہ نے اس سلسلے میں کوئی کوشش کی ہو. یہ فیض انبیاء اور ان کے ہم مرتبہ صدیقین اور شہداء سے مخصوص ہے۔

2۔ تابَ:

اُس نے توبہ کی. بندہ کی توبہ اس کی ندامت اور پشیمانی کا پتہ دیتی ہے اس گناہ سے جو انجام دیا ہے لہٰذا اس گناہ کے ترک کرنے کا ارادہ کرنا اور جہاں تک ممکن ہو اس کی تلافی اور تدارک کرنا بندہ کی توبہ ہے۔

لیکن ربّ کی توبہ کے معنی اپنے بندے کی توبہ قبول کرنا ، اس کی خطاؤں سے درگذر کرنا ، اس کے ساتھ لطف واحسان کرنا اوراس کی بخشش کرنا ہے۔

3۔ خلیفۃ:

فرشتوں کی آفرینش سے متعلق ذکر شدہ بحثوں کے ذیل میں ہم کہیں گے:

خلیفہ کی لفظ قرآن میں مفرد اور جمع دونوں صورتوں میں ذکر ہوئی ہے اور مفرد، جمع کی ضمیر کے ساتھ بھی استعمال ہوئی ہے لیکن جہاں پر مفرد ذکر ہوئی ہے اس سے مراد زمین پر اصفیاء اللہ میں سے برگزیدہ شخص ہے اور جہاں جمع یا جمع کی ضمیر کے ساتھ استعمال ہوئی ہے وہاں اپنے سے پہلے والی قوموں کی جگہ پر زمین میں لوگوں کی جانشینی مراد ہے۔

پہلی وجہ سے متعلق:

1۔ خدا کا فرشتوں سے خطاب: (اِنّیِ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً)

میں روئے زمین پر ایک خلیفہ بناؤں گا.

2۔خدا کا داوٗد سے خطاب:

(یَادَائُ وْدُ اِنَّاجَعَلنَاکَ خَلیفَۃً فِی الْاَرْضِ)

اے داوٗد!ہم نے تمھیں زمین پر مقام خلافت عطا کیا.اگر پہلے مورد میں مراد یہ ہو کہ خدا نوع انسان کو زمین پر اپنا خلیفہ اور جانشین بنا ئے گا۔

پھر داوٗد کے لئے مقام خلافت سے مخصوص ہونے کا شرف باقی نہیں رہ جاتا کیونکہ وہ بھی لوگوں میں سے ایک ہیں کہ خدا نے ان سب کو تا قیام قیا مت زمین پر اپنا خلیفہ اور جا نشین بنا یا ہے.اس بنا ء پر مجبوراً کہنا چا ہیئے: اپنے فرشتوں سے خدا کے خطاب(اِنّی جَاعِل فی الاَرضِ خَلیفہ)کا مطلب تنہا حضرت آدم ہیں یا حضرت آدم اور ان کی بر گزیدہ اولاد جو لوگوں کے امام اور راہ راست کے پیشوا اور راہنما ہیں۔

دوسری وجہ سے متعلق:

1۔جہاں سورہ ٔاعراف کی 69 ویں آیت میںٖحضرت ہود کی اپنی قوم سے گفتگو کی حکایت کرتے ہوئے بیان فرماتا ہے.

(... وَاذْکُرُ وا اِذْ جَعَلَکُمْ خُلَفائَ مِنْ بَعدِ قُومِ نُوحٍ)

یا د رکھو خدا نے تمھیں قوم نوح کے جانشینوں میں قرار دیا ہے...

2۔ اس کے بعد، صالح کی گفتگو اپنی قوم سے متعلق اسی سورۂ کی 74 ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

(وَاِذکُرُوا اِذجَعَلَکُم خُلَفائَ مِن بَعدِ عادٍ)

یاد رکھو کہ تمھیں قوم عاد کے بعد جا نشین بنا یا.

کیسے ممکن ہے خدا کے دشمن جیسے عاد و ثمود کی اقوام اور ان سے پہلے نوح کی قوم نافرمانی اور خدا سے دشمنی کے سبب، خدا نے انھیں ہلاک کیا اور انکو صفحہ ہستی سے مٹادیا ہے، روئے زمین پر خدا کے خلفا ء اور جانشین ہوں ؟

اس لحا ظ سے جناب ہود علیہ اسلام کی اپنے قوم سے گفتگو کا مطلب جو انھوں نے کی ہے :

(جَعَلَکُم خُلفَاء مِن بَعدِ قُومِ نُوحٍ) یہ ہے کہ خدا نے روئے زمین پر تم کو قوم نوح کا جانشین قرار دیا ہے اور حضرت صالح کی اپنی قوم سے گفتگو کہ جو انھوں نے کی ہے:

(جَعَلَکُم خُلفَاء مِن بَعدِ قُومِ عادٍ) یہ ہے کہ قوم عاد کے بعد تمھیں روئے زمین پر ان کا جانشین قرار دیا ہے۔

تیسری وجہ جو جمع کی ضمیر کے ساتھ ذکر ہوئی ہے وہ بھی اسی طرح سے ہے مثلاً سورہ اعراف کی 129 ویں آیت میں حضرت یونس کے اپنی قوم سے خطاب میں اسی طرح ذکر ہوا ہے:

(عَسیٰ رَبُّکُمْ اَنْ یُهْلِکَ عَدُوَّکُم وَیَستَخلِفکُمْ فِی الْاَرْضِ...)

امید ہے کہ خداوند عالم تمہارے دشمنوں کو زمین سے نابود کردے اور تمھیں روئے زمین پر ان کا جانشین قرار دے... مراد یہ ہے کہ خداوند عالم انھیں ان کے دشمنوں کی جگہ روئے زمین پر جانشین قرار دے گا۔

4۔ الاسماء:

عربی لغت میں اسم کے دو معنی ہیں:

1۔ ایسا لفظ جو مسمیٰ پر دلالت کرتا ہے اور اسے دیگر تمام لوگوں سے ممتاز کرتا ہے مانند مکّہ جو کہ ایک شہر کا نام ہے جس میںکعبہ مشرفہ اور بیت اللہ الحرام پایا جاتا ہے اور اشخاص کے نام جیسے یوسف، فیصل، عباس وغیرہ۔

2۔ ایسا لفظ جو مسمّیٰ کی حقیقت یا اس کی صفت پر دلالت کرتا ہے جیسے اس آیہ شریفہ میں لفظ (اسم) (سَبِحِ اسْمَ رَبِکَ الْاَ عْلٰی) (اے ہمارے رسول!) اپنے خدا کے نام کی تسبیح کرو جو کہ تمام موجودات سے بلند و بالا ہے (سورۂ اعلی آیت1) کہ یہاں پر مراد اسم خدا کی تسبیح کرنا نہیں ہے بلکہ مراد ربّ کی صفت ہے یعنی اپنے بلند رتبہ ربّ کی ربوبیت کو پاک و منزہ قرار دو ان چیزوںسے جو اس کی کبریائی کے لئے زیبا نہیں ہیں۔ اور اسی طرح سے یہ آیہ شریفہ ہے کہ فرماتا ہے (وَعَلَّمَ آدَمَ الْاَ سْمَاءَ کُلَّهَا) (آدم کو تمام اسماء کی تعلیم دی) اس سے یہاں پر یہ مراد نہیں ہے کہ خداوند عالم نے اپنے خلیفہ آدم کو مراکز کے اسماء جیسے بغداد، تہران اور لندن یا آدمی کے بدن کے اعضاء جیسے آنکھ، سر اور گردن یا پھلوں کے نام جیسے انجیر، زیتون اور انار، یا پتھروں جیسے یاقوت، دُر، زبرجد، یا معادن جیسے سونا، چاندی، پیتل، لوہا، وغیرہ وغیرہ کہ آدمی نے ان چیزوں کے مختلف عنوان سے نام رکھے ہیں، تعلیم دی ہو بلکہ مقصود یہ ہے کہ خدا نے اپنے خلیفہ کو اشیاء کے صفات اور ان کے حقائق سے آگاہ کیا ہے ہم نے خدا کی مرضی سے دوسری جلد میں "(اسمائے حسنیٰ الٰہی") کی بحث بنّا سی سے متعلق تفصیل سے گفتگو کی ہے۔

5۔ نسبّح بحمدک:

سَبحَ یعنی منزہ خیال کیا اور سبحان اللہ یعنی خدا پاک اور منزہ ہے.

6۔ نقدّس:

قدّس اللہ تقدیساً، یعنی خدا کی شائستہ ترین انداز سے تقدیس کی.اور اس کی حمد و ثنا کی اور اسے عظیم اور با عظمت جانا اور اسے تمام ان چیزوں سے جو اس کی ذات اور مقام کے لئے مناسب اور شائستہ نہیں ہے اور مسند الوہیت کے لئے زیبا نہیں ہے، پاک و منزہ جانا۔

آیات کی تفسیر

خدا وند عالم نے حضرت آدم علیہ اسلام کی توبہ قبول کی اور اُن کا انتخاب کیا اور اپنی وحی کے لئے چنا ٹھیک اسی طرح جس طرح دیگر پیغمبروں کو لوگونکی ہدایت کے لئے چنا ہے۔

ابن سعد کی طبقات اور احمد ابن حنبل کی مسند میں اسی طرح ذکر کیا گیا ہے اور ہم یہاںپر صرف ابن سعد کی طبقات سے عبارت نقل کرتے ہیں:

لوگوں نے حضرت آدم کے سلسلہ میںآنحضرت رسول اکرم صلّیٰ اللہ علیہ و آلہ و سلم سے سوال کیا کہ آیا حضرت آدم نبی تھے یا فرشتہ؟

تو رسول خدا صلّیٰ اللہ علیہ و آلہ و سلم نے جواب دیا:

وہ نبی مکلّم تھے یعنی ایسے شخص تھے جن سے خدا نے وحی کے ذریعہ گفتگو کی ہے۔

حضرت ابوذر سے مروی ہے کہ آپ نے کہا میں نے رسول خدا صلّیٰ اللہ علیہ و آلہ و سلم سے سوال کیا۔ سب سے پہلے نبی کون تھے ؟

فرمایا: آدم ۔

میں نے سوال کیا : کیا آدم نبی تھے؟

جواب دیا : ہاں ،نبی مکلّم تھے۔

میں نے پوچھا رسولوں کی تعداد کتنے افراد پر مشتمل تھی؟

جواب دیا: ان کی مجموعی تعداد تین سو پندرہ (315) افراد پر مشتمل[1] ہے۔

منجملہ وہ امور جو ان کی شریعت میں ذکر ہوئے ہیں، حج ،خانہ کعبہ کے ارد گرد طواف اور جمعہ کی نماز تھی۔

ابن سعد کی طبقات میں مذکور ہے:

رسول خدا صلّیٰ اللہ علیہ و آلہ و سلم نے فرمایا: جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار اور خدا کے نزدیک ان میں

---

(1) طبقات ابن سعد، طبع بیروت، سال: 1376، ج1، ص32و34، طبع یورپ ، ص10و12 اور مسند احمد، ج5، ص178، 179، 265، 266 اور تاریخ طبری طبع یورپ، ج1، ص152 اور دوسری حدیثیں دوسرے مصادر میں مختلف الفاظ کے ساتھ .

سب سے عظیم دن ہے، کیونکہ، خدا نے اُس دن حضرت آدم کو پیدا کیا اور اسی دن آدم کو زمین پر بھیجا اور اسی دن آدم کو دنیا سے اٹھایا۔[1]

حضرت آدم ایسے پیغمبر تھے کہ خداوند سبحان نے انھیں کتاب اور حکمت عطا کی تھی تاکہ اپنے زمانے کے لوگوں کو کہ ان کے زمانے میں ان کی بیوی اور بچے تھے ہدایت کریں۔ وہ اولوالعزم پیغمبروں میں نہیں تھے یعنی بشیر(بشارت دینے والے) اور نذیر(ڈرانے والے) نہیں تھے۔

پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ و آلہ و سلم سے منقول ہے کہ حضرت آدم کو عراق کی سرزمین پر جہاں انھوں نے وفات پائی ہے دفن کیا گیا ہے۔

حضرت آدم نے اپنی حیات میں اپنے فرزند(شیث) سے وصیت کی اور انھیں اپنی شریعت کی حفاظت اور اس کی تبلیغ کی تاکید کی.خدا کی توفیق سے انشاء اللہ آیندہ فصل میںّاس موضوع کے حالات کی تحقیق کریں گے۔

---

(1)طبقات ابن سعد، طبع بیروت، ج1،ص 30، طبع یورپ، ج1، ص 8.

حضرت آدمؑ کے بعد اوصیاء سیرت کی کتابوں میں :

* مقدمہ

* شیث ہبۃ اللہ

* شیث کے فرزند انوش

* انوش کے فرزند قینان

* قینان کے فرزند مہلائیل

* مہلائیل کے فرزند یرد

* یرد کے فرزند اخنوخ (ادریس)

* اخنوخ (ادریس) کے فرزند متوشلح

* متوشلح کے فرزند لمک

مقدمہ

ابن سعد کی طبقات اور تاریخ طبری اور دیگر مآخذ میں اختصار کے ساتھ ابن عباس سے روایت کی گئی ہے کہ انھوں نے فرمایا:

حوا سے آدم علیہ اسلام کے بیٹے ہبۃ اللہ پیدا ہوئے جنھیں عبری زبان میں (شیث) کہا جاتا ہے اور حضرت آدم نے انھیں اپنا وصی قرار دیا. شیث انوش نامی فرزند کے باپ ہوئے اور جب شیث بیمار ہوئے تو انوش کو اپنا وصی اور جانشین بنایا اور دنیا سے رحلت کر گئے۔

انوش کے فرزند قینان اپنے باپ کے وصی ہوئے۔

قینان کے فرزند مہلائیل اپنے باپ کے وصی ہوئے۔

مہلائیل کے فرزند "یردیا الیارد" ان کے وصی ہوئے۔

اخنوخ کہ وہی ادریس پیغمبر ہیں یرد کے فرزند اور ان کے وصی ہیں۔[1]

متو شلح کے فرزند لمک ان کے وصی ہوئے۔

یہ سارے مطا لب ابن سعد اور طبری کی اس روایت کا خلا صہ ہیں جو ابن عباس سے حضرت آدم کے اوصیاء کے اخبار سے متعلق مروی ہے۔

ان کے اخبار کا فی بسط و تفصیل سے تاریخ یعقوبی متو فی284ھ اور مسعودی متوفی ۃ 246ھ اور سبط ابن جوزی متوفی ۃ 654ھ میں مذکور ہیں انشاء اللہ اس کی تفصیل بیان کی جائے گی۔

---

(1)۔ مذکورہ اخبار کا پتہ لگانے کے لئے ملاحظہ فرمائیں ابن سعد کی طبقات، طبع یورپ، ج1، ص 14۔17؛ تاریخ طبری، طبع یورپ، ج1، ص 153، 165، 166؛ شیث سے جناب آدم کی وصیت کی خبر: تاریخ ابن اثیر میں، ج، 1، ص 19۔20 اور ج1، ص 40۔ 48 اور تاریخ ابن کیثر، ج1، ص 98؛ تاریخ یعقوبی، ج1، ص 11 ، اُس میں ذکر کیا گیا ہے کہ اخنوخ وہی ادریس پیغمبر ہیں.

شیث ہبۃ اللہ سیرت کی کتابوں میں

* شیث کی ولادت

* حضرت شیث سے حضرت آدم کی وصیت

* ان کا حکم اور خانہ خدا کا حج

* ان کا اپنے فرزند انوش سے وصیت کرنا

حضرت شیث کی ولادت

مسعودی نے مروج الذھب میں تحریر فرمایا ہے:

جب جناب حوّا کے بطن میں شیث قرار پائے تو ان کی پیشانی سے نور چمکنے لگا. اور جب شیث پیدا ہوگئے تو وہ نور شیث میں منتقل ہوگیا اور جب شیث بالغ ہوئے اور ایک کامل اور پختہ جوان ہوگئے تو حضرت آدم نے انھیں اپنا جانشین قرار دیا اور اپنی وصیت ان کے درمیان رکھی اور انھیں آگاہ کیا کہ وہ آدم کے بعد خدا کی حجت اور روئے زمین پر خدا کے خلیفہ ہیں. انھیں چاہئے کہ اپنے جانشینوں تک حق کو پہنچائیں اور وہ دوسرے وہ شخص ہیں کہ خاتم الانبیاء ﷺ کا نور جن میںمنتقل ہوا ہے۔[1]

حضرت آدم کی وصیت حضرت شیث سے

اخبار الزمان میں مذکور ہے:

جب خداوند عالم نے حضرت آدم کی موت کا ارادہ کیا تو انھیں حکم دیا کہ اپنی وصیت اپنے فرزند شیث کے حوالے کردیں اور تمام وہ علوم و دانش جو انھیں تعلیم دیئے گئے تھے انھیں تعلیم دے دیں، تو آدم نے ایسا ہی کیا۔[2]

تاریخ یعقوبی میں مذکور ہے:

جب حضرت آدم کی موت کا وقت قریب آیا تو حضرت شیث اپنے فرزند اور پوتوں کے ہمراہ ان کی خدمت میں پہونچے حضرت آدم نے اُن پر درود بھیجا اور ان کے لئے خداوند عالم سے برکت کی درخواست

---

(1) مسعودی کی مروج الذھب کی ج1، ص 47، 48 میں شیث کے حالات زندگی کا خلاصہ. (2) مسعودی کی اخبار الزمان کا خلاصہ، طبع دار الاندلس بیروت 1978 ئ، سبط ابن جوزی نے بھی بعض اخبار وصیت کو شیث کے حالات زندگی کے ضمن میں مرآۃ الزمان نامی کتاب، طبع دار الشروق بیروت 1405ھ ص 223 پر ذکر کیا ہے.

کی، پھر اُس کے بعد اپنی وصیت شیث کے حوالے کی اور انھیں حکم دیا کہ ان کے جسد کی حفاظت کرینّاور ان کے مرنے کے بعد غار گنج میں رکھدینّاور پھر اس کے بعد اپنی رحلت کے وقت اپنے فرزند او رپوتوں کو یکے بعد دیگرے وصیت کریں اور موت کے وقت ہر شخص دوسرے کو اپنا وصی و جانشین بنائے؛ اور جب اپنی سرزمین سے نیچے آجائیں تو ان کے جسد کو لے کر زمین کے وسط (درمیان) میں رکھ دیں. پھر شیث کو حکم دیا کہ ان کے بعد ان کے فرزندوں میں ان کا قائم مقام رہتے ہوئے، انھیں تقوای الٰہی اور اس کی عبادت وپرستش کا حکم دیں اور انھیں قابیلیوں کے ساتھ مخلوط ہونے سے روکیں، پھر اس کے بعد حضرت آدم نے ان تمام پر درود بھیجا اور آپ کی آنکھ بند ہوگئی اور جمعہ کے دن دنیا سے رحلت کر گئے۔[1]

ان کا فیصلہ اور خانۂ خدا کا حج

الف۔ تاریخ یعقوبی میں مذکور ہے:

شیثاپنے باپ حضرت آدم کی موت کے بعد ان کے جانشین ہوئے اور لوگوں کو تقوائے الٰہی اور نیک کاموں کا حکم دیا۔[2]

اخبار الزمان میں ذکر ہے کہ: خداوند عالم نے حکم دیا کہ خانہ کعبہ کی تعمیر کریں اور حج وعمرہ بجالائیں شیث سب سے پہلے انسان ہیں جنھوں نے عمرہ کیا ہے۔[3]

ب۔ مرآۃ الزمان کتاب میں مذکور ہے:

جب حضرت آدم دنیا سے رخصت ہوگئے، شیث مکّہ تشریف لائے اور حج و عمرہ انجام دیا اور خانہ کعبہ کی فرسودگی اور پرانے ہونے کے بعد اس کی نئے سرے سے تعمیر کی اور اسے پتھر اور مٹی سے تعمیر کر کے زمین کی آبادی و عمران کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنے باپ کے مانند مفسدوں پر حدود الٰہی کا اجراء کیا۔[4]

ج۔ مروج الذھب نامی کتاب میں مذکور ہے:

جب حضرت آدم نے شیث سے وصیت کی تو شیث نے اس کے مضمون کو ذہن میں رکھ لیا اور لوگوں کے درمیان حکومت اور فرمانروائی کرنے لگے اور باپ کے قوانین کا اجراء کیا پھر اس کے بعد ان کی بیوی

---

(1) تاریخ یعقوبی، طبع بیروت، ج1، ص7. (2) تاریخ یعقوبی، ج1، ص8. (3) اخبار الزمان، ص76. (4) مرآۃ الزمان، ص 223.

حاملہ ہوئیں اور انوش کو جنم دیا یہی وقت تھا کہ شیث کی پیشانی میں موجود درخشاں نور انوش میں منتقل ہوگیا. یہ انتقال ان کی ولادت کے وقت عمل میں آیا. جب انوش بالغ ہوئے اور کمال کی منزل کو پہونچے تو شیث نے حضرت آدم کی امانت ان کے حوالے کی اور انھیں اس وصیت کی کرامت، عظمت، شرافت اور مرتبہ سے آگاہ کیا اور انھیں وصیت کی کہ (وہ بھی) اپنے فرزند کو اس شرف وکرامت کی حقیقت سے آگاہ کریں اور وہ اپنے فرزندوں کو بھی اس امر سے آگاہ کریں اور اس وصیت کے امر کو جب تک نسلوں کا سلسلہ قائم ہے یکے بعد دیگرے آپس میں منتقل کرتے رہیں۔ [1]

وصیت کا سلسلہ اسی طرح جاری رہا اور ایک صدی سے دوسری صدی تک منتقل ہوتی رہی یہاں تک کہ خداوند عالم نے نور تاباں کو جناب عبد المطلب اور اُن سے اُن کے فرزند عبد اللہ رسول اکرم صلّیٰ اللہ علیہ و آلہ و سلم کے والد تک پہنچایا اور ہم انشاء اللہ ان میں سے بعض اخبار کو اجداد پیغمبر ﷺ کے اخبار کے ضمن میں ذکر کریں گے۔

شیث کی اپنے فرزند انوش سے وصیت

تاریخ یعقوبی میں مذکور ہے:

جب شیث کی موت کا زمانہ آیا تو ان کے فرزندوں اور پوتوں نے کہ جن میں انوش، قینان، مہلائیل، یرد، اخنوخ اور ان کی عورتیں اور بچے شامل تھے، ان کے بستر کے پاس سب جمع ہوگئے شیث نے ان پر درود بھیجا اور ان کے لئے خدا سے برکت طلب کی اور تمام چیزوں سے پہلے اس بات کی وصیت کی کہ قابیل ملعون کی اولاد کے قریب نہ جائیں اور ان سے رفت وآمد نہ رکھیں، پھر اس وقت اپنے بیٹے انوش سے وصیت کی اور انھیں حکم دیا کہ حضرت آدم کے جسد کو اسی طرح محفوظ رکھیں. اور یہ کہ تقوائے الٰہی اختیار کریں اور اپنی قوم کو بھی تقوائے الٰہی اور نیکی کا حکم دیں؛ پھر اس کے بعد آنکھ بند ہو گئی اور دنیا سے رخصت ہوگئے۔ [2]

---

(1) مروج الذهب، مسعودی، 1۔48.(2) تاریخ یعقوبی، ج 1، ص 8۔9.

حضرت شیث کے فرزند انوش

* انوش مکی ولادت اور ان سے شیث مکی وصیتاور خاتم الانبیاء صلّیٰ اللہ علیہ و آلہ و سلم کے نور کا ان میں منتقل ہونا.

* انوش سب سے پہلے شخص جنھوں نے درخت لگایا اور زراعت کی.

* انوش کی اپنے فرزند قینان سے وصیت اور حضرت آدم کے صحیفوں کی انھیں تعلیم

* انوش کی وفات

انوش کی ولادت اور ان سے شیث کی وصیت اورخاتم الانبیاء ﷺ کے نورکا ان میں منتقل ہونا۔

مرآۃ الزمان میں مذکور ہے:

انوش حضرت آدم کی حیات ہی میں پیدا ہو چکے تھے. جب حضرت شیث نے اپنی موت کو قریب پایا تو اپنے فرزند انوش کو اپنا وصی قرار دیا اور انھیں اس نور سے جو ولادت کے وقت اُن میں منتقل ہوا تھا (یعنی حضرت خاتم الانبیاء ﷺ کا نور کہ ان کی نسل سے دنیا میں آئیں گے) آگاہ کیا اور انھیں حکم دیا کہ اپنی اولاد کو اس افتخار و شرف سے کہ ایک بزرگ سے دوسرے بزرگ اور ایک نسل سے دوسری نسل میں منتقل ہو گا آگاہ کریں۔

انوش نے اپنے باپ کے انتقال کے بعد ان کے فرامین کی انجام دہی میں س بہترین طریقہ اپنایا اور رعایا کے امور کی تدبیر اور قوانین الٰہی کے اجراء کے لئے اپنے باپ کے زمانے کی طرح قیام کیا وہ پہلے آدمی ہیں جنھوں نے خرمے کا درخت لگایا اور زمین میں دانہ ڈالا۔ [1]

سب سے پہلا شخص جس نے درخت لگایا اور کھیتی کی

مروج الذھب میں مذکور ہے:

انوش نے زمین کو آباد کرنے اور اُسے قابل زارعت بنانے کے لئے اقدام کیا. اس کے بعد ان کے فرزند قینان پیدا ہوئے، تابندہ نور قینان کی پیشانی پر درخشندہ ہوا. انوش نے اس نور کے بارے میں قینان سے عہد وپیمان لیا [2] (یعنی ان سے عہد وپیمان لیا کہ پیغمبر ختمی مرتبت صلّیٰ اللہ علیہ و آلہ و سلم کے نور کے حاملین کو جو کہ انھیں کے فرزند ونّمیں سے ہو گے اس نور کے وجود اور اس کی برکت سے آگاہ کریں گے۔

---

(1)مرآۃ الزمان، ص223.(2) مروج الذھب، مسعودی، ج1، ص49.

انوش کی اپنے فرزند قینان کو وصیت اور انھیں حضرت آدمؑ کے صحیفوں کی تعلیم دینا

اخبار الزمان میں مذکور ہے:

انوش حضرت شیث کے فرزند تھے جو کہ ان کے سب سے پہلے فرزند شمار کئے جاتے ہیں اور اپنے باپ کے وصی تھے.انوش نے بھی اپنی رحلت کے وقت اپنے بیٹے قینان کو اپنا وصی بنایا اور (حضرت آدم کے) صحیفوں کی تعلیم دی۔[1]

تاریخ یعقوبی میں مذکور ہے:

شیث کے فرزند انوش نے اپنے باپ اور دادا کی وصیت کی حفاظت اور نگہداشت کی. اور انھوں نے باحسن الوجوہ خدا کی بندگی اور عبادت کی اور اپنی قوم کو بھی حکم دیا کہ خدا کی احسن طریقہ سے عبادت وپرستش کریں۔[2]

انوش کی وفات

تاریخ طبری میں مذکور ہے :

انوش اپنے باپ کے بعد ملکی نظام کو چلانے اور رعایا کے نظم وتدبیر میں مشغول ہوگئے.[3]

جب رحلت کا وقت قریب آیا تو اپنے فرزندوں اور فرزندوں کے فرزندوں (پوتوں) مہلائیل، یرد، اخنوخ (ادریس) متوشلح اور ان کی عورتوں اور ان کے فرزندوں کو بلایا.اور جب سب حاضر ہوگئے توسب پر درود بھیجا اور ان کے لئے خدا سے برکت کی درخواست کی؛اور اس بات سے منع فرمایا کہ ان کے فرزندوں میں سے کوئی بھی قابیل ملعون کی اولاد سے معاشرت اور رفت وآمد کرے، پھر اس وقت قینان کو اپنا وصی نامزد کیا اور انھیں حضرت آدمؑ کے جسد کی حفاظت کی وصیت کی اور سب کو حکم دیا کہ ان کی خدمت میں خدا کی نماز پڑھیں اور اس کی بکثرت تقدیس کریں.پھر اس وقت آنکھ بند ہو گئی اور دنیا سے رخصت ہوگئے۔[4]

---

(1) اخبار الزمان ص223۔ 224.(2)تاریخ یعقوبی، طبع بیروت، ج 1، ص8.(3)تاریخ طبری، طبع یورپ، ج 1، ص 165

(4)تاریخ یعقوبی، ج 1، ص8۔9.

انوش کے فرزند قینان

* قینان کا عرصہ وجود پر قدم رکھنا اور ان کی پیشانی میں خاتم الانبیائ ﷺ کے نور کا درخشاں ہونا

* انوش نے قینان کو حضرت آدم کے صحیفوں کی تعلیم دیتے ہوئے حکم دیا کہ نماز قائم کریں اور تمام احکام کا اجراء کریں

* قینان کی اپنے فرزند مہلائیل سے وصیت

حضرت قینان کا عرصہ وجود پر قدم رکھنا اور ان کی پیشانی میں حضرت خاتم الانبیاء کے نور کا درخشاں ہونا.

الف۔ مروج الذھب میں ذکر کیا گیا ہے:

انوش کے فرزند قینان پیدا ہوئے جب کہ وہ نورِ معہود (خاتم الانبیائ ﷺ کا نور) ان کی پیشانی میں ضوبار تھا انوش نے قینان کے پیدا ہو جانے کے بعد ان کی جانشینی اور وصایت کے بارے میں دوسروں سے عہد وپیمان لیا.[1]

ب۔ مرآۃ الزمان نامی کتاب میں مذکور ہے:

جب حضرت انوش کی موت کا وقت قریب آیا تو انھوں نے اپنے فرزند قینان سے وصیت کی اور وہ معہود نور قینان میں منتقل ہو گیا۔

انوش نے قینان کو اس راز کی حقیقت سے جو انھیں سپرد کیا گیا تھا آگاہ کیا پھر انوش کے انتقال کے بعد قینان نے باپ کی روش اپنائی۔[2]

مؤلف فرماتے ہیں: سر سے مراد، وہی حضرت خاتم الانبیائ ﷺ کا نور ہے کہ جو پے در پے ایک سے دوسرے میں منتقل ہوتا رہا اور ہم انشاء اللہ اس عہد کے معنی کی خدا کی مرضی سے انھیں مطالب کے ذیل میں تحقیق کریں گے.

---

(1) مروج الذھب، ج 1، ص 49.(2) مرآۃ الزمان، ص 224.

انوش نے صحیفوں کی قینان کو تعلیم دی اور انھیں نماز قائم کرنے اور دیگر احکام کا حکم دیا.

اخبار الزمان نامی کتاب میں مذکور ہے:

انوش نے اپنے فرزند قینان کو اپنا وصی مقرر کیا. وہ اس سے پہلے حضرت آدم کے صحیفوں کی تعلیم انھیں دے چکے تھے اور زمین کے ٹکروں اور اس بات کو کہ کون کون سی چیز ان کے اندر ہے ان کے لئے بیان کیا۔

انھوں نے قینان کو حکم دیا کہ نماز قائم کریں زکاۃ دیں، حج بجا لائیں اور قابیل کی اولاد سے جنگ کریں قینان نے حکم کی تعمیل کی اور باپ کے دستورات کا اجراء کیا۔[1]

قینان کی اپنے فرزند مہلائیل سے وصیت

تاریخ یعقوبی میں مذکور ہے:

قینان ایک خلیق، ملنسار اہل تقویٰ اور پرہیزگار انسان تھے اپنے باپ کے بعد وظائف کے انجام دینے کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے اور اپنی قوم کو خدا کی اطاعت و فرمانبرداری اور اس کی بنحو احسن عبادت کرنے اور حضرت آدم اور حضرت شیث کی وصیتوں کی پیروی کا حکم دیا. اور جب قینان کی موت کا وقت قریب آیا تو ان کے فرزند اور فرزندوں کے فرزند "یعنی مہلائیل، یرد، متوشلح، لمک ان کی عورتیں اور ان کے بچے ان کے پاس جمع ہوگئے. قینان نے ان پر درود بھیجا اور ان کے لئے خدا سے برکت کی دعا کی پھر اس وقت مہلائیل سے وصیت کی اور انھیں حضرت آدم کے جسد کی حفاظت اور نگہداشت کا حکم دیا۔[2]

---

(1) اخبار الزمان، ص77. (2) تاریخ یعقوبی ـ ج1، ص9.

قینان کے فرزند مہلائیل

* مہلائیل اپنی قوم کو خدا کی اطاعت و فرمانبرداری کا حکم دیتے ہیں.

* مہلائیل وہ پہلے انسان ہیں جنھوں نے درخت کاٹا، شہر وناور مساجد کی بنا ڈالی اور معدنیات کے نکالنے میں مشغو ل ہوئے.

* مہلائیل اپنے فرزندیرد کو وصیت کرتے ہیں اور حضرت آدم کے صحیفوں کی انھیںتعلیم دیتے ہیں.

* مہلائیل اپنی قوم کو اپنے فرزندیرد کے اندر حضرت خاتم الانبیاء ﷺ کے نور کے منتقل ہونے کی خبر دیتے ہیں.

تاریخ یعقوبی میں مذکور ہے:

قینان کے بعد ان کے وصی مہلائیل اپنی قوم کے درمیان آئے اور انھیں خدا وند عالم کی اطاعت اور اپنے باپ کی وصیت کا اتباع کرنے کا حکم دیا۔

جب مہلائیل کی موت کا زمانہ قریب آیا، تو انھوں نے اپنے فرزند (یرد) کو اپنا وصی اعلان کیا اور حضرت آدم کے جسد کی حفاظت کی وصیت کی پھر وہ دنیا سے رخصت ہوگئے۔[1]

مرآۃ الزمان میں مذکور ہے:

قینان نے موت کے وقت اپنے فرزند مہلائیل کو اپنا وصی قرار دیا اور انھیںاُس نور کے بارے مینجو ان تک منتقل ہوا ہے آگاہ کیا. مہلائیل نے بھی باپ کی سیرت کو لوگوں کے ساتھ قائم رکھا۔[2]

مہلائیل وہ سب سے پہلے شخص ہیں جنھوں نے گھر بنایا، مسجدیں قائم کیں اور معدن (کان) کا استخراج کیا:

تاریخ طبری میں مذکور ہے کہ:

حضرت مہلائیل وہ پہلے انسان ہیں جنھوں نے درخت کاٹ کر(اس کی لکڑی سے فائدہ اٹھایا اور) گھر بنایا اور معدن کے استخراج میں مشغول ہوئے. اور اپنے زمانے کے لوگوں کو اس بات پر آمادہ کیا کہ عبادت کے لئے کسی مخصوص جگہ کا انتظام کریں ،وہ پہلے انسان ہیں جنھوں نے روئے زمین پر شہروں کی بنیاد ڈالی؛ انھوں نے دو شہروں کی بنیا دڈالی ہے ایک کوفہ کے اطراف میں با بل اور دوسرا شوش نامی شہر ہے۔[3]

تاریخ کامل ابن اثیر میں مذکور ہے کہ:

مہلائیل وہ پہلے انسان ہیں جنھوں نے لوہے کا استخراج کیا اور اس سے صنعت کے آلات بنائے انھوں نے لوگوں کوزراعت اور کسانی کی تشویق دلائی اور حکم دیا کہ درندہ جانوروں کو مار کر اور ان کی کھال سے جسم چھپائیں. گائے، بھیڑ اور دیگر جنگلی حیوانات کا سر کاٹ کر ان کے گوشت سے استفادہ کریں یعنی کھائیں۔[4]

---

(1)تاریخ یعقوبی، ج1، ص10.(2)مرآۃ الزمان، ص 224. (3)تاریخ طبری۔ ج1، ص 168.(4)الکامل فی التاریخ، 1، ص 22.

مہلائیل کی اپنے فرزند یرد سے وصیت

اخبار الزمان میں مذکور ہے کہ: مہلائیل نے اپنے فرزند یو ارد(یرد) کو اپنا جانشین بنایا اور حضرت آدم کے صحیفوں کی تعلیم دی اور زمین کے حصّوں اور اس بات کی کہ دنیا میں کیا ہو گا انھیں تعلیم دی؛ اور کتاب سر ملکوت کہ جسے مہلائیل فرشتے نے حضرت آدم کو تعلیم دی تھی اور جسے اوصیاء مہر شدہ اور لفافہ بند میراث پاتے تھے ان کے حوالے کیا۔[1]

---

(1)اخبار الزمان، ص77.

مہلائیل کے فرزند یوارد

*یوارد کا پیدا ہونا اور حضرت خاتم الانبیا ئ ﷺ کے نور کا ان میں منتقل ہونا.

* ان کے باپ مہلائیل کی ان سے وصیت.

*یوارد کی اپنے فرزند اخنوخ (ادریس پیغمبر) سے وصیت.

یرد کا عرصۂ وجود پر قدم رکھنا اور ان میں نور کا منتقل ہونا

مروج الذھب میں مذکور ہے:

یوارد،[1] مہلائیل کے فرزند دنیا میں تشریف لائے اور وہ نور جو (ایک وصی سے دوسرے وصی تک) بعنوان ارث پہنچتا رہا ان تک منتقل ہوا، عہد و پیمان ہوا اور حق اپنی جگہ ثابت اور برقرار ہو گیا۔ [2]

مہلائیل کی اپنے فرزند یرد سے وصیت

کتاب مرآۃ الزمان میں مذکور ہے:

مہلائیل نے اپنے فرزند یرد سے وصیت کی اور انھیں سِرِّ مکنون (پوشیدہ راز) اور حضرت خاتم محمد مصطفیٰ صلّیٰ اللہ علیہ و آلہ و سلم کے نور کے انتقال کے بارے میں خبر دی. یرد نے صالحین اور نیک افراد کی سیرت اپنائی۔

تاریخ یعقوبی میں مذکور ہے:

مہلائیل کے بعد یرد ان کے جانشین ہوئے. وہ ایک با ایمان اور خداوند عزّوجل کے کامل عبادت گذار انسان تھے اور شب و روز میں بہت زیادہ نمازیں پڑھتے تھے۔

یرد کا زمانہ تھا کہ شیث کے فرزندوں نے کئے ہوئے عہد و پیمان کو توڑ ڈالا (اور شیث اور دیگر افراد کی وصیت کے بر خلاف، کوہ رحمت سے) نیچے آکر قابیلیوں کی سرزمین پر قدم رکھ دیا اور ان کے ساتھ گناہوں میں شریک ہو گئے۔ [3]

یرد کی اپنے فرزند ادریس سے وصیت

جب یرد کی موت کا زمانہ قریب آیا تو ان کی اولاد اور اولاد کی اولاد یعنی اخنوخ، متوشلخ، نوح اور لمک ان کے پاس جمع ہو گئے یرد نے ان پر درود بھیجا اور ان کے لئے خدا سے برکت کی دعا کی اس گھڑی اپنے فرزند اخنوخ (ادریس) کو حکم دیا کہ ہمیشہ غار گنج میں (کہ جس میں حضرت آدم کا جسد ہے) نماز پڑھیں، پھر آنکھ بند ہوئی اور دنیا سے رخصت ہو گئے۔ [4]

---

(1) عربی توریت کے نسخوں میں یرد کو "یوارد" لکھا گیا ہے اور مرآۃ الزمان کے ص 224 میں "یرد" کو توریت میں موجود یوارد کی تقریب کے عنوان سے استعمال کیا گیا ہے. تاریخ یعقوبی کی پہلی جلد کے دسویں (10) صفحہ میں یوارد کو مخفف کر کے یرد لکھا گیا ہے. مروج الذھب، ج1، ص 50 پر "لور" کو تحریف کر کے استعمال کیا گیا ہے لیکن اخبار الزمان ص 77 اور تاریخ ابن اثیر، ج1، ص 22 اور طبری، ج 1، ص 168 پر یوارد ہی مرقوم ہے. (2) مروج الذھب، مسعودی، ج1، ص50. (3) تاریخ یعقوبی، ج 1، ص 11، اخبار الزمان، ص77. (4) تاریخ یعقوبی، ج1، ص 11.

خدا کے پیغمبر ادریس (اخنوخ)

* قرآن کریم میں ادریس کا نام.

* ادریس سیرت کی کتابوں میں.

* آسمانی صحیفوں کا ادریس پر نازل ہونا.

* خداوند عالم نے ادریس کو مہینوں اور ستاروں کے اسماء تعلیم دئیے.

* ادریس وہ پہلے انسان ہیں جنھوں نے سوئی اور دھاگہ کا استعمال کیا اور کپڑا سلا.

* حضرت ادریس کے عہد میں شیث اور قابیل کے فرزندوں کے درمیان اختلاط.

* ادریس کی اپنے بیٹے متوشلح سے وصیت.

1۔قرآن کریم میں ادریس کا نام

خدا وند عالم سورۂ مریم میں ارشاد فرماتا ہے:

(وَاذْكُرْ فِيْ الْكِتَابِ اِدْرِيسَ اِنَّه كَانَ صِدِّيقاً نَابِيّاًوَرَفَعْنَاهُ مَكَاناً عليا)

اس کتاب میں ادریس کو یاد کروکہ وہ صدیق پیغمبر تھے.اور ہم نے ان کو بلند مقام عطا کیا ہے۔[1]

کلمات کی تشریح

الف۔ صدّیق:

اللہ اور اس کے پیغمبر وںکے تمام اوامر کی تصدیق کرنے والا.جیسا کہ سورہ حدید میں فرماتا ہے۔

(وَالَّذِينَ آمَنُوا بِا للهِ وَرُسُله أُولئکَ هُمْ الصِّدِّ يقون...)[2]

جو لوگ خدا اور اس کے پیغمبروں پر ایمان لائے ہیںوہ لوگ صدیق ہیں۔

ایسی چیز کا امکان نہیں ہے مگر جب امر الٰہی کے قبول کرنے اور خواہشات نفسانی کے ترک کرنے میں انسان کا قول و فعل ایک ہو. اس لحاظ سے صدیقین کا مرتبہ انبیاء کے بعد ہے اور ہر نبی صدیق ہے لیکن بعض صدیقین انبیاء میں سے نہیں ہیں۔

ب۔ علیاً:

علےٰاًیہاں پر بلند و بالا مکان کے معنی میں ہے اور توریت میں مذکور ہے کہ اخنوخ خدا کے ہمراہ گئے لیکن دکھائی نہیں دیئے کیونکہ خدا نے ان کو اٹھا لیا تھا۔

2۔ ادریس سیرت کی کتابوں میں

ادریس کا عرصۂ وجود پر قدم رکھنا اور خاتم الانبیاء ﷺ کا نور ان میں منتقل ہونا.

---

(1) سورۂ مریم: آیت: 56،57.2۔(2) سورۂ حدید: آیت: 19.

تاریخ طبری میں مذکور ہے۔

حضرت ادریس کے والد یرد اور ان کی ماں برکنا تھیں وہ اُس وقت پیدا ہوئے جب حضرت آدم کی عمر کے 622 سال گذر چکے تھے. وہ اس اعتبار سے ادریس کہلائے کہ انھوں نے آدم اور شیث کے صحیفوں کا کافی مطالعہ کیا کرتے تھے۔

حضرت آدم کے بعد سب سے پہلے پیغمبر حضرت ادریس ہیں. وہ نور محمدی کے حامل تھے اور یہ سب سے پہلے انسان ہیں جنھوں نے لباس سل کر زیب تن کیا تھا۔

حدیث میں مذکور ہے کہ انبیاء حضرات کا رزق یا کاشت کاری کے ذریعہ حاصل ہوتا تھا یا جانوروں کی رکھوالی کے ذریعہ سوائے ادریس پیغمبر کے کہ وہ خیاط یعنی درزی تھے۔

حضرت امام جعفر صادق سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: کوفہ میں مسجد سہلہ حضرت ادریس کا گھر تھا جہاں آپ سلائی کرتے اور نماز پڑھتے تھے۔

جب ادریس 65 سال کے ہوئے تو (ادانہ) نامی ایک عورت سے شادی کی اور اس سے متوشلح اور دیگر بیٹے اور بیٹیاں پیدا ہوئیں پھر اس وقت شیث کی اولاد سے خدا کی عبادت کی درخواست کی اور یہ خواہش کی کہ شیطان کی پیروی نہ کریں. اور قابیلیوں سے جرے اعمال، زشت افعال اور گراہی میں اختلاط نہ کریں، لیکن انھوں نے ان کی بات نہیں مانی اور ان میں سے بعض گروہ قابیلیوں سے مخلوط ہوگئے، محرمات اور گناہوں کا ارتکاب انکے درمیان حد سے زیادہ ہو گیا. جس قدر حضرت ادریس انھیں خیر کی طرف راہنمائی کرتے اور گناہوں سے روکتے وہ اتنا ہی سرپیچی کرتے اور جرے کاموں سے دست جردار نہیں ہوتے تھے. لہٰذا انھوں نے راہ خدا میں ان سے جنگ کی، کچھ کو قتل کیا اور قابیلیوں کی اولاد کے کچھ گروہ کو اسیر کر کے غلام بنالیا یہ تمام واقعات حضرت آدم کی زندگی میں رونما ہو چکے تھے.

جب حضرت ادریس 308 سال کے سن کو پہنچے تو حضرت آدم دنیا سے رحلت کر گئے.

ادریس نے 365 سال کی عمر میں فرمان خداوندی کے مطابق اپنے فرزند متوشلح کو اپنی جانشینی کے لئے انتخاب کیا اور ان کو اور ان کے اہل وعیال کو یاددہانی کرائی کہ خداوندعالم قابیل کی اولاد اور جو ان کے ساتھ معاشرت رکھے گا اور ان کی طرف مائل ہوگا ان کو عذاب کرے گا، لہٰذا اس اعتبار سے انھیں ان کی معاشرت اور اختلاط سے منع کیا۔ [1]

---

(1)تاریخ طبری، ج1، ص115، 117.

اسی ہنگام میں ان کے وصی (متوشلح) کا سن جو کہ نور محمدی کے حامل تھے، 300 سال ہو چکا تھا اور ان کے آباء و اجداد یرد سے لے کر شیث تک سب کے سب زندہ و حیات تھے۔[1]

حضرت ادریس پر آسمانی صحیفوں کا نزول اور ان کا سلائی کرنا

مروج الذھب میں مذکور ہے:

یرد کے بعد آپ کے فرزند اخنوخ کہ وہی ادریس پیغمبر ہیں باپ کے جانشین ہوئے. صابئین[2] کا خیال یہ ہے کہ ادریس وہی ھرمس ہیں اور وہی ہیں جن کے بارے میں خدا وند عزو جل نے اپنی کتاب میں خبر دی ہے کہ انھیں بلند جگہ تک لے گیا ، ادریس وہ پہلے انسان ہیں جنھوں نے سب سے پہلے خیاطی کی اور سلنے کے لئے سوئی کا استعمال کیا. ادریس پیغمبر پر 30 صحیفے نازل ہوئے اور ان سے قبل حضرت آدم پر 21 صحیفے اور شیث پر 29 صحیفے نازل ہوئے ہیں کہ اس میں تسبیح و تہلیل کا تذکرہ ہے۔(3)

خدا وند عالم نے حضرت ادریس کو برج اور ستاروں کے اسماء کی تعلیم دی

ادریس پیغمبر حضرت آدم کے زمانے میں پیدا ہوئے وہ پہلے آدمی ہیں جنھوںنے قابیل کی اولاد اور پوتوںکو اسیر کیا اور ان میں سے بعض کو غلام بنایا. آپ علم نجوم، آسمان کی کیفیت، بارہ برجوں اور کواکب و سیارات کے بارے میں کافی اطلاع رکھتے تھے. خداوند عالم نے انھیں ان تمام چیزوں کی شناخت کے بارے میں الہام فرمایا تھا۔[4]

ادریس کے زمانے میں شیث اور قابیل کے پوتوںکے درمیان اختلاط

تاریخ یعقوبی میں مذکور ہے:

یرد کے بعد ان کے فرزند اخنوخ اپنے باپ کے جانشین ہوئے اور خدا وند سبحان کی عبادت میں مشغول ہوگئے اخنوخ کے زمانے میں حضرت شیث کی اولاد اور اولاد کی اولاد ان کی عورتیں اور ان کے بچے (کوہ رحمت سے) نیچے آ گئے اور قابیلیوں کے پاس چلے گئے اور ان سے خلط ملط ہوگئے. شیث کے پوتوں کا یہ کارنامہ حضرت اخنوخ کو گرانگذرا، لہذا اپنے فرزند متوشلح اور پوتے لمک اور نوح کو بلایا اور ان سے کہا:

---

(1)تاریخ طبری ج1 ، صفحہ 117 اور 118 ملاحظہ ہو.(2)فرھنگ فارسی معین،ج5،ص 963 ملاحظہ ہو.(3)مروج الذھب، مسعودی، ج1،ص50. (4)۔مرآۃ الزمان ۔ص 229.

"میں جانتا ہوں کہ خداوند عالم اس امت کو سخت عذاب میں مبتلا کرے گا اور ان پر رحم نہیں کرے گا".

اخنوخ وہ پہلے انسان ہیں جنھوں نے سب سے پہلے قلم ہاتھ میں لیا اور تحریر لکھی. انھوں نے اپنے فرزندوں کو وصیت کی کہ خدا کی خالصانہ انداز میں عبادت کریں اور صدق ویقین کا استعمال کریں۔

پھر اُس وقت خدا نے حضرت ادریس کو زمین سے آسمان پر اٹھا لیا[1].

جو کچھ ذکر ہوا اس کی بناء پر حضرت ادریس صدیق اور نبی تھے، خدا نے انھیں کتاب و حکمت عنایت کی تھی اور انھوں نے اپنے زمانے کے لوگوں کو اللہ کی شریعت کی طرف راہنمائی کی تھی پھر خدا نے انھیں بلند مقام عطا کیا ان تمام چیزوں اور خوبیوں کے باوجود وہ اپنی قوم کی پیغمبری کے لئے خدا کی طرف سے مبعوث نہیں ہوئے اور خدا کی طرف سے کسی آیت اور معجزہ کے ذریعہ ان کے ڈرانے والے اور منذر نہیں تھے.

طبقات ابن سعد میں اپنی سند کے ساتھ ابن عباس سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا:

حضرت آدم کے بعد سب سے پہلے نبی حضرت ادریس تھے کہ وہی اخنوخ یرد کے فرزند ہیں...اخنوخ کے فرزند کا نام متوشلح تھا جو کہ اپنے باپ کے وصی تھے، ان کے علاوہ دیگر اولاد بھی تھی. متوشلح کے فرزند لمک ہیں جو اپنے باپ کے وصی تھے اور ان کے علاوہ بھی دیگر اولاد تھی. لمک کے فرزند حضرت نوح تھے ...[2]

---

(1)تاریخ یعقوبی ،ج1،ص11، طبع بیروت دار صادر؛تاریخ طبری۔ج1،ص 173، 350 طبع یورپ؛

طبقات ابن سعد، طبع بیروت، ج1 ،ص 39 ، طبع یورپ، ج1 ،ص 16ادریس پیغمبر کے اخبار کے بیان میں؛

اخبار الزمان،ص،77 ؛مروج الذھب،ج1،ص50، مرآۃ الزمان،ص 229 ؛

ان کے آسمان پر اٹھائے جانے کی خبر تاریخ یعقوبی اور مرآۃ الزمان میں آئی ہے.

(2)طبقات ابن سعد، طبع بیروت، ج1 ،ص 39 ، طبع یورپ، ج1 ،ص 16ادریس پیغمبر کے اخبار کے بیان میں یوارد کی وصیت اپنے فرزند اخنوخ سے کتاب اخبار الزمان میں مذکور ہے:

یوارد نے اخنوخ کو وصیت کی اور ان تمام علوم کی انھیں تعلیم دی جو خود جانتے تھے اور مصحف سَر انکے سپرد کیا.

اخنوخ یا ادریس پیغمبر کے فرزند متوشلح

* ادریس نے اپنے فرزند متوشلحکو وصیت کی اور انھیں حضرت خاتم الانبیاء صلّیٰ اللہ علیہ وآلہ و سلم کے نور سے جو ان میں منتقل ہوا تھا آپ نے آگاہ کیا.

* شہروں کا ان کے ذریعہ آباد ہونا.

* سب سے پہلے انسان جو سواری پر سوار ہوئے.

حضرت ادریس کا اپنے فرزند سے وصیت کرنا اور خاتم الانبیاء ﷺ کا نور

اخبار الزمان نامی کتاب میں مذکور ہے:

ادریس نے اپنے فرزند متوشلح کو وصیت کی کیونکہ خداوند سبحان نے انھیں وحی کی تھی کہ اپنے فرزند متوشلح کو وصیت کرو کہ میں بہت جلد ہی ان کی صلب سے ایک پیغمبر مبعوث کروں گا جس کے افعال میری رضایت اور تائید کے حامل ہیں۔[1]

مرآۃ الزّمان نامی کتاب میں مذکور ہے:

ادریس نے اپنے فرزند متوشلح سے وصیت کی اور چونکہ ان کے ساتھ عہد وپیمان کیا لہٰذا وہ نور جو ان کی طرف منتقل ہوا تھا (حضرت ختمی مرتبت ﷺ کا نور) اُس سے آگاہ کیا. متوشلح وہ پہلے آدمی ہیں جو اونٹ پر سوار ہوئے۔[2]

مروج الذھب نامی کتاب میں مذکور ہے:

متوشلح اخنوخ کے فرزند اپنے باپ کے بعد ان کے جانشین ہوئے اور شہروں کے بسانے میں مشغول ہوگئے اور ان کی پیشانی میں ایک تابندہ نور درخشاں تھا[3] اور وہ حضرت ختمی مرتبت ﷺ کا نور تھا۔[4]

تاریخ طبری میں مذکور ہے:

اخنوخ نے اس (متوشلح) کو فرمان خداوندی کے مطابق اپنی جانشینی کے لئے انتخاب کیا اور دنیا سے رحلت کرنے سے قبل ان سے اور ان کے اہل وعیال سے لازم وصیت فرمائی اور انھیں آگاہ کیا کہ خداوندعالم بہت جلد ہی قابیلیوں اور جو ان کے ساتھ ہیںّیا ان کے دوستدار ہیں ان پر عذاب نازل کرے گا. اور

---

(1) اخبار الزمان، ص، 79.(2) مرآۃ الزمان ص 229، میں انھیں "متوشلح "یا "متوشلخ "کہا گیا ہے.(3) اخبار الزمان، ص 79؛ مرآۃ الزمان، ص 229 میں کہا گیا ہے کہ وہ "متوشلح "ہیں یا "متوشلخ "مروج الذھب، ج1، ص 50؛ اور تاریخ طبری، ج1، ص 173.(4) مروج الذھب، ج1، ص 50.

انھیں ان کے ساتھ خلط ملط ہونے سے منع کیا۔[1]

سب سے پہلے سوار

تاریخ طبری میںمذکور ہے:

وہ (متوشلح) سب سے پہلے آدمی ہیں جو مرکب پر سوار ہوئے وہ جہا دمیں اپنے باپ کے پیرو تھے اور اپنے ایام حیات میں خدا وند رحمان کی اطاعت وعبادت میں اپنے آباء و اجداد کی راہ اختیار کئے تھے۔[2]

---

(1)تاریخ طبری،ج1،ص173.(2)تاریخ طبری،ج1،ص173.

متوشلح کے فرزند لمک

* لمک سے متوشلح کی وصیت

* شیث اور قابیل کے فرزندوں کا ازدواج اور ان کی نسلوں کا اختلاط اور سرکش وباغی اور تباہ نسل کا دنیا میں آنا.

* حضرت شیث کی نسل سے 8 افراد کا تنہا رہ جانا.

* لمک کی نوح سے وصیت.

متوشلح کی اپنے فرزند لمک سے وصیت

تاریخ طبری اور اخبار الزمان میں مذکور ہے:

جب متوشلح کی موت کا وقت قریب آیا، تو اپنے بیٹے لمک (جامع کے معنی میں ہے) کو جو نوح کے والد تھے وصیت کی اور ان سے عہد لیا اور حضرت ادریس پیغمبر کی مہر کردہ کتابیں اور صحیفے ان کے حوالے کئے اس طرح سے وصیت ان تک منتقل ہوئی۔[1]

شیث اور قابیل کے پوتوں کا باہمی ازدواج اور اس شادی کے نتیجے میں ظالم و جابر، سرکش و باغی نسل کا دنیا میں آنا

مروج الذھب میں مذکور ہے:

لمک کے زمانے میں بہت سے واقعات اور نسلوں کے اختلاط ظاہر ہوئے،[2] یعنی حضرت شیث اور قابیل ملعون کی نسل کا اختلاط۔

تاریخ یعقوبی میں اختصار کے ساتھ مذکور ہے:

لمک اپنے باپ کے بعد خدا کی اطاعت اور عبادت میں مشغول ہوگئے. ان کے زمانے میں سرکشوں اور ستمگروں کی تعداد میں اضافہ ہوگیا کیونکہ شیث کے فرزندوں نے قابیل کی لڑکیوں سے ازدواج کر لیا تھا اور سرکش و ظالم لوگ ان سے پیدا ہوئے۔

---

(1) اخبار الزمان، ص، 80؛ اور تاریخ طبری، ج1، ص 178، طبع یورپ. (2) مروج الذھب، مسعودی، ج1، ص 50.

شیث کی اولاد میں سے صرف 8 افراد کا باقی رہنا اور لمک کی نوح سے وصیت

جب لمک کی موت کا زمانہ قریب آیا تو نوح ، حام، سام،یافث اور ان کی عورتوں کو بلایا یہ لوگ آٹھ آدمی تھے جو شیث کی اولاد میں بازماندگان میں شمار ہوتے تھے اور شیث کی اولاد میں ان 8 افراد کے علاوہ کوئی (سچے دین پر) باقی نہیں رہ گیا تھا۔ اور باقی لوگ کوہ مقدس سے نیچے اتر آئے اور قابیل کی اولاد کے پاس چلے گئے اور ان سے آمیزش و اختلاط پیدا کر لیا تھا. لمک نے ان آٹھ افراد پر درود بھیجا اور ان کے لئے خدا سے برکت طلب کی اور ان سے کہا:

اُس خدا وند متعال سے سوال کرتا ہوں جس نے آدم کو پیدا کیا کہ وہ ہمارے باپ آدم کی برکت کو تم پر باقی رکھے اور سلطنت و قدرت تمہاری اولاد میں قرار دے..

اے نوح! میںّمر جاؤں گا اور اہل عذاب میں سے تمہارے علاوہ کوئی نجات نہیں پائے گا جب میں مرجاؤں تو میرا جنازہ غار گنج میں جہ حضرت آدم کا جنازہ ہے رکھ دینا اور جب خدا کی مرضی ہو کہ کشتی پر سوار ہو تو ہمارے باپ آدم کے جسد کو اٹھا کر اپنے ساتھ اسے لے کر پائینتی کی طرف جاؤ اور کشتی کے اوپری کمرہ میں رکھدو اور تم اور تمہاری اولاد کشتی کے مشرقی سمت میں اور تمہاری بیوی اور بہوویں مغربی سمت میں جگہ لیں.جسد آدم کو تمہارے درمیان میں ہونا چاہئے ، نہ تم ان عورتوں تک دسترسی رکھو اور نہ وہ عورتیں تم تک رسائی رکھیں نہ ان کے ساتھ کھاؤ اور نہ ہی پیو اور ان سے نزدیک نہ ہو یہاں تک کہ کشتی سے باہر آجاؤ... جب طوفان تھمے اور کشتی سے نیچے اترجاؤ تو حضرت آدم کے جسد پر نماز پڑھو۔ اس کے بعد اپنے فرزند ارشد سام سے وصیت کرو کہ جسد حضرت آدم کو اپنے ہمراہ لے جائے اور زمین کے بیچ میں رکھ دے اور کسی ایک فرزند کو مقرر کرو کہ اس کے پاس رہے۔

یہاں تک فرمایا کہ :

خدا وند عالم فرشتوں میں سے ایک فرشتے کو اس (سام)کا راہنما قرار دے گا تا کہ اس کا مونس و غمخوار رہے اور زمین کے درمیان میں اس کی راہنمائی کرے۔[1]

* * *

ہم حضرت نوح سے پہلے کے اوصیاء وانبیاء کے حالات کو قرآن کریم اور اسلامی منابع کی رو سے اتنی ہی مقدار میں نقل کرنے پر اکتفاء کرتے ہیں، اب خدا کی تائید و مرضی سے ان کی سوانح توریت سے بیان کریں گے۔

---

(1)تاریخ یعقوبی، ج،1، ص12،13، طبع بیروت 1379 ھ.

(4)

پیغمبروں کے اوصیاء کی تاریخ توریت کی روشنی میں

توریت کی نقل کے مطابق حضرت نوح کے زمانے تک اوصیاء کی کچھ سرگذشت

سفر تکوین اصحاح پنجم میں مذکور ہے:

یہ کتاب میلاد آدم ہے جس دن خدا وند عالم نے آدم کو اپنے ہاتھ (دست قدرت) سے خلق فرمایا انھیں نرینہ اور مادینہ پیدا کیا اور انھیں برکت دی اور اسی روز تخلیق ان کا نام آدم رکھا حضرت آدم ایک سو تیس سال کے تھے کہ ان کی شکل وصورت کا ایک بچہ پیدا ہوا جس کا نام (شیث) رکھا آدم نے شیث کے پیدا ہونے کے بعد دنیا میں آٹھ سو سال زندگی گذاری اور اس مدت میں لڑکوں اور لڑکیوں کے باپ ہوئے (کثیر اولاد ہوئی) حضرت آدم کی پوری مدت عمر نو سو تیس سال تھی اور آپ نے اسی عمر میں رحلت کی ہے.

شیث ایک سو پانچ سال کے تھے کہ ان کے فرزند (انوش) پیدا ہوئے شیث انوش کی پیدائش کے بعد آٹھ سو سات سال زندہ رہے. اور اتنی مدت میں لڑکوں اور لڑکیوں کے مالک ہوئے شیث کی پوری مدت عمر 912 سال تھی تب انتقال ہوا۔

انوش بھی نوے سال کے تھے کہ ان کے فرزند (قینان) پیدا ہوئے انوش قینان کی پیدائش کے بعد آٹھ سو پندرہ سال زندہ رہے اور صاحب اولاد ہوئے پھر نو سو پانچ سال کی عمر میں رحلت کر گئے.قینان ستّر سال کے تھے کہ ان کے بیٹے "مَہلَلئیل" (مہلائیل) پیدا ہوئے، قینان مہلائیل کی پیدائش کے بعد آٹھ سو چالیس سال زندہ رہے اور ان بہت سے بیٹے اور بیٹیاں تھیں اور نو سو دس (910) سال کی عمر میں وفات پائی۔

(مہلائیل) 65 سال کے تھے کے ان کے فرزند (یارد) پیدا ہوئے مہلا ئیل یارد کی پیدائش کے بعد آٹھ سو تیس سال زندہ رہے ،لڑکوں اور لڑکیوں والے ہوئے پھر انتقال کر گئے مہلا ئیل کی مدت عمر پورے 895 سال ہے.

یارد 162 سال کے تھے کہ ان کے فرزند (اخنوخ) پیدا ہوئے اخنوخ کی پیدائش کے بعد آٹھ سو سال زندہ رہے ، لڑکوں اور لڑکیوں والے ہوئے یارد کی پوری عمر 9سو 62 سال ہے پھر اس کے بعد انتقال کر گئے.

اَخنوخ 65 سال کے تھے کہ ان کے فرزند(مَتُوشَلَح)پیدا ہوئے. اخنوخ متوشلح کے پیدا ہونے سے خدا کے پاس جانے تک 300 سال مزید زندہ رہے اور اس مدت میں صاحب اولاد ہوئے لہذا اخنوخ کی پوری مدت حیات 365 سال ہے اخنوخ خدا کے جوار میں چلے گئے اس کے بعد کبھی دکھائی نہیں دیئے کیونکہ خداوند عالم نے انھیں اٹھا لیا تھا۔

متوشلح 187 سال کے تھے کہ ان کے بہت سے لڑکے اور لڑکیاں ہوئیں متوشلح کی پوری مدت حیات 969 سال ہے پھر اس کے بعد انتقال کر گئے۔

(لامک) 182 سال کے سن میں صاحب فرزند ہوئے ان کا نام نوح رکھا اور کہا یہ بچہ ، ہمارے کاروبار اور اس زمین کے حاصل سے جس پر خدا نے لعنت کی ہے ہمیں بہرہ مند کرے گا۔

لامک نوح کی پیدائش کے بعد 595 سال زندہ رہے لڑکے اور لڑکیاں پیدا ہوئیں لامک کی پوری مدت حیات 777 سال ہے پھر انتقال کر گئے،نوح پانچ سو سال کے تھے کہ ان کے بیٹے سام، حام اور یافث پیدا ہوئے۔

* * *

اسی طرح توریت نے آدم اور نوح کے درمیان اوصیاء کے حالات نقل کرنے مینّہر ایک کی مدت عمر کے ذکر پر اکتفاء کیا ہے مگرا خنوخ کی خبر میں اس جملے (اور اخنوخ خدا کے پاس گئے کیونکہ خداوندعالم نے انھیں اُٹھا لیا تھا) کا بھی اضافہ ہے. قرآن کریم نے بھی اسی امر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے:

(وَ رَفَعْنٰاہ مَکَا ناً علیّاً)

ہم نے اسے بلند جگہ پر اٹھا لیا۔

اس بحث کا نتیجہ

خداوند عالم نے حضرت آدم کو بخش دیا اور انھیں لوگوںکی ہدایت اور اولین انسانوں کوجن چیزوں کی ضرورت تھی یعنی ان کے زمانے کے انسانوں کو جن اسلامی احکام کی ضرورت تھی اس کی تبلیغ کے لئے انتخاب کیا. پھر اس وقت انھیں اپنے پاس بلالیا اور ان کے بعد اوصیاء شریعت کی حفاظت اور پاسداری اور لوگوں کی ہدایت کے لئے اس کی تبلیغ کو اٹھ کھڑے ہوئے. انسان حضرت ادریس کے زمانے تک دھیرے دھیرے تہذیب وتمدن سے نزدیک ہوتا گیا اور تمدن کی ترقی کے ساتھ ساتھ زندگی کی راہ میں اسلامی احکام کی شرح وبیان کی نئے سرے سے ضرورت محسوس ہوئی یہی وجہ ہے کہ خداوند عالم نے ادریس پیغمبر کو ان چیزوں کے لئے جن کی ان کے ہم عصر لوگوں کو ضرورت تھی "یعنی اسلامی احکام" کی وحی کی تو آپ نے بھی احسن طریقہ سے اپنی رسالت انجام دی، خدا نے جس چیز کی انھیں وحی کی تھی لوگوں کی ہدایت کی خاطر انھیں تبلیغ کی؛ اس کے بعد حکمت خداوندی یہ رہی کہ انھیں بلند جگہ پرلے جائے، خدا جانتا ہے کہ انھیں کیسے اور کہاں بلندی پر لے گیا، اس بحث میں اس کی تحقیق کی گنجائش نہیں ہے۔

اس کے علاوہ اسلامی مصادر میں انبیاء واوصیاء کی خبروں سے ایسا اندازہ ہوتا ہے کہ ان میں سے ہر ایک نے اپنے وصی سے حضرت ختمی مرتبت محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کے بارے میں جو کہ اس کو منتقل ہوتا تھا، عہد وپیمان لیا اور اس نے بھی اپنے بعد کے وصی کے ساتھ ایسا ہی کیا اور اسے متعہد وپابند بنایا۔ اس عہد وپیمان پر تاکید قرآن مجید میں نمایاں اور روشن ہے: (وَإِذْ خَذَ اللهُ مِيثَاقَ النّبِيّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَائَكُمْ رَسُول مُصَدِّق لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ ءَقْرَرْتُمْ وَءَخَذْتُمْ عَلَى ذَلِكُمْ صْرِى قَالُواَ قْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَءَنَا مَعَكُمْ مِنْ الشَّاهِدِينَ فَمَنْ تَوَلَّى بَعْدَ ذَلِکَ فَءُوْلَئِکَ هُمْ الْفَاسِقُونَ)

جب خداوند عالم نے پیغمبروں سے پیمان لیا، کہ چونکہ تمھیں کتاب وحکمت دی، پھر جس وقت تمہارے پاس وہ پیغمبر جائے جو تمہاری کتابوں کی تصدیق کرنے والا ہے تو تمھیں چاہئے اُس پر ایمان لاکر اُس کی نصرت کرو (خداوند عالم نے پیغمبروں سے فرمایا) آیا اقرار کرتے ہو اور اپنی امتوں سے اس کے مطابق پیمان لیا ہے؟

سب نے کہا، ہاں: اقرار کرتے ہیں. فرمایا اس پر گواہ رہنا کہ میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں ہونلہذا جو کوئی اس کے بعد (آخری رسول ﷺ کے آنے کے بعد) حق سے روگردانی کرے یقینا وہ فاسقوں میں ہوگا۔[1]

طبری نے پہلی آیت کی تفسیر میں حضرت امام علی سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا:

---

(1) آل عمران، 81 اور 82

خداوند عالم نے حضرت آدم اور ان کے بعد کے پیغمبروں کو پیغمبری کے لئے مبعوث نہیں کیا مگر یہ کہ ان سے حضرت محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے سلسلہ میں عہد و پیمان لیا پھر اس کے بعد اس آیت کی تلاوت فرمائی:

(وَاِذْ اَخَذَاللّٰهُ مِيثَاقَ النَبْيِين...)

دوسری آیت کی تفسیر میں حضرت سے نقل کیا ہے کہ آیہ کریمہ اس مطلب کی طرف اشارہ کر رہی ہے کہ خداوند فرماتا ہے: اس مطلب پر اپنی امتوں پر گواہ رہنا کہ میں تم پر بھی گواہ ہوں اور اُن پر بھی۔

لہٰذا اے محمد ﷺ ! جو بھی اس عہد و پیمان کے بعد ان تمام امتوں میں سے تم سے روگردانی کرے وہ فاسقوں میں سے ہو گا۔[1]

مذکورہ آیت کی تفسیر میں قرطبی فرماتے ہیں:

یہاں پر حضرت علی اور ابن عباس کے بقول "رسول" سے مراد حضرت محمد ﷺ ہیں۔

مؤلف فرماتے ہیں:

یہ دونوں مذکورہ آیتیں اُن چند آیات کے مجموعہ کے ضمن میں ذکر ہوئی ہیں جو خود ہی ایسی بات پر گواہ ہیں کہ حضرت علی سے روایت کی گئی ہے، کہ جس کے آغاز ہی میں خداوند عالم نے اس طرح فرمایا:

(لَمْ تَرَ اِلَى الَّذِينَ وتُوا نَصِيبًا مِنْ الْكِتَابِ يُدْعَوْنَ اِلَى كِتَابِ اللّٰه لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلَّى فَرِيق مِنْهُمْ وَهُمْ مُعْرِضُونَ)

کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو کتاب سے تھوڑا بہرہ مند ہوئے ہیں جب انھیں کتاب خداوندی کی دعوت دی گئی تا کہ وہ لوگ اپنے درمیان قضاوت کریں، تو ان میں سے بعض گروہ نے پچھلے پاؤں لوٹ کر روگردانی کی اور وہ لوگ اعراض (روگردانی) کرنے والوں میں ہیں؟[2] (قُلْ اِنْ تُخْفُوا مَا فِى صَدُ وْرِكُم اَوتُبدُوهُ يَعْلَمهُ اللّٰهُ...)

(اے پیغمبر) کہدو: اگر جو کچھ تم لوگ دل میں رکھتے ہو خواہ چھپاؤ یا آشکار کرو خدا سب جانتا ہے۔[3]

(قُلْ نْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰه فَاتَّبِعُونِى يُحْبِبْكُمُ اللّٰه وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللّٰه غَفُور رَحِيم)

---

(1) تفسیر طبری، ج 3، ص 236 اور 238؛ زاد المسیر فی علم التفسیر، تالیف، ابن جوزی، ج 1، ص 416؛ تفسیر ابن کثیر، ج 1، ص 378، الفاظ کی کچھ تبدیلی کے ساتھ؛ اور تفسیر قرطبی، ج 4، ص 125. (2) سورۂ آل عمران، آیت: 23. (3) سورۂ آل عمران، آیت: 29.

(اے پیغمبر) کہو: اگر خدا کو دوست رکھتے ہو تو میرا اتباع کرو تا کہ خدا تمھیں دوست رکھے اور تمہارے گنا ہونکو بخش دے۔[1]

(قُلْ اَطِيعُوا اللهَ وَالرَّسُولَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللهَ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ)

(اے پیغمبر) کہو: خدا اور پیغمبر کی اطاعت کرو اگر ان دو سے روگردانی کروگے، تو بیشک خدا کافروں کو دوست نہیں رکھتا۔[2]

چونتیسویں آیت اور اس کے بعد اسی سورہ میں بیان کرتا ہے کہ خدا نے آدم اور نوح کو منتخب کیا اور یہ کہ اس نے کس طرح عیسیٰ کو پیدا کیا اور بنی اسرائیل کی طرف بھیجا اور یہ کہ حواری ان پر ایمان لائے۔

پھر اس کے بعد فرماتا ہے:

(فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَائَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَائَنَا وَاَبْنَائَكُمْ وَنِسَائَنَا وَنِسَائَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَةَ اللهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ)

پھر جو بھی (حضرت عیسیٰ کے بارے میں) علم آجانے کے بعد تم سے کٹ حجتی کرے، تو اس سے کہو: آؤ ہم لوگ اپنے اپنے فرزند، اپنی اپنی عورتوں اور اپنے اپنے نفسوں کو بلائیں، پھر مباہلہ کرتے ہیں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت قرار دیتے ہیں۔[3]

پھر چند آیات کے بعد فرماتا ہے:

(يَااَهلَ الْكِتَابِ لِمَ تَلْبِسُونَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَ تَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَ اَنْتُم تَعْلَمُون)

اے اہل کتاب! کیوں حق کو باطل کے لباس میں ظاہر کرتے ہو، جب کہ خود بھی جانتے ہو کہ حق چھپا رہے ہو؟[4]

دوسری جگہ فرماتا ہے:

(وَاِذَ اَخَذَ اللهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ...)

جب خدا نے پیغمبروں سے عہد لیا، چونکہ ہم نے تمھیں کتاب و حکمت بخشی ہے...[5]

اس طرح سیاق آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ خداوند اعالم کی فرمایش سے مراد سورہ آل عمران کی 81 ویں

---

(1) سورۂ آل عمران، آیت: 31.(2) سورۂ آل عمران، آیت: 32.(3) سورۂ آل عمران، آیت:61(4) سورۂ آل عمران، آیت:71 (5) سورۂ آل عمران، آیت:81

آیت مینکہ اس میں فرماتا ہے: (تمہاری ہدایت کے لئے اے اہل کتاب! خدا کی طرف سے ایک رسول آیا جس نے تمہاری کتاب اور شریعت کی صداقت کی گواہی دی، تاکہ ایمان لاؤ. اور اس کی نصرت کرو...) یہ چیز ہے کہ امتوں سے عہد لیا گیا ہے کہ حضرت ختمی مرتبت ﷺ کی رسالت پر ایمان لائیں، جس طرح سے اس کی تفسیر ہم نے حضرت امیر المومنین علی سے نقل کی ہے. ان تمام چیزوں کے علاوہ اُن آیات کی طرف آپ کی توجہ مبذول کریں گے جسے ہم نے کتاب کے آخر میں "آخرین شریعت" کے عنوان کے تحت ذکر کیا ہے جیسے اس آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

(یَعرِفُونَهُ کَمَایَعرِفُونَ اَبْنَائِ هم)

اہل کتاب، خاتم الانبیائ ﷺ کو اس طرح پہچانتے ہیں جیسے کہ وہ اپنی اولاد کو پہچانتے ہیں۔

ان تمام آیات سے نتیجہ نکلتا ہے کہ خداوند متعال نے گزشتہ انبیاء سے عہد وپیمان لیا ہے کہ اپنی امتوں کو حضرت ختمی مرتبت کی رسالت کے وجوب پر ایمان لانے سے آگاہ کریں[1] اور یہ بھی کہ ہر ایک نبی نے اپنے وصی سے اس سلسلہ میں عہد وپیمان لیا ہے. جیساکہ اسلامی منابع و مصادر سے حضرت نوح کے زمانے تک اس کی شرح و تفصیل گذر چکی ہے۔

یہ سب حضرت آدم سے حضرت نوح کے زمانے تک انبیاء اور ان کے اوصیاء کی کچھ خبریں تھیں۔

حضرت نوح کے زمانے میں شیث کے پوتوں نے قابیل کے پوتوں سے آمیزش اور اختلاط پیدا کیا اور نتیجہ کے طور پر ایک فاسد، سرکش، گمراہ، بت پرست اور طاغی نسل کو جنم دیا۔

انشاء اللہ ان کے حالات کو حضرت نوح کے حالات کے ضمن میں بیان کریں گے۔

---

(1) لباب التاویل فی معانی التنزیل معروف بہ تفسیر خازن، متوفیٰ 741ھ، ج1، ص252. اور تفسیر البحر المحیط، ابوحیان، متوفیٰ 745ھ، ج2، ص508، 509. اور تفسیر در منثور، سیوطی، متوفیٰ 911ھ، ج2، ص47، 48.

(5)

حضرت نوح اور ان کے بعد اوصیاء کے حالات

* نوح

* نوح کے فرزند سام

* سام کے فرزند ارفخشد

* ارفخشد کے فرزند شالح

حضرت نوح

* قرآنی آیات میں نوح کی سیرت

* کلمات کی تشریح

* آیات کی تفسیر

* داستان نوح کا خلاصہ

* اسلامی منابع و مآخذ میں نوح کی خبریں

قرآنی آیات میں حضرت نوح کی سیرت وروش

1۔ خداوند عالم سورۂ حدید کی 26 ویں آیت میں ارشاد فرماتا ہے:

(وَلَقَدْ اَرْسَلنَانُوْحاًوَاِبْرَاهيم وَ جَعَلْنَافِی ذُرِّ يَّتِهِماَالنُّبُوَّةَ وَالَكِتابَ فَمِنْهُمْ مُهْتَدٍ وَ كَثِيرمِنْهُمْ فَاسِقُوْنَ)

ہم نے نوح اور ابراہیم کو (رسالت) کے لئے مبعوث کیا اور ان کے فرزندوں کے درمیان کتاب اور نبوت قرار دی، پس ان میں سے بعض ہدایت یافتہ ہیں (لیکن) بہت سارے فسق وفجور میں بتلا ہوگئے:

2۔ سورہ عنکبوت کی 14 ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے.

(وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحاً اِلیٰ قَوْ مِه فَلاَبِثَ فِيْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلاَّ خَمْسِينَ عَاماً)

اور ہم نے نوح کو (رسالت کے ساتھ) ان کی قوم کی طرف بھیجا انھوں نے ان کے درمیا ن ساڑھے نو سو سال زندگی گذاری...

3۔ سورۂ مومنون کی 23 سے 25 ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

(فَقَالَ يَاقَوْمِ اعْبُدُوا الله مَا لَكُمْ مِنْ لٰهٍ غَيْرُهُ فَلاَتَتَّقُونَ* فَقَالَ الْمَلَ ُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ مَا هَذَا اِلاَّ بَشَر مِثْلُكُمْ يُرِيدُ نْ يَتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ وَلَوْ شَائَ الله لَ َنْزَلَ مَلاَئِكَةً مَا سَمِعْنَا بِهَذَا فِی آبَائِنَا الَوَّلِينَ* نْ هُوَ اِلاَّ رَجُل بِهِ جِنَّة فَتَرَبَّصُوا بِهِ حَتّٰی حِينٍ)

(نوح) نے کہا: اے قوم! خدا کی عبادت کرو کہ اس کے علا وہ کوئی خدا نہیںہے کیا تم لوگ خدا سے ڈرتے نہیں ؟!

کافر قوم کے بزرگوں نے کہا، یہ (نوح) تمہارے ہی جیسا ایک انسان ہے اور تم پر سرداری کرنا چاہتا ہے اگر خدا کسی پیغمبر کو بھیجنا ہی چاہتا تو کسی فرشتہ کو بھیجتا. ہم نے (اس کے ادّعا کو) اپنے گزشتہ آباء واجداد سے نہیں سنا ہے. یہ شخص ایک دیوانہ کے سوا کچھ نہیں ہے. لہٰذا ایک مدت تک اُس کے حالات کا انتظار کرو۔

4۔ سورۂ شعراء کی106 اور108 آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

((إِذْ قَالَ لَهُمْ خُوهُمْ نُوحَ لَا تَتَّقُونَ* نّی لَكُمْ رَسُولَ مِينَ* فَاتَّقُوا الله وَ َطِيعُونِ)

ان کے بھائی نوح نے ان سے کہا: تم لوگ خدا سے خوف کیوں نہیں کرتے اور پرہیزگار کیوں نہیں ہوتے؟! میں تمہارے لئے ایک امین پیغمبر ہو لہٰذا خدا سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔

5۔ سورہ یونس کی 72 ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

(فَاِنْ تَوَ لَّیتُمْ فَمَا سَاَ لْتکُمْ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجرِیَ اِلَّا عَلٰی اللهِ وَ اُمِرْتُ اَنْ اَکُونَ مِنَ الْمُسْلِمِینَ)

(نوح نے اپنی امت سے کہا:) پس اگر تم لوگ حق سے روگرداں ہو تو میں تم سے کسی جزاء کا طالب نہیں ہوں (کیونکہ) اجر وپا داش خدا ہی کے ذمہ ہے اور میں مامور ہوں کہ مسلمان رہ کر اس کے حکم کے سامنے سراپا تسلیم ہو جاؤں۔

6۔ سورہ شعراء کی 111 ویں تا 116 ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

(قَالُوا اَ نُؤْمِنُ لَکَ وَاتَّبَعَکَ الْرَذَلُونَ* قَالَ وَمَا عِلْمِی بِمَا کَانُوا یَعْمَلُونَ* نْ حِسَابُهُمْ لاَّ عَلَی رَابِی لَوْ تَشْعُرُونَ* وَمَاَ نَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِینَ* نْ نَا لاَّ نَذِیر مُبِین* قَالُوا لَئِنْ لَمْ تَنْتَهِ یَانُوحُ لَتَکُونَنَّ مِنْ الْمَرْجُومِینَ)

(نوح کی قوم نے ان حضرت سے) کہا: کیا ہم تم پر ایمان لے آئیں جب کہ تمہارا اتباع پست لوگ کرتے ہیں؟! فرمایا: مجھے اس سے کیا سروکار کہ ہم دوسروں کے اعمال واحوال کو جانیں، ان کا حساب میرے پروردگار کے ذمہ ہے اگر شعور رکھتے ہو، میرے لئے مناسب نہیں ہے کہ مومنین کو اپنے پاس سے بھگا دوں میں تو آشکار طور پر ڈرانے والا ہوں انھوں نے کہا: اے نوح! اگر تم اپنی بات سے باز نہیں آئے تو ہم تمھیں بری طرح سنگسار کر دیں گے.

7۔ سورہ ہود کی 28 ویں تا 33 ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

(قَالَ یَاقَوْمِ رَیْتُمْ نْ کُنتُ عَلَی بَیِّنَةٍ مِنْ رَابِی وَآتَانِی رَحْمَةً مِنْ عِنْدِهِ فَعُمِّیَتْ عَلَیْکُمْ نُلْزِمُکُمُوهَا وَنْتُمْ لَهَا کَارِهُونَ * وَیَاقَوْمِ لاَسْلُکُمْ عَلَیْهِ مَالاً نْ جْرِی لاَّ عَلَی اللهِ وَمَاَ نَا بِطَارِدِ الَّذِینَ آمَنُوا نَّهُمْ مُلَاقُو رَابِهِمْ وَلَکِنِّیَ رَاکُمْ قَوْمًا تَجْهَلُونَ * وَیَاقَوْمِ مَنْ یَنصُرُنِی مِنَ اللهِ نْ طَرَدْتُهُمْ فَلاَتَذَکَّرُونَ* وَلاَ قُولُ لَکُمْ عِندِی خَزَائِنُ اللهِ وَلاَعْلَمُ الْغَیْبَ وَلاَقُولُ نِّی مَلَک وَلاَقُولُ لِلَّذِینَ تَزْدَرِیَ عْیُنُکُمْ لَنْ یُؤْتِیَهُمُ اللهُ خَیْرًا اللهُ عْلَمُ بِمَا فِیَ نفُسِهِمْ نِّی ذًا لَمِنَ الظَّالِمِینَ* قَالُوا یَانُوحُ قَدْ جَادَلْتَنَا فَکْثَرْتَ جِدَالَنَا فَْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا نْ کُنتَ مِنْ الصَّادِقِینَ* قَالَ نَّمَا یَاْتِیکُمْ بِهِ اللهُ نْ شَائَ وَمَاَ نْتُمْ بِمُعْجِزِینَ)

(نوح) نے کہا: اے قوم تم لوگ! کیا کہہ رہے ہو جب دیکھو کہ میرے پاس خدا کی جانب سے ایک روشن دلیل ہے اور اس کی رحمت میرے شامل حال ہے پھر بھی حقیقت تم سے پوشیدہ ہی رہے گی؟! کیا میں تمھیں تمہاری خواہش کے خلاف مجبور کروں؟! اے قوم! میں تم سے کوئی مال تو نہیں چاہتا ہوں، میرا اجر تو اللہ کے ذمہ ہے اور میں صاحبان ایمان کو نکال بھی نہیں سکتا ہوں کہ وہ لوگ اپنے پروردگار سے ملاقات کرنے والے ہیں

البتہ میں تم کو ایک جاہل قوم تصوّر کررہا ہوں. اے قوم ! اگر میں ان خدا رسیدہ مومنین کو اپنے پاس سے بھگا دوں، تو کون ہے جو مجھے غضب الٰہی سے بچائے گا ؟! آیا نصیحت حاصل نہیں کرتے ؟! میں یہ نہیں کہہ رہا ہو کہ خدا کے خزانے میرے پاس ہیں اور(اس بات کا) مدعی بھی نہیں ہو کہ میں علم غیب جانتا ہوں اور نہ میں یہ کہتا ہوںکہ میں فرشتہ ہوں اور یہ بھی نہیں کہتا کہ جو لوگ تمہاری نگا ہوں میںبے قیمت ہیں انھیں خدا کوئی خیر نہیں دے گا خدا ان کے حال سے زیادہ واقف ہے اگر میں ایسی بات کرونگا تو ظالموں میں شمار ہوں گا انھوں نے کہا اے نوح ! تم نے ہم سے جنگ وجدال کی اور ہم سے جدال کو طول دے دیا اگر سچے ہو تو جو کچھ ہم سے وعدہ کیا ہے پیش کرو، نوح نے کہا : اگر خدا چاہے گا تو اسے تم پرنازل کردے گا اور تم اس کے مقابل کوئی قدرت اور راہ فرار نہیں رکھتے۔

8۔ سورۂ نوح کی 5ویں تا 28 ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

(قَالَ رَابِ نِّی دَعَوْتُ قَوْمِی لَیْلاً وَنَهَارًا ٭ فاَلَمْ یَزِدْهُمْ دُعَائِی لاَّ فِرَارًا ٭ وَ ِنِّی کُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُواَ صَابِعَهُمْ فِی آذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِیَابَهُمْ وَ َصَرُّوا وَاسْتَکْبَرُوا اسْتِکْبَارًا ٭ ثُمَّ نِّی دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا ٭ ثُمَّ نِّیَ عْلَنتُ لَهُمْ وَ َسْرَرْتُ لَهُمْ سْرَارًا ٭ فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّکُمْ نَّهُ کَانَ غَفَّارًا ٭ یُرْسِلِ السَّمَائَ عَلَیْکُمْ مِدْرَارًا ٭ وَیُمْدِدْکُمْ بِ َمْوَالٍ وَبَنِینَ وَیَجْعَلْ لَکُمْ جَنَّاتٍ وَیَجْعَلْ لَکُمْ نْهَارًا ٭ مَا لَکُمْ لاَتَرْجُونَ لِلَّهِ وَقَارًا ٭ وَقَدْ خَلَقَکُمْ طْوَارًا ٭ اَلَمْ تَرَوْا کَیْفَ خَلَقَ الله سَبْعَ سَمَاوَاتٍ طِبَاقًا ٭ وَجَعَلَ الْقَمَرَ فِیهِنَّ نُورًا وَجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ٭ وَالله نْبَتَکُمْ مِنَ الَرْضِ نَبَاتًا ٭ ثُمَّ یُعِیدُکُمْ فِیهَا وَیُخْرِجُکُمْ خْرَاجًا ٭ وَالله جَعَلَ لَکُمُ الَرْضَ بِسَاطًا ٭ لِتَسْلُکُوا مِنْهَا سُبُلاً فِجَاجًا ٭ قَالَ نُوح رَابِ نَّهُمْ عَصَوْنِی وَاتَّبَعُوا مَنْ لَمْ یَزِدْهُ مَالُهُ وَوَلَدُهُ لاَّ خَسَارًا ٭ وَمَکَرُوا مَکْرًا کُبَّارًا ٭ وَقَالُوا لاَتَذَرُنَّ آلِهَتَکُمْ وَلاَتَذَرُنَّ وَدًّا وَلاَسُوَاعًا وَلاَیَغُوثَ وَیَعُوقَ وَنَسْرًا ٭ وَقَدْ ضَلُّوا کَثِیرًا وَلاَتَزِدِ الظَّالِمِینَ لاَّ ضَلاَلاً ٭ مِمَّا خَطِیئَاتِهِمْ غْرِقُوا فَ ُدْخِلُوا نَارًا فاَلَمْ یَجِدُوا لَهُمْ مِنْ دُونِ الله َنْصَارًا ٭ وَقَالَ نُوح رَابِ لاَتَذَرْ عَلَی الَرْضِ مِنَ الْکَافِرِینَ دَیَّارًا ٭ نَّکَ نْ تَذَرْهُمْ یُضِلُّوا عِبَادَکَ وَلاَیَلِدُوا لاَّ فَاجِرًا کَفَّارًا ٭ رَابِ اغْفِرْ لِی وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَیْتِیَ مُؤْمِنًا وَلِلْمُؤْمِنِینَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَلاَتَزِدِ الظَّالِمِینَ لاَّ تَبَارًا)

نوح نے کہا : خدایا! میں نے شب وروز اپنی قوم کو دعوت دی. لیکن میری دعوت نے ان کے فرار میں اضافہ کے سوا کچھ نہیں کیا. اور میں نے انھیں جب بھی دعوت دی تا کہ تو انھیں بخش دے تو انھوں نے اپنی انگلیاں کانوں میں رکھ لیں اور اپنے کپڑے سروں پر ڈال لئے اور عظیم تکبر کیا ۔پھر میں نے انھیں بلند آواز سے دعوت دی .پھر آشکار اور پوشیدہ طور پر میں نے اپنی دعوت کا اظہار کیا. اور میں نے کہا: خدا سے طلب مغفرت کرو (کیونکہ)وہ بہت بخشنے والا ہے، تا کہ تم پر کثرت سے بارش نازل کرے اور تمہارے اموال اور اولاد کے ذریعے تمہاری نصرت کرے اور تمہارے لئے باغات اور نہریں قرار دے تمھیں کیا ہو گیا ہے کہ خدا کی عظمت کے سامنے سر نہیں جھکاتے. جب کہ اس نے تمھیں مختلف اقسام میں خلق فرمایا ہے؟! کیا تم نے نہیں دیکھا کی خداوند عالم نے کس طرح ایک پر ایک سات آسمانوں کو خلق کیا ہے. اور ان کے درمیان چاند کو نور اور آفتاب کو ایک بڑا چراغ قرار دیا ہے.

اور خدا نے تمھیں زمین سے خاص طرز سے پیدا کیا ہے اور پھر تمھیں اس کی طرف واپس کر دے گا اور مخصوص طریقے سے خارج کرے گا؟! خداوند عالم نے تمھارے لئے زمین کا فرش بچھایا. تا کہ اس کی وسیع اور دور دراز راہوں میں چلو.نوح نے کہا: خدایا! ان لوگوںنے میری مخالفت کی ہے اور ایسے شخص کی بات مانی ہے کہ جس کے مال اور فرزند جز گمراہی وضلالت کے کچھ اور نہیں بڑھا سکتے. اور ان لوگوں نے فریب دیا ، عظیم فریب اور کہا: اپنے خداؤں سے دور نہ ہونا اور انھیں نہ چھوڑنا. ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر نامی بتوں کو. انھوں نے بہت سارے لوگوں کو گمراہ کر دیا ہے اب تو ظالموں پر ضلالت وگمراہی کے سوا کچھ اضافہ نہ کرنا. وہ لوگ اپنے گناہوں کے سبب غرق ہو گئے اور عظیم آگ میں داخل ہو گئے اور خدا کے علاوہ کسی کو اپنا ناصر نہیں پایا۔

نوح نے کہا: خدایا! روئے زمین پر کسی کافر کو زندہ نہ رکھ کہ اگر تو انھیںزندہ چھوڑ دے گا تو وہ تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے اور بد کار کافر کے علاوہ کسی اور کو جنم نہیں دیں گے. خدایا!مجھے اور میرے ماں باپ کو بخش دے اور اس کو جو میرے گھر میں با ایمان داخل ہو اور تمام مومنین و مومنات کو بھی. اور ستمگروں کو ہلاکت اور نابودی کے سوا کچھ اور نہ دے۔

9۔ سورہ ٔہود کی 37 ویں تا 48 ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

(وَاصْنَعِ الْفُلْکَ بِ ٔعْیُنِنَا وَوَحْیِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِی فِی الَّذِینَ ظَلَمُوا نَّهُمْ مُغْرَقُونَ★ وَیَصْنَعُ الْفُلْکَ وَکُلَّمَا مَرَّ عَلَیْهِ مَلَ مِنْ قَوْمِهِ سَخِرُوا مِنْهُ قَالَ نْ تَسْخَرُوا مِنَّا فَإِنَّا نَسْخَرُ مِنْکُمْ کَمَا تَسْخَرُونَ★ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ مَنْ یَأْتِیهِ عَذَاب یُخْزِیهِ وَیَحِلُّ عَلَیْهِ عَذَاب مُقِیمٌ★ حَتَّی ذَا جَاءَ مْرُنَا وَفَارَ التَّنُّورُ قُلْنَا احْمِلْ فِیهَا مِنْ کُلٍّ زَوْجَیْنِ اثْنَیْنِ وَ ٔهْلَکَ لاَّ مَنْ سَبَقَ عَلَیْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ آمَنَ وَمَا آمَنَ مَعَهُ لاَّ قَلِیل★ وَقَالَ ارْکَبُوا فِیهَا بِاسْمِ الله مَجْرَاهَا وَمُرْسَاهَا نَّ رَابِی لَغَفُور رَحِیمٌ★ وَهِیَ تَجْرِی بِهِمْ فِی مَوْجٍ کَالْجِبَالِ وَنَادَی نُوح ابْنَهُ وَکَانَ فِی مَعْزِلٍ یَابُنَیَّ ارْکَبْ مَعَنَا وَلاَتَکُنْ مَعَ الْکَافِرِینَ★ قَالَ سَآوِی الَی جَبَلٍ یَعْصِمُنِی مِنْ الْمَاءِ قَالَ لاَعَاصِمَ الْیَوْمَ مِنْ مْرِ الله لاَّ مَنْ رَحِمَ وَحَالَ بَیْنَهُمَا الْمَوْجُ فَکَانَ مِنْ الْمُغْرَقِینَ★ وَقِیلَ یَاَرْضُ ابْلَعِی مَائَکِ وَیَاسَمَاءُ قْلِعِی وَغِیضَ الْمَاءُ وَقُضِیَ الَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَی الْجُودِیِّ وَقِیلَ بُعْدًا لِلْقَوْمِ الظَّالِمِینَ★ وَنَادَی نُوح رَبَّهُ فَقَالَ رَابِ نَّ ابْنِی مِنْ هْلِی وَ ِنَّ وَعْدَکَ الْحَقُّ وَ َنْتَ حْکَمُ الْحَاکِمِینَ★ قَالَ یَانُوحُ نَّهُ لَیْسَ مِنْ هْلِکَ نَّهُ عَمَل غَیْرُ صَالِحٍ فَلاَ تَسْ َلْنِی مَا لَیْسَ لَکَ بِهِ عِلْمٌ نِّیَ عِظُکَ نْ تَکُونَ مِنْ الْجَاهِلِینَ★ قَالَ رَابِ نِّیَ عُوذُ بِکَ نْ سْ َلَکَ مَا لَیْسَ لِی بِهِ عِلْم وَ ِلاَّ تَغْفِرْ لِی وَتَرْحَمْنِیَ کُنْ مِنْ الْخَاسِرِینَ★ قِیلَ یَانُوحُ اهْبِطْ بِسَلَامٍ مِنَّا وَبَرَکَاتٍ عَلَیْکَ وَعَلَی ُمَمٍ مِمَّنْ مَعَکَ وَ ُمَم سَنُمَتِّعُهُمْ ثُمَّ یَمَسُّهُمْ مِنَّا عَذَاب لِیم)

ہماری نگرانی اور راہنمائی میں کشتی بناؤ اور ظالموں کے بارے میں ہم سے بات نہ کرنا کہ وہ غرق ہو جائیں گے.نوح کشتی بنانے لگے اور جب بھی ان کی قوم کا کوئی گروہ ان کی طرف سے (ان کے پاس سے) گذرتا تو وہ مذاق اڑاتے تھے.نوح نے کہا: اگر تم لوگ ہمارا مذاق اڑاؤ گے تو ہم بھی اسی طرح تمہارا مسخرہ کریں گے اور مذاق اڑائیں گے..بہت جلد ہی تمھیں معلوم ہو جائے گا کہ وہ کون ہے جس تک ذلیل اور رسوا کرنے والا عذاب پہنچے گا اور دائمی عذاب اس پر نازل ہو گا.یہاں تک کہ ہمارا فرمان پہنچا اور تنور سے پانی ابلنے لگا تو ہم نے کہا:ہر حیوان کا ایک ایک جوڑا کشتی میں سوار کرو. اپنے اہل وعیال کو بھی سوار کرو، سوائے اس کے جس پر عذاب کا وعدہ گذر چکا ہے اور مومنین کو بھی سوار کرو اور اس (نوح) پر بہت تھوڑے لوگ ایمان لائے تھے. نوح نے ان سے کہا: کشتی میں سوار ہو جاؤ، اس کی نقل وحرکت خدا کے نام سے ہے ، بیشک میرا خدا بخشنے والا اور مہربان ہے.کشتی انھیں پہاڑ جیسی موج کے درمیان لے جا رہی تھی،نوح نے اپنے بیٹے کو جو کنارہ کھڑا تھا آواز دی اور کہا: میرے بیٹے ہمارے ساتھ سوار ہو جاؤ اور کافروں کی ہمراہی اختیار نہ کرو. اس نے کہا: ابھی میں ایک ایسے پہاڑ پر پناہ لونگا جو مجھ کو سیلاب سے محفوظ رکھے گا. نوح نے کہا:

. آج خدا کے عذاب سے کوئی بچانے والا نہیں ہے، سوائے اس شخص کے جس کو خدا نے اپنی رحمت میں شامل کر رکھا ہے ؛ (اتنے میں) ان دونوںکے درمیان ایک موج حائل ہو گئی اور وہ غرق ہو گیا . خدا کا فرمان پہونچا کہ اے زمین! اپنا پانی نگل جا اور اے آسمان !(برسنے سے) رک جا اپنی بارش بند کر دے اور پانی زمین کی تہہ میں پہنچ گیا اور جس کا حکم دیا گیا تھا وہ انجام پا گیا اور کشتی کوہ جودی پر جا کر رکی اور کہا گیا: ظالمین رحمت خدا سے دور ہیں اور نوح نے اپنے رب کو آواز دی کہ: خدایا ! میرا بیٹا میرے اہل سے ہے اور تیرا وعدہ بھی حق ہے اور تو تمام انصاف کرنے والوں میں سب سے زیادہ عادل اور منصف ہے . خدا نے کہا: اے نوح وہ تمہارے اہل سے نہیں ہے وہ ایک غیر صالح عمل ہے ،جو تم نہیں جانتے اس کی مجھ سے درخواست نہ کرو میں تمھیں نصیحت کرتا ہوں کہ کہیں جاہلوں میں نہ ہو جانا. نوح نے کہا: خدایا ! تیری پناہ چاہتا ہوں کہ تجھ سے ایسی چیز طلب کروں جسے نہیں جانتا ہوں. اگر تو مجھے معاف نہ کرے گا اور مجھ پر رحم نہ کرے گا تو میں نقصان اٹھانے والوں میں ہو جاؤں گا. کہا گیا ! اے نوح! ہماری طرف سے سلامتی اور برکتوں کے ساتھ نیچے اترآؤ اور یہ سلامتی اور برکتیں تم پر اور ان لوگوں پر ہیں جو تمہارے ہمراہ ہیں اور کچھ قومیں ایسی ہینجنھیں ہم پہلے راحت دیں گے پھر اس کے بعد ہماری طرف سے ان پر عذاب نازل ہوگا۔

10۔ سورۂ صافات کی 77ویں تا 81 ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

(وَ جَعَلْنَاذُرِّيَّتَهَ هُمُ البَا قِيْنَ وَتَرَ كْنَا عَلَيهِ فِى الاخِرِينَ سَلَامُ عَلىٰ نُو حٍ فِى العَالَمِيْنَ اِنَّا كَذ لكَ نَجْزِ ى المحْسِنِيْنَ اِنَّهُ مِنْ عِبادِنَا المؤ مِنينَ)

اور ہم نے صرف ان کی ذریت کو باقی رکھا . اور آیندہ والوں کے درمیان ان کا نیک نام باقی رکھا. ساری خدائی میں نوح پر سلام ہو. ہم نیکوکاروںکو اسی طرح جزا دیتے ہیں ہی، وہ ہمارے مومن بندوں میں سے ہیں۔

11۔ سورہ ہُود کی 49 ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے :

(تِلكَ مِنْ أنْبائِ الغَيْبِ نُو حِيهاا ليكَ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَاانْتَ وَ لاَ قُومُكَ مِنْ قَبلِ هٰذَا فَاصْبِرْ اِنَّ العَا قِبَةَ لِلمُتَّقِينَ)

یہ سب کچھ غیب کی باتیں ہیں جن کی ہم نے تم پر وحی کی ہے، نہ تم انھیں اس سے پہلے جانتے تھے اور نہ ہی تمہاری قوم. صبرو تحمل سے کام لو کہ انجام پرہیز گاروں کے نفع میں ہے.

کلمات کی تشریح

1۔ فعمّیت علیکم:

عمیت الا خبار والا مور عنہ و علیہ: اخبار اور واقعات اُس سے پنہاں اور پوشیدہ رہ گئے، عمّی علیہ طریقہ یعنی راہ اُس پر پوشیدہ ہو گئی۔

2۔ بمعجزین:

اعجز فلان اُس وقت کہا جاتا ہے جب کوئی فرار کرے اور گرفتار نہ ہو، کہ یہی معنی موقع اور مقام کے اعتبار سے مناسب ہے۔

3۔ استغشوا ثیابھم:

خود کو لباس سے ڈھانپ لیا (سر پر لباس ڈال لیا) تاکہ وہ لوگ اسے سنیں لیکن دیکھ نہ سکیں۔

4۔ مدراراً:

لگاتار اور موسلا دھار برسنا۔

5۔ وقاراً:

حلم و بردباری، ایسا سکون واطمینان جو عظمت کے ساتھ ہو یہاں پر عظمت کے معنی مناسب ہیں۔

6۔ اطواراً:

اس کا مفرد طور ہے جو حالت اور شکل کے معنی میں آتا ہے۔

7۔ طباقاً:

تہہ بہ تہہ اور ایک دوسرے کے اوپر قرار پانا، خواہ فاصلہ کے ساتھ ہو یا بغیر فاصلہ کے۔

8۔ فجاجاً:

کشادہ راستے اس کا مفرد فجّ آتا ہے.

9۔ تباراً:

ہلاکت اور نابودی۔

10 ۔ باعیننا:

ہماری راہنمائی اور نگرانی میں اور ہماری پناہ میں۔

11۔ تنور:

منجملہ اس کے معنی چشمہ اور فوارہ کے ہیں. حضرت نوح کی شرح حال سے متعلق تاریخ ابن عساکر [1] میں اس طرح ذکر ہوا: یہ تنور مسجد کوفہ کے ایک کونے میں واقع تھا۔

12۔ غیض:

پانی زمین کے اندر چلا گیا۔

13 ۔ جودی:

اس سلسلہ میں اختلاف ہے کہ یہ "جودی" جزیرہ ابن عمر میں واقع تھا یا موصل کے اردگرد، یا غری میں نہر فرات سے قریب نجف کی بلندیوں پر یا دوسری جگہ۔

کتاب مقدس کی قاموس میں مذکور ہے: حضرت نوح کی کشتی آرارات نامی پہاڑ پر ٹھہری جو کہ نہر ارس اور دریائے وان کے درمیان واقع ہے۔ (جودی) کی لغت کے بارے ینّحموی کی معجم البلدان میں مذکور ہے: جودی دجلہ کے شرق اور موصل کے اطراف میں ابن عمر نامی جزیرہ پر واقع ایک پہاڑ ہے. جس پر حضرت نوح کی کشتی رکی تھی۔

(استوت علی الجودی) کی تفسیر میں تفسیر طبری، ابن کثیر اور سیوطی میں چند روایات کے ضمن میں مذکور ہے:

جودی جزیرۂ ابن عمر میں ہے، ایک دوسری روایت میں ہے کہ وہ موصل میں واقع ہے. [2] ... اور

---

(1)۔ تاریخ ابن عساکر، خطی شمارہ 329، الف. (2)۔ تفسیر طبری، ج 12، ص 29۔30؛ تفسیر ابن کثیر، ص 446، 447؛ الدار المنثور، ج 3، ص 331، 334، 335.

روضہ کافی میں مذکور ہے کہ: کوہ جودی وہی فرات کوفہ ہے. روضہ کافی کے اس مطلب کی تشریح میں مجلسیرآۃ العقول میں تحریر فرماتے ہیں: احتمال ہے کہ یہ مطلب در حقیقت "قریب الکوفہ "یعنی کوفہ سے قریب تھا کہ بعد میں نسخہ برداری میں "فرات الکوفہ" سے تصحیف اور تبدیل ہو گیا ہے۔[1]

"جودی" سے متعلق استاد محقق آقا سید سامی البدری حقیر کے خط کے جواب میں اس طرح تحریر فرماتے ہینکہ:

اُس توریت میں جو عربی زبان میں ترجمہ ہوئی ہے مذکور ہے کہ نوح کی کشتی "آراراط" کے پہاڑ پر ٹھہری تھی. اور کتاب مقدس کی قاموس میں مذکور ہے: یہ ایک عبری زبان کا لفظ ہے کہ جو آکادی کے لفظ "اورارطو" سے لیا گیا ہے جو کہ عراق کے شمال میں واقع شمال آشور کی پہاڑی نہروں کے لئے استعمال ہوتا ہے. نوح کی کشتی انہیں پہاڑوں میں سے کسی ایک پر ٹھہری تھی۔

لیکن میری نظر میں کلمۂ آکادی "اورارطو" دو جز سے تشکیل پایا ہے۔

1۔ "اور" جو شہر کے معنی میں ہے جیسے "اور شلیم" شہر سلام کے معنی میں "اور کلدانیین" کلدنیوں کے شہر کے معنی میں اور "اوربیل" شہر بت بعل۔

2۔"ارطو" یا "اردو" کہ یہ لفظ بھی متعدد معانی میں استعمال ہوا ہے منجملہ نہر فرات کا ایک نام ہے اور شہر بابل کا قدیم نام ہے۔

جو کہا گیا اس بنیاد پر کلمہ "اورارطو" آکادی زبان میں شہر فرات اور شہر بابل تھا۔

جو چیز میرے نظریہ کی تائید کرتی ہے وہ حضرت عیسیٰ مسیح کے عہد میں عبری توریت کا آرامی ترجمہ ہے کہ آج یہودیوں کے نزدیک "اونقلیوس کے ترجمہ" کے نام سے مشہور ہے وہ پر "کلمہ" آراراط کا ترجمہ "قردو" اور "قردون" سے کیا ہے اور سریانی زبان کی تورات نے بھی اسی معنی کو اخذ کیا اور لیا ہے۔

عہد آشور کے سلسلہ میں تحقیق کرنے والے دانشور کہتے ہیں: "قردو" ایک نام ہے جو حضرت مسیح کی ولادت سے1500 سال پہلے کشینوں کی طرف سے (کہ جنھوں نے تقریبا چار سو سال بابل پر حکمرانی کی ہے) سرزمین بابل کے لئے استعمال کیا جاتا تھا۔

اس لحاظ سے ارارات کے پہاڑ وہی بابل یا فرات کے پہاڑ ہیں جو بلند چٹانوں اور پراگندہ طور پر کم

---

(1) روضۃ الکافی، حدیث 421؛اسی طرح بحار الانوار، ج، 11، ص 303، 313، 333، 338 ملاحظہ ہو.

بلندی والے پہاڑوں کا ایک مجموعہ ہیں جو کہ نجف کی سہ گانہ بلندیوں سے شروع ہوکر دریائے نجف اور حبّانیہ کے شمال غربی تک چلے گئے ہیں جو "الطارات" سے معروف ہیں. ان سب میں سب سے زیادہ اونچائی نجف کی اونچائی ہے جو زمانہ قدیم میں "کوفان" نامی پہاڑ سے مشہور تھی۔

لیکن روضہ کافی کے بیان کے مطابق یہ ہے کہ: "جودی پر جا کر ٹھہری اور وہ فرات کوفہ ہے" یہ اس بات کا موید ہے کہ لفظ (جودی) یا (جودا) فرات کوفہ کا ایک نام ہے کہ پتھر پر مکتوب ابھی جلد ہی حاصل ہوا ہے۔ ہم نے اس کی مفصل داستان اور شرح طوفان نوح کے بارے میں جو مطالب تحریر کئے ہیں اس میں ذکر کی ہے۔[1]

مؤلف فرماتے ہیں:

مذکورہ بالا مطالب کی تائید میں ایک دوسرا نکتہ یہ ہے کہ بین النھرین(دجلہ و فرات) کی زمینیں کہ جو قدیم زمانے سے کھیتوں کی سر سبزی اور نخلستانوں کی ہریالی کی بناء پر ایک دوسرے سے متصل آراضی سواد(وہ زمینیں جو ہریالی کی شدت سے سیاہی مائل دکھائی دیتی ہیں) سے معروف تھیں. اور حیرہ (موجودہ نجف) اور مدائن (آج کے بغداد) سے دجلہ وفرات دو دریاؤں کے سمندر میں گرنے کی جگہ تک پھیلی ہوئی ہیں وہ حضرت آدم کے زمانے سے بنی عباس کے دور حکومت تک انسانی حیات کے لئے سب سے بہتر زمینیں شمار کی جاتی تھیں. برخلاف عراق کے شمال میں واقع پہاڑ برفیلے اور طولانی ٹھنڈک والے علاقے ہیں حکمت الٰہی کا یہ تقاضہ تھا کہ نوح کی کشتی پر سوار افراد جو زندگی کے اسباب ووسائل سے محروم تھے انھیں ایسی جگہ اتارا جائے جو زندگی گذارنے اور سلسلہ حیات کی بقا کے لئے بہترین جگہ ہو۔

گزشتہ آیات کی تفسیر[1]

حضرت آدم کی نسل میں چند سال گذرنے کے بعد اضافہ ہوتا رہا اور واضح ہے کہ وہ لوگ سرسبز و شاداب سرزمین اور فرات اور دجلہ دو دریا اور ان سے نکلی ہوئی ،چھوٹی چھوٹی نہروں کے کنارے آباد ہوئے جو انھیں سے متصل تھیں، حضرت نوح کے دور میں آبادی اور تہذیب وتمدن ارتقائی منزل پر گامزن تھے وہ اس طرح کہ جو اسلامی احکام اولین انسانوں کیلئے حضرت آدم کے زمانے میں وضع کئے گئے تھے اور

---

(1) ان آیات کی تفسیر کے بارے میں جو اللہ کے پیغمبروں کی سرگذشت سے مربوط ہے انشاء اللہ جو کچھ ہماری آیندہ بحثوں سے متعلق ہوگا ہم اس کی تحقیق اور چھان بین کریں گے۔

اس کے بعد حضرت ادریس پر جو کچھ اس کی تکمیل کے لئے نازل ہوا تھا اس سے عصر نوح کے لوگوں کی ضرورت بر طرف نہیں ہو رہی تھی کیونکہ اس پیغمبر کے دور کے لوگ دھیرے دھیرے" ود، سواع، یغوث، یعوق" اور نسر نامی بتوں کی پرستش کی طرف مائل ہوگئے تھے یہ بت در اصل مجسمہ تھے ان پانچ نیک اور شائستہ افراد کی یادگار کے جو حضرت آدم اور حضرت نوح کے زمانے کے درمیان زندگی گذار چکے تھے جنھیں اس زمانے کے لوگوں نے تراشا تھا.اور ان کے ذریعہ ان بزرگوں کی یاد مناتے تھے. شیطان نے اسی راہ سے فائدہ اٹھایا اور انھیں آمادہ کیا کہ ان ہیکلوں سے تبرک حاصل کریں اور آہستہ آہستہ ان کی عبادت اور پرستش کریں اور انھیں چھوٹے خداؤں کے عنوان سے "الله" کے مقابلے ایک خدا قبول کریں"۔

حضرت نوح 950 سال ان کے درمیان رہے اور انھیں خداوند عالم کی عبادت وپرستش اور احکام اسلام پر عمل کرنے اور بت پرستی کے ترک کرنے کی دعوت دیتے رہے. لیکن ان کی طغیانی اور سرکشی میں اضافہ ہوتا گیا، ان لوگوں نے اپنے پیغمبر کو شدید تکلیف پہنچائی اور اذیت دی اور ان پر ایمان نہیں لائے اس وجہ سے خدا نے ان پر بارش کو روک دیا کیونکہ خدا کی حکمت اس بات کی تھی کہ جو امتیں اپنے پیغمبروں کی تکذیب کرتی تھیںوہ بے چارگی، فقر وفاقہ، مشقت، جان اور مال کے نقصان میں بتلا ہوں.تاکہ شاید ان کی سمجھ میںآجائے اور خدا کے حضور معافی تلافی کریں. نوح نے ان سے مطالبہ کیا کہ وہ توبہ کریںاور خدا کی سمت آجائیں اور ان سے وعدہ کیا کہ اگر وہ ایسا کرتے ہیں تو خداوند عالم ان کے کھیتونمیں موسلا دھار بارش نازل کرے گا. لیکن انھوں نے اس کے برعکس اپنے عناد اور انحراف میں اضافہ کیا اور انھیں ذلیل وخوار سمجھا اور ان کو ایذا دینے اور تکلیف پہنچانے کے لئے آمادہ ہوگئے، منجملہ یہ ہے کہ انھیں میں سے ایک اپنے بیٹے کو حضرت نوح کے پاس لایا اور اپنے بیٹے کو بتایا کہ یہ نوح ہیں اور کہا: اے فرزند! اگر تو میرے بعد زندہ رہے تو ہرگز اس دیوانے پر ایمان نہ لانا!!

اس عناد اور دشمنی، ضد اور ہٹ دھرمی کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ لوگ خدا کے مہلک عذاب کے مستحق ہوئے سب سے پہلے یہ عذاب نازل ہوا کہ ان کی عورتیں بانجھ ہوگئیںاُس وقت خدا نے نوح کو کشتی بنانے کا حکم دیا.نوح نے حکم کی تعمیل کی اور خدا کی تعلیم وراہنمائی کے ساتھ اور اس کے تحت نظر اس کی تعمیر میں مشغول ہوگئے۔

پھر تنور سے پانی ابلنے کے ساتھ جو کہ طوفان کے شروع ہونے کی علامت تھی طوفان کا آغاز ہوا، ابن عساکر کے بقول وہ مذکورہ تنور مسجد کوفہ کے ایک گوشہ میں واقع تھا۔[1]

---

(1)تاریخ ابن عساکر شرح حال نوح، خطی نسخہ مجمع علمی اسلامی میں، ص329 الف.

نوح نے اپنے اوپر ایمان لانے والوں اور کچھ جانوروں کو کشتی پر سوار کیا پھر زمین نے ہر گوشے سے اپنا منھ کھول دیا اور سیل رواں جوش کھانے لگا اور شدید بارش ہونے لگی، پانی نے زمین کو چھپا لیا یہاں تک کہ نوح کی کشتی کو اٹھا کر اسے موجوں کے درمیان پہاڑوں کی بلندی پر لے گیا۔

نوح کا بیٹا کشتی پر سوار ہونے سے انکار کر گیا.نوح کی پدرانہ شفقت نے دل میں درد پیدا کیا ایسی شفقت جو تمام انسانوں کو ہوتی ہے.لہذا بیٹے کو خطاب کر کے آواز دی :

(یَا بُنیَّ ارْکبْ مَعنا وَ لاَ تَکُن مَعَ الکَا فِرِیْنَ قَالَ سَآوی اِلیٰ جَبلٍ یَعصِمُنی مِنَ المَاءِ قَالَ لَا عَاصِمَ الیَومَ مِنْ اَمْرِ اللهِ اِلَّا مَنْ رَحِمَ وَحَالَ بَیْنَهُمَا المَوجُ فَکَانَ مِنَ المُغْرَ قِیْنَ فَنَادَی نُوحُ رَبّه فَقَالَ رَابِ انَّ ابنِی مِنْ أهلِی وَانَّ وَعَدکَ الحَقُّ وَ اَنتَ أحکمُ الحَا کِمِیْنَ قَالَ یَا نُوحُ اِنَهُ لَیْسَ مِن أهلکَ اِنّهُ عَمَل غَیرُصَا لِحٍ فَلَا تَسألْنِی مَا لَیْسَ لکَ بِهِ علم)

اے میرے بیٹے! ہمارے ہمراہ کشتی پر سوار ہو جاؤ اور کافروں کے ساتھ نہ رہو.نوح کے بیٹے نے کہا : میں کسی پہاڑ پر پناہ لے لوں گا جو میری اس پانی سے حفاظت کرے گا.نوح نے کہا : آج کے دن امر خدا سے کوئی چیز بچانے والی نہیں ہے، مگر وہ شخص کہ جس پر خدا نے رحم کیا ہو،(اس اثناء میں) ان کے درمیان موج حائل ہو گی اور وہ غرق ہو گیا .نوح نے اپنے رب کو آواز دی کہ:خدایا! میرا بیٹا میرے اہل سے ہے اور تیرا وعدہ بھی حق ہے اور تو تمام حاکموں میں بہتر حکم کرنے والا ہے ۔

خدا نے کہا :اے نوح :وہ تمہارے اہل سے نہیں ہے اس نے نازیبا حرکتیں کی ہیں لہذا تم جو نہیں جانتے ہو اس کا مجھ سے مطالبہ نہ کرو۔

نوح اللہ کے خطاب کے ذریعہ اس حقیقت سے واقف ہو گئے جس کا انھیں علم نہیں تھا اور سمجھ گئے کہ ان کا بیٹا اپنے ناروا اور نازیبا افعال کے باعث خدا کے عذاب کا مستحق ہو گیا ہے اور عرض کیا۔

(رَبّ اِنّی أَعُوذ بِکَ اَنْ اَسَأَلکَ مَا لَیْسَ لِی بِهِ علم...)

خدایا میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ میں تجھ سے ایسی چیز کا مطالبہ کروں جو نہیں جانتا۔

خدا وند عالم ان تمام لوگوں کو جو نوح کی کشتی پر سوار نہیں ہوئے تھے ہلا ک کردیا، اس کے بعد سیل آسا بارش بند ہوئی اور سارا پانی زمین کے اندر چلا گیا اور جو لوگ کشتی پر سوار تھے بابل کی سرزمین پر اترے۔[1] اور جن حیوانات کو نوح نے اس پر سوار کیا تھا باہر آئے اور زمین پر پھیل گئے۔

جو لوگ حضرت نوح کے بعد آج تک وسیع وعریض زمین پر پیدا ہوئے ہیں کے تین فرزندوں سام، حام اور یافت کی نسل سے ہیں۔

قریش کو حضرت نوح کے واقعہ سے آگا ہی نہیں تھی اور غیبی اخبار کے ذریعہ کہ جنھیں حضرت ختمی مرتبت صلّیٰ اللہ علیہ و آلہ و سلم نے وحی کے ذریعہ دریا فت کیا تھا اُس واقعہ سے مطلع ہوئے۔

جو کچھ بیان ہو چکا وہ آیات کی تفسیر میں اخبار نوح کا خلاصہ تھا، بعض اخبار ہیں جو اسلامی منابع و مآخذ میں مذکور ہوئے ہیں۔

اب ہم اسلامی مآخذ میں: اب ہم حضرت نوح کے اخبار کے دوسرے حصّہ سے بحث کرتے ہیں۔

اسلامی مصادر میں حضرت نوح کی داستان

ہم تاریخ یعقوبی سے (اختصار کے ساتھ) اس طرح نقل کرتے ہیں:

خدا وند عالم اخنوخ کے زمانے میں کہ اخنوخ نوح کے جد اور ادریس پیغمبر ہیں ان کے آسمان پر اٹھائے جانے سے پہلے نوح کو وحی کی اور حکم دیا کہ اپنی قوم کو ڈرائیں اور گناہوں کے ارتکاب سے جن کے وہ لوگ مرتکب ہوتے ہیں دور رکھیں. اور اللہ کے عذاب سے ڈرائیں، نوح نے حکم کی تعمیل کی اور خود اللہ کی عبادت اور قوم کو اس کی طرف دعوت دینے میں مشغول ہوگئے۔

پھر یعقوبی (اوردوسرے مورخین) مفصل شرح وبسط کے ساتھ جو ہم نے اختصار سے اس سے پہلے گزشتہ آیات کی تفسیر میں ذکر کیا ہے ذکر کرتے اور تحریر فرماتے ہیں:

نوح نے کشتی سے نکلنے کے بعد 360 سال زندگی گذاری اور جب موت قریب آگئی تو اپنے تینوں فرزندوں (سام، حام، یافث.) اور ان کے فرزندوں کو بلایا اور ان سے وصیت کی اور حکم دیا کہ خدا وند عالم کی عبادت کریں۔

---

(1)۔ حموی معجم البلدان میں مادہ بابل کے ذیل میں اختصار کے ساتھ تحریر فرماتے ہیں: بابل اس علاقہ کا نام ہے کہ انھیں میں سے((حلہ اور کوفہ بھی ہے))جہاں نوح اور ان کے ساتھی کشتی سے نیچے آئے اور ایک پناہ گاہ بنائی، یہ پہلی جگہ ہے کہ وہ لوگ اس جگہ آبادی کر کے رہنے لگے اور یہاں پر تولید و نسل کا سلسلہ بڑھا یہاں تک کہ ان کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا اور ان میں سے بادشاہت کے مالک ہوئے اور شہروں کی بنا کی ان کی زندگی حدود دجلہ اور فرات اور دجلہ کی طرف سے نیچے((کسکر)) اور کوفہ کی طرف سے مارواء"کوفہ"تک پھیل گئی کہ اسے سواد کہتے ہیں اور ان کے بادشاہوں نے بابل میں اپنی پناہ گاہ بنائی اور اسی کو پایۂ تخت بنا یا.

پھر اس گھڑی سام سے کہا جب میں دنیا سے رحلت کر جاؤں، قبل اس کے کہ کوئی آگاہ ہو تم ہی کشتی میں سوار ہونا اور جسد آدم کو مقدس جگہ جو کہ زمین کے درمیان واقع ہے لے جانا اور اس کے بعد فرمایا:

اے سام: جب تم اپنے بیٹے "ملکیزدق" کی نصرت سے حضرت آدم کے جسد کو اٹھاؤ گے تو خداوندعالم فرشتوں میں ایک فرشتہ کو تمہارے ہمراہ کرے گا تاکہ وہ تمہاری راہنمائی کرے اور تمھیں زمین کے وسط کا پتہ بتائے. اس ماموریت کے سلسلہ میں تمہارے کام سے کوئی آگاہ نہ ہونے پائے؛ کیونکہ یہ آدم کی اپنے بیٹے سے وصیت ہے کہ ہر ایک نے دوسرے سے وصیت کی ہے یہاں تک کہ تم تک پہنچی ہے، جب تم اس جگہ پر جہاں فرشتہ تمہاری راہنمائی کرے پہنچ جانا تو وہاں پر حضرت آدم کے جسد کو سپرد خاک کر دینا اور "ملکیزدق" کو حکم دینا کہ اسی جگہ ہمیشہ کے لئے سکونت اختیار کرے اور اس سے جدا نہ ہو اور اللہ کی عبادت اور پرستش کے علاوہ کوئی کام نہ کرے۔ [1]

جب نوح کا انتقال ہو گیا تو عراق میں اسی جگہ دفن کر دیئے گئے جہاں انتقال ہوا تھا کیونکہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے:

(وَ مَا قُبِضَ نَابِیّ اِلَّا دُ فِنَ حَیْثُ یُقْبَضُ)[2]

ہر پیغمبر جہاں انتقال کرتا ہے وہیں دفن کیا جاتا ہے۔

اس لحاظ سے، حضرت آدم کا مدفن (دفن کی جگہ) وہیں ہونا چاہئے جہاں ان کا انتقال ہوا ہے۔

---

(1) تاریخ یعقوبی، ج1، ص13 اور ص 16، طبع بیروت 1379 ھجہ. (2) سیرۂ ابن ہشام، ج4، ص 243. سنن ابن ماجہ، حدیث 1628. فتح الباری، ج1، ص 529. کنز العمال، 18763.

نوح کے فرزند سام *

* نوح کی اپنے بیٹے سام سے وصیت.

* سام کا حضرت آدم کے جسد کو سفینہ سے باہر نکالنا اور اس جگہ دفن کرنا جہاں انھیں حکم دیا گیا تھا.

* سام کی اپنے بیٹے ارفخشد سے وصیت.

نوح کی اپنے بیٹے سام سے وصیت

تاریخ ابن اثیر میں مذکور ہے :

حضرت نوح نے اپنے سب سے بڑے بیٹے سام سے وصیت کی [1]

مسعودی کی اخبار الزمان میں مذکور ہے :

خدا وند عالم نے حضرت نوح کے بعد ریاست ان کے فرزند سام کے حوالے کی اور انھیں گزشتہ پیغمبروں کی کتابوں کا وارث قرار دیا اور حضرت نوح کی وصیت کو دیگر بھائیوں کے علاوہ خود ان سے اور ان کے فرزندوں سے مخصوص قرار دیا ۔[2]

سام حضرت آدم کے جسد کو کشتی سے اٹھاتے ہیں

تاریخ یعقوبی میں مذکور ہے:

سام اپنے والد کے بعد خدا وند عالم کی عبادت اور اس کی اطاعت و فرمانبرداری میں مشغول ہوگئے اور کشتی کا دروازہ کھولا اور خفیہ طور پر اپنے دونوں بھائیوں کو اطلاع دی اور ان کے حاضر ہوئے بغیر اپنے بیٹے کی مدد سے حضرت آدم کے جسد کو وہاں سے اٹھا کر باہر نکال لائے اور نگہبان فرشتے نے انھیں راستہ کی راہنمائی کی اور وہ لوگ اسی طرح حضرت آدم کے جسد کو اپنے ہمراہ لے گئے یہاں تک کہ ایسی جگہ پہنچے جہاں طے تھا کہ حضرت آدم کا جسد سپرد خاک ہو پھر حضرت آدم کے جسد کو خاک کے حوالے کر دیا(دفن کر دیا)۔

سام کی اپنے فرزند ارفخشد سے وصیت

جب سام کی موت کا زمانہ قریب آیا تو انھوں نے اپنے فرزند ارفخشد کو بلایا اور ان سے وصیت کی۔[3]

---

(1)تاریخ ابن اثیر، طبع اول مصر،ج 1، ص 26. (2)اخبار الزمان، مسعودی ، ص 75 ـ 102سال طباعت 1386ھ بیروت.

(3)تاریخ یعقوبی، ص 1 ـ 17، طبع بیروت، 1379ھ.

سام کے فرزند ارفخشد*

* باپ کے بعد ان کی جانشینی.

* ارفخشد کی اپنے فرزند سے وصیت.

ارفخشد اپنے والد سام کے بعد

مسعودی کی مروج الذھب میں مذکور ہے:

سام کے بعد ان کے فرزند ارفخشد نے امور کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لی۔[1]

تاریخ یعقوبی میں مذکور ہے:

ارفخشد اپنے والد سام کے بعد خداوند عالم کے اوامر کی اطاعت اور عبادت میں مشغول ہوگئے اور 185 سال کے بعد ان کے فرزند شالح پیدا ہوئے. ان کے عہد میں نوح کی اولاد متفرق ہو کر مختلف جگہوں پر سکونت اختیار کر چکی تھی، ظالموں اور سرکشوں کی روز افزوں زیادتی ہونے لگی اور انھوں نے ہر سو تعدی اور تجاوز کا ہاتھ بڑھایا اور کنعان بن حام کے فرزندوں کو تباہی اور فساد میں مبتلا کردیا؛ اور وہ لوگ گستا خانہ اور کھلم کھلا گناہوں کے مرتکب ہونے لگے۔[2]

ارفخشد کی اپنے بیٹے سے وصیت

تاریخ یعقوبی میں مذکور ہے: جب ارفخشد کی موت کا زمانہ قریب آیا تو ان کے بیٹے اور رشتہ دار سب ان کے پاس جمع ہوگئے ارفخشد نے ان سے خدا کی عبادت اور گناہوں سے دوری کی وصیت کی، پھر اس وقت اپنے فرزند شالح سے کہا: میری وصیت کی حفاظت کرتے ہوئے اپنے اہل وعیال کے درمیان میرے بعد خدا کی عبادت میں مشغول رہنا، پھر آنکھ بند ہو گئی اور دنیا سے رخصت ہوگئے.[3]

---

(1)۔ مروج الذھب، مسعودی، ج1، ص54.(2)۔ تاریخ یعقوبی، ج1، ص18.(3)۔ تاریخ یعقوبی، ج1، ص18.

ارفخشد کے فرزند شالح *

* خدا کی اطاعت و عبادت میں شالح کا مشغول ہونا

* ان کی وصیت اپنے فرزند عابر سے

خدا کی اطاعت و عبادت میں شالح کا مشغول ہونا

تاریخ یعقوبی میں مذکور ہے:

پھر ارفخشد کے فرزند شالح (اپنے باپ کی وصیت کے مطابق) اپنی قوم کے درمیان خدا کی عبادت میں مشغول ہوگئے اور انھیں خدا کی اطاعت و فرمانبرداری کا حکم دیا اور گناہوں کے ارتکاب سے منع فرمایا اور عذاب الٰہی سے جو کہ گناہ گاروں کے لئے آئے گا ڈرایا .شالح 130 سال کے تھے کہ ان کے فرزند عابر پیدا ہوئے اور جب ان کی وفات کا زمانہ قریب ہوا تو اپنے فرزند عابر کو بلایا اور ان سے وصیت کی اور انھیں حکم دیا کہ قابیل کی اولاد کے گناہ آلود کاموں سے دوری اختیار کریں، پھر اس وقت آنکھ بند ہوگئی اور دنیا سے رحلت کر گئے.[1]

* * *

ہم نے گزشتہ مباحث میں نوح کے وہ اوصیاء جو کہ انبیاء نہیں تھے ان میں سے صرف سام ،ارفخشد اور شالح کی سرگذشت پر اکتفاء کی ہے ۔

اب انشاء اللہ ہم انبیاء کے حالات اور حضرت نوح کے اوصیاء میں سے پیغمبروں کے بعض حالات کو قرآن کی تشریح کے اعتبار سے بیان کریں گے۔

---

(1)تاریخ یعقوبی ،ج1، ص 18.

(6)

قرآن کریم میں اوصیاء حضرت نوح میں سے انبیاء کے حالات

* حضرت ہود پیغمبر

* حضرت صالح

حضرت ہود

* قرآن کی آیات کریمہ میں حضرت ہود کی سیرت .

* کلمات کی تشریح .

* آیات کریمہ کی تفسیر.

آیات کریمہ میں حضرت ہود پیغمبر کی سیرت

1۔ خداوند عالم سورۂ احقاف کی 21 ویں تا 25 ویں آیات میں اپنے رسول کو مخاطب کر کے حضرت ہود کے بارے میں ان سے فرماتا ہے:

(وَ اذْکُرْ اَخاعَادٍ اِذْ اَنْذَ رَ قَوْ مَهُ بِا لاَ حقا فِ وَ قَدْ خَلَتِ النُّذُ رُمِنْ بَینِ یَدَ یْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ اَ لّا تَعْبُدُوا اِ لاّ اللهَ اِنّی اَخَافُ عَلَیْکُم عَذ ابَ یَوْ مٍ عَظِیْمٍ قَا لُوا اَجِئتَنَا لِتأفِکَنَا عَنْ آلِهَتِنَافَأ تِنَابِمَاتَعِدُ نَااِنْ کُنْتَ مِنَ الصّادِقِینَ قَالَ اِنّمَاالعِلمُ عِندَاللهِ وَاُبَلّغُکُمْ مَااُرْسِلْتُ بِه وَ لِکنِیّ اَر یٰکُم قَوْ ماً تَجْهَلُونَ فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضاً مُسْتَقْبِلَ اَوْدِیَتِهِمْ قَالُواهَذَا عَارِض مُمْطِرُنَا بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِه رِیْح فِیهَا عَذا ب اَلِیمٌ تُدَمِّرُ کُلَّ شَیئٍ بِاَ مْرِ رَابِّهَا فَاَصْبَحُوا لَایُرٰیٰ اِلّامَسا کِنُهُمْ کَذ لِکَ نَجْزِی القَومَ الْمُجْرِمِینَ)

قوم عاد کے بھائی (ہود) کو یاد کرو جب اس نے احقاف نامی سرزمین پر اپنی قوم کو انذار کیا (ڈرایا) جب کہ ان کے زمانے میں اور ان سے پہلے پیغمبر آچکے تھے (اس بات پر کہ) خدا کے علاوہ کسی اور کی عبادت نہ کرو کیونکہ میں تمہارے سلسلہ میں عظیم دن کے عذاب کے بارے میں خوفزدہ ہو. انھوں نے کہا: کیا تم اس لئے آئے ہو کہ ہمیں ہمارے خداؤں سے منحرف کر دو؟ اگر سچے ہو تو جس عذاب کا ہم سے وعدہ کیا ہے نازل کر دو۔

(حضرت ہود نے) کہا: علم (عذاب) خدا کے پاس ہے جس چیز کے لئے مجھے تمہاری طرف بھیجا گیا ہے اس کی میں تمھیں تبلیغ کروں گا، لیکن میں تمھیں ایک ایسی قوم دیکھ رہا ہوں جو جہالت کی راہ پر گامزن ہے. اور جب عذاب کو دیکھا کہ بادل کی صورت ان کی سرزمین کی طرف آرہا ہے تو سب نے کہا: یہ بادل ہے جو ہمیں بارش نصیب کرے گا، (حضرت ہود نے) کہا: ایسا نہیں ہے، بلکہ یہ وہی چیز ہے جس کے آنے کے لئے تم نے جلد بازی کی ہے، ایک ہوا ہے جس میں دردناک عذاب ہے. اور ہر زندہ چیز کو اپنے خدا کے حکم سے تباہ و برباد کردے گا جیسے ہی ان کی صبح ہوئی، ان کے گھروں کے علاوہ (کوئی چیز) دکھائی نہ دی، ہم گناہگار قوم کو اسی طرح سزا دیتے ہیں۔

2۔ سورہ ٔہود کی 50ویںتا55 ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے :

(وَالیٰ عَادٍ اَخَاھُمْ ھُوداً قَالَ یَا قُومِ اعْبُدوا اللّٰہَ مَا لَکُم مِنْ اِلٰہٍ غَیرُہُ اِنْ اَنتُم اِلَّامُفْتَرُوْنَ۝یَا قَومِ لَا أَسْأَ لُکُم عَلَیہِ أَجْرًا اِ نْ أَجْرِیَ لَّاعَلٰی الَّذِی فَطَرَ نِی أَفَلاَ تَعْقِلُوْنَ۝وَ یَاقَومِ اسْتَغْفِرُوا رَبَّکُم ثُمَّ تُوبُوا الیہِ یُرْ سِلِ السَّمائَ عَلَیْکُم مِدْرَاراً وَ یَزِدْ کُمْ قُوَّۃً اِ لیٰ قُوَّ تِکُم وَ لَا تتو لَّوا مُجْرِمِیْنَ۝ قَالُوا یَاھُودُ مَاجِئتَنَا بِبیِّنۃٍ وَ مَا نَحنُ بِتٰارکی آلھَتَنَاعَن قَو لِکَ وَ مَا نَحْنُ لَکَ بِمُؤمِنِیْنَ۝ اِنْ نَقُولُ الاّ اعترَاکَ بَعضُ آلھتِنَا بِسُو ءٍ قَالَ اِ نیّ أُشْھِدُ اللّٰہَ وَ اشْھَدُوا أ نّی بِریئ مِمّا تُشرِکُونَ۝ مِن دُونہِ فَکیدُونِی جَمیعاً ثُمَّ لَاتُنْظِرُونِ)

قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو ہم نے بھیجا، اس نے کہا : اے میری قوم والو! خدا کی عبادت کرو کہ اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے ، تم لوگ بتوں کی پوجا کر کے (خدا وند سبحان پر) تہمت لگانے کے علاوہ کوئی کام نہیں کرتے : اے قوم ! میں تم سے رسالت کی اجرت نہیں چاہتا ، میری اجرت میرے خالق کے ذمّہ ہے کیا تم غور کرنا نہیں چاہتے؟ ! اے میری قوم ! اپنے خدا سے بخشش طلب کرو اور اس کی بارگاہ میں توبہ کرو تا کہ تم پروہ کثرت سے بارش نازل کرے اور تمہاری قوت میں اضافہ کرے اور گناہ گار حالت میں مجھ سے رو گردانی نہ کرو. سب نے کہا: اے ہود ! تم نے ہمارے سامنے کوئی (معجزہ) دلیل پیش نہیں کی ہے اور ہم اپنے خداؤں کو صرف تمہارے کہنے سے نہیں چھوڑیں گے اور تم پر ایمان نہیں لائیں گے. صرف یہ کہیں گے کہ ہمارے بعض خداؤں نے تمھیں دیوانہ بنا دیا ہے. حضرت ہود نے کہا: میں خدا کو گواہ بناتا ہوں اور تمھیں بھی گواہ بناتا ہوں کہ میں اس چیز سے بیزار ہو جس چیز کو تم لوگ خدا کا شریک قرار دیتے ہو پس تم سب کے سب مجھ سے فریب کرو اور مجھے مہلت نہ دو۔

3۔ سورہ ٔمومنون کی 33 ویں تا 41 ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے :

(وَقَالَ الْمَلَا مِنْ قَوْمِہِ الَّذِینَ کَفَرُوا وَکَذَّبُوا بِلِقَائِ الآخِرَۃِ وَ ترَفْنَاھُمْ فِی الْحَیَاۃِ الدُّنْیَا مَا ھَذَا لاَّ بَشَر مِثْلُکُمْ یَ ْکُلُ مِمَّا تَ ْکُلُونَ مِنْہُ وَیَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُونَ۝ وَلَئِنْ طَعْتُمْ بَشَرًا مِثْلَکُمْ نَّکُمْ ذًا لَخَاسِرُونَ۝ یَعِدُکُمْ نَّکُمْ ذَا مِتُّمْ وَکُنتُمْ تُرَابًا وَعِظَامًا نَّکُمْ مُخْرَجُونَ۝ ھَیْھَاتَ ھَیْھَاتَ لِمَا تُوعَدُونَ۝ نْ ھِیَ لاَّ حَیَاتُنَا الدُّنْیَا نَمُوتُ وَنَحْیَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوثِینَ۝ نْ ھُوَ لاَّ رَجُل افْتَرَی عَلَی اللّٰہ کَذِبًا وَمَا نَحْنُ لَہُ بِمُؤْمِنِینَ۝ قَالَ رَابِ انصُرْنِی بِمَا کَذَّبُونِ۝ قَالَ عَمَّا قَلِیلٍ لَیُصْبِحُنَّ نَادِمِینَ۝ فَ خَذَتْھُمْ الصَّیْحَۃُ بِالْحَقِّ فَجَعَلْنَاھُمْ غُثَائً فَبُعْدًا لِلْقَوْمِ الظَّالِمِینَ))

اُن (حضرت ہود)کی قوم کے بزرگوں نے جو کہ کافر ہوگئے تھے اور عالم آخرت کی تکذیب کی اور دنیا میں انھیں عیش وعشرت کی ہم نے زندگی دی تھی انھوں نے کہا: یہ(ہود) بھی تمہارے ہی جیسا ایک انسان ہے جو تم کھاتے ہو وہ بھی کھاتا ہے جو تم پیتے ہو وہ بھی پیتا ہے. اور اگر اپنے ہی جیسے انسان کا کہنا مانوگے تو اس صورت میں تم لوگ نقصان اُٹھانے والوں میں ہو گے. کیا وہ تمھیں وعدہ دیتا ہے کہ جب مرجاؤگے اور بوسیدہ ہو کر (سڑ گل کر) خاک ہو جاؤ گے تو پھر تمھیں قبر سے باہر نکالا جائے گا؟! کتنا دور ہے وہ وعدہ جو تم سے کیا گیا ہے. زندگی یہی دنیا ہے، کہ مریں گے اور زندہ جئیں گے اور پھر کبھی اٹھائے نہیں جائینگے اس شخص نے خدا پر جھوٹا الزام لگایا ہے ہم اس پر ایمان نہیں لائیں گے.(حضرت ہود) نے کہا: خدایا! میری مدد کر کہ انھوں نے میری تکذیب کی ہے۔

خدا نے کہا: کچھ دن بعد وہ پشیمان ہوں گے، ایک برحق آسمانی صیحہ(چنگھاڑ) نے انھیں اپنی گرفت میں لے لیا اور ہم نے انھیں کوڑا کرکٹ بنا دیا. خدا کی اس ستمگر قوم پر لعنت ہو۔

4۔ سورہ اعراف کی 65 ویں تا 72 ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

(وَالَى عَادٍ خَاهُمْ هُودًا قَالَ يَاقَوْمِ اعْبُدُوا الله مَا لَكُمْ مِنْ لٰهٍ غَيْرُهُ فَلاَتَتَّقُونَ★ قَالَ الْمَلُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ نَّا لَنَرَاكَ فِى سَفَاهَةٍ وَ ِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكَاذِبِينَ★ قَالَ يَاقَوْمِ لَيْسَ بِى سَفَاهَة وَلَكِنِّى رَسُول مِنْ رَابِ الْعَالَمِينَ★ بَلِّغُكُمْ رِسَالَاتِ رَابِى وَ َنَا لَكُمْ نَاصِحَ مِينَ★ وَعَجِبْتُمْ نْ جَائَكُمْ ذِكْر مِنْ رَابِكُمْ عَلَى رَجُلٍ مِنْكُمْ لِيُنذِرَكُمْ وَاذْكُرُوا إِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَائَ مِنْ بَعْدِ قَوْمِ نُوحٍ وَزَادَكُمْ فِى الْخَلْقِ بَسْطَةً فَاذْكُرُوا آلَائَ الله لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ★ قَالُوا جِئْتَنَا لِنَعْبُدَ الله وَحْدَهُ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ آبَاؤُنَا فَ ْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا نْ كُنتَ مِنْ الصَّادِقِينَ★ قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِنْ رَابِكُمْ رِجْس وَغَضَبَ تُجَادِلُونَنِى فِىَ سْمَائٍ سَمَّيْتُمُوهَا نْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ مَا نَزَّلَ الله بِهَا مِنْ سُلْطَانٍ فَانتَظِرُوا نِّى مَعَكُمْ مِنْ الْمُنتَظِرِينَ★ فَ َنجَيْنَاهُ وَالَّذِينَ مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِنَّا وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَمَا كَانُوا مُؤْمِنِينَ)

ہم نے قوم عاد کی طرف ان کے بھائی "ہود" کو بھیجا. اُس (ہود) نے کہا : اے قوم: واحد اور یکتا خدا کی عبادت کرو کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے آیا (اس کے عذاب سے) ڈرتے نہیں؟ کافر قوم کے بزرگوں نے کہا: ہم تمھیں نادانی اور سفاہت کا پیکر جانتے ہیں اور ہمارا خیال ہے کہ تم جھوٹوںمیں سے ہو. ہود نے کہا : اے میری قوم! مجھ میں کوئی سفاھت نہیں ہے بلکہ پروردگار عالم کی طرف سے ایک پیغمبر ہوں. اپنے رب کے پیغام تم تک پہنچاتا ہوں اور تمہارے لئے ایک خیر خواہ اور امین ہوں. کیا تم نے تعجب کیا کہ تمہارے لئے پروردگار کی جانب سے تم ہی میں سے ایک مرد کے ذریعہ نصیحت آئی ہے تاکہ تمھیں ڈرائے؟! اُس وقت کو یاد کرو جب خداوند عالم نے تمھیں قوم نوح کے بعد جانشین قرار دیا اور تمہاری قوت میں اضافہ فرمایا خدا کی انواع واقسام کی نعمتوں کو یاد کرو شاید کامیاب ہو جاؤ. قوم ہود نے کہا ! تم ہمارے پاس اس لئے آئے ہو کہ ہم صرف خدا کی عبادت کریں اور جو کچھ ہمارے آباء واجداد پوجتے تھے اسے چھوڑ دیں؟ جس عذاب کا تم نے ہم سے وعدہ کیا ہے اگر سچے ہو تو لے آؤ۔

ہود نے کہا: یقینا خدا کا عذاب اور اس کا غضب تم پر نازل ہو گا، آیا تم ان اسماء کے بارے میں جو تم نے اور تمہارے آباء واجداد نے اُن بتوں کو دیا ہے اور خدا نے اس سلسلے میں کوئی دلیل نازل نہیں کی ہے ہم سے جنگ و جدال کرتے ہو ؟! لہذا منتظر رہو کہ ہم بھی تمہارے ساتھ منتظر ہیں. ہم نے ہود اور ان کے ہمراہ افراد کو اپنی رحمت سے نجات دی ہے اور ان لوگوں کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکا جنھوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا اور ہم پر ایمان نہیں لائے۔

5۔ سورۂ قمر کی 18 ویں تا 20 ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے :

(كَذَّبَتْ عَادٌ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ * إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا فِي يَوْمِ نَحْسٍ مُسْتَمِرٍّ * تَنزِعُ النَّاسَ كَأَنَّهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ مُنْقَعِرٍ)

قوم عاد نے (اپنے پیغمبر کی) تکذیب کی لہذا (دیکھو کہ) میرا عذاب اور انذار کیسا تھا؟. ہم نے تیز وتند، وحشتناک اور سرد ہوا ایک منحوس دن میں پے در پے بھیجی. کہ وہ ہوا لوگوں کو کھجور کے جڑ سے اکھڑے ہوئے درختوں کے تنے کے مانند اکھاڑ پھینکتی تھی ۔

کلمات کی تشریح

1 احقاف :

حقف: ریت کے طولانی پر پیچ اور خم دار ٹیلے کو کہتے ہیں، اس کی جمع احقاف ہے.یہاں پر احقاف سے مراد عمان سے حضر موت تک ایک ریتیلا علاقہ ہے جس کی تفصیل کو حموی کی معجم البلدان میں لفظ احقاف کے باب میں مطالعہ کیجئے۔

2 لتافکنا : افک:

عظیم افتراء اور جھوٹ ہے اور مشرکین کا مقصد یہ تھا کہ : تم آئے ہوتا کہ ہمیں اپنے عظیم افتراء اور جھوٹ سے ہمارے خداؤں سے روگرداں اور منحرف کردو؟!

3 عارض : عارض :

جو کچھ افق میں منجملہ بادل کا ٹکڑا ہو یا ٹڈی اور شہد کی مکھی نمودار ہوتی ہے۔

4 اترفنا ہمُ:

ترف : لغت میں تنعم کے معنی میں ہے.یعنی ہم نے انھیں انواع و اقسام کی نعمتوں، مال ، اولاد اور عالی شان محلوں سے نوزا۔

5 ھیھات:

ھیھات ھذا الامر، اس سے مراد یہ ہے کہ اس کا انجام بہت بعید ہے یعنی نہ ہونے والا ہے۔

6۔ بصطۃ:

بصطہ لغت میں وہی وسعت اور فراخی ہے، بصطۃ فی العلم، علم میں وسعت، فضیلت اور زیادتی کے معنی میں ہے. بصطہ فی الجسم، قوت اور طاقت میںزیادتی کے معنی میں ہے کہ یہاںپر یہی آخری معنی مراد ہے۔

7 رجس:

یہاں پر اس عذاب کے معنی میں ہے جو نا پسندیدہ اعمال اور نا زیبا افعال کی بناء پر نازل ہوتا ۔

8قطعنا دابر ھم:

قطع الدابر عجز اور بے چارگی مراد ہے ، قطع اللہ دابر ھم یعنی خدا نے ان کی بیخ کنی کی اور ان کو درمیان سے اٹھا لیا۔

گزشتہ آیات کی تفسیر کا خلاصہ

عاد قبیلہ حضرت نوح کے اعقاب میں سے تھا وہ لوگ تہذیب و ثقافت میں اس درجہ ترقی کر چکے تھے کہ حضرت نوح کی وسیع وعریض شریعت کے لائق اور مناسب ہوگئے، لیکن شیطان انھیں آہستہ آہستہ بتوں کی عبادت کی طرف کھینچ لے گیا یہی وجہ تھی کہ خدا نے ان کی ہدایت کے لئے ہود کو جو کہ اسی قبیلہ سے تھے پیغمبری کے لئے مبعوث کیا تو ہود نے انھیں خدا وندیکتا کی عبادت و بندگی اور دین اسلام پر عمل کرنے کی دعوت دی جو خدا کی شریعت سے متعلق تھا اور حضرت نوح اسے لائے تھے. انھوں نے انھیں پند و نصیحت اور انذار کیا ، لیکن قوم عاد نے عناد اور گمراہی کا راستہ اختیار کیا تو خدا نے بھی ان پر سختی کی اور ان سے بارش کو روک دیا ، شاید کہ وہ خود کو سنبھال لیں اور خدا کی اطاعت و عبادت کا راستہ اختیار کر لیں ،پھر ہود نے انھیں بشارت دی کہ اگر ایمان لا کر، ناشائستہ اور ناروا اعمال سے توبہ کریں تو خدا وند عالم انھیںفراوان بارش سے نوازے گا . اور عذاب خداوندی سے انھیںڈرایا لیکن وہ لوگ اس کے برعکس اپنی سرکشی اور عناد میں اضافہ ہی کرتے رہے اسی وجہ سے خدا نے ان کی طرف سیاہ اور کالی آندھی بھیج دی جب قوم عاد نے اس آندھی کو دور سے افق کے کنارے دیکھا تو سمجھی کہ وہ برسنے والا بادل ہے، اس بات سے غافل کہ وہ ایک تیز و تند آندھی ہے جو انھیں جڑ سے اکھاڑ پھینکے گی اور ان کے گھروں کو اپنی جگہ پر چھوڑ دے گی.قوم ثمود کا بھی یہی انجام ہوا اب انشاء اللہ ان کے حالات کی تفصیل بیان کریں گے۔

حضرت صالح پیغمبر

* قرآن کریم میں حضرت صالح کی سیرت اور روش

* کلمات کی تشریح

* آیات کی تفسیر

قرآن کریم میں حضرت صالح کی سیرت اور روش

1۔ خداوند سبحان سورۂ نمل کی 45 ویں تا 47 ویں آیات میں ارشاد فرماتا ہے:

(وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا اِلَی ثَمُودَ اَخَاهُمْ صَالِحًا اَنِ اعْبُدُوا اللهَ فَاِذَا هُمْ فَرِيقَانِ يَخْتَصِمُونَ* قَالَ يَاقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُونَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ لَوْلاَتَسْتَغْفِرُونَ اللهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ* قَالُوا اطَّيَّرْنَا بِكَ وَبِمَنْ مَعَكَ قَالَ طَائِرُكُمْ عِنْدَ اللهِ بَلْ اَنْتُمْ قَوْم تُفْتَنُون)

اور ہم نے قوم ثمود کی جانب ان کے بھائی صالح کو بھیجا تا کہ وہ کہیں کہ خدا وند واحد ویکتا کی عبادت کرو، ان کی قوم دو گروہ میں تقسیم ہو گئی (ایک مومن گروہ اور دوسرا کافر گروہ) اور آپس میں دونو ںجنگ وجدال کرنے لگے. صالح نے کہا: اے قوم والو! کیوں قبل اس کے کہ کوئی نیک کام کرو برے کاموں کی طرف جلد بازی کر رہے ہو تم اللہ سے استغفار کیوں نہیں کرتے کہ شاید تم پر رحم کر دیا جائے ؟انھوں نے کہا: ہم تجھے اور تیرے ماننے والوں کو فال بد جانتے ہیں. صالح نے کہا: تمہاری سرنوشت (برا انجام) خدا کے پاس ہے بلکہ تم لوگ آزمائے گئے ہو۔

2۔ سورۂ شعراء کی 141 تا 155 ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

(كَذَّبَتْ ثَمُودُ الْمُرْسَلِينَ* إِذْ قَالَ لَهُمْ خُوهُمْ صَالِحٌ لاَتَتَّقُونَ* نِّي لَكُمْ رَسُولٌ مِينٌ* فَاتَّقُوا اللهَ وَاَطِيعُونِ* وَمَا اَسْاَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِيَ اِلاَّ عَلَى رَابِ الْعَالَمِينَ* تُتْرَكُونَ فِي مَا هَاهُنَا آمِنِينَ* فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ* وَزُرُوعٍ وَنَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِيمٌ* وَتَنْحِتُونَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا فَارِهِينَ* فَاتَّقُوا اللهَ وَاَطِيعُونِ* وَلاَتُطِيعُوا اَمْرَ الْمُسْرِفِينَ* الَّذِينَ يُفْسِدُونَ فِي الْاَرْضِ وَلاَيُصْلِحُونَ* قَالُوا اِنَّمَا اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِينَ* مَا اَنْتَ اِلاَّ بَشَر مِثْلُنَا فَاْتِ بِآيَةٍ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ* قَالَ هَذِهِ نَاقَة لَهَا شِرْب وَلَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَعْلُومٍ)

قوم ثمود نے بھی اپنے پیغمبروں کی تکذیب کی .جب ان کے بھائی صالح نے ان سے کہا : کیوں تم لوگ خدا سے نہیں ڈرتے؟! میں تمہارے لئے ایک امانتدار پیغمبر ہوں، لھذا اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو . میں تم سے اپنی رسالت کا اجر نہیں چاہتا میرا اجر ربّ العالمین کے ذمہ ہے .کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ ہمیشہ ہمیشہ اس دنیا وی ناز ونعمت میں رہو گے؟! انھیں باغات، بہتے چشموں، کھیتیوں اور نخلستان میں جو کہ لطیف اور نازک پھول والے ہیں اور جو پہاڑوں میں ہنرمندی اور مہارت کے ساتھ گھروں کو تعمیر کرتے ہو؟! خدا سے ڈرو اور میری بات مانو اور فضول خرچی اور اسراف کرنے والوں کا کہنا نہ مانو. وہی لوگ جو اس سرزمین پر فساد کرتے ہیں اور اصلاح نہیں کرتے . انھوں نے کہا: یقینا تم پر جادو کر دیا گیا ہے ،تم ہمارے جیسے انسان کے علا وہ کچھ نہیں ہو،اگر سچے ہو تو معجزہ دکھاؤ. (صالح) نے کہا: یہ اونٹنی ہے ایک دن یہ پانی پیئے گی اور ایک دن پینا تم لوگوں کے لئے معین اور مخصوص ہے.

3۔اور سورۂ ہود کی 61تا 68ویںآیات میں ارشاد ہوتا ہے:

(وَ اِلٰی ثَمُودَ خَاهُمْ صَالِحًا قَالَ یَاقَوْمِ اعْبُدُوا اللهَ مَا لَکُمْ مِنْ اِلٰهٍ غَیْرُهُ هُوَ نشَاَکُمْ مِنْ الْاَرْضِ وَاسْتَعْمَرَکُمْ فِیهَا فَاسْتَغْفِرُوهُ ثُمَّ تُوبُوا اِلَیهِ نَّ رَابِی قَرِیب مُجِیب* قَالُوا یَاصَالِحُ قَدْ کُنتَ فِینَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هَذَا اَتَنْهَانَا نْ نَعْبُدَ مَا یَعْبُدُ آبَاؤُنَا وَ اِنَّنَا لَفِی شَکٍّ مِمَّا تَدْعُونَا اِلَیهِ مُرِیبٍ* قَالَ یَاقَوْمِ اَرَاَیْتُمْ نْ کُنتُ عَلَی بَیِّنَةٍ مِنْ رَابِی وَآتَانِی مِنْهُ رَحْمَةً فَمَنْ یَنصُرُنِی مِنَ اللهِ نْ عَصَیْتُهُ فَمَا تَزِیدُونَنِی غَیْرَ تَخْسِیرٍ* وَیَاقَوْمِ هَذِهِ نَاقَةُ اللهِ لَکُمْ آیَةً فَذَرُوهَا تَاْکُلْ فِی اَرْضِ اللهِ وَلَاتَمَسُّوهَا بِسُوئٍ فَیَاْخُذَکُمْ عَذَاب قَرِیب* فَعَقَرُوهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوا فِی دَارِکُمْ ثَلَاثَةَ اَیَّامٍ ذَلِکَ وَعْد غَیْرُ مَکْذُوبٍ* فَلَمَّا جَاءَ اَمْرُنَا نَجَّیْنَا صَالِحًا وَالَّذِینَ آمَنُوا مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِنَّا وَمِنْ خِزْیِ یَوْمِئِذٍ نَّ رَبَّکَ هُوَ الْقَوِیُّ الْعَزِیزُ* وَاَخَذَ الَّذِینَ ظَلَمُوا الصَّیْحَةُ فَاَصْبَحُوا فِی دِیَارِهِمْ جَاثِمِینَ* کَاَنْ لَمْ یَغْنَوْا فِیهَا لَاِنَّ ثَمُودَ کَفَرُوا رَبَّهُمْ لَابُعْدًا لِثَمُودَ)

قوم ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو پیغمبری کے لئے مبعوث کیا .صالح نے کہا: اے میری قوم! اس خدا کی عبادت کرو جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے .اس نے تمھیں خاک سے پیدا کیا اور تمھیں اس میں آباد کیا لہٰذا اس سے مغفرت طلب کرو اور گناہوں سے توبہ کرو یقینا میرا ربّ (تم سے) نزدیک ہے اور توبہ قبول کرنے والا ہے۔

انھوں نے کہا: اے صالح !اس سے قبل تم ہم لوگوں کے نزدیک ایک پناہ گاہ (امید کی جگہ) تھے کیا تم ہمیں ہمارے آباؤ اجداد کے خداؤں کی عبادت کرنے سے روک کر رہے ہو ؟ جس چیز کے لئے تم ہمیں دعوت دے رہے ہو اس کی بہ نسبت ہم بدگمان اور مشکوک ہیں۔

صالح نے کہا!اے قوم والو! اگر میں اپنے ربّ کی طرف سے کوئی معجزہ دکھاؤں جو کہ اس نے مجھ کو اپنی رحمت سے منتخب کیا ہے تو اس بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟.اور اگر اس کا کہنا نہ مانوں تو پھر کون ہے جو ہمیں اللہ (کے غضب) سے امان دے گا؟ کہ تم لوگ مجھ پر ضرر ونقصان کے اضافے کے سواء کچھ نہیں کرسکتے .اور اے میری قوم! یہ اونٹنی خدا کی ہے جو تمہارے لئے معجزہ ہے، اسے چھوڑ دو تا کہ اللہ کی سرزمین میں چرے اور اسے ایذا نہ پہنچاؤ ورنہ بہت جلد ہی خدا کا عذاب تمھیں اپنی گرفت میں لے لے گا.صالح کی قوم نے اونٹنی کو مار ڈالا .صالح نے ان سے کہا:تین دن مزید اپنے گھروں میں زندگی کا لطف اٹھاؤ، یہ وعدہ جھوٹا نہیںہے.جب ہمارا عذاب آیا توصالح اور ان کے ہمراہ با ایمان افراد کو اپنی رحمت کے ذریعہ اس دن کی رسوائی سے نجات دی، بے شک تمہارا پروردگار تو قوی اور عزیز ہے. اور ستمگرونکو آسمانی صیحہ(چنگھاڑ) نے اپنی گرفت میں لے لیا اور ہنگام صبح اپنے گھروں میں موت کی نیند سورہے تھے گویا وہ لوگ کبھی اس دیار میں زندہ ہی نہیں تھے. جان لو کہ ثمود کی قوم اپنے رب کی منکر ہوئی اور خدا کی رحمت سے دور ہو گئی ۔

4۔سورۂ اعراف کی 73۔79ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

(وَالَى ثَمُودَ خَاهُمْ صَالِحًا قَالَ يَاقَوْمِ اعْبُدُوا اللهَ مَا لَكُمْ مِنْ لَهٍ غَيْرُهُ قَدْ جَائَتْكُمْ بَيِّنَة مِنْ رابِكُمْ هَذِهِ نَاقَةُ اللهِ لَكُمْ آيَةً فَذَرُوهَا تَ ْكُلْ فِيَ رْضِ اللهِ وَلاَتَمَسُّوهَا بِسُوئٍ فَيَ ْخُذَكُمْ عَذَابَ لِيمٌ وَاذْكُرُوا إِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَائَ مِنْ بَعْدِ عَادٍ وَبَوَّ َكُمْ فِى الَرْضِ تَتَّخِذُونَ مِنْ سُهُولِهَا قُصُورًا وَتَنْحِتُونَ الْجِبَالَ بُيُوتًا فَاذْكُرُوا آلَائَ اللهِ وَلاَتَعْثَوْا فِى الْ َرْضِ مُفْسِدِينَ قَالَ الْمَلُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا مِنْ قَوْمِهِ لِلَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا لِمَنْ آمَنَ مِنْهُمْ تَعْلَمُونَ نَّ صَالِحًا مُرْسَل مِنْ رابِهِ قَالُوا نَّا بِمَا رْسِلَ بِهِ مُؤْمِنُوْنَ قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا نَّا بِالَّذِى آمَنتُمْ بِهِ كَافِرُونَ فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ مْرِ راَبِهِمْ وَقَالُوا يَاصَالِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا نْ كُنتَ مِنْ الْمُرْسَلِينَ فَ َخَذَتْهُمْ الرَّجْفَةُ فَ َصْبَحُوا فِى دَارِهِمْ جَاثِمِينَ فَتَوَلَّى عَنْهُمْ وَقَالَ يَاقَوْمِ لَقَدْ بْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رابِى وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلَكِنْ لاَتُحِبُّونَ النَّاصِحِينَ)

اورقوم ثمود پر ان کے بھائی صالح کو پیغمبری کے لئے مبعوث کیا .صالح نے کہا : اے میری قوم والو !خدا کی عبادت کرو کہ اس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے .بتحقیق تمہارے رب کی طرف سے آشکار معجزہ آیا ہے یہ خدا کی اونٹنی ہے جو کہ تمہارے لئے ایک معجزہ ہے اُسے چھوڑ دو تا کہ خدا کی سر زمین میں چرے اور اسے ایذا نہ پہنچانا ورنہ دردناک عذاب میں بتلا ہو جاؤ گے.

اُس وقت کو یاد کرو جب خدا نے تمھیں قوم عاد کی ہلاکت کے بعد گزشتہ افراد کا جانشین بنایا اور زمین میں ٹھکانہ دیا کہ اس کی ہموار زمینوں میں محلوں کی تعمیر کرو اور پہاڑوں میں گھروں کی بنا ڈالو. لہٰذا خدا کی نعمتوں کو یاد کرو اور زمین پر فساد برپا نہ کرو ، تو اس قوم کے بڑے لوگوں نے کمزور بنادیئے جانے والے لوگوں میں سے جو ایمان لائے تھے ان سے کہا: کہ تم کو کیا معلوم کہ صالح اپنے ربّ کا فرستادہ ہے ؟ وہ لوگ بولے : جو آئین(قانون) وہ لائے ہیں ہم اس پر ایمان لائے ہیں، تو جن بڑے لوگوں نے ہٹ دھرمی اور ضد سے کام لیا تھا بولے:جن باتوں پر تم ایمان لائے ہو ہم ان کے منکر اور کافر ہیں. لہٰذا اونٹنی کو مار ڈالا اور خدا کے حکم کی نا فرمانی کی اور کہا: اے صالح! اگر تم پیغمبر ہو تو جس عذاب کا تم نے ہم سے وعدہ کیا ہے وہ لے آؤ .پھر وہ زلزلہ میں گرفتار ہو گئے اور اپنے گھروں میں بے جان پڑے رہ گئے. پھر اس وقت صالح نے ان سے منھ پھیر کر کہا: اے میری قوم ! میں نے اپنے ربّ کا پیغام تم تک پہنچا دیا اور تمھیں پند و نصیحت بھی کر دی لیکن تم لوگ خیر خواہوں اور نصیحت کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتے۔

5۔ سورہ نمل کی48 ویں تا53 ویںآیات میں ارشاد ہوتا ہے :

(وَكَانَ فِي الْمَدِينَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ ۞ قَالُوا تَقَاسَمُوا بِاللَّهِ لَنُبَيِّتَنَّهُ وَأَهْلَهُ ثُمَّ لَنَقُولَنَّ لِوَلِيِّهِ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ أَهْلِهِ وَإِنَّا لَصَادِقُونَ ۞ وَمَكَرُوا مَكْرًا وَمَكَرْنَا مَكْرًا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۞ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ أَنَّا دَمَّرْنَاهُمْ وَقَوْمَهُمْ أَجْمَعِينَ ۞ فَتِلْكَ بُيُوتُهُمْ خَاوِيَةً بِمَا ظَلَمُوا إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ۞ وَأَنْجَيْنَا الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ)

اُس شہر میں نو افراد قبیلہ(رؤسائے میں سے) تھے جو فساد کرتے تھے اور اصلاح نہیں کرتے تھے. ان لوگوں نے کہا : تم سب آپس میں خدا کی قسم کھاؤ کہ شب میں اس (صالح) کو اور جو اس کے ساتھ ہیں ان سب کو ہم قتل کر ڈالیں گے،پھر اس وقت انکے ورثہ سے کہیں گے کہ ہم لوگ ان کے ساتھیوں کی ہلاکت کے وقت حاضر نہیں تھے اور سچ کہتے ہیں. انھوں نے زبردست دھوکا دیا اور ہم نے ان کی بے خبری میں تدبیر کی. غور کرو کہ ان کے فریب کا نتیجہ کیا ہوا ؟ ہم نے ان سب کو اور ان کی قوم کو ایک ساتھ ہلاک کر ڈالا اور یہ خالی گھر انھیں کے ہیں جن کی دیواریں اور چھتیں نیچے گر گئی ہیں ان کے ان مظالم کے سبب سے جو انھوں نے کئے ہیں ؛ اس میں، ان لوگوں کے لئے جو جانتے ہیں ایک عبرت ہے. اور جن لوگوں نے ایمان قبول کیا اور پرہیزگاری کا ثبوت دیا ہم نے انھیں نجات دی۔

کلمات کی تشریح

1۔ اطّیرنا وطائرکم: تطیّر و اطّیر:

اس نے بد فالی کی، بد شگونی کی اور طائر کم یہاں پر تمہاری بد شگونی اور نحوست کے معنی میں ہے۔

2۔ ھضیم:

ھضیم پختہ اور قابل استفادہ اور لطیف یعنی خوشگوار اور نرم میوہ۔

3۔فارھین:

فارہ، مد ہوش اور ماھر کہ دونوں ہی معنی بحث سے منا سبت رکھتے ہیں۔

4۔جاثمین:

جثم جثوماً، زمین سے چپکا ہوا، افتادہ اور ہلاک شدہ۔

5۔بوّاکم:

بوّاہ منزلاً، وہاں اسے نیچے لایا۔

6۔ولا تعثوا:

عاث و عثا، زبردست فساد کیا۔

7۔ عتوا:

عتا عتوا، تکبر کیا سرکشی اور طغیانی کی حد کر دی۔

8۔ رجفۃ:

رجف، اُسے زبردست حرکت اور جنبش پر مجبور کیا، الرّجفہ: یکبارگی لرزنا (زلزلہ)۔

9۔ رھط:

رھط یہاں پر دس آدمی سے کم کا ایک گروہ ہے جس میں کوئی عورت نہ ہو۔

آیات کی تفسیر کا خلاصہ

ثمود کا قبیلہ حضرت نوح کے اعقاب میں تھا جو قوم عاد کے بعد زندگی گذار رتے تھے وہ لوگ مدینہ اور شام کے درمیان عالی شان محلوں میں زندگی گذارتے تھے.

یہ قوم خودپسندی اور سرکشی میں بتلا ہو گئی اور خدا کو ترک کر دیا اور بتوں کی پرستش میں مشغول ہو گئی خداوند عالم نے بھی صالح پیغمبر کو جو کہ اسی ثمود قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے بشارت و انذار کی ذمہ داری دے کر ان کی طرف بھیجا گزشتہ آیات میں آپ نے ملا حظہ کیا کہ ان کے اور ان کے افراد قبیلہ کے درمیان کیا گزری۔

آخر کار قوم ثمود نے اپنے پیغمبر سے معجزہ طلب کیا اس شرط کے ساتھ کہ پہاڑ سے ایک حاملہ اونٹنی اپنے مدعا کی صداقت کے عنوان سے ظاہر کریں. خداوند سبحان نے ان کی یہ خواہش پوری کی، پہاڑ کے اندر زبردست پیچ وتاب کی کیفیت پیدا ہوئی پھر اس سے ایک حاملہ موٹی اونٹنی بر آمد ہوئی اور اس نے قوم ثمود کے سامنے بچہ جنا۔

حضرت صالح نے اپنی قوم سے طے کیا کہ ایک دن ناغہ کر کے نہر کا پانی اُس اونٹنی سے مخصوص رہے اور کوئی دوسرا اس پانی سے استفادہ نہ کرے اور اونٹنی کا دودھ پانی کی جگہ ان کا ہو گا. اور دوسرے دن نہر کا پانی ان کے اور ان کے چوپایوں کے لئے ہو گا. ایک مدت تک وہ لوگ اس عہد پر باقی رہے، یہاں تک کہ 9 اوباش اور ظالم افراد نے اس اونٹنی کے قتل کا مصمم عزم کر لیا اور آخر کار اسے قتل کر ڈالا۔ نتیجہ کے طور پر خوفناک آسمانی آواز (چنگھاڑ) آئی اور زمین کو شدید جنبش ہوئی (زلزلہ آیا) اور اپنی جگہ پر ہلاک ہو گئے۔

بحث کا نتیجہ

خداوند عالم نے ہود اور صالح علیہما السلام کو (رحمت خداوندی کا) بشارت دینے والا اور (اس کے عذاب سے) ڈرانے والا بنا کر ان کی قوم کی طرف بھیجا. انھون نے بھی شریعت نوح اور ان کے قوانین و آئین پر عمل کرنے کی دعوت دی۔

اس طرح سے جو بھی حضرت نوح کے بعد آیا ان کے آئین اور شریعت کی تبلیغ کرتا تھا وہ نوح پیغمبر کا ان کی شریعت پر وصی تھا خواہ خدا کی طرف سے رسول ہو جیسے ہود اور صالح علیہما السلام یا نہ ہو جیسے نوح کے فرزند سام یا دیگر اوصیاء جو ان کے بعد تشریف لائے ہیں؛ یہاں تک کہ خدا نے حضرت ابراہیم کو شریعت حنفیہ کے ساتھ رسالت کے لئے مبعوث کیا کہ انشاء اللہ اس موضوع سے متعلق مطالب آیندہ بحث میں آئیں گے۔

(7)

ابراہیم (خلیل الرحمن)

* قرآن کریم میں حضرت ابراہیم کی سرگذشت کے مناظر.

* حضرت ابراہیم اور مشرکین.

* حضرت ابراہیم اور حضرت لوط .

* حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل کعبہ کی تعمیر اور مناسک حج کی ادائیگی کے لئے دعوت دینا.

* حضرت ابراہیم ، حضرت اسحق اور حضرت یعقوب .

قرآن کریم میں حضرت ابراہیم کی سرگذشت کے مناظر

پہلا منظر، حضرت ابراہیم اور مشرکین.

1۔ خداوند سبحان سورۂ شعراء کی 69ویں سے 82 ویں آیات میں ارشاد فرماتا ہے:

(وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَ اِبْرَاهِيمَ* إِذْ قَالَ لِاَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا تَعْبُدُونَ* قَالُوا نَعْبُدُ صْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عَاكِفِينَ* قَالَ هَلْ يَسْمَعُونَكُمْ إِذْ تَدْعُونَ* وْ يَنْفَعُونَكُمْ وْ يَضُرُّونَ* قَالُوا بَلْ وَجَدْنَا آبَائَنَا كَذَلِكَ يَفْعَلُونَ* قَالَ فَرَيْتُمْ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ * نْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ الْقَدَمُونَ* فَإِنَّهُمْ عَدُوّ لِي لاَّ رَبَّ الْعَالَمِينَ* الَّذِي خَلَقَنِي فَهُوَ يَهْدِينِ* وَالَّذِي هُوَ يُطْعِمُنِي وَيَسْقِينِ* وَِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ* وَالَّذِي يُمِيتُنِي ثُمَّ يُحْيِينِ* وَالَّذِي طْمَعُ نْ يَغْفِرَ لِي خَطِيئَتِي يَوْمَ الدِّينِ)

(اے پیغمبر!) ابراہیم کی خبر امت کے لئے بیان کرو. جب انھوں نے اپنے مربیّ باپ (چچا) اور اپنی قوم سے کہا: تم لوگ کس معبود کی عبادت کرتے ہو. انھوں نے جواب دیا: اُن بتوں کی جو مسلسل ہماری پرستش کا محل و محور ہیں. اُنھوں نے کہا تم لوگ انھیں پکارتے ہو تو کیا وہ تمہاری باتیں سنتے ہیں؟! یا تمہارے حال کے لئے کوئی نفع و نقصان کے مالک ہیں؟ انھوں نے کہا: ہم نے اپنے آباء واجداد کو دیکھا ہے کہ ایسا کرتے تھے. حضرت ابراہیم نے کہا: کیا تم جانتے ہو کہ تم جن کی پرستش کرتے ہو، تم اور تمہارے گزشتہ آباء واجداد. میں ان سب کو دشمن رکھتا ہوں جز ربّ العالمین کے. کہ اُس نے ہمیں پیدا کیا اور راہ راست کی ہمیں راہنمائی کی. وہ ہے جس نے ہمیں سیر کیا ہے اور ہماری تشنگی دور کی ہے. اور جب بیمار ہوتے ہیں تو ہمیں شفا دیتا ہے. اور وہ کہ جو ہمیں مارتا اور اُس کے بعد زندہ کرتا ہے. وہ خدا جس سے لو لگائے رہتے ہیں کہ قیامت کے دن ہمارے گناہوں کو بخش دے۔

2۔ سورہ انعام کی 74ویں سے 81ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

(وَإِذْ قَالَ اِبْرَاهِيمُ لِاَبِيهِ آزَرَ تَتَّخِذُ صْنَامًا آلِهَةً نِّي رَاكَ وَقَوْمَكَ فِي ضَلاَلٍ مُبِينٍ* وَكَذَلِكَ نُرِي اِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمَاوَاتِ وَالَرْضِ وَلِيَكُونَ مِنْ الْمُوقِنِينَ* فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ رَى كَوْكَبًا قَالَ هَذَا رَابِي فَلَمَّا فَلَ قَالَ لاَ ُحِبُّ الْآفِلِينَ* فَلَمَّارَى الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هَذَا رَابِي فَلَمَّا فَلَ قَالَ لَئِنْ لَمْ يَهْدِنِي رَابِي لَ َكُونَنَّ مِنْ الْقَوْمِ الضَّالِّينَ* فَلَمَّا رَى الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هَذَا رَابِي هَذَا كْبَرُ فَلَمَّا فَلَتْ قَالَ يَاقَوْمِ نِّي بَرِيءٌ مِمَّا تُشْرِكُونَ* نِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالَرْضَ حَنِيفًا وَمَا نَا مِنْ الْمُشْرِكِينَ* وَحَاجَّهُ قَوْمُهُ قَالَ تُحَاجُّونِّي فِي اللهِ وَقَدْ هَدَانِ وَلاَ َخَافُ مَا تُشْرِكُونَ بِهِ لاَّ نْ يَشَائَ رَابِي شَيْئًا وَسِعَ رَابِي كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا فَلاَ تَتَذَكَّرُونَ* وَكَيْفَ َخَافُ مَا شْرَكْتُمْ وَلاَتَخَافُونَ نَّكُمْ شْرَكْتُمْ بِاللهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ عَلَيْكُمْ سُلْطَانًا فَ َيُّ الْفَرِيقَيْنِ حَقُّ بِالَمْنِ نْ كُنتُمْ تَعْلَمُونَ)

(اے پیغمبر)اُس وقت کو یاد کرو جب ابراہیم نے اپنے مربیٔ باپ آزر سے کہا :آیا تم نے بتوں کو خدا بنا یا ہے ؟! میں تمھیں اور تمہاری قوم کو آشکار گمراہی میں دیکھتا ہوں.اور اس طرح سے ابراہیم کو زمین وآسمان کے ملکوت کا نظا رہ کرایا تا کہ مقام یقین تک پہنچ جائیں. لہٰذا جب شب کی تاریکی چھائی، تو ایک ستارے کو دیکھا اور کہا یہ میرا ربّ ہے.لیکن جب وہ ستارہ ڈوب گیا تو کہا:میں ڈوبنے والوں کو دوست نہیں رکھتا ہوں پھر جب چاند کو درخشاں دیکھا،تو کہا : یہ میرا ربّ ہے، لیکن جب وہ بھی ڈوب گیا تو کہا : اگر خدا میری راہنمائی نہ کرے تو یقینا میں گمرا ہوں میں ہو جا وٴں گا.اور جب ضوفشاں خو رشید(تا بناک سورج) کو دیکھا تو کہا: یہ میرا رب ہے یہ تو سب سے بڑا ہے لیکن جب وہ بھی غروب ہو گیا تو کہا: اے میری قوم ! میں ان چیزوں سے جن کو تم خدا کا شریک قرار دیتے ہو بیزار ہوں.میں نے خا لص ایمان کے ساتھ اس خدا کی طرف رُخ کیا ہے جو زمین اور آسمانوں کا خا لق ہے اور میں کبھی مشرکین کا موافق نہیں ہونگا. ابراہیم کی قوم ان کے ساتھ دشمنی اور کٹ حجتی پر آمادہ ہو گئی.تو آپ نے کہا: آیا ہم سے خدا کے بارے میں بحث کرتے ہو جبکہ خدا نے در حقیقت ہماری ہدایت کی ہے؟!تم جن چیزوں کو خدا کا شریک قرار دیتے ہو میں ان سے خوفزدہ نہیں ہوں مگر یہ کہ خدا کی مرضی ہو کہ ہمارے ربّ کا علم تمام مو جودات کو محیط ہے،کیوں تم لوگ نصیحت حاصل نہیں کرتے؟! اور میں کیسے ان چیزوں سے خوف کھا وٴں جنھیں تم خدا کا شریک قرار دیتے ہو جبکہ تم خدا کا شریک قرار دینے سے نہیں ڈرتے جب کہ اس سلسلے میںکوئی حجت اور برہان نہیں ہے؟! ہم دونوں میں سے کون سلامتی (اور کون خوف)کا سزاوار ہے،اگر تم لوگ فہم رکھتے ہو(یا جانتے ہو تو بتاؤ)۔

3۔ سورۂ عنکبوت کی 16 سے 18اور24اور 25 ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے :

(وَاِبْـرَاهِيمَ إِذْ قَـالَ لِقَوْمِـهِ اعْبُـدُوا اللهَ وَاتَّقُـوهُ ذَلِكُـمْ خَـيْر لَكُـمْ نْ كُنْـتُمْ تَعْلَمُـونَ* نَّمَـا تَعْبُـدُونَ مِـنْ دُونِ اللهِ وَثَانًا وَتَخْلُقُونَ فْكًا نَّ الَّذِينَ تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللهِ لاَيَمْلِكُونَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوا عِنْدَ اللهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوهُ وَاشْكُرُوا لَهُ اَلَيهِ تُرْجَعُونَ * وَ ِنْ تُكَـذِّبُوا فَقَـدْ كَـذَّبَ مَـم مِـنْ قَـبْلِكُمْ وَمَـا عَلَـى الرَّسُـولِ لاَّ الْبَلَاغُ الْمُبِينُ*..*فَمَـا كَـانَ جَـوَابَ قَوْمِـهِ لاَّ نْ قَـالُوا اقْتُلُوهُ وْ حَرِّقُوهُ فَ َنجَاهُ اللهُ مِنْ النَّارِ نَّ فِى ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ* وَقَالَ نَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِنْ دُونِ اللهِ وَثَانًا مَوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِى الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ثُمَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَيَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا وَمَ ْوَاكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِنْ نَاصِرِينَ)

ابراہیم کی داستان کو یاد کرو جب انھوں نے اپنی قوم سے کہا: خدا کی عبادت کرو اور اس سے ڈرو. اگر سمجھو تو تمہارے لئے یہ بہتر ہے. تم خدا کے علاوہ صرف بتوں کی عبادت کرتے ہو اور اپنے پاس سے جھوٹ گڑھتے ہو اور جن لوگوں کو خدا کے علا وہ پو جتے ہو وہ تمھیں روزی دینے پر قادر نہیں ہیں لہذا خدا وند سبحان سے روزی طلب کرو اور اس کی عبادت کرو اور اس کا شکر بجالا ؤ کہ تمہاری بازگشت اسی کی طرف ہے. اور تم لوگ جو مجھے جھٹلاتے ہو تو تم سے پہلے کی امتوں نے بھی (اپنے پیغمبروں کی) تکذیب کی ہے ، لیکن رسول پر رسا لت کی آشکار تبلیغ کے سوا کچھ بھی نہیں ہے ...(ان تمام نصیحتوں کے بعد جو ابراہیم نے کی ہے) ان کی قوم کا جواب اس کے علا وہ کچھ بھی نہ تھا کہ انھوں نے کہا : اسے قتل کر ڈالو یا جلا ڈالو؛ اور خدا نے اسے آتش سے نجات دی بیشک اس حکایت میں صاحبان قوم کے لئے نشا نیاں ہیں. پھر ابراہیم نے کہا: اے لوگو!جن کو تم لوگ خدا کے سوا خدا بنائے ہوئے ہو وہ ایسے بت ہیں جو تم نے صرف اپنے درمیان دنیاوی زندگی میں دوستی کے لئے اپنا یا ہے (اور) پھر قیامت کے دن تم لوگ ایک دوسرے کی تکفیر کروگے اور ایک دوسرے پر لعن و نفرین کروگے اور تمہارا ابدی ٹھکا نہ آتش جہنم ہو گا اور کوئی یاور و مددگار بھی نہینہو گا۔

4۔ سورہ صافات کی 79اور83سے98ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

(سَلاَم عَلَى نُوحٍ فِى الْعَالَمِينَ...وَ إِنَّ مِنْ شِيعَتِهِ لَإِبْرَاهِيمَ إِذْ جَاءَ رَبَّهُ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَاذَا تَعْبُدُونَ أَئِفْكًا آلِهَةً دُونَ اللهِ تُرِيدُونَ فَمَا ظَنُّكُمْ بِرَابِ الْعَالَمِينَ فَنَظَرَ نَظْرَةً فِى النُّجُومِ فَقَالَ إِنِّى سَقِيمٌ فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِينَ فَرَاغَ الَى آلِهَتِهِمْ فَقَالَ لاَتَأْكُلُونَ مَا لَكُمْ لاَتَنطِقُونَ فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًا بِالْيَمِينِ فَأَقْبَلُوا الَيهِ يَزِفُّونَ قَالَ تَعْبُدُونَ مَا تَنْحِتُونَ وَاللهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ قَالُوا ابْنُوا لَهُ بُنْيَانًا فَأَلْقُوهُ فِى الْجَحِيمِ فَأَرَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ الَسْفَلِينَ)

تمام عالم میں نوح پر سلام...اور ان کے شیعوں میں ایک ابراہیم ہیں. وہ پاکیزہ دل اور سالم قلب کے ساتھ اپنے ربّ کی بارگاہ میں آئے. اُس وقت جب انھوں نے اپنے مربیٔ باپ اور اپنی قوم سے کہا: یہ کیا ہے جس کی تم لوگ پرستش کرتے ہو؟!آیا جھوٹے خداؤں کو(سچے) خدا کی جگہ چاہتے ہو؟! عالمین کے رب کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟!اُس وقت ستاروں کی طرف نگاہ ڈالی اور کہا: میں بیمر ہوں. (لوگ) ان سے منھ موڑ کر باہر نکل گئے. انھوں نے ان کے بتوں کی طرف رخ کیا اور کہا: آیا اُن غذاؤں کو (جو مشرکین عید کے دن تمہارے لئے لاتے ہیں) کیو نہیں کھاتے؟! تمھیں کیا ہو گیا ہے ، کیو نہیں بولتے؟! (یہ کہا)اور کلہاڑی سے بتوں پر حملہ کر دیا اور بڑے بت کے علا وہ سب کو توڑ پھوڑ ڈالا .(شہر کے لوگ) ہراساں اور سراسیمگی کے عالم میں ان کی طرف دوڑے۔

ابراہیم نے پوچھا: آیا اپنے ہاتھوں کے بنائے ہوئے بتوں کی پوجا کرتے ہو.جبکہ خدا نے تمھیں اور تمہارے بنائے ہوئے بتوں (پتھروں) کو پیدا کیا ہے؟!

انھوں نے کہا: اس کے لئے کوئی عمارت بناؤ اور اسے آگ میں ڈال دو. انھوں نے ان کے ساتھ ایک چال چلنا چاہی لیکن ہم نے انھیں پست اور ذلیل کر دیا ہے۔

5۔ سورۂ انبیاء کی 51 ویں تا 70 ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

(وَلَقَدْ آتَيْنَا اِبْرَاهِيمَ رُشْدَهُ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهِ عَالِمِينَ* إِذْ قَالَ لاَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا هَذِهِ التَّمَاثِيلُ الَّتِى نْتُمْ لَهَا عَاكِفُونَ* قَالُوا وَجَدْنَا آبَائَنَا لَهَا عَابِدِينَ* قَالَ لَقَدْ كُنتُمْ نْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ فِى ضَلَالٍ مُبِينٍ* قَالُواَ جِئْتَنَا بِالْحَقِّ مْ نْتَ مِنَ اللاَّعِبِينَ* قَالَ بَل رَبُّكُمْ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالَرْضِ الَّذِى فَطَرَهُنَّ وَنَا عَلَى ذَلِكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ* وَتَاللهِ لَكِيدَنَّ صْنَامَكُمْ بَعْدَ نْ تُوَلُّوا مُدْبِرِينَ* فَجَعَلَهُمْ جُذَاذًا لاَّ كَابِيرًا لَهُمْ لَعَلَّهُمْ اليَهِ يَرْجِعُونَ* قَالُوا مَنْ فَعَلَ هَذَا بِآلِهَتِنَا نَّهُ لَمِنَ الظَّالِمِينَ* قَالُوا سَمِعْنَا فَتًى يَذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهُ اِبْرَاهِيمُ* قَالُوا فَتُوا بِهِ عَلَى عْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُونَ* قَالُواَ نْتَ فَعَلْتَ هَذَا بِآلِهَتِنَا يَااِبْرَاهِيمُ* قَالَ بَلْ فَعَلَهُ كَابِيرُهُمْ هَذَا فَاسْلُوهُمْ نْ كَانُوا يَنطِقُونَ* فَرَجَعُوا اِلَى نفُسِهِمْ فَقَالُوا نَّكُمْ نْتُمْ الظَّالِمُونَ* ثُمَّ نُكِسُوا عَلَى رُئُوسِهِمْ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هَؤُلَاءِ يَنطِقُونَ* قَالَ فَتَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللهِ مَا لاَيَنفَعُكُمْ شَيْئًا وَلاَيَضُرُّكُمْ* فٍّ لَكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللهِ فَلاَتَعْقِلُونَ* قَالُوا حَرِّقُوهُ وَانصُرُوا آلِهَتَكُمْ نْ كُنتُمْ فَاعِلِينَ* قُلْنَا يَانَارُ كُونِى بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَى اِبْرَاهِيمَ * وَرَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمْ الْخَسَرِينَ)

بیشک ہم نے ابراہیم کو وہ رشد عطا کیا جو ان میں ہونا چاہئے تھا اور ہم اس سے آگاہ تھے. جب انھوں نے اپنے مربیّ باپ اور اپنی قوم سے کہا: یہ مورتیاں کیا ہیں کہ جن کی عبادت میں مشغول ہوگئے ہو؟! انھوں نے کہا. ہم نے اپنے آباء و اجداد کو ان کا پجاری پایا ہے. ابراہیم نے کہا: بیشک تم اور تمہارے آباء واجداد کھلی ہوئی گمراہی میں ہو. انھوں نے پوچھا: آیا تم حق کی طرف سے ہماری جانب آئے ہو یا تم بھی ایک بازی گر ہو؟! ابراہیم نے کہا: بلکہ تمہارا ربّ زمین اور آسمانوں کا ربّ ہے، جس نے ان سب کو خلق کیا ہے اور میں اس امر پر گواہی دیتا ہوں. خدا کی قسم تمہارے باہر جانے کے بعد تمہارے بتوں کے بارے میں کوئی تدبیر میں ضرور کروں گا. پھر بتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جز بڑے بُت کے کہ شاید اس کی جانب رجوع کریں. (لوگوں نے) کہا: جس نے ہمارے خداؤں کے ساتھ ایسا سلوک کیا ہے وہ ستمگروں میں سے ہے. انھوں نے کہا: ہم نے سنا ہے کہ ابراہیم نامی جوان ہمارے بتوں کو بُرے لفظوں سے یاد کرتا ہے. انھوں نے کہا: اسے لوگوں کے سامنے حاضر کرو تا کہ سب گواہی دیں. انھوں نے پوچھا! اے ابراہیم! کیا تم نے ہمارے خداؤں کے ساتھ ایسا برتاؤ کیا ہے؟

.ابراہیم نے جواب دیا:بلکہ ان میں جو سب سے بزرگ ہے اس نے ایسا کیا ہے، اگر یہ بول سکتے ہیں تو ان سے پوچھ لو!.(قوم) نے اپنے نفوس کی طرف رجوع کر کے کہا: تم خود ہی ظالم و ستمگر ہو.پھر سر جھکا کر بو لے ، (اے ابراہیم) تم تو جانتے ہو کہ یہ کلام نہیں کر سکتے. ابراہیم نے کہا : پھر خدا کے سوا کیوں کسی ایسی چیز کی عبادت کرتے ہو جو نہ تم کو نفع پہنچا سکے اور نہ نقصان؟!. تم پر اور ان بتوں پر وائے ہو جن کی خدا کے بجائے پرستش کرتے ہو، کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے ؟ ! (لوگوں نے کہا) اسے جلا دو اور اپنے خداؤں کی نصرت کرو اگر تم لوگ کچھ کر سکتے ہو تو. اور ہم نے خطاب کیا کہ: اے آگ! ابراہیم پر سلامتی کے ساتھ ٹھنڈی ہوجا. انھوں نے ان (ابراہیم) کے ساتھ مکر و فریب کا ارادہ کیا تو ہم نے بھی انھیں نقصان اٹھانے والوں میں قرار دیا۔

6۔ سورۂ بقرہ 258 ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے :

(لَمْ تَرَ الَی الَّذِی حَاجَّ اِبْرَاهِیمَ فِی رَابِهِ نْ آتَاهُ اللهُ الْمُلْکَ إِذْ قَالَ اِبْرَاهِیمُ رَابِی الَّذِی یُحْیِی وَیُمِیتُ قَالَ نَا حْیِی وَ ُمِیتُ قَالَ اِبْرَاهِیمُ فَإِنَّ اللهَ یَأْتِی بِالشَّمْسِ مِنْ الْمَشْرِقِ فَ ْتِ بِهَا مِنْ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِی کَفَرَ وَاللهُ لاَیَهْدِی الْقَوْمَ الظَّالِمِین)

کیا تم نے نہیں دیکھا اس شخص (بادشاہ وقت) کو جس نے ابرا ہیم سے ان کے ربّ کے بارے میں بحث کی صرف اس لئے کہ خدا نے اس کو ملک عطا کیا تھا جس وقت ابراہیم نے کہا: میرا ربّ وہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے ، (بادشاہ) نے کہا کہ میں بھی زندہ کرتا ہوں اور مارتا ہوں، ابراہیم نے کہا: میرا خدا وہ ہے جو سورج کو مشرق سے نکا لتا ہے (اے بادشاہ) تو اسے مغرب سے نکال دے وہ کافر (بادشاہ) مبہوت وششدر ہو گیا اور جواب سے عاجز اور بے بس ہو گیا خدا ستمگروں کی راہنمائی نہیں کرتا۔

دوسرا منظر۔ حضرت ابراہیم اور حضرت لوط

1۔ سورہ عنکبوت کی 26۔27۔ 31۔ 32۔ آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

(فَآمَنَ لَهُ لُوط وَقَالَ نّی مُهَاجِر الَی رَابِی نَّهُ هُوَ الْعَزِیزُ الْحَکِیمُ★ وَوَهَبْنَا لَهُ سْحَاقَ وَیَعْقُوبَ وَجَعَلْنَا فِی ذُرِّیَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْکِتَابَ وَآتَیْنَاهُ جْرَهُ فِی الدُّنْیَا وَ ِنَّهُ فِی الآخِرَةِ لَمِنْ الصَّالِحِینَ★...★وَلَمَّا جَائَتْ رُسُلُنَا اِبْرَاهِیمَ بِالْبُشْرَی قَالُوا نَّا مُهْلِکُوَ هْلِ هَذِهِ الْقَرْیَةِ نَّ هْلَهَا کَانُوا ظَالِمِینَ★ قَالَ نَّ فِیهَا لُوطًا قَالُوا نَحْنُ عْلَمُ بِمَنْ فِیهَا لَنُنَجِّیَنَّهُ وَ َهْلَهُ لاَّ امْرَ َتَهُ کَانَتْ مِنْ الْغَابِرِین)

پس لوط ان (ابراہیم) پر ایمان لائے اور کہا: میں (اس دیار شرک سے) اپنے رب کی طرف ہجرت کرتا ہوں، میرا ربّ عزیز اور حکیم ہے. اور ہم نے اسے اسحق اور یعقوب عطا کیا اور اس کے خاندان میں نبوت اور آسمانی کتاب قرار دی اور دنیا میں اسے اس کا اجر مرحمت کیا اور آخرت میں بھی وہ صالحین کے زمرہ میں ہے. اور جب ہمارے نمائندہ فرشتوں نے ابراہیم کے لئے (فرزند کی ولادت کی) خوشخبری دی اور انھوں نے کہا: ہم (اپنے ربّ کے حکم سے) اس دیار کے لوگوں کو جو ظالموں کے زمرہ میں ہیں ہلاک کر دیں گے. ابراہیم نے کہا: لوط بھی وہیں ہیں، انھوں نے کہا: ہم وہاں کے رہنے والوں سے زیادہ واقف ہیں، ہم لوط اور ان کے خاندان کو نجات دے دیں گے ان کی بیوی کے علاوہ جو کہ ہلاک ہونے والی ہے۔

2۔ سورہ ہُود کی 69۔76ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

(وَلَقَدْ جَائَتْ رُسُلُنَا اِبْرَاهِيمَ بِالْبُشْرَى قَالُوا سَلَامًا قَالَ سَلَام فَمَا لاَبِثَ نْ جَائَ بِعِجْلٍ حَنِيذٍفَلَمَّا رَ ٰى ٰيْدِيَهُمْ لاَتَصِلُ اَلَيهِ نَكِرَهُمْ وَ ٰوْجَسَ مِنْهُمْ خِيفَةً قَالُوا لاَتَخَفْ نَّا رْسِلْنَا اِلَى قَوْمِ لُوطٍ وَامْرَ ٰتُهُ قَائِمَة فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنَاهَا بِ ِسْحَاقَ وَمِنْ وَرَائِ سْحَاقَ يَعْقُوبَ قَالَتْ يَاوَيْلَتَا َلِدُ وَ ٰنَا عَجُوز وَهَذَا بَعْلِى شَيْخًا نَّ هَذَا لَشَيْئ عَجِيبٌ قَالُوا تَعْجَابِينَ مِنْ مْرِ الله رَحْمَةُ الله وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ َهْلَ الْبَيْتِ نَّهُ حَمِيد مَجِيد فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ اِبْرَاهِيمَ الرَّوْعُ وَجَائَتْهُ الْبُشْرَى يُجَادِلُنَا فِى قَوْمِ لُوطٍ نَّ اِبْرَاهِيمَ لَحَلِيمَ وَّاه مُنِيب يَااِبْرَاهِيمُ عْرِضْ عَنْ هَذَا نَّهُ قَدْ جَائَ مْرُ رَبِكَ وَ ِنَّهُمْ آتِيهِمْ عَذَاب غَيْرُ مَرْدُودٍ)

ہمارے فرشتوں نے ابراہیم کو بشارت دی (مژدہ سنایا) اور انھیں سلام کیا، ابراہیم نے بھی جواب سلام دیا اور (چونکہ انھیں آدمی کی شکل میں دیکھا تھا اس لئے) ابھی زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی کہ ایک بھنا ہوا گائے کا بچھڑا حاضر کر دیا. اور جب دیکھا کہ وہ لوگ غذا کی طرف ہاتھ نہیں بڑھاتے تو انھیں ناراض سمجھا اور دل میں ان سے خوفزدہ ہوئے (فرشتوں نے) کہا: نہ ڈرو ہم قوم لوط کی طرف بھیجے گئے ہیں انکی بیوی جو کھڑی ہوئی تھی (خوشی سے) ہنسنے لگی. پھر ہم نے اس کو اسحق کی بشارت دی اور اسحق کے بعد یعقوب کی، اس نے کہا: اے وائے! میں ایک بوڑھی عورت ہوں اور میرا شوہر بھی ضعیف ہے (کیا میں بچہ پیدا کر سکتی ہوں) یہ تو بالکل عجیب سی بات ہے. فرشتوں نے کہا: کیا تمہیں حکم الٰہی میں تعجب ہورہا ؟! خدا کی رحمت اور برکت تم گھر والوں پر ہو وہ بیشک حمد و مجد اور بزرگی کا سزوار ہے اور جب حضرت ابراہیم کا ڈر ختم ہوگیا اور فرزند کی بشارت مل گئی، تو ہم سے قوم لوط کے بارے میں اصرار کرنا شروع کردیا، یقینا ابراہیم حلیم وبردوبار، دلسوز اور ہمدرد، توبہ وانابت کرنے والے تھے۔

اے ابراہیم! اس بات سے اعراض کرو کہ تمہارے ربّ کا حکم آچکا ہے ان کی طرف قطعی اور اٹل عذاب آنے والا ہے۔

3۔ سورۂ ذاریات کی 24تا 37 ویں آیات میںارشاد ہوتا ہے:

(هَلْ تَاکَ حَدِیثُ ضَیْفِ اِبْرَاهِیمَ الْمُکْرَمِینَ* إِذْ دَخَلُوا عَلَیْهِ فَقَالُوا سَلاَمًا قَالَ سَلاَم قَوْم مُنکَرُونَ* فَرَاغَ الَی ٰهْلِهِ فَجَائَ بِعِجْلٍ سَمِینٍ* فَقَرَّبَهُ الَیهِمْ قَالَ لٰا تَ ْکُلُونَ* فَ َوْجَسَ مِنْهُمْ خِیفَةً قَالُوا لاَتَخَفْ وَبَشَّرُوهُ بِغُلاَمٍ عَلِیمٍ* فَ َقْبَلَتِ امْرَ َتُهُ فِی صَرَّةٍ فَصَکَّتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ عَجُوز عَقِیم* قَالُوا کَذَلِکِ قَالَ رَبُّکِ نَّهُ هُوَ الْحَکِیمُ الْعَلِیمُ* قَالَ فَمَا خَطْبُکُمْ یُّهَا الْمُرْسَلُونَ* قَالُوا نَّا رْسِلْنَا الَی قَوْمٍ مُجْرِمِینَ* لِنُرْسِلَ عَلَیْهِمْ حِجَارَةً مِنْ طِینٍ* مُسَوَّمَةً عِنْدَ رَابِکَ لِلْمُسْرِفِینَ* فَ َخْرَجْنَا مَنْ کَانَ فِیهَا مِنْ الْمُؤْمِنِینَ* فَمَا وَجَدْنَا فِیهَا غَیْرَ بَیْتٍ مِنْ الْمُسْلِمِینَ* وَتَرَکْنَا فِیهَا آیَةً لِّلَّذِینَ یَخَافُونَ الْعَذَابَ الَلِیمَ)

آیا ابراہیم کے معزز مہمانوںکی حکایت تم تک پہنچی ہے ؟!جب وہ لوگ ان کے پاس آئے اور انھیں سلام کیا(اور ابراہیم نے بھی)سلام کیا اور ان سے فرمایا کہ تم لوگ ناآشنا انسان ہو.پھر اس گھڑی اپنے گھر والوں کے پاس گئے اور موٹے تازے گو سا لہ کا کباب لے آئے.اور اسے ان کے پاس رکھ کر ان سے کہا: کیا تم لوگ نہیں کھاؤ گے؟.اُس وقت انھیں ان لوگوں سے خوف پیدا ہوا تو ان لوگوں نے کہا: نہ ڈرو اور انھیں ایک دانا اور عقلمند بچے (اسحق) کا مژدہ دیا.پھر ان کی بیوی شور مچاتی ہوئی آئی اپنے چہرے پر طمانچہ مارا اور بولی: میں ایک بوڑھی بانجھ عورت ہوں (کیسے بچہ پیدا کر سکتی ہوں) ؟

تو انھوں نے جواب دیا!تمہارے ربّ نے ایسا ہی فرمایا ہے.وہ حکیم اور دانا ہے.ابراہیم نے ان سے سوال کیا:اے خدا کے نمائندو! تمہارا کیا کام ہے؟جواب دیا:ہم لوگ بدکار قوم کی جانب بھیجے گئے ہیں.تاکہ ان کے سر پر مٹی اور پتھر کی بارش کریں.ایسے پتھروں سے کہ جن پر تمہارے ربّ کے نزدیک ستمگروں کے لئے نشانی لگی ہوئی ہے.اور ہم مومنین میں سے جو بھی وہاں تھا اسے باہر لے آئے. اور اس پورے علاقے میں ایک مسلم،خدا پرست گھرانے کے ہم نے کوئی گھرانہ نہیں پایا.اور وہاں ان لوگوں کے لئے جو خدا کے دردناک عذاب سے ڈرتے ہیں نشانی اور عبرت قرار دی۔

4۔ سورۂ شعراء کی 160تا 173 ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

(کَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ الْمُرْسَلِینَ* إِذْ قَالَ لَهُمْ خُوهُمْ لُوطَ لاَتَتَّقُونَ* نِّی لَکُمْ رَسُولَ مِینَ* فَاتَّقُوا الله وَ َطِیعُونِ* وَمَا سْ َلُکُمْ عَلَیْهِ مِنْ جْرٍ نْ جْرِی لاَّ عَلَی رَابِ الْعَالَمِینَ* تَ ْتُونَ الذُّکْرَانَ مِنْ الْعَالَمِینَ* وَتَذَرُونَ مَا خَلَقَ لَکُمْ رَبُّکُمْ مِنْ زْوَاجِکُمْ بَلْ نْتُمْ قَوْم عَادُونَ* قَالُوا لَئِنْ لَمْ تَنْتَهِ یَالُوطُ لَتَکُونَنَّ مِنْ الْمُخْرَجِینَ* قَالَ نِّی لِعَمَلِکُمْ مِنْ الْقَالِینَ* رَابِ نَجِّنِی وَ َهْلِی مِمَّا یَعْمَلُونَ* فَنَجَّیْنَاهُ وَ َهْلَهُ جْمَعِینَ* لاَّ عَجُوزًا فِی الْغَابِرِینَ* ثُمَّ دَمَّرْنَا الآخَرِینَ* وَ َمْطَرْنَا عَلَیْهِمْ مَطَرًا فَسَائَ مَطَرُ الْمُنذَرِینَ)

قوم لوط نے پیغمبروں کی تکذیب کی. جب ان کے بھائی لوط نے ان سے کہا: کیوں تم لوگ خدا سے نہیں ڈرتے اور تقویٰ اختیار نہیں کرتے؟. میں تمہارے لئے ایک امین اور خیر خواہ پیغمبر ہوں. خدا سے ڈرو اور میری اطاعت کرو. میں تم سے اس رسالت کی اجرت نہیں چاہتا ہوں میری اجرت صرف رب العالمین کے پاس ہے. آیا تم لوگ زمانہ کے مردوں کی طرف رخ کرتے ہو اور اپنی اُن ازواج کو جنھیں خدا نے تمہارے لئے خلق کیا ہے انھیں چھوڑ دیتے ہو ؟! یقینا تم لوگ ظالم اور تجاوز پیشہ انسان ہو. انھوں نے جواب دیا: اے لوط! اگر اس کے بعد تم ممانعت کرنے سے باز نہیں آئے تو تمھیں شہر سے باہر کر دیں گے. لوط نے کہا: میں تمہارے کام سے بیزار ہوں. خدایا! ہمیں اور ہمارے اہل وعیال کو ان (بُرے) کاموں سے جن کے یہ مرتکب ہوتے ہیں نجات دے. ہم نے اُسے اور اس کے تمام گھرانے کو نجات دی. سوائے اُس بوڑھی عورت کہ جو پیچھے رہنے والوں میں تھی (اور اسے ہلاک ہونا چاہئے تھا)۔

پھر دوسروں کو ہلاک کردیا اُن پر پتھروں کی بارش نازل کردی جو ڈرائے جانے والوں کے حق میں بدترین بارش ہے۔

تیسرا منظر۔ ابراہیم اور اسمٰعیل اور تعمیر خانہ کعبہ:

1۔ خداوند سبحان سورۂ ابراہیم کی 35۔ 37 اور 39۔41 ویں آیات میں ارشاد فرماتا ہے:

(وَإِذْ قَالَ اِبْرَاهِيمُ رابِ اجْعَلْ هَذَا الْبَلَدَ آمِنًا وَاجْنُبْنِى وَبَنِىَّ نْ نَعْبُدَ الْ ًصْنَامَ* رابِ نَّهُنَّ ضْلَلْنَ كَثِيرًا مِنْ النَّاسِ فَمَنْ تَابِعَنِى فَإِنَّهُ مِنِّى وَمَنْ عَصَانِى فَإِنَّكَ غَفُور رَحِيم* رَبَّنَا نِّىَ سْكَنتُ مِنْ ذُرِّيَّتِى بِوَادٍ غَيْرِ ذِى زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلَاةَ فَاجْعَلْ فْئِدَةً مِنْ النَّاسِ تَهْوِى اَلَيهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِنْ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ* ....* الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِى وَهَبَ لِى عَلَى الْكِبَرِ سْمَاعِيلَ وَ ِسْحَاقَ نَّ رابِى لَسَمِيعُ الدُّعَاءِ* رابِ اجْعَلْنِى مُقِيمَ الصَّلَاةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِى رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ* رَبَّنَا اغْفِرْ لِى وَلِوَالِدَىَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَاب)

اس وقت کو یاد کرو جب ابراہیم نے عرض کیا: خدایا! اس شہر (مکّہ) کو جائے امن قرار دے اور مجھے اور میرے فرزندوں کو بتوں کی پرستش سے دور رکھ، خدایا! ان لوگوں نے بہت سارے افراد کو گمراہ کیا ہے، لہٰذا جو میری پیروی کرے وہ مجھ سے ہے اور جو میری نافرمانی کرے، تو بخشنے والا مہربان ہے، خدایا! میں نے اپنے بعض اہل وعیال کو بے آب وگیاہ صحرا میں ساکن کردیا ہے جو تیرے اس محترم گھر کے نزدیک ہے۔

خدایا تاکہ وہ لوگ نماز پڑھیں لہٰذا لوگوں کے قلوب کو اُن کی طرف مائل کر دے اور انواع واقسام کے پھلوں سے انھیں روزی عطا کر شاید صبر و شکر ادا کریں.اس خدا کی ستائش ہے جس نے ہمیں بڑھاپے میں اسمٰعیل اور اسحق سے نوازا، میرا ربّ دعا کا سننے والا ہے، خدایا! مجھے نماز قائم کرنے والوں میں قرار دے اور میرے فرزندوں میں بھی، خدایا! میری دعا کو قبول کر، خدایا! جس دن عدل کی میزان قائم ہوگی (جس دن حساب و کتاب ہوگا) تو مجھے اور میرے والدین اور تمام مومنین کو بخش دے۔

2۔ سورۂ حج کی 26، 27، 78ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

(وَإِذْ بَوَّ ْنَا لِإبْرَاهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ َنْ لاَتُشْرِكْ بِی شَيْئًا وَطَهِّرْ بَيْتِیَ لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ* وَ َذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ ىَ ْتُوکَ رِجَالًا وَعَلَی کُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ*...*وَجَاهِدُوا فِی اللهِ حَقَّ جِهَادِهِ هُوَ اجْتَبَاکُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْکُمْ فِی الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ مِلَّةَ اَبِيکُمْ اِبْرَاهِيمَ هُوَ سَمَّاکُمْ الْمُسْلِمِينَ مِنْ قَبْلُ ...)

جب ہم نے ابراہیم کے لئے بیت اللہ کی جگہ آمادہ کی اور (میں نے فرمایا) کسی چیز کو میرا شریک اور ہمتا قرار نہ دو اور ہمارے گھر کو طواف کرنے والوں، قیام کرنے والوں، رکوع کرنے والوں اور سجدہ گذاروں کے لئے پاک و پاکیزہ رکھو.اور لوگوں کے درمیان حج کا اعلان کروتا کہ پیادہ اور لاغر سواریوں پر سوار ہو کر دور دراز علاقوں سے تمہاری طرف آئیں.اور خدا کی راہ میں جہاد کرو، ایسا جہاد جو اُس کے سزاوار اور مناسب ہو.اُس نے تمھیں منتخب فرمایا ہے اور تمہارے لئے دین میں کوئی زحمت و دشواری قرار نہیں دی ہے، یہی تمہارے باپ ابراہیم کا آئین ہے کہ اس نے تمھارا پہلے ہی سے مسلمان نام رکھا ہے۔

3۔ سورۂ بقرہ کی 24 تا 129 ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

(وَإِذِ ابْتَلَی اِبْـرَاهِيمَ رَبُّهُ بِکَلِمَـاتٍ فَ َتَمَّهُنَّ قَالَ نِّی جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ مَامًا قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِی قَالَ لاَيَنَالُ عَهْدِی الظَّالِمِينَ* وَإِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِلنَّاسِ وَ َمْنًا وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ اِبْرَاهِيمَ مُصَلًّی وَعَهِدْنَا اِلَی بْرَاهِيمَ وَ ِسْمَاعِيلَ َنْ طَهِّرَا بَيْتِیَ لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاکِفِينَ وَالرُّکَّعِ السُّجُودِ* وَإِذْ قَالَ اِبْرَاهِيمُ رَابِ اجْعَلْ هَذَا بَلَدًا آمِنًا وَارْزُقْ هْلَهُ مِنْ الثَّمَرَاتِ مَنْ آمَنَ مِنْهُمْ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ قَالَ وَمَنْ کَفَرَ فَ ُمَتِّعُهُ قَلِيلًا ثُمَّ ضْطَرُّهُ اِلَی عَذَابِ النَّارِ وَاَبِئْسَ الْمَصِيرُ* وَإِذْ يَرْفَعُ اِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنْ الْبَيْتِ وَ ِسْمَاعِيلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا نَّکَ نْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ* رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَکَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا ُمَّةً مُسْلِمَةً لَکَ وَ َرِنَا مَنَاسِکَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا نَّکَ نْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ* رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِکَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَةَ وَيُزَکِّيهِمْ نَّکَ نْتَ الْعَزِيزُ الْحَکِيمُ)

جب خدا وندمنّان نے (حضرت)ابراہیم کا چند کلمات کے ذریعہ امتحان لیا اور جب وہ کامیاب ہوگئے تو خدا وند عالم نے کہا:میں نے تمھیں لوگوں کا پیشوا اور امام قرار دیا.ابراہیم نے کہا:میرے فرزندوں کو بھی؟ خدا نے کہا:میرا عہدہ ظالموں کو نہیں ملے گا.اور جب ہم نے کعبہ کو جائے امن اور لوگوں کا مرجع بنایا اور یہ مقرر کیا کہ مقام ابراہیم کو مصلّیٰ قرار دو اور ابراہیم و اسمٰعیل سے عہد وپیمان لیا کہ ہمارے گھر کو طواف کرنے والوں،

اعتکاف کرنے والوں رکوع کرنے والوں اور سجدہ گزاروں کے لئے پاک وپاکیزہ رکھیں. اور جب ابراہیم نے عرض کیا:خدایا :اس شہر کو جائے امن قرار دے اور وہاں کے لوگوں کو جو خدا ورسول اور روز قیامت پر ایمان رکھتے ہیں پھلوں سے رزق عطا کر. خدا وند عالم نے فرمایا:جو کفر اختیار کرے گا اسے بھی دنیا میںتھوڑا بہرہ مند کروں گا، لیکن آخرت میں آتش جہنم میں جو کہ بہت برا ٹھکانہ ہے اُسے ضرور عذاب دوں گا.اور جب ابراہیم اور اسمٰعیل خانہ کعبہ کی دیواریں بلند کررہے تھے،تو انھوں نے کہا: خدایا! ہماری خدمت کو قبول فرما کہ تو ہی سننے والا اور دانا ہے.خدایا! ہمیں اپنے فرمان کے سامنے سراپا تسلیم قرار دے اور ہماری ذرّیت کو بھی اپنے سامنے سراپا تسلیم ہونے والی امت قرار دے اور ہمیں عبادت کا طریقہ سکھا اور ہم پر بخشش کر کہ تو بخشنے والا اور مہر بان ہے.خدایا!ان کے درمیان انھیں میں سے پیغمبر بھیج تا کہ تیری آیات کی ان پر تلاوت کرے اور انھیںکتاب و حکمت کی تعلیم دے اور ان کے نفوس کا تزکیہ کرے.بیشک تو عزیز اور حکیم ہے۔

4۔سورۂ صافات کی 99تا 107 ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے :

(وَقَالَ نِّی ذَاهِب الَی رَابِی سَیَهْدِینِ★ رَابِ هَبْ لِی مِنَ الصَّالِحِینَ★ فَبَشَّرْنَاهُ بِغُلاَمٍ حَلِیمٍ★ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْیَ قَالَ یَابُنَیَّ نِّیَ رَی فِی الْمَنَامِ نِّیَ ذْبَحُکَ فَانظُرْ مَاذَا تَرَی قَالَ یَابَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِی نْ شَاءَ الله مِنْ الصَّابِرِینَ★ فَلَمَّاَ سْلَمَا وَتَلَّهُ لِلْجاَبِینِ★ وَنَادَیْنَاهُ نْ یَاابْرَاهِیمُ★ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْیَا نَّا کَذَلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِینَ★ نَّ هَذَا لَهُوَ الْبَلاَئُ الْمُبِینُ★ وَفَدَیْنَاهُ بِإِذِبْحٍ عَظِیمٍ)

ابراہیم نے کہا: میں خدا کی طرف جا رہا ہوں یقینا وہ میری ہدایت کرے گا.خدایا! مجھے نیک اور صالح فرزند عطا کر. لہٰذا ہم نے اسے ایک حلیم و بردبار اور صابر فرزند کی بشارت دی.اور جب وہ بچہ سن رشد کو پہنچا اور ان کے ہمراہ کوشش و عمل میں لگ گیا تو ابراہیم نے کہا:اے میرے فرزند! میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ تمہاری قربانی کر رہا ہوں.تمہارا کیا خیال ہے(تمہاری رائے کیا ہے) بیٹے نہ کہا !اے بابا:جو کچھ آپ کو حکم دیا گیا ہے اُسے انجام دیجئے انشاء اللہ مجھے صابروں میں پائیں گے.

اور جب دونوں ہی امر حق کے سامنے سراپا تسلیم ہوگئے اور ابراہیم نے بیٹے کو ذبح کرنے کے لئے پیشانی کے بل لٹا یا.تو ہم نے اُسے آواز دی اے ابراہیم!تم نے اپنے خواب کو سچ کر دکھایا؛ اور ہم نیکو کاروں کو اسی طرح جزا دیتے ہیں.یہ روشن و آشکار امتحان وآزمائش ہے.اور ہم نے اسے ذبح عظیم کا فدیہ قرار دیا ہے۔

5۔ سورۂ آل عمران کی 65۔67۔ 68۔ اور 95 ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

(یا اهل الکتابِ لم تُحا جُّون فی ابراهیمَ و ما أُنزلتِ التَّوراةُ والانجیلُ الّا من بعده أ فلا تعقلونَ..★ ما کانَ ابراهیم ُ یهو دیّاً و لا نصرا نیّاً و لکن کان حنیفاً مُسلماً و ماکان منَ المشر کینَ★ انّ أو لی النّاس بابراهیم لَلَّذینَ اتَّبَعُوهُ وَ هٰذَا النّبَاِیُّ والَّذین آمنوا واللّٰهُ وَلِیّ المؤمنینَ★..قُل صَدَقَ اللّٰهُ فَا تّبِعوا ملّة ابراهیمَ حنیفاً وَ ماَ کَانَ مِنَ المشْرِکینِ)

اے اہل کتاب! کیوں ابراہیم کے دین کے سلسلہ میں آپس میں نزاع کر رہے ہو جب کہ توریت اور انجیل اس کے بعد نازل ہوئی ہے، آیا فکر نہیں کرتے ؟!.....ابراہیم نہ یہودی تھے اور نہ نصرانی لیکن دین حنیف،توحید اور اسلام سے وابستہ تھے اور مشرکوں میں نہیں تھے.ابراہیم سے لوگوں میں سب سے زیا دہ نزدیک وہ لوگ ہیں جو ان کے پیرو ہیں اور یہ پیغمبر اور جو لوگ ایمان لائے ہیں اور خدا وند عالم مومنین کا سرپرست ہے.....کہو (اے پیغمبر)خدا کی بات سچی ہے(نہ کہ تمہارا دعویٰ) لھٰذا حضرت ابراہیم کے دین و آئین کا اتباع کرو کہ ایک پاک و پاکیزہ اور صاف ستھرا دین ہے۔ اور وہ (ابراہیم) کبھی مشرکوں میں نہیں تھے۔

6۔ سورۂ نحل کی 123 ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

(ثُمَّ اَوحَینا اَنِ اتَّبِعِ مِلَّة اِبرا هیمَ حَنیفاً وَ ما کانَ منَ المشرِکین)

پھر ہم نے تم کو وحی کی کہ ابراہیم کے پاکیزہ آئین کا اتباع کرو کہ اُس نے کبھی خدائے یکتا کے ساتھ کسی کو شریک قرار نہیں دیا:

7۔ سورۂ نساء کی 125 ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

(وَمن اَحْسَنُ دِیناً مِمَّن اَسلَمَ وَجْهَهُ لِلّٰهِ وَ هُوَ مُحْسِن وَ اتَّبَع مِلَّةَ اِبرا هیمَ حَنیفاً وَ اتَّخَذَ اللّٰهُ ابراهیم خَلیلاً)

اُس شخص سے بہتر کس کا دین ہے جو خدا کی طرف مایل اور نیکو کار ہے اور ابراہیم کے پاکیزہ دین کا اتباع کرتا ہے؟ کہ خدا وند عالم نے ابراہیم کو اپنا خلیل اور دوست بنا یا ہے۔

چوتھا منظر، ابراہیم و اسحق اور یعقوب

1۔ خداوند سبحان سورۂ مریم کی 49ویںاور 5.ویں آیات میں رشاد فرماتا ہے:

(فَلَمّا اعتَزَ لَهُم وَ ما یَعبدونَ مِن دُونِ اللهِ وَهَبنا لَهُ اِسحا قَ وَ یَعقُوبَ وَ کُلّاً جَعَلنا نَبیّاً...وَجَعَلنا لهُم لَسَان صِدقٍ علیّاً)

جب ابراہیم نے اُن سے اور جن کو وہ خدا کی جگہ پوجتے تھے، ان سب سے کنارہ کشی اختیار کی اور ہم نے اسے اسحق اور یعقوب سے نوازا اور سب کو نبی بنایا. اور ایک شہرہ آفاق ذکر خیر انھیں عطا کیا۔

2۔ سورہ اَنبیاء کی 72ویں اور 73 ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

(وَوَهبنا لهُ اسحاقَ وَ یَعقُوبَ نا فلةً وَ کُلّاً جَعَلنَاصَالِحِینَ★وَجَعَلنَا هُم ائمةً یَهدونَ بِامرِناَ وَاوَحَینَا اِلیهَمْ فِعْلَ الْخَیْرَاتِ وَاِقَامَ الصَّلاةِ وّاِیتائَ الزَّکَاة وَکَانُوا لَنا عَابِدِینَ)

اور ہم نے اُس (ابراہیم) کو اسحق اور یعقوب عطا کیا اور سب کو صالح قرار دیا. اور اُن سب کو پیشوا بنایا تا کہ (لوگوں کو) ہمارے امر کی طرف ہدایت کریں اور امور خیر، نماز قائم کرنے اور زکوۃ دینے کی انھیں وحی کی؛ اور وہ سب کے سب ہمارے عبادت گزار تھے۔

3، سورۂ مریم کی 58 ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

(أُوْلٰئِکَ الّذ ین اَنعمَ اللهُ عَلیهِم منَ النَّبیّنَ من ذُرِّ یَّةِ آدَمَ وَمِمَّن حَمَلنَامع نُوحٍ وَمِن ذُ رِّ یَّةِ اِبرا هِیم وَاِسرٰا ئیل...)

یہ وہ لوگ ہیںجن پر خداوند عالم نے انعام کیا ہے وہ اولاد آدم ہیں اور ان کی اولاد سے ہیں جن کو ہم نے نوح کے ہمراہ کشتی میں بٹھایا اور ابراہیم و یعقوب (اسرائیل) کی اولاد ہیں۔

کلمات کی تشریح

1۔ حنیفا ً:

حنیف!ایسے مخلص انسان کو کہتے ہیں جو خدا کے اوامر کے سامنے سراپا تسلیم ہواور کسی موردمیں بھی اس سے رو گرداں نہ ہو،وہ شخص جو گمراہی کے مقابل راہ راست کو اہمیت دیتا ہو۔

حنف:

گمراہی سے راہ راست کی طرف مائل ہونا۔

جنف:راہِ راست سے گمراہی کی طرف مائل ہونا۔

2۔راغ:

راغ؛رخ کیا، متوجہ ہوا۔

3۔یزفّون:

زفّ؛جلدی کی،یزفّون جلدی کرتے ہیں۔

4۔اُفّ:

نفرت اور بیزاری کا ترجمان ایک کلمہ ہے۔

5۔ جذاذاً: جذّہ؛اُسے توڑا اور ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔

6۔ بُھِت:

بھت الرجل؛ حیرت زدہ ہو گیا، ششدر ہو گیا، دلیل وبرہان کے سامنے متحیر وپریشان ہو گیا۔

7۔ بوّانا:

بوّاہ منزلاً؛ اُسے نیچے لایا. بوّأ المنزل: اس کے لئے ایک جگہ فراہم کی۔

8۔ ضامر:

ضمر الجمل. لاغر وکمزور اور کم گوشت اور کم ہڈی والا ہو گیا. ضامر یعنی لاغڑ اونٹ۔

9۔ فجّ عمیق

الفجّ؛ وسیع اور کشادہ راستہ۔

10۔ مثابہ:

المثاب والمثابۃ: گھر، پناہ گاہ۔

11۔ تلّہ:

اُسے منھ کے بل لٹایا۔

12۔ قانتاً:

قنت للہِ؛ اُس نے فرمانبرداری کی اور خداوند عالم کی طولانی مدّت تک عبادت کی۔

13۔ اوّاہ:

الاوّاہ:ثرت سے دعا کرنے والا، رحیم ، مہربان اور دل کا نازک اور کمزور۔

14۔ منیب :

بہت زیادہ توبہ کرنے والا۔

ناب الیہ :

بارھا اس کی بارگاہ کی طرف رخ کیا . ناب الی اللہ: توبہ کیا اور خدا کی طرف متوجہ ہوا۔

15۔ صرّۃ: الصّرۃ:

چیخ پکار۔

16۔ فصکّت:

صکّت، یہ پر یعنی تعجب اور حیرت سے اپنے چہرے پر طمانچہ مارا۔

17 ۔ نافلۃ:

زیادہ، اضافہ۔

منجملہ وہ معانی جو اس بحث کے لئے مناسب ہیں وہ یہ ہیں: حد سے زیادہ نیکی ،جس کو پسند کیا ہو ، فرزند اور فرزند کی اولاد چونکہ فرزند پر اضافہ ہے۔

18۔ اسرائیل:

اسرائیل حضرت یعقوب پیغمبر کا لقب تھا اسی لئے حضرت یعقوب کی اولاد کو بنی اسرائیل کہتے ہیں[1]

---

(1) ۔ قاموس کتاب مقدّس: لفظ اسرائیل۔

گزشتہ آیات کی تفسیر میں قابل توجہ مقامات (موارد) اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی سرگذشت کا ایک منظر اور عقائد اسلام پیش کرنے میں انبیاء علیہم السلام کا طریقہ

پہلا منظر، ابراہیم اور مشرکین:

حضرت ابراہیم کی جائے پیدائش بابل میں خداوند وحدہ لاشریک کی عبادت کے بجائے تین قسم کی درج ذیل پرستش ہوتی تھی:

(1) ستاروں کی پرستش (2) بتوں کی پرستش (3) زمانے کے طاغوت (نمرود) کی پرستش۔

حضرت ابراہیم نے مشرکین سے احتجاج میں صرف عقلی دلائل پر اکتفاء نہیں کیا (ایسا کام جسے علم کلام کے دانشوروں نے فلسفہ یونانی کی کتابوں کے تراجم نشر ہونے کے بعد، دوسری صدی ہجری سے آج تک انجام دیا ہے اور دیتے ہیں) اور آپ نے اپنے دلائل میں ممکن الوجود، واجب الوجود اور ممتنع الوجود جیسی بحثوں پر تاکید نہیں کی بلکہ صرف حسی دلائل جو ملموس اور معقول ہیں ان پر اعتماد کیا ہے جن کو ہم ذیل میں بیان کر رہے ہیں، توجہ کیجئے:

1۔ ابراہیم اور ستارہ پرست افراد:

ابراہیم خلیل اللہ نے ستارہ پرستوں سے اپنے احتجاج میں آہستہ آہستہ قدم آگے بڑھایا. سب سے پہلے اُن سے فرمایا: تم لوگ تو پُرنور اشیاء کو اپنا رب تصور کرتے ہو، چاند تو ان سے بھی زیادہ روشن اور نورانی ہے لہذا یہ میرا پروردگار ہوگا ؟!

یہ تدریجی اور طبیعی و محسوس اور معقول بات ہے اور یہی امر زینہ بہ زینہ یہاں تک منتہی ہوتا ہے کہ ان کے اذہان چاند سے سورج کی طرف متوجہ ہوجاتے ہیں. اور ابراہیم فرماتے ہیں: یہ میرا ربّ ہے یہ تو سب سے بزرگ اور سب سے زیادہ نورانی ہے ؟! خورشید (سورج) کی بزرگی اور نورانیت سورج کے ڈوبنے اور اس کے نور کے زائل ہونے کے بعد ستارہ پرستوں کے اذہان کو اس بات کی طرف متوجہ کرتی ہے کہ زائل و فنا ہونے والی چیز لائق عبادت نہیں ہے. یہاں پر ابراہیم فرماتے ہیں:

(اِنّی بَرِئ مِمّا تُشرِکُونَ اِنّی وَجّهْتُ وَ جْهِیَ لِلَّذی فَطرَ السّمٰواتِ وَ الْاَرْضِ...)

اے گروہ مشرکین! میں اُس چیز سے جسے تم خدا کا شریک قرار دیتے ہو بیزار ہوں. میں نے تو خالص ایمان کے ساتھ اس خدا کی طرف رخ کیا ہے جو زمین و آسمان کا خالق ہے۔

2۔ابراہیم بت پرستوں کے ساتھ:

بُت پرست بتوں کو پکار تے تھے اور اُن سے بارش کی درخواست کرتے تھے اور خود سے دشمنوں کو دور کرنے کے بارے میں اُن سے شفاعت اور نصرت طلب کرتے تھے اور ان کی جانب رخ کر کے پوشیدہ اور خفیہ دونوں طریقوں سے اپنی حاجتوں کو طلب کرتے تھے!

یہاں اُن بتوں کی بے چارگی اور ناتوانی ظاہر کرنے کے لئے وہ بھی بت پرستوں کے یقین و اعتقادات میں، ان بتوں کو توڑنے سے بہتر کوئی دلیل نہیں تھی اور ان کے اعتقادات کا مذاق اڑانے کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا۔

توحید کا علمبردار اسی راستہ کو اپنائے ہوئے آگے بڑھا اور نہایت غور وخوض کے ساتھ بتوں کو توڑ ڈالا اور انھیں ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور آخر مینا پنی کلہاڑی کو بڑے بت کی گردن میں لٹکا دیا!

جب بت پرست اپنے عید کے مراسم سے لوٹے اور بتو کو ٹوٹا پھوٹا اور بکھرا ہوا پایا تو ایک دوسرے سے سوال کیا کہ: کس نے ہمارے خداؤں کے ساتھ ایسا سلوک کیا ہے؟ سب بولے! ہم نے ایک نوجوان کے بارے میں سنا ہے کہ وہ ان کا مذاق اڑاتا ہے. اور اُسے ابراہیم کہتے ہیں!

سب نے کہا:

(فَأْتُوا بِهِ عَلىٰ اَعيُنِ النَّاسِ لَعلّهمْ يَشْهَدُون)

لوگو کے سامنے اور جماعت کے حضور اُسے حاضر کیا جائے تا کہ سب اس کام سے متعلق گواہی دیں. اور جب ابراہیم کو حاضر کیا گیا اور اُن سے پوچھا گیا۔

(أأنتَ فعلتَ هَذا بآلِهَتنا ےٰ اِبراهيم * قالَ بَلْ فَعَلَهُ كبيرُهُمْ هذا فاسئلوهُم اِنْ كانُوا ےَنطِقُون)

اے ابراہیم آیا تم نے ہمارے خداؤں کے ساتھ ایسا سلوک کیا ہے؟ ابراہیم نے مقام احتجاج میں کہا: بلکہ ایسا ان کے بڑے نے کیا ہے. تم لوگ ان بتوں سے سوال کرو، اگر بولتے ہیں تو۔

ابراہیم کی دلیل نہایت قاطع اور روشن دلیل تھی کامیاب ہوگئی. مشرکین اپنے آپ میں ڈوب گئے (دم بخود ہوگئے) اور اپنے آپ سے کہنے لگے:

(انکم انتم الظالمون)

تم لوگ خود ظالم ہو نہ ابراہیم کہ جس نے بتوں کو توڑا ہے.

پھر انھوں نے سر جھکا لیا اور لاجواب ہوگئے، وہ خوب اچھی طرح جانتے تھے کہ بت جواب نہیں دیں گے۔ وہ لوگ حضرت ابراہیم کی دلیل کے مقابلے میں عاجز ہوگئے اس لحاظ سے کہ بت اپنے دفاع کرنے سے عاجز اور بے بس ہیں، چہ جائیکہ لوگوں کو نفع پہنچائیں؟

(فَمَاکَانَ جَوابَ قَومِہ اِلَّا أنْ قَالوا اقتلُوہُ أ وْ حَرِّ قوہ)...(وَ قَا لُو ا ابنوُا لہُ بنُیا ناً فَأ لْقُو ہُ فِی الجَحِیم)

لہٰذا (ابراہیم کی ان تمام نصیحتوں اور مواعظ کے بعد) ان کی قوم نے صرف یہ کہا: اسے قتل کر ڈالو یا آگ میں جلا ڈالو، اس کے علاوہ انھوں نے کوئی جواب نہیںدیا...قوم نے (ان کی حجت اور برہان کو سنی ان سنی کردیا ...) اور کہا : اس کے لئے کوئی آتش خانہ بنانا چاہئیے اور اسے آگ میں جلا دینا چاہئے اور سب نے کہا:

(حَرِّ قُو ہُ و اْنْصُر واْ آلِہتکم اِن کُنتُم فَاعِلین*قُلنَا یَا نَارُ کُونِی بَرداً وَ سَلاماً عَلٰی اِبرٰاھیمَ* وَ اردوا بِہ کیداً فجَعلنَاھُمُ الْا َخسِرین)

اسے جلا ڈالو اور اپنے خداؤں کی نصرت کرو اگر (خداؤں کی رضایت میں) کچھ کرنا چاہتے ہو، اس قوم نے عظیم اور زبردست آگ روشن کی اور اس میں ابراہیم کو ڈال دیا. ہم نے خطاب کیا کہ : اے آگ! ابراہیم کے لئے سرد وسلامت ہو جا۔ وہ لوگ ان سے مکر وحیلہ اور کینہ وکدورت کرنے لگے تو ہم نے ان کے مکروحیلے کو باطل کر دیا اور انھیں نقصان میں ڈال دیا ۔

3۔ ابراہیم اور ان کے زمانے کے طاغوت.

ابراہیم نے اپنے زمانے کے طاغوت نمرود (جس کی حکومت کا دائرہ نہایت وسیع تھا) اور ربوبیت کا ادّعا کرتے ہوئے احتجاج کیا. خداوند عالم نے فرمایا:

(ا (ٓ لَمۡ تَرَ اِلیَ اَلّذی حَا جَّ ا برا هیمَ فِی رابِه أنْ آتاهُ اَللهُ اَلمِلکَ)

کیا تم نے اس شخص کو نہیں دیکھا جسے خدا وند عالم نے ملک دیا تھا ، اُس نے ابرا ہیم سے پروردگار کے بارے میں احتجاج کیا۔

جیسا کہ قرآن کا شیوۂ بیان ، اس احتجاج سے عبرت حاصل کرنا ہے، لہٰذا خدا اس کے بعد فرماتا ہے :

(اِذْ قَالَ اِبْرَاهِیم رابِیَ الّذِی یُحیِیْی وَیُمِیْت)

جب ابراہیم نے (نمرود سے) کہا :میرا ربّ وہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور ما رتا ہے(موت دیتا ہے)۔

یہ بات نمرود کے ادعائے ربو بیت کے مقابلہ میں بیان کی گئی ہے، اس کے بعد قرآن نے نمرود کی ابراہیم کے مقابل گفتگو کو بیان کیا ہے :

(ا (ئنَا اُحیِی وَاُمیتُ)

میں بھی زندہ کرتا ہو اور ما رتا ہوں۔

فوراً ہی حکم دیتا ہے کہ ایک آزاد انسان پکڑ کر اسے قتل کردیا جائے اور قتل کے مجرم کو آزاد کردیں! اس نے اپنے خیال میں جو دعویٰ کیا اسے ثابت کردیا۔یہاں پر حضرت ابراہیم نے نمرود سے عقلی احتجاج نہیں کیا کہ ایک بے گناہ کا قتل کرنا اور اسی طرح موت کی سزا کے مستحق کو زندہ چھوڑنا حقیقی طور پر ما رنا اور زندہ کرنا نہیں ہے، بلکہ ایک دوسرا محسوس اور معقول احتجاج پیش کیا کہ :

(.. (.فَإِنَّ الله یَأْتِی بِالشَّمْسِ مِنْ الْمَشْرِقِ فَ ْتِ بِهَا مِنْ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِی کَفَرَ) ..)

"خدا وند عالم مشرق سے آفتاب نکا لتا ہے ، تم اسے مغرب سے نکا ل دوتو وہ کافر ششدر و مبہوت ہو کر رہ گیا!"(سورۂ بقرہ،آیت 258)۔

حضرت ابرا ہیم خلیل الرحمن مشرکین سے اپنے احتجاج میں اسی طرح محسوس اور معقول دلائل کا استعمال کرتے ہیں. جس طرح دیگر پیغمبروں نے بھی اپنے زمانے کے مشرکین سے بحث و احتجاج کے موقع پر اسی روش سے استفادہ کیا ہے۔

قرآن کریم بھی جب تمام لوگوں سے گفتگو کرتا ہے یا مشرکین کے مختلف طبقے کو مخاطب قرار دیتا ہے تو یہی راستہ اپناتا ہے اور استدلال کرنے میں صرف فلاسفہ اور دانشوروں پر اکتفاء نہیں کرتا مثال کے طور پر سورۂ حج کی 73 ویں آیت میں تمام انسانوں کے لئے محسوس اور معقول مثال دیتا ہے:

(یاَ اَیُّھَاالنَّاس ضُرِبَ مَثل فا سْتَمِعوُالهُ اِنَّ الّذینَ تَدعُونَ مِنْ دُونِ اللهِ لَنْ یخْلُقو اْ ذباباً)

"اے لوگو! ایک مثال دی گئی ہے، اس کی طرف توجہ دو:جن بتوں کو تم لوگ خدا کے بدلے پوجتے ہو، وہ کبھی ایک مکھی بھی خلق نہیں کر سکتے۔

خداوندعالم نے جو مثال پیش کی ہے اُس میں ایک کثیف اور گندے حشرہ (مکھی) کی بات ہے کہ سب ہی اُس سے نفرت کرتے ہیںاور وہ ہر جگہ پائی جاتی ہے. وہ فرماتا ہے:

جن بتوں کی خدا کی جگہ عبادت کرتے ہو"تا کہ تمہاری ضرورتوں کو پوری کریں، وہ مکھی کے مانند کثیف اور پست حشرہ کے پیدا کرنے سے بھی عاجز ہیں اور اس کو لفظ (لن) یعنی ہر گز سے تعبیر کیا ہے تا کہ ایسی توانائی کو ان سے ہمیشہ کے لئے نفی کر دے. پھر عبادت کئے جانے والے جعلی اور خود ساختہ خداؤں کی عاجزی اور ناتوانی کی زیادہ سے زیادہ تشریح کرتے ہوئے فرماتا ہے:

(وَ اِنْ یَسْلُبْھُم الذُّ بابُ شَیْئاً لا یَسْتَنقذ وُہ مِنه)

"اگر مکھی ان سے کوئی چیز لے لے تو وہ اس سے واپس نہیں لے سکتے"

اگر یہ مکھی اپنے چھوٹے اور معمولی ہونے کے باوجود (زمانے کے طاغوت)فرعون کا خون یا وہ گائیں کہ جن کی ہندو پوجا کرتے ہیں(اور انسانوں کے ایسے دیگر خدا) اگر اپنی حد میں ان کا تھوڑا سا خون چوس لے تو وہ خود ساختہ خدا اس بات پر قادر نہیں ہے کہ اس معمولی اور کثیف حشرہ سے اپنا حق واپس لے لیں! اس وقت مطلب کو مزید شد ومد کے ساتھ بیان کرتے ہوئے فرمایا:

(مَا قَدَرُوا اللهَ حقَّ قَدره)

ان ضعیف اور ناتواں بندوں نے خدا کو جیسا کہ حق ہے اُس طرح نہیں پہچانا ہے. کیونکہ انھوں نے اُس خدا کا جو زمین اور آسمانوں کا خالق ہے ذلیل و خوار، ضعیف و ناتواں مخلوق کو شریک قرار دیا ہے!

خدا وند عالم اور اس کے پیغمبروں کا احتجاج اسی طرح کا ہے ان کے احتجاج میں علماء علم کلام کی روش جو ان کے تالیفات میں ذکر ہوئی ہے دکھائی نہیں دیتی. یقینا کونسی روش اور طریقہ بہتر ہے جس کا مناظرہ اور احتجاج کے موقع پر استعمال کیا جائے؟!

حضرت ابراہیم نے اپنی جائے پیدائش بابل میں، ستارہ پرستوں، بُت پرستوں اور زمانے کے طاغوت (نمرود) سے مقابلہ کیا، شام میں کنعانیوں کی سرزمین کی طرف ہجرت کرنے کے بعد وہاں پر بھی درجہ ذیل داستان پیش آئی ہے:

دوسرا منظر۔ قوم لوط کی داستان میں ابراہیم کا موقف.

خدا وند عالم سورۂ عنکبوت کی 26 ویں آیت میں ارشاد فرماتا ہے:

(فآ مَن له لوط...)

لوط ان (ابراہیم) پر ایمان لائے"

اس آیۂ کریمہ سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ حضرت لوط نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی شریعت پر عمل کیا اور خدا وند عالم نے انھیں ایسے دیار میں مبعوث کیا جہانبُرے افعال انجام دیئے جاتے تھے تاکہ وہاں جاکر حضرت ابراہیم کی شریعت کی تبلیغ کریں۔

کیونکہ خدا وند عالم سورۂ صافات کی 133 ویں آیت میں ارشاد فرماتا ہے:

(وإنَّ لُوطاً ًلِمَن المرسَلِين)

"لوط پیغمبروں میں سے تھے" منجملہ ابراہیم کی لوط سے خبر کے متعلق ایک بات یہ ہے کہ حضرت ابراہیم نے قوم لوط پر عذاب الٰہی کے نزول کے مسئلہ میں اپنی تشویش کا اظہار کیا ہے. جو قرآن کریم میں اس طرح بیان ہوئی ہے:

الف: سورۂ عنکبوت کی 32 ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

(وَ قَالَ نَّ فِيهَا لُوطًا قَالُوا نَحْنُ عْلَمُ بِمَنْ فِيهَا لَنُنَجِّيَنَّهُ وَ َهْلَهُ لاَّ امْرَ َتَهُ كَانَتْ مِنْ الْغَابِرِينَ ۘ)

(ابراہیم نے قوم لوط پر عذاب کے مامور فرشتوں سے) کہا:

لوط اس علاقہ میں ہیں. انھوںنے جواب دیا کہ ہم وہاں کے رہنے والوں کے بارے میں زیادہ جانتے ہیں۔ لوط اور ان کے خاندان کو ہم نجات دینگے سوائے ان کی بیوی کے کہ وہ ہلاک ہونے والوں میں سے ہے۔

ب۔ سورۂ ہود کی 74 ۔ 76 ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

(فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ اِبْرَاهِيمَ الرَّوْعُ وَجَائَتْهُ الْبُشْرَى يُجَادِلُنَا فِى قَوْمِ لُوطٍ* نَّ اِبْرَاهِيمَ لَحَلِيمَ وَّاه مُنِيب* يَااِبْرَاهِيمُ عْرِضْ عَنْ هَذَا نَّهُ قَدْ جَائَ مْرُ رَبِکَ وَ نَّهُمْ آتِيهِمْ عَذَاب غَيْرُ مَرْدُودٍ)

جب حضرت ابراہیم سے خوف دور ہو گیا اور ان کے لئے بشارت آگئی، تو ہم سے قوم لوط کے بارے میں بحث کرنے لگے ۔ ابراہیم بہت زیادہ صابر، گریہ وزاری کرنے والے اور توبہ کرنے والے تھے. اے ابراہیم! اس سے درگذر کرو کہ تمہارے ربّ کا حکم آچکا ہے اور ان کے لئے نا قابل برگشت عذاب آچکا ہے. جس بحث کے بارے میں خداوند عالم نے خبر دی ہے وہ بحث ابراہیم اور عذاب پر مامور فرشتوں سے تھی اور ایسا اس وقت ہوا جب فرشتوں نے حضرت کو آگاہ کر دیا تھا تا کہ خداوند عالم نے انھیں قوم لوط کو ہلاک کرنے کے لئے مامور کیا ہے. ابراہیم نے ان سے سوال کیا: اگر اس شہر کے درمیان مسلمانوں کا کوئی گروہ ہو گا، پھر بھی وہاں کے لوگوں کو ہلاک کر دو گے؟

ایک روایت میں مذکور ہے کہ!

حضرت ابراہیم نے سوال کیا:

اگر وہاں پچاس آدمی مسلمان ہو گے تب بھی ہلاک کر دو گے؟

فرشتوں نے جواب دیا: اگر پچاس آدمی ہوں گے تو نہیں ۔

پوچھا: اگر چالیس آدمی ہوں تو؟

جواب دیا : اگر چالیس آدمی ہو تو بھی نہیں۔

سوال کیا : اگر تیس آدمی ہو تو؟

فرشتوں نے کہا: اگر تیس آدمی ہو تو بھی نہیں۔

اسی طرح سلسلہ جاری رکھا یہاں تک کہ پوچھا اگر ان کے درمیان دس آدمی مسلمان ہو تو کیا کرو گے ؟ ۔
فرشتوں نے جواب دیا: حتیٰ اگر ان کے درمیان دس آدمی بھی مسلمان ہو گے تو بھی ہم انھیں ہلاک نہیں کریں گے۔
قرآن کے اسی جملہ سے کہ قرآن فرماتا ہے!
(قَالَ اِنّ فِیهَالُوطاً ً)

معلوم ہوتا ہے کہ صرف حضرت لوط تھے اور فرشتوں نے کہا تھا کہ اگر ایک مسلمان بھی ہو گا تو اسے عذاب نہیں کریں گے ،اسی وجہ سے ابراہیم نے ان سے فرمایا: لوط ان کے درمیان ہیں اور فرشتوں نے بلافاصلہ جواب دیا اسے ہم نجات دیں گے. جس ہمدردی اور مہربانی کا اظہار حضرت ابراہیم نے حضرت لوط کی قوم سے متعلق کیا ہے اور جو کوشش آپ نے ان سے عذاب دور کرنے کے لئے کی اس کے نتیجے میں وہ خداوند متعال کی تمجید اور تعریف کے مستحق قرار پائے ۔

خداوند متعال نے فرمایا کہ :
(انَّ اِبراهیم لَحَلیم اَوَّاه مُنیب)

تیسرا منظر۔ ابراہیم اور اسمٰعیل کی خبر خانہ کعبہ کی تعمیر اور حج کا اعلان کرنا

سارہ، ابراہیم کی زوجہ اور ان کی خالہ زاد بہن تھیں.(چونکہ حضرت ابراہیم سے ان کی کوئی اولاد نہیں تھی) انھوںنے اپنی کنیز ہاجرہ کو ابراہیم کو بخش دیا تاکہ ان سے سکون حاصل کرےپھر،ہاجرہ حاملہ ہوئیں اور اسمٰعیل پیدا ہوئے۔

ہاجرہ اور اسمٰعیل کے دیدار سے رشک اور حسد سارہ کے دل میں پیدا ہو گیا . لھٰذا انھوں نے اپنے شوہر ابراہیم سے خواہش کی کہ ہاجرہ اور اپنے فرزند اسمٰعیل کو ان کی نگاہ سے دور کردیں اور ان دونوں کو ناقابل زراعت سرزمین پر ساکن کردیں. خداوندعالم نے بھی ابراہیم کو حکم دیا تاکہ اپنی بیوی سارہ کی خواہش کو پوری کریں۔

ابراہیم نے ہاجرہ اور اسمٰعیل کو اپنے ہمراہ لیا اور صحرا کی طرف چل پڑے۔وہ جب بھی قابل زراعت سرزمین سے گذرتے اور وہاں اترنے کا قصد کرتے تو وحی خدا کے امین جبرئیل مانع ہو جاتے یہاں تک کہ "فاران" کی سرزمین مکّہ میں جو کہ پہاڑوں کے درمیان واقع ہے، سیاہ پتھروں سے گھری ہوئی، ناقابل زراعت اور بے آب و گیاہ زمین پر بیت اللہ الحرام سے نزدیک اور ایک ایسی جگہ جو حضرت آدم اور دیگر انبیاء کا محل طواف ہے پہنچے، ایسی جگہ پر جبرائیل نے اُن سے خواہش کی کہ اسی جگہ رک جائیں(پڑاؤ ڈال دیں) اور ساز وسامان اتار دیں ابراہیم نے حکم کی تعمیل کی اور بیوی بچے کو وہاں پر اتار دیا اور کہا:

(رَبّنَااِنّي اَسْكَنْتُ ذُرّ يّتى بِوادٍ غِيرذِى زرعٍ عِندَ بَيتِكَ المحرّم رَبّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلَا ةَ فَاجعَل أفئدَةً مِن النَّاسِ تَهوِىٰ اِليهِم)

خدایا! میں نے اپنی بعض ذرّیت کو نا قابل زراعت وادی میں تیرے محترم گھر کے پاس ٹھہرایا ہے، خدایا! تاکہ نماز قائم کریں، لہذا بعض لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل کر دے۔

ابراہیم نے ان دونوں کو ایک جگہ چھوڑا اور اپنے گھر شام واپس ہو گئے۔

ہاجرہ جتنا پانی اپنے ہمراہ لائی تھیں سب تمام ہو گیا اور دودھ بھی خشک ہو گیا اور حجاز کی مہلک گرمی سے بے گناہ بچے کے چہرے پر موت کے آثار نمایاں ہونے لگے. بچہ پیاس کی شدت سے زمین پر ایڑی رگڑ رہا تھا اور ہاجرہ گھبرائی ہوئی ہر طرف چکر لگاتی تھیں اور دیوانہ وار صفا نامی پہاڑ کی طرف دوڑنے لگیں اور وہاں سے اوپر بلندی پر گئیں تاکہ پہاڑ کے اس طرف درّہ میں کسی کو دیکھیں، لیکن جب کسی کو نہیں دیکھا اور ان کے کانوں میں کوئی آواز نہیں آئی تو صفا سے نیچے آئیں اور مروہ (پہاڑ) کی طرف رخ کیا اور اس کے بھی اوپر گئیں انھوں نے ان دونوں صفا و مروہ نامی پہاڑوں کے درمیان سات بار رفت وآمد کی اور ہر نوبت میں جب اپنے بچے کے روبرو پہنچتیں تو اپنے قدموں کو تیزی کے ساتھ اٹھاتیں، پھر ساتویں بار دو پہاڑوں کے درمیان سعی وتلاش کے بعد اپنے بچے کے پاس لوٹ آئیں تاکہ اس کے حال اور کیفیت سے آگاہ ہوں، انہوں نے انتہائی تعجب کے ساتھ دیکھا کہ بچے کے پاؤں کے نیچے پانی جاری ہے. پھر انھوں نے تیزی کے ساتھ اپنے ہاتھوں سے پانی کے چاروں طرف مٹی سے گھیر دیا اور اسے بہنے سے روک دیا پھر اس پانی کو خود بھی نوش کیا اور بچے کو بھی سیراب کیا اور اسے دودھ پلایا۔

ابھی زیادہ دن نہیں گذرے تھے کہ "جرھم" نامی قبیلہ کا ایک قافلہ اس طرف سے عبور کر رہا تھا وہ لوگ مکّہ کی فضا میں پرندوں کے وجود کی علت کی تلاش میں لگ گئے کہ جس سے نتیجہ نکالا کہ اس تپتی سرزمین پر پانی ضرور موجود ہے ، لھٰذا ہاجرہ اور آپ کے فرزند(اسمٰعیل) کے دیدار کے لئے آئے اور اس خاتون سے اجازت طلب کی کہ ان کے نزدیک پڑاؤ ڈالیں اور سکونت اختیار کریں، ہاجرہ نے ان کی درخواست قبول کر لی۔

ایک مدت گذر گئی اور اسمٰعیل بڑے ہوگئے اور جرہم قبیلہ کی ایک لڑکی سے ازدواج کیا، ان کے والد ابراہیم ان کے دیدار کے لئے آئے.خدا وند عالم نے بھی حکم دیا کہ کعبہ کی تعمیر کریں۔

ابراہیم نے اپنے بیٹے اسمٰعیل کی مدد سے کعبہ کی تعمیر کی اور خدا وند عالم نے بھی انھیںّ سک حج کی تعلیم دی. ابراہیم نے اسی حال میں یعنی کعبہ کی تعمیر کرتے ہوئے اپنے ربّ سے درخواست کی ۔

(رَبّناَوَاجعلنَا مُسلِمینِ لَکَ وَمِنْ ذُرّیَّتِنَا أُمَّةًمُسلِمَةً لَکَ)

پروردگا را!ہمیں اپنے فرمان کے سامنے سراپا تسلیم قرار دے اور ہمارے فرزندوں کو بھی اپنے سامنے سراپا تسیلم قرار دے۔

اور کہا:

(راَبِ اجعَلنِی مُقیم الصَّلاة وَمِنْ ذُ رّ یَّتی)

خدایا ! ہمیں اور ہماری ذریت کو نماز گذار قرار دے۔

پھر اس وقت اپنے فرزندوں سے اس انداز میں وصیت کی:

(اِنَّ اللهَ اِصطَفیٰ لَکُمُ الدّ ین فَلا تَمُو تُنَّ اِ لاَّ وَ أَنتُمْ مُسلِمُون)

خدا وند عالم نے اس دین کو تمہارے لئے منتخب کیا ہے لہذا نہ مرنا مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہو.(یعنی موت آئے تو حالت اسلام میں آئے)

کعبہ کی تعمیر تمام ہو نے کے بعد، حضرت ابراہیم اپنے فرزند اسمٰعیل کے ہمراہ مناسک حج کی ادائیگی کے قصد سے روانہ ہو گئے ؛جب یہ دونوں حضرات عرفات سے منیٰ کی طرف واپس ہوئے، حضرت ابراہیم نے اپنے فرزند اسمٰعیل کو اطلاع دی کہ میں نے خواب میںدیکھا ہے کہ تمھیں ذبح کر رہا ہوں (اور چونکہ پیغمبروں کا خواب ایک قسم کی وحی ہے) لہٰذا اپنے فرزند سے ان کا نظریہ جاننا چاہا۔

اسمٰعیل نے کہا:

(یاَاَبَتِ اِفْعَل مَا تُؤمَرُ سَتَجِدُ نِی اِنشَاء اللہ مِنَ الصَّابِرِین)

بابا! جو آپ کو حکم دیا گیا ہے اُس کی تعمیل کیجئے انشاء اللہ مجھے صابروں میں پائیں گے۔

ابراہیم نے بیٹے کوزمین پر لٹایا اور ذبح کرنے کے قصد سے ان کے حلقوم پر چھری چلادی، لیکن حیرت انگیزبات یہ ہوئی کہ چھری سے حضرت اسمٰعیل کا سر نہیں کٹا اس حال میں خدا وند عالم نے انھیں آواز دی :

(یَاِابراھیمُ قَد صَدَّقْتَ الرُّؤیا)

اے ابراہیم!تم نے عالم رویا کی ذمّہ داری نبھا دی۔

کیونکہ حضرت ابراہیم نے خواب میں دیکھا تھا کہ بیٹے کا سر کاٹ رہے ہیں نہ یہ کہ اسمٰعیل کا سر کاٹ چکے ہیں، اس لحاظ سے انھوں نے خواب میں جو کچھ دیکھا تھا انجام دیا تھا.خدا وند عالم نے بھی ایک گوسفند جبرائیل کے ہمراہ اس کی قربانی کے لئے روانہ کیا اور ابراہیم نے اُس گوسفند کا سر کاٹا اور مناسک حج کو اختتام تک پہنچایا۔

حضرت ابراہیم کے گزشتہ امور کی انجام دہی کے بعد خدا نے انھیںحکم دیا کہ اعلان کریں اور لوگوں کو حج کی دعوت دیں تا کہ وہ لو گ دور دراز سے لاغر اور کمزور اونٹ پر سوار ہو کر خانہ خدا کی زیارت کو آئیں.اس طرح سے بیت اللہ الحرام کا حج ابراہیم کی حنیفیہ شریعت کی اساس قرار پایا اور ایک ملت کا ستون بن گیا.کہ جس کے بارے میں خدا وند متعال نے ارشاد فرمایا ہے:

(فَا تَّبِعُوا مِلَّة اِبرا ھیمَ حَنیفاً)

ابراہیم کے پاکیزہ اور صاف ستھرے آئین کا اتباع کرو۔

جب حضرت ابراہیم خلیل اللہ مذکورہ مراحل سے گذر چکے تو خداوند سبحان نے انھیں لوگوں کا امام اور پیشوا بنا دیا اور فرمایا:

(وَ اذِابتلیَ اِبرَاھیمَ رَبُّہُ بِکلمٰا تٍ فَأَ تَمَّھُنَّ قالِ نّی جاَ عِلُک لِلنَّا س اِمَاماً قَال وَمِن ذُرِّیَّتی قَالَ لَا یَنالُ عھدِی الظَّالِمِین)

جب خدا وند عالم نے ابراہیم کا چند کلمات(امور) کے ذریعہ امتحان لیا اور آپ نے سب کو(بطور احسن) انجام دے دیا.تو خدا نے ان سے کہا :میں تمھیں لوگوں کی پیشوائی اور امامت کے لئے انتخاب کرتا ہوں۔ابراہیم نے عرض کیا. یہ امامت ہمارے فرزندوں کو بھی عطا کرے گا ؟ فرمایا کہ میرا عہدہ ظالموں کو نصیب نہیں ہوگا۔

ہم حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی سیرت اور روش میں آپ سے مخصوص دو واضح خصوصیت مشاہدہ کرتے ہیں. جو تمام انبیاء اور پیغمبروں کے درمیان امتیازی شان رکھتی ہے۔

1۔ مہمان نوزی اور لوگوں کو کھانا کھلانے والی خصوصیت کہ اس کے بارے میں خدا نے بھی خبر دیتے ہوئے فرمایا ہے:(فَمَالاَبِثَ اِنْ جَائَ بِعَجَلٍ حِنَیذٍ) پھر بلا توقف بھنا ہوا گائے کا بچہ حاضر کر دیا۔

حضرت ابراہیم کا یہ عمل نا آشنا اور اجنبی افراد کے لئے بھی غذا کی فراہمی میں پیش قدم رہنے کو بیان کرتا ہے ۔

اور یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ مہمان نوازی کی صفت حضرت ابراہیمکی ایک خاص صفت تھی اور صرف انھیں مہمانوں سے مخصوص یہ مہمان نوازی نہیں تھی۔

2۔ کعبہ اور بیت اللہ الحرام کا اہتمام کرنا اور لوگوں کو مناسک حج کی ادائیگی کے لئے دعوت دینا :

خداوند سبحان نے فرمایا ہے:

(وَ طَھِر بَیتِیَ لِلطَّائِفِینَ وَالقَائِمِینَ وَالرُّ کَّعِ السُّجوُدِ وَاذِّن فِی النَّا سِ بِالحَجِّ یَا تُوکَ رِجَالاً وَعَلیٰ کُلِّ ضَامرٍ یَأتِین مِن کُلِّ فَجٍّ عَمیق)

(اور ہم نے اسے وحی کی کہ) میرے گھر کو طواف کرنے والوں،نماز گذاروں ،رکوع کرنے والوں اور سجدہ کرنے والوں کے لئے پاک رکھو. اور لوگوں میں مناسک حج کی ادائیگی کا اعلان کردو تاکہ لوگ پیادہ اور لاغر اونٹوں پر سوار تمام دور دراز علاقوں سے تمہاری طرف آئیں۔

ہم عنقریب انشاء اللہ ان دو صفتوں کو جو حضرت ابراہیم کی زندگی کا لازمہ شمار کی جاتی تھیں ان کے اوصیاء میں بھی تھیں جنھوں نے اُن سے میراث پائی تھی تحقیق اور بررسی کریں گے۔

چوتھا منظر: ابراہیم اپنے خاندان کی دو شاخ کے ہمراہ:

حضرت ابراہیم ہاجرہ اور اسمٰعیل کو مکّہ منتقل کرنے اور اپنے فرزند اسمٰعیل کے ساتھ خانہ کعبہ کی تعمیر اور مناسک حج بجا لانے کے بعد اپنے وطن شام واپس آگئے. وہی وقت تھا جب خداوند عالم نے لوط کی قوم پر عذاب نازل کیا اور حضرت ابراہیم کو اسحٰق اور ان کے فرزند یعقوب جیسے بیٹے بھی عطا فرمائے خداوند عالم نے انھیں ایسا پیشوا قرار دیا جو خدا کے حکم سے لوگوں کو حق کی جانب راہنمائی کرتے ہیں؛ اور انھیں نیک کام کرنے ،نماز قائم کرنے اور زکوۃ دینے کی وحی کی۔

یہاں سے حضرت ابرہیم خلیل کے بعد نبوت اور وصایت دو شاخ میں منتقل ہوئی:

پہلی شاخ:

حضرت اسمٰعیل اور ان کی اولاد جو مکّہ میں ساکن تھی، یہ لوگ حضرت ابراہیم کی حنیفیہ شریعت پر ان کے اوصیاء ہیں۔

دوسری شاخ:

حضرت اسحٰق اور ان کے فرزند یعقوب اور ان کی اولاد جو فلسطین میں ساکن تھی اور خداوند عالم نے ان کے لئے مخصوص شریعت قرار دی جو حضرت موسیٰ کی شریعت کے ذریعہ پایۂ تکمیل کو پہنچی۔

انشاء اللہ ہم دونوں شاخوں کی جدا جدا تحقیق کریں گے۔

سب سے پہلے ان کے چھوٹے فرزند یعنی حضرت اسحٰق اور ان کے فرزند یعقوب (اسرائیل) اور ان کی اولاد(بنی اسرائیل) کے سلسلے میں تحقیقی گفتگو کریں گے۔

حضرت اسحٰق فرزند حضرت ابرہیم اور حضرت اسحٰق کے فرزند حضرت یعقوب(اسرائیل)اور فرزند یعقوب (بنی اسرائیل)

مجھے حضرت اسحٰق کے حالات میں کوئی ایسی خبر نہیں ملی جو اس بات پر دلالت کرے کہ ان کے والد حضرت ابرہیم کے علاوہ کوئی مخصوص ان کی شریعت تھی. ہم نے اس مطلب کو وہاں جہاں خدا نے ان کے بیٹے یعقوب (جو اسرائیل کے لقب سے یاد کئے جاتے ہیں) کے بارے میں خبر دی ہے، حاصل کیا ہے کہ انشاء اللہ آیندہ بحث میں اس کی تحقیق و بررسی کریں گے۔

(8)

حضرت اسحق کے فرزند یعقوب (اسرائیل)

*یعقوب کا لقب اسرائیل ہے اور ان کی اولاد بنی اسرائیل.

*خداوند عالم نے بنی اسرائیل کے لئے مخصوص احکام وضع کئے ہیں.

*اس سلسلہ میں قرآن کریم کی آیات.

*مذکورہ آیات میں کلمات کی تشریح.

*مورد بحث آیات کی تفسیر.

حضرت اسحق کے فرزند حضرت یعقوب (اسرائیل) اور ان کی اولاد"بنی اسرائیل" اور وہ احکام جو خداوند عالم نے ان کے لئے وضع کئے ہیں

1۔ خداوند عالم سورہ آل عمران کی 93 ویں آیت میں ارشاد فرماتا ہے:

(كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِبَنِي سْرَائِيلَ لاَّ مَا حَرَّمَ سْرَائِيلُ عَلَى نَفْسِهِ مِنْ قَبْلِ نْ تُنَزَّلَ التَّوْرَاةُ قُلْ فَْتُوا بِالتَّوْرَاةِ فَاتْلُوهَا نْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ)

ساری غذائیں بنی اسرائیل کیلئے حلال تھیں بجز ان کے جنھیں اسرائیل(یعقوب)نے توریت کے نزول سے پہلے اپنے اوپر حرام کر رکھی تھیں.(اگر اس کے علاوہ ہے) تو کہو: توریت لے آؤ اور اس کی تلاوت کرو اگر سچے ہو۔

2۔ سورۂ اسراء کی دوسری آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

(وَ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَجَعَلْنَاهُ هُدًى لِبَنِي سْرَائِيلَ ..)

اور ہم نے موسیٰ کو توریت نامی کتاب عطا کی اور اسے بنی اسرائیل کی ہدایت کا ذریعہ قرار دیا۔

3۔ سورۂ سجدہ کی 23 ویں آیت میںّارشاد ہوتا ہے.

( )ۦِ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ فَلاَتَكُنْ فِي مِرْيَةٍ مِنْ لِقَائِهِ وَجَعَلْنَاهُ هُدًى لِبَنِي سْرَائِيلَ)

اور ہم نے موسیٰ کو توریت نامی کتاب عطا کی اور (تم اے پیغمبر) ان سے ملاقات ہونے پر اظہار تردد نہ کرنا اور ہم نے توریت کو بنی اسرائیل کی ہدایت کا وسیلہ قرار دیا ہے۔

4۔ سورۂ مائدہ کی 44 ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

(نَّا نزَلْنَا التَّوْرَاةَ فِيهَا هُدًى وَنُور يَحْكُمُ بِهَا النَّابِيُّونَ الَّذِينَ سْلَمُوا لِلَّذِينَ هَادُوا وَالرَّبَّانِيُّونَ وَالَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوا مِنْ كِتَابِ الله وَكَانُوا عَلَيْهِ شُهَدَائَ فَلاَ تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِي وَلاَتَشْتَرُوا بِآيَاتِي ثَمَنًا قَلِيلًا وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا نزَلَ الله فَُوْلَئِکَ هُمْ الْكَافِرُونَ)

ہم نے توریت جس میں ہدایت و نور ہے نازل کی تا کہ وہ انبیاء جو (امر خداوندی کے سامنے) سراپا تسلیم ہیں اس کے ذریعہ سے یہودیوں، خدا کی معرفت رکھنے والوں اور ان عالموں پر جو کہ کتاب خدا کے احکام کی حفاظت اور نگہداری پر مامور ہیں اور اس کی صحت و درستگی پر گواہی دیتے ہیں، حکم کریں لہذا (احکام خداوندی کے اجراء میں) لوگوں سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو ہماری آیات کو معمولی قیمت پر نہ بیچو، کہ جو بھی حکم خداوندی کے خلاف حکم کرے گا وہ کافروں میں سے ہو گا۔

5۔ سورۂ صف کی 5ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

(وَ اذ قَال مُوسیٰ لِقَومه یَا قَومِ لِمَ تُؤ ذُوننی وَ قَد تَعْلمونَ اَنّی رَسُوْلُ الله اِلیکُم...)

جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا: اے میری قوم! تم لوگ مجھے کیوں ستاتے ہو جبکہ تم لوگ یقین کے ساتھ جانتے ہو کہ میں تمہاری طرف خدا کا فرستادہ ہو۔

6۔ سورۂ آل عمران کی 45 ویں اور 49 ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

(إِذْ قَالَتِ الْمَلاَئِكَةُ يَامَرْيَمُ نَّ الله يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيهًا فِى الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ وَمِنْ الْمُقَرَّابِينَ★ وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِى الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَمِنَ الصَّالِحِينَ★ قَالَتْ رَابِ نَّى يَكُونُ لِى وَلَد وَلَمْ يَمْسَسْنِى بَشَر قَالَ كَذَلِكِ الله يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ذَا قَضَى مْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ★ وَيُعَلِّمُهُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرَاةَ وَالِنْجيلَ★ وَرَسُولًا الَى بَنِى سْرَائِيلَ نّى قَدْ جِئْتُكُمْ بِآيَةٍ مِنْ رَابِكُمْ نّى خْلُقُ لَكُمْ مِنْ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَ نفُخُ فِيهِ فَيَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِ الله وَ بْرِئُ الَكْمَهَ وَالْ بْرَصَ وَ حْي الْمَوْتَى بِإِذْنِ الله وَ نَابِئُكُمْ بِمَا تَ كُلُونَ وَمَا تَدَّخِرُونَ فِى بُيُوتِكُمْ نَّ فِى ذَلِكَ لآيَةً لَكُمْ نْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ)

فرشتوں نے مریم سے کہا: اے مریم! خداوند عالم تمہیں اپنے ایک کلمہ کی بشارت دیتا ہے جس کا نام مسیح عیسیٰ بن مریم ہے اور وہ دنیا و آخرت میں آبرو مند اور خدا کا مقرب ہے... وہ ایک پیغمبر ہے بنی اسرائیل کی طرف۔

7۔ سورہ ٔصف کی چھٹی آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

(وَ اِذْ قَالَ عیسیٰ ابن مَریمَ یَابَنی اِسرائیل اِنیّ رَسُولِ الله اِلیکمْ..) .)

اور(اے پیغمبر! یاد کرو) جب عیسیٰ بن مریم نے کہا: اے بنی اسرائیل! میں تمہاری طرف خدا کا پیغمبر ہوں۔

کلمات کی تشریح

1۔ ھادوا:

دین یہود پر پا بند افراد کے معنی میں ہے ۔

2۔ ربّانیون:

ربّانی علوم دین بینّما ہر دانشور اور عالموں کے معنی میں ہے۔

3۔ احبار:

"حبر" ح پر زیر اور زبر کے ساتھ دانشور کے معنی میں ہے اور قرآن کریم میں علماء اہل کتاب پر اطلاق ہوا ہے۔

4۔ کلمۃ:

کلمہ یہاں پر اس مخلوق کے معنی میں ہے کہ جیسے خدا وند عالم نے لفظ کن(ہو جا) اور اس کے مانند کے ذریعہ اور معروف اسباب و وسائل کے بغیر خلق کیا ہے۔

5۔ مسیح:

مسیح، حضرت عیسیٰ کا لقب ہے کیونکہ آپ جب کسی بیمار کو(مسح) چھو دیتے تھے تو وہ بیمار صحت مند ہو جاتا تھا ۔
اس کے علاوہ بھی لوگوں نے کہا ہے لیکن ہم نے اس معنی کو حضرت مسیح کے بارے میں دیگر معانی پر ترجیح دی ہے۔

گزشتہ آیات کی تفسیر

ایک خاص مدت زمانہ میں، قوم یہود کے لئے اشتنائی احکام:

بنی اسرائیل (حضرت یعقوب کی اولاد، پوتے اور ان کی اولاد) سرزمین مصر اور دیار غربت میں ذلت و خواری کی زندگی گذار رہے تھے. کیونکہ قبطیوں نے انھیں غلام بنالیا تھا اور ان کی اولاد نرینہ کو قتل کرڈالتے تھے اور لڑکیوں کو زندہ رکھتے تھے۔

جب خداوند عالم نے انھیں مصر میں ہونے والی ذلت و رسوائی سے نجات دی اور اس کے بعد کہ ان کے اندر حریت و آزادی کی روح مرچکی تھی اور اس روح کی جگہ مصر میں نسل در نسل ان کی غلامی کی طولانی مدّت ہونے کی وجہ سے حقارت اور ذلت، خوف و اضطراب اور گھبراہٹ نے لے لی تھی اور ان کے لئے شام میں موجود ظالم و سرکش اقوام سے جنگ کرنا ناگزیر ہوگیا تھا ایسے موقع پر حکمت الٰہی مقتضی ہوئی کہ ان کی زندگی کے لئے ایسے دستورات اور قوانین بنائے جائیں کہ ان کے زیر سایہ، اپنے آپ پر اعتماد کرنے والی اور اپنے آباء واجداد (جو کہ انبیاء اور پیغمبروں کے زمرہ میں تھے) پر افتخار اور ناز کرنے والی روح اُن میں زندہ ہو جائے اور یہ جان لیں کہ یہ لوگ کافر اور سرکش اقوام جن سے جنگ و جدال ہے ان سے جدا اور ممتاز ہیں۔

اس راہ میں سب سے پہلے جو چیز ان کے لئے مقرر کی گئی ہے، ان اشیاء کی تحریم ہے جو کہ ان کے باپ خدا کے پیغمبر اسرائیل (یعقوب) نے اپنے آپ پر حرام کی تھیں تاکہ اس کے ذریعہ خدا کے پیغمبر اسرائیل کی نبوت کا امتیاز درک کریں۔

اس کے بعد حضرت موسیٰ پر توریت اور حضرت عیسیٰ پر انجیل کے نزول کے بعد ان سے مخصوص تشریع کی تکمیل ہوئی۔

ہم حضرت شعیب پیغمبر سے مربوط حالات کی تحقیق اور مطالعہ کے بعد پیغمبروں کے حالات کے زمانی تسلسل کی رعایت کی خاطر) اُن میں سے کچھ کا ذکر کریں گے۔

(9)

حضرت شعیب پیغمبر

* قرآن کریم کی آیات میں حضرت شعیب کی اپنی قوم سے سیرت اور روش

*کلمات آیات کی تشریح

*مذکورہ آیات کی تشریح

1۔ خداوند عالم سورۂ ہود کی 84 تا 95 آیات میںارشاد فرماتا ہے:

(وَالَی مَدْیَنَ خَاهُمْ شُعَیْبًا قَالَ یَاقَوْمِ اعْبُدُوا اللهَ مَا لَکُمْ مِنْ لَهٍ غَیْرُهُ وَ لاَ تَنْقُصُوا الْمِکْیَالَ وَالْمِیزَانَ نِّیَ رَاکُمْ بِخَیْرٍ وَ نِّیَ خَافُ عَلَیْکُمْ عَذَابَ یَوْمٍ مُحِیطٍ* وَیَاقَوْمِ وْفُوا الْمِکْیَالَ وَالْمِیزَانَ بِالْقِسْطِ وَلاَتَبْخَسُوا النَّاسَ شْیَائَهُمْ وَلاَتَعْثَوْا فِی الَرْضِ مُفْسِدِینَ* بَقِیَّةُ اللهِ خَیْر لَکُمْ نْ کُنتُمْ مُؤْمِنِینَ وَمَا نَا عَلَیْکُمْ بِحَفِیظٍ* قَالُوا یَاشُعَیْبُ صَلَاتُکَ تَ ْمُرُکَ نْ نَتْرُکَ مَا یَعْبُدُ آبَاؤُنَا وْ نْ نَفْعَلَ فِیَ مْوَالِنَا مَا نَشَائُ نَّکَ لَ نْتَ الْحَلِیمُ الرَّشِیدُ* قَالَ یَاقَوْمِ رَ َیْتُمْ نْ کُنتُ عَلَی بَیِّنَةٍ مِنْ رَابِی وَرَزَقَنِی مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا وَمَا رِیدُ نْ خَالِفَکُمْ الَی مَا نْهَاکُمْ عَنْهُ نْ رِیدُ لاَّ الِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِیقِی لاَّ بِاللهِ عَلَیْهِ تَوَکَّلْتُ وَالَیْهِ نِیبُ* وَیَاقَوْمِ لاَیَجْرِمَنَّکُمْ شِقَاقِیَ نْ یُصِیبَکُمْ مِثْلَ مَا صَابَ قَوْمَ نُوحٍ وْ قَوْمَ هُودٍ وْ قَوْمَ صَالِحٍ وَمَا قَوْمُ لُوطٍ مِنْکُمْ بِبَعِیدٍ* وَاسْتَغْفِرُوا رَبَّکُمْ ثُمَّ تُوبُوا الَیْهِ نَّ رَابِی رَحِیم وَدُود* قَالُوا یَاشُعَیْبُ مَا نَفْقَهُ کَثِیرًا مِمَّا تَقُولُ وَِنَّا لَنَرَاکَ فِینَا ضَعِیفًا وَلَوْلاَرَهْطُکَ لَرَجَمْنَاکَ وَمَا نْتَ عَلَیْنَا بِعَزِیزٍ* قَالَ یَاقَوْمِ رَهْطِی عَزُّ عَلَیْکُمْ مِنَ اللهِ وَاتَّخَذْتُمُوهُ وَرَائَکُمْ ظِهْرِیًّا نَّ رَابِی بِمَا تَعْمَلُونَ مُحِیط* وَیَاقَوْمِ اعْمَلُوا عَلَی مَکَانَتِکُمْ نِّی عَامِل سَوْفَ تَعْلَمُونَ مَنْ یَاْتِیهِ عَذَاب یُخْزِیهِ وَمَنْ هُوَ کَاذِب وَارْتَقِبُوا نِّی مَعَکُمْ رَقِیب* وَلَمَّا جَائَ مْرُنَا نَجَّیْنَا شُعَیْبًا وَالَّذِینَ آمَنُوا مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِنَّا وَ َخَذَتِ الَّذِینَ ظَلَمُوا الصَّیْحَةُ فَ َصْبَحُوا فِی دِیَارِهِمْ جَاثِمِینَ* کَ َنْ لَمْ یَغْنَوْا فِیهَاَ لاَبُعْدًا لِمَدْیَنَ کَمَا بَعِدَتْ ثَمُودُ)

ہم نے مدین کے لئے ان کے بھائی شعیب کو بھیجا۔

اس نے کہا: اے میری قوم! خدا کی عبادت کروکہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔

اور پیمانہ اور ترازو سے (تو لتے وقت) کمی نہ کرو، میں تمھیں نعمت میں دیکھ رہا ہوں اور میں تمہارے لئے اُس دن کے عذاب سے جس دن سب کو اپنے احاطہ میں لے لے گا خوفزدہ ہوں اور اے میری قوم!پیمانہ اور ترازو کو عدل وانصاف کے ساتھ کامل کرو اور لوگوں کی اجناس کو ناچیز اور معمولی شمار نہ کرو اور اسے برائی سے یاد نہ کرو اور زمین میں فساد کی کوشش نہ کرو. خدا کا ذخیرہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر مومن ہو اور میں(عذاب الٰہی کے سامنے) تمہارا محافظ ونگہبان نہیں ہوں۔

(شعیب کا اُن کی قوم نے مذاق اڑایا اور کہا) اے شعیب! آیا تمہاری نماز تمہیں حکم دیتی ہے کہ ہمارے آباء و اجداد نے جس کی عبادت کی ہے ہم اسے ترک کر دیں یا جو کچھ اپنے اموال میں سے ہم چاہتے ہیں اُس سے دستبردار ہو جائیں؟ تم تو بردبار اور عاقل ہو۔

شعیب نے کہا: اے میری قوم! مجھے بتاؤ اگر خدا کی جانب سے کوئی آشکار دلیل رکھتا ہوں اور مجھے بہتر روزی دیتا ہو، (کیا ہو سکتا ہے اس کے خلاف رفتار کروں؟) میں نہیں چاہتا کہ جس سے تمھیں منع کر رہا ہوں اسی کا خود مرتکب ہوں اور جب تک کر سکتا ہوں اصلاح کے علاوہ کچھ نہیں چاہتا؛ میری توفیق خدا کے ساتھ ہے، اس پر اعتماد کرتا ہوں اور اُسی کی طرف لوٹ جاؤں گا۔

اے میری قوم: تمہاری مجھ سے عداوت و دشمنی تمہیں یہاں تک نہ لے جائے کہ قوم نوح، قوم ہود، قوم صالح کے عذاب کے مانند عذاب کا شکار ہو جائو. اور قوم لوط کا زمانہ تم سے دور نہیں ہے. اپنے ربّ سے مغفرت طلب کرو اور اسی کی طرف متوجہ ہو جاؤ کہ میرا ربّ شفیق اور مہربان ہے۔

انھوں نے کہا: اے شعیب! جو کچھ تم کہتے ہو ان میں سے بہت ساری باتوں کو ہم نہیں سمجھتے اور ہم تمہیں اپنے درمیان کمزور ہی پا رہے ہیں کہ اگر تمہارا قبیلہ نہ ہوتا تو ہم تمھیں سنگسار کر دیتے، تم ہم پر قدرت نہیں رکھتے. شعیب نے کہا: اے میری قوم! کیا میرا قبیلہ تم کو خدا سے زیادہ عزیز ہے اور تم نے اللہ کو بالکل پس پشت ڈال رکھا ہے؟ میرا ربّ تم جو کچھ کرتے ہو اس پر احاطہ رکھتا ہے. اے میری قوم! جو کچھ تم کر سکتے ہو کرو، میں بھی اپنے کام کو جاری رکھوں گا عنقریب جان لو گے کہ رسوا کن عذاب کس کو اپنے دائرہ میں لے لے گا. اور کون جھوٹا ہے؟ منتظر رہو، میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں. اور جب ہمارا قہر آمیز حکم آیا تو ہم نے شعیب اور جو با ایمان افراد ان کے ہمراہ تھے اپنی مخصوص رحمت سے انھیں نجات دی اور ظالموں کو آسمانی صیحہ (چنگھاڑ) نے اپنے دائرہ میں لے لیا اور اپنے علاقے میں نابود ہو گئے. گویا کہ وہ کبھی اس شہر میں موجود ہی نہ تھے اور آگاہ ہو جاؤ کہ قومِ مدین خدا کی رحمت سے دور ہے، جس طرح ثمود کی قوم خدا کی رحمت سے دور رہی۔

2۔ سورۂ اعراف کی 88ویں اور 89ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

(قَالَ المَلأُ الَّذِینَ اِسْتکبرُ واْ مِن قَوْ مِه لَنُخرِجنَّکَ یَا شُعیب وَ الَّذِین آمنُواْ مَعَکَ مِنْ قَریتنَا اَوْ لَتعُودُنَّ فِی مِلَّتنَا قَال اَوَلَو کُنَّا کَا رهین . قَدِ افتَرِینَاعَلیٰ اللهِ کَذِباً اِن عدنَافِی مِلَّتِکُم بَعد اذ نَجّانَااللهُ مِنهَا...)

ان کی قوم کے چند سرکش اور متکبر بزرگوں نے کہا: اے شعیب! بے شک ہم تمھیں اور تم پر ایمان لانے والوں کو اپنے شہر سے نکال باہر کریں گے، مگر یہ کہ تم لوگ ہمارے دین کی طرف لوٹ آؤ.(شعیب) نے کہا: آیا اگرچہ ہم مائل بھی نہ ہوں ؟ اگر ہم تمہارے آئین کی طرف لوٹ آئینگے تو جس خدا نے تمہارے دین سے ہمیں نجات دی ہے گویا ہم اس خدا کی طرف جھوٹی نسبت دیں گے۔

کلمات کی تشریح

1۔ مَدْیَن:

مدین حضرت شعیب کی قوم کا نام تھا، کہ ان کے شہر کا نام بھی انھینکے نام پر رکھا گیا ہے. معجم البلدان میں مذکور ہے کہ مدین شہر دریائے سرخ کے نزدیک شہر تبوک کے سامنے 6 منزل کے فاصلہ پر واقع ہے.اسی طرح کہا گیا ہے: مدین وادی القریٰ اور شام کے درمیان ایک علاقہ ہے اور وادی القریٰ مدینہ سے نزدیک تمام بستیوں کو کہتے ہیں۔

2۔ لا یجر منّکم:

جرم الشئ ناپسند چیز حاصل کی، جرمہ الشئ یعنی ناپسند کام پر مجبور کیا، جرمہ یعنی اسے اس پر مجبور کیا "ولا یجر منّکم" یعنی تمھیں مجبور نہ کرے۔

3۔ شقاقی:

شاقَّ شقاقاً :اس کے ساتھ مخالفت اور دشمنی کی ، شقاقی یعنی مجھ سے دشمنی۔

4۔ لا تعثوا:

فساد نہ کرو۔

5۔عثا:

یعنی فساد کیا ،شدید فساد۔

6۔ بقیۃ اللہ:

بقیۃ ،ہر چیز کا باقی حصّہ اوریہاں پر خدا کی اطاعت اور فرمانبرداری کے معنی میں ہے،نیک کام کا ثواب اور اجر جو اس کے پاس ذخیرہ ہوتا ہے۔

گزشتہ آیات کی تفسیر میں اہم نکات

خداوند عالم نے حضرت شعیب کو بشارت اور انذار کے ساتھ مدین کی طرف بھیجا تاکہ اس علاقہ کے لوگوں کو حضرت ابراہیم کی حنیفیہ شریعت پر عمل کرنے کی دعوت دیں. شعیب کی قوم دیگر مشرک امتوں کی طرح جو کہ بُرے اخلاق سے متّصف، یہ بھی بُری طرح سے بدکاریوں اور اخلاقی فساد اور کردار کی گراوٹ کے شکار تھے. یہ لوگ اُن غلط کاریوں کے علاوہ جس کے وہ مرتکب ہوتے تھے،دوسروں کی چیزوں کو برا کہتے تھے اور انھیں مشتری(خریدار) کی نظر سے گرادیتے تھے.اور ناپ تول میں خیانت اور کمی کرتے تھے اور وہ ایسا خیال کرتے تھے کہ چونکہ وہ اپنے اموال میں تصرف کرنے کے سلسلہ میں آزادہیں، لہٰذا اس طرح کے ناروا افعال اور نازیبا اعمال بھی ان کا حق ہیں. حضرت شعیب کا دعوت دینا ان کی نصیحتیں اور مواعظ اور انھیں اس بات کے لئے بیدار کرنا کہ مشرک اقوام جو ان سے پہلے تھیں اُن پر کس طرح عذاب الٰہی نازل ہوا، ان سب باتوںنے کوئی فائدہ نہیں پہونچایا اور اس جاہل قوم نے اُن کے جواب میں کہا:

(لَنُخْرِجَنَّکَ وَمَنِ اتَّبعکَ مِنْ قر یتنا،أولَتعودُنَّ فِی مِلَّتنَا)

بیشک ہم تمھیں اور تمہارے تابعین اور پیروکاروں کو اپنے شہر اور علاقے سے نکال باہر کریں گے، مگر یہ کہ ہمارے دین اور ملت کے پابند ہو جاؤ۔

اس بناء پر حضرت شعیب کی قوم اپنے لئے اس حق کی قائل تھی کہ دوسروں پر ظلم ڈھانا اوران کے حقوق کو کھانا اپنی آزادی اور خود مختاری خیال کریں، لیکن یہی حق شعیب اور مومنین کو بُرے اخلاق اور نا پسندیدہ افعال کے ترک کرنے اور خدائے یکتا کی عبادت سے متعلق نہیں دیتے تھے!!

کبھی حضرت شعیب کا مذاق اڑاتے اور کہتے! کیا تمہاری نماز نے تمھیں حکم دیا ہے کہ ہم اپنے آباء و اجداد کے معبودوں کو چھوڑ دیں اور اپنے اموال میں خاطر خواہ اپنی مرضی سے دخل وتصرف نہ کریں؟

اور کبھی عناد ودشمنی، طغیانی اور سرکشی کی حد کر دیتے اور کہتے تھے: اگر تمہارے اعزاء واقارب نہ ہوتے تو یقیناً ہم تمھیں سنگسار کر دیتے۔

اس آیت سے اور حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ کے نسب کے بارے میں جو معلومات رکھتے ہیں اس سے پتہ چلتا ہے کہ خداوند عالم پیغمبروں کو مضبوط اور قوی اور سب سے زیادہ اثر ورسوخ رکھنے والے خاندان سے منتخب کرتا ہے، تاکہ ان کے رشتہ دار رسالت کی تبلیغ میں ناصر ومددگار ثابت ہوں۔

ہاں، جب شعیب کی قوم نے شعیب کی تکذیب کی اور ان کے ہمراہ دیگر مومنین کو ذلیل وخوار سمجھا، تو عذاب خداوندی کے سزاوار ہوگئے اور خداوند عالم نے انھیں آسمانی صیحہ کے ذریعہ اپنی گرفت میں لے لیا اور اانھیں کے شہر وعلاقہ میں انھیں ہلاک کرڈالا۔

خداوند عالم نے، حضرت شعیب کے بعد حضرت موسیٰ اور دیگر نبی اسرائیل کے پیغمبروں کو رسالت کے لئے مبعوث کیا. انشاء اللہ آیندہ فصلوں میں ان کے اخبار کی تحقیق کریں گے۔

بنی اسرائیل اور ان کے پیغمبروں کی روداد اور قرآن کریم میں ان کے مخصوص حالات کی تشریح

*حضرت موسیٰ کی ولادت اور ان کا فرعون کے ذریعہ اس کی فرزندی میں آنا.

* نہ گانہ معجزات.

*بنی اسرائیل صحرائے سینا میں.

* داؤد اور سلیمان.

* حضرت زکری اور یحییٰ.

* عیسیٰ بن مریم.

سب سے پہلا منظر۔ حضرت موسیٰ کی ولادت اور ان کا فرعون کے فرزند کے عنوان سے قبول ہونا:

خداوند عالم سورۂ قصص کی 7ویں تا 13 ویں آیات میں ارشاد فرماتا ہے:

(وَ ٰوْحَيْنَإ الَى مِّ مُوسَىَ نْ رْضِعِيهِ فَ ِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَ ْلْقِيهِ فِى الْيَمِّ وَلاَتَخَافِى وَلاَتَحْزَنِى نَّا رَادُّوهُ الَيكِ وَجَاعِلُوهُ مِنْ الْمُرْسَلِينَ* فَالْتَقَطَهُ آلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُونَ لَهُمْ عَدُوًّا وَحَزَنًا نَّ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُودَهُمَا كَانُوا خَاطِئِينَ* وَقَالَتِ امْرَ ٰةُ فِرْعَوْنَ قُرَّةُ عَيْنٍ لِى وَلَكَ لاَتَقْتُلُوهُ عَسَىَ نْ يَنفَعَنَا وْ نَتَّخِذَهُ وَلَدًا وَهُمْ لاَيَشْعُرُونَ* وَ ٰصْبَحَ فُؤَادُ مِّ مُوسَى فَارِغًا نْ كَادَتْ لَتُبْدِى بِهِ لَوْلاَ ٰنْ رَبَطْنَا عَلَى قَلْبِهَا لِتَكُونَ مِنْ الْمُؤْمِنِينَ* وَقَالَتْ لِ ُخْتِهِ قُصِّيهِ فَبَصُرَتْ بِهِ عَنْ جُنُبٍ وَهُمْ لاَيَشْعُرُونَ* وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ دُلُّكُمْ عَلَى ٰهْلِ بَيْتٍ يَكْفُلُونَهُ لَكُمْ وَهُمْ لَهُ نَاصِحُونَ* فَرَدَدْنَاهُ الَىُ مِّهِ كَىْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلاَتَحْزَنَ وَلِتَعْلَمَ نَّ وَعْدَ الله حَقّ وَلَكِنَّ كْثَرَهُمْ لاَيَعْلَمُونَ)

ہم نے موسیٰ کی ماں کو وحی کی کہ: اسے دودھ پلاؤ اور جب تمھیں اس کے لئے خوف لاحق ہو تو اسے دریا میں ڈال دو اور خوف نہ کرو اور نہ غمزدہ اور محزون ہو کہ ہم یقینا اُسے تم تک لوٹا دیں گے اور اسے پیغمبروں میں سے قرار دیں گے. آل فرعون نے اسے پا لیا، تاکہ ان کے لئے دشمن اور اندوہ کا سامان ہو. کہ فرعون، ھامان اور ان کے سپاہی گناھگار میں تھے. فرعون کی بیوی (سفارش کے لئے اٹھی اور) بولی یہ بچہ ہمارے اور تمہارے سرور کا باعث اور آنکھوں کا نور ہو گا، اُسے قتل نہ کرو شاید ہمیں فائدہ پہنچائے یا اسے اپنی فرزندی میں لے لیں؛ اور وہ لوگ درک نہیں کر سکے. حضرت موسیٰ کی ماں کا دل (تمام چیزوں سے زیادہ بچہ کی یاد میں) اس درجہ بیقرار تھا کہ اگر ہم اُس کے دل کو سکون وقرار نہ دیتے تاکہ مومنوں میں ہو تو یقینا اس راز کو فاش کر دیتی۔

اُس نے موسیٰ کی بہن سے کہا: موسیٰ کا پیچھا کرو موسیٰ کی بہن اپنے بھائی کو دور سے دیکھ رہی تھی (لیکن) وہ لوگ جان نہیںسکے. اور دودھ پلانے والی عورتوں کو پہلے ہی ہم نے اُن پر حرام کر دیا تھا موسیٰ کی بہن نے کہا: کیا میں تمھیں ایک ایسے گھرانے کی راہنمائی کروں کہ وہ اسے تمہارے لئے محفوظ رکھیں اور اس کے خیرخواہ ہوں؟ پھر ہم نے اسے اس کی ماں کے پاس لوٹا دیا تاکہ ان کے دیدار سے ان کی آنکھیں روشن ہوجائیں اور وہ غمگین اور اداس نہ ہوں اور یہ جان لیں کہ خدا کا وعدہ حق ہے، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے[1]۔

کلمات کی تشریح

1۔ فارغاً:

اپنی جگہ سے اکھڑ گیا، غم واندوہ کی شدت سے خالی ہو گیا۔

2۔ قُصّیہ:

اس کا پیچھا کرو، تلاش کرو۔

3۔ فبصُرت بہ عن جُنبٍ:

دور سے اس کی نگاہ ان پر پڑی. اُسے دور سے دیکھا اور زیر نظر قرار دیا۔

دوسرا منظر، نہ گانہ معجزات

سورۂ نمل کی 7ویں تا 12ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

((إِذْ قَالَ مُوسَى لِأَهْلِهِ نِّي آنَسْتُ نَارًا سَآتِيكُمْ مِنْهَا بِخَبَرٍ وْ آتِيكُمْ بِشِهَابٍ قَبَسٍ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُونَ* فَلَمَّا جَائَهَا نُودِيَ نْ بُورِكَ مَنْ فِي النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا وَسُبْحَانَ اللهِ رَابِ الْعَالَمِينَ* يَامُوسَى نَّهُ نَا اللهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ* وَلْقِ عَصَاكَ فَلَمَّا رَآهَا تَهْتَزُّ كَنَّهَا جَانّ وَلَّى مُدْبِرًا وَلَمْ يُعَقِّبْ يَامُوسَى لاَتَخَفْ نِّي لاَيَخَافُ لَدَيَّ الْمُرْسَلُونَ* لاَّ مَنْ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًا بَعْدَ سُوئٍ فَنِّي غَفُور رَحِيم* وَدْخِلْ يَدَكَ فِي جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَائَ مِنْ غَيْرِ سُوئٍ فِي تِسْعِ آيَاتٍ الَى فِرْعَوْنَ وَقَوْمِهِ نَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ)

جب موسیٰ نے اپنے اہل و عیال سے کہا: میں نے ایک آگ دیکھی ہے، عنقریب اس کے بارے میں تمھیں ایک خبر دوں گا یا ایسی آگ لاؤں گا کہ اس سے گرم ہو جاؤ۔

---

(1) نیز سورۂ طہ کی 38ویں آیت سے 47ویں آیت تک ملاحظہ ہو.

جب اُس آگ کے قریب آئے تو آواز آئی، مبارک ہے وہ خدا جو آگ میں جلوہ نما اور وہ شخص بھی جو اس کے اطراف میں ہے اور پاک وپاکیزہ ہے ربّ العالمین. اے موسیٰ! میں ہوں توانا اور حکیم خدا، اپنے عصا کو ڈال دو موسیٰ نے جب عصا ڈال دیا تو اسے دیکھا کہ ایک عظیم الجثہ سانپ کی صورت میں حرکت کرنے لگا، موسیٰ الٹے پاؤں پلٹ پڑے پھر کبھی مڑکر نہیں دیکھا (کہ انھیں خطاب ہوا) اے موسیٰ! نہ ڈرو کہ انبیاء میرے نزدیک نہیں ڈرتے. جز ان کے جنھوں نے ظلم کیا ہے، پھر اسے نیکی میں تبدیل کرڈالا ہے کہ میں بخشنے والا اور مہربان ہوں. اور اپنے ہاتھ کو اپنے گریبان کے اندر لے جاؤ کہ سفید (چمکدار) اور بغیر نقصان کے باہر نکلے گا (یہ معجزہ) نہ گانہ آیات (معجزہ) کے ضمن میں ہے (کہ تم ان کے ہمراہ) فرعون اور اس کی قوم کی طرف (بھیجے جاؤ گے)، بے شک وہ لوگ ایک فاسق قوم ہیں۔ سورۂ اعراف کی 103تا 135ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

(ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ مُوسَى بِآيَاتِنَا إِلَى فِرْعَوْنَ وَمَلَإِئِهِ فَظَلَمُوا بِهَا فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ ۞ وَقَالَ مُوسَى يَافِرْعَوْنُ إِنِّي رَسُولٌ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۞ حَقِيقٌ عَلَى أَنْ لَا أَقُولَ عَلَى اللهِ إِلَّا الْحَقَّ قَدْ جِئْتُكُمْ بِبَيِّنَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ فَأَرْسِلْ مَعِيَ بَنِي إِسْرَائِيلَ ۞ قَالَ إِنْ كُنتَ جِئْتَ بِآيَةٍ فَأْتِ بِهَا إِنْ كُنتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۞ فَأَلْقَى عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُبِينٌ ۞ وَنَزَعَ يَدَهُ فَإِذَا هِيَ بَيْضَاءُ لِلنَّاظِرِينَ ۞ قَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ إِنَّ هَذَا لَسَاحِرٌ عَلِيمٌ ۞ يُرِيدُ أَنْ يُخْرِجَكُمْ مِنْ أَرْضِكُمْ فَمَاذَا تَأْمُرُونَ ۞ قَالُوا أَرْجِهْ وَأَخَاهُ وَأَرْسِلْ فِي الْمَدَائِنِ حَاشِرِينَ ۞ يَأْتُوكَ بِكُلِّ سَاحِرٍ عَلِيمٍ ۞ وَجَاءَ السَّحَرَةُ فِرْعَوْنَ قَالُوا إِنَّ لَنَا لَأَجْرًا إِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغَالِبِينَ ۞ قَالَ نَعَمْ وَإِنَّكُمْ لَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ ۞ قَالُوا يَامُوسَى إِمَّا أَنْ تُلْقِيَ وَإِمَّا أَنْ نَكُونَ نَحْنُ الْمُلْقِينَ ۞ قَالَ أَلْقُوا فَلَمَّا أَلْقَوْا سَحَرُوا أَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوهُمْ وَجَاءُوا بِسِحْرٍ عَظِيمٍ ۞ وَأَوْحَيْنَا إِلَى مُوسَى أَنْ أَلْقِ عَصَاكَ فَإِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَأْفِكُونَ ۞ فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۞ فَغُلِبُوا هُنَالِكَ وَانقَلَبُوا صَاغِرِينَ ۞ وَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ سَاجِدِينَ ۞ قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ الْعَالَمِينَ ۞ رَبِّ مُوسَى وَهَارُونَ ۞ قَالَ فِرْعَوْنُ آمَنتُمْ بِهِ قَبْلَ أَنْ آذَنَ لَكُمْ إِنَّ هَذَا لَمَكْرٌ مَكَرْتُمُوهُ فِي الْمَدِينَةِ لِتُخْرِجُوا مِنْهَا أَهْلَهَا فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ۞ لَأُقَطِّعَنَّ أَيْدِيَكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ مِنْ خِلَافٍ ثُمَّ لَأُصَلِّبَنَّكُمْ أَجْمَعِينَ ۞ قَالُوا إِنَّا إِلَى رَبِّنَا مُنقَلِبُونَ ۞ وَمَا تَنقِمُ مِنَّا إِلَّا أَنْ آمَنَّا بِآيَاتِ رَبِّنَا لَمَّا جَاءَتْنَا رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَتَوَفَّنَا مُسْلِمِينَ ۞ وَقَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ أَتَذَرُ مُوسَى وَقَوْمَهُ لِيُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَيَذَرَكَ وَآلِهَتَكَ قَالَ سَنُقَتِّلُ أَبْنَاءَهُمْ وَنَسْتَحْيِي نِسَاءَهُمْ وَإِنَّا فَوْقَهُمْ قَاهِرُونَ ۞ قَالَ مُوسَى لِقَوْمِهِ اسْتَعِينُوا بِاللهِ وَاصْبِرُوا إِنَّ الْأَرْضَ لِلَّهِ يُورِثُهَا مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ ۞ قَالُوا أُوذِينَا مِنْ قَبْلِ أَنْ تَأْتِيَنَا وَمِنْ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا قَالَ عَسَى رَبُّكُمْ أَنْ يُهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِي الْأَرْضِ فَيَنظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ ۞ وَلَقَدْ أَخَذْنَا آلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِينَ وَنَقْصٍ مِنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُونَ ۞ فَإِذَا جَاءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوا لَنَا هَذِهِ وَإِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَطَّيَّرُوا بِمُوسَى وَمَنْ مَعَهُ أَلَا إِنَّمَا طَائِرُهُمْ عِنْدَ اللهِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۞ وَقَالُوا مَهْمَا تَأْتِنَا بِهِ مِنْ آيَةٍ لِتَسْحَرَنَا بِهَا فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِينَ ۞)

(فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ آيَاتٍ مُفَصَّلَاتٍ فَاسْتَكْبَرُوا وَكَانُوا قَوْمًا مُجْرِمِينَ۞ وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوا يَامُوسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِي سْرَائِيلَ۞ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ الَىٰ جَلٍ هُمْ بَالِغُوهُ ذَا هُمْ يَنكُثُونَ)

پھر جب اُن کے بعد موسیٰ کو اپنی آیات کے ساتھ فرعون اور اس کے اشراف کی طرف بھیجا تو، انھوں نے آیات کا انکار کیا. غور کرو کہ تباہ کاروں کا کیا انجام ہوا. موسیٰ نے کہا : اے فرعون! میں اپنے رب العالمن کا فرستادہ ہوں. سزاوار یہ ہے کہ خدا سے متعلق حق کے سوا کچھ نہ کہوں، تمہارے لئے تمہارے رب کی طرف سے ایک معجزہ لایا ہوں، لہٰذا بنی اسرائیل کو ہمارے ہمراہ روانہ کر دو. فرعون نے کہا اگر سچے ہو اور اگر کوئی معجزہ لائے ہو تو ہمیں دکھاؤ. پھر موسیٰ نے اپنا عصا زمین پر ڈال دیا پس وہ اژدہا دکھائی دینے لگا. اور ہاتھ اپنے گریبان سے باہر نکالا ناگاہ دیکھنے والوں کے لئے سفید اور چمکدار تھا. قوم فرعون کے بزرگوں نے فرعون سے کہا: یہ ایک ماہر جادو گر ہے کہ وہ تمھیں تمہاری سرزمینوں سے باہر نکالنا چاہتا ہے. تم لوگ کیا مشورہ دیتے ہو؟.(موسیٰ کے معاملے میں) فرعون نے قوم سے مشورہ کے بعد، کہا: اُسے اور اُس کے بھائی کو روک لو اور شہروں میں افراد کو روانہ کرو تاکہ ماہر جادو گروں کو تمہارے پاس لے آئیں. جادو گر فرعون کے پاس آئے اور بولے: اگر ہم غالب ہوگئے تو یقینا کوئی اجرت لیں گے. فرعون نے کہا: بالکل تم لوگ ہمارے مقربین میں ہو گے، جادوگروں نے کہا: اے موسیٰ! یا تم پہلے اپنا عصا ڈالو یا ہم اپنی رسّیاں ڈالتے ہیں. موسیٰ نے کہا: تم ہی پہل کرو اور جب انھوں نے اپنی رسّیاں ڈال دیں تو لوگوں کی نگاہوں پر جادو کر دیا اور انھیں دہشت زدہ بنا دیا. اور عظیم جادو پیش کیا. ہم نے موسیٰ کو وحی کی کہ تم بھی اپنا عصا ڈال دو اور (وہ اژدہا) جو کچھ انھوں نے پیش کیا تھا ایک سانس میںنگل گیا. حق آشکار ہوا اور جو کچھ انھوںنے انجام دیا وہ باطل اور بے کار ہو گیا۔

اس میدان میں شکست کھائی اور رسوا ہو کر واپس ہوگئے. سارے جادو گر سجدہ میں گر پڑے. اور انھوں نے کہا: ہم رب العالمین پر ایمان لاتے ہیں. موسیٰ اور ہارون کے رب پر. فرعون نے کہا: قبل اس کے کہ ہم تمھیں اجازت دیں تم لوگ اُس پر ایمان لے آئے؟! یہ ایک فریب اور دھوکہ ہے جو تم نے شہر میں کیا ہے تاکہ وہاں کے لوگوں کو نکال باہر کرو. عنقریب جان لو گے. تمہارے ہاتھ اور پاؤں ایک دوسرے کے بر عکس انداز میں قطع کروں گا اور اُس وقت سب کو ایک ساتھ دار پر لٹکا دوں گا. انھوں نے کہا: اُس وقت ہم اپنے خدا کی طرف لوٹ جائیں گے. تمہارا غیض و غضب ہم پر اس لئے ہے کہ ہم صرف اپنے ربّ کی نشانیوں پر ایمان لے آئے ہیں

جو ہماری طرف آئی ہے؛خدایا! ہمیں صبر عطا کر اور ہمیں مسلمان ہونے کی صورت میں موت دینا.قوم فرعون کے بزرگوں نے کہا:کیا موسیٰ اور ان کے ماننے والوں کوآزاد چھوڑدو گے تا کہ وہ اس سرزمین پر تباہی مچائیں اور تمھیں اور تمہارے خدا کو ترک کر دیں؟ فرعون نے کہا! عنقریب ان کے سارے فرزندوں(بیٹوں) کو قتل کر ڈالیں گے اور لڑکیوں کو زندہ چھوڑ دیں گے،ہم اُن پر مسلط ہیں.موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا: خدا سے مدد مانگو اور صبر کا مظاہرہ کرو کیونکہ زمین خدا کی ملکیت ہے وہ اپنے بندوں میں جسے چاہے گا اس کے حوالے کر دے گا اور نیک انجام پرہیز گاروں کے لئے ہے۔

انھوں نے کہا: ہم تمہارے آنے سے پہلے بھی ستائے گئے اور تمہارے آنے کے بعد بھی ستائے گئے؛ کہا! امید ہے کہ تمہارا ربّ تمہارے دشمن کو ہلاک کر دے.اور تمھیں اس سرزمین پر (ان کا)جانشین قرار دے گا اور پھر دیکھے گا کہ تم کیسا عمل کرتے ہو؟ ہم نے فرعون کو قحط سالی اور پھلوں کی کمی (دنوں) سے دوچار کیا شاید نصیحت حاصل کریں. جب رفاہ وآسائش نے ان کا رخ کیا تو وہ کہتے تھے! یہ ہماری خاطر ہے اور جب انھیں ناگوار حالات پیش آتے تو کہتے تھے یہ موسیٰ اور ان کے ماننے والونکی بد شگونی ہے ۔

جان لو کہ ان کا فال بد خدا کے پاس ہے(یعنی جو اُن پر مشکلات اور غم و اندوہ پڑتے ہیں وہ خدا کی طرف سے ہیں) لیکن اُن میں اکثر لوگ نہیں جانتے. (فرعونیوں نے موسیٰ سے) کہا: تم جتنا بھی ہمارے لئے معجزہ یا آیت پیش کر کے ہم پر جادو کر دو کبھی ہم تم پر ایمان نہیں لائیں گے. پھر طوفان، ٹڈی، جوں، مینڈک اور خون (پانی کا خون ہونا) جو کہ ایک دوسرے سے الگ اور روشن و آشکار معجزے تھے ہم نے ان پر نازل کیا ، لیکن انھوں نے اکڑ اور انکار سے کام لیا اور وہ نابکار قوم تھے۔

جب اُن پر عذاب نازل ہوا، بولے: اے موسیٰ! اپنے ربّ کو اُس پیمان کے ساتھ آواز دو جو تم سے کیا ہے اگر اس عذاب کو ہم سے اٹھا لے تو یقینا ہم تم پر ایمان لے آئینگے اور بنی اسرائیل کو تمہارے ساتھ بھیج دیں گے. پھر جب ہم نے عذاب کو ایک مدت تک اٹھا لیا تو پھر عہد شکنی کے مرتکب ہو گئے۔[1]

سورۂ شعراء کی 57 ویںآ 66 ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

(فَخَرَجْنَاهُمْ مِنْ جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ۞ وَكُنُوزٍ وَمَقَامٍ كَرِيمٍ ۞ كَذَلِكَ وَأَوْرَثْنَاهَا بَنِي إِسْرَائِيلَ ۞ فَأَتْبَعُوهُمْ مُشْرِقِينَ ۞ فَلَمَّا تَرَاءَى الْجَمْعَانِ قَالَ أَصْحَابُ مُوسَى إِنَّا لَمُدْرَكُونَ ۞ قَالَ كَلَّا إِنَّ مَعِيَ رَبِّي سَيَهْدِينِ ۞ فَأَوْحَيْنَا إِلَى مُوسَى أَنِ اضْرِبْ بِعَصَاكَ الْبَحْرَ فَانفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيمِ ۞ وَأَزْلَفْنَا ثَمَّ الْآخَرِينَ ۞ وَأَنْجَيْنَا مُوسَى وَمَنْ مَعَهُ أَجْمَعِينَ ۞ ثُمَّ أَغْرَقْنَا الْآخَرِينَ ۞)

ہم نے انھیں (فرعونیوں) کو باغوں اور بہتے چشموں سے باہر نکال دیا. اور عالیشان محلوں اور خزانوں سے انھیں محروم کر دیا. واقعہ ایسا ہی تھا اور سب کچھ بنی اسرائیل کے حوالے کر دیا. فرعونیوں نے طلوع آفتاب کے وقت بنی اسرائیل کا پیچھا کیا. جب دونوں گروہ نے ایک دوسرے کو دیکھا، تو موسیٰ کے ساتھیوں نے کہا! ہم گرفتار ہو جائیں گے. موسیٰ نے کہا: کبھی نہیں ہمارا رب ہمارے ساتھ ہے وہ ہماری ہدایت کرے گا. موسیٰ کو وحی ہوئی کہ اپنا عصا دریا پر مارو؛ دریا شگافتہ ہوا اور اس کا ہر ایک حصّہ ایک بڑے پہاڑ کے مانند ہو گیا. دوسروں کو (فرعونیوں کو بنی اسرائیل کے پیچھے) دریا میں لائے. اور موسیٰ اور ان کے تمام ساتھیوں کو نجات دی. اس وقت دوسروں کو غرق کر ڈالا۔

اور سورۂ یونس کی 90 تا 92 ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے۔

(وَجَاوَزْنَا بِبَنِي إِسْرَائِيلَ الْبَحْرَ فَأَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُودُهُ بَغْيًا وَعَدْوًا حَتَّى إِذَا أَدْرَكَهُ الْغَرَقُ قَالَ آمَنتُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا الَّذِي آمَنَتْ بِهِ بَنُو إِسْرَائِيلَ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ ۞ آلْآنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنتَ مِنَ الْمُفْسِدِينَ ۞ فَالْيَوْمَ نُنَجِّيكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُونَ لِمَنْ خَلْفَكَ آيَةً وَإِنَّ كَثِيرًا مِنَ النَّاسِ عَنْ آيَاتِنَا لَغَافِلُونَ ۞)

1۔ اور سورۂ انبیاء کی 100 سے 104 آیات تک اور سورہ شعرأ کی آیت 10 سے 55 آیات تک اور سورۂ طہ 9 سے 24 آیات تک ملاحظہ کریں.

بنی اسرائیل کو ہم نے دریا سے پار کیا، فرعون اور اس کے سپاہیوں نے اُن سے دشمنی اور ستم کی خاطر ان کا پیچھا کیا، یہاں تک کہ جب اس کے غرق ہونے کا وقت آیا تو کہا: ہم اُس خدا پر ایمان لائے جو بنی اسرائیل کے خدا کے سوا کوئی نہیں ہے جس پر وہ ایمان لائے ہیں. اور میں سراپا تسلیم ہونے والوں میںہوں.(اُس سے ڈوبنے کی حالت میں خطاب ہوا) اب ایمان لاتے ہو جبکہ اُس سے پہلے نافرمانی کر کے مفسدوں میں تھے؟. آج تمہارے بدن کو بدن کو بچا لیتے ہیں، تا کہ اُن کے لئے جو تمہارے بعد آئیں گے عبرت اور ایک نشانی ہو، جبکہ بہت سارے لوگ ہماری آیات اور نشانیوں سے سخت غافل و بے خبر ہیں۔

تیسرا منظر؛ بنی اسرائیل سینا نامی صحرا میں اور حضرت موسیٰ اور ان کے بعد کے زمانے میں ان کی طغیانی و سرکشی.

خداوند متعال سورۂ اعراف کی 138تا 140 اور 160تا 164 اور 166 ویں آیت میں ارشاد فرماتا ہے:

(وَجَاوَزْنَا بِبَنِي سْرَائِيلَ الْبَحْرَ فَ ۖ تَوْا عَلَى قَوْمٍ يَعْكُفُونَ عَلَىَ صْنَامٍ لَهُمْ قَالُوا يَامُوسَى اجْعَل لَنَا لٰهاً كَمَا لَهُمْ آلِهَة قَالَ نَّكُمْ قَوْم تَجْهَلُونَ ۝ نَّ هَؤُلَاءِ مُتَبَّر مَا هُمْ فِيهِ وَبَاطِل مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ قَالَ غَيْرَ الله َبْغِيكُمْ لٰهاً وَهُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ ۝...۝وَقَطَّعْنَاهُمْ اثْنَتَىْ عَشْرَةَ سْبَاطاً ُمَمًا وَ ۖ وْحَيْنَا الَى مُوسَى إِذِ اسْتَسْقَاهُ قَوْمُهُ نِ اضْرِب بِعَصَاكَ الْحَجَرَ فَانْبَجَسَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا قَدْ عَلِمَ كُلُّ نَاسٍ مَشْرَبَهُمْ وَظَلَّلْنَا عَلَيْهِمُ الْغَمَامَ وَ ۖ نزَلْنَا عَلَيْهِمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوَى كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَمَا ظَلَمُونَا وَلَكِنْ كَانُوا نفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ۝ وَإِذْ قِيلَ لَهُمُ اسْكُنُوا هَذِهِ الْقَرْيَةَ وَكُلُوا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ وَقُولُوا حِطَّة وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا نَغْفِرْ لَكُمْ خَطِيئَاتِكُمْ سَنَزِيدُ الْمُحْسِنِينَ ۝ فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ قَوْلًا غَيْرَ الَّذِى قِيلَ لَهُمْ فَ ۖ رْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِجْزًا مِنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَظْلِمُونَ ۝ وَاسْ ۖ لْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِى كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ إِذْ يَعْدُونَ فِى السَّبْتِ إِذْ تَ ْتِيهِمْ حِيتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَيَوْمَ لاَيَسْبِتُونَ لاَتَ ْتِيهِمْ كَذَلِكَ نَبْلُوهُمْ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ۝ وَإِذْ قَالَتْ مَّة مِنْهُمْ لِمَ تَعِظُونَ قَوْمًا الله مُهْلِكُهُمْ وْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا قَالُوا مَعْذِرَةً الَى رَابِكُمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ۝ فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ نْجَيْنَا الَّذِينَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوءِ وَ ۖ خَذْنَا الَّذِينَ ظَلَمُوا بِعَذَابٍ بَئِيسٍ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ۝ فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَا نُهُوا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ)

ہم نے بنی اسرائیل کو دریا سے پار کرایا تو وہ لوگ ایک ایسی قوم کے پاس سے گذرے جو اپنے بتوں کی پرستش اور عبادت کرتی تھی بنی اسرائیل نے موسیٰ سے کہا اے موسیٰ! ہمارے لئے بھی ایک خدا قرار دو جس طرح سے ان کا خدا ہے موسیٰ نے کہا! یقینا تم لوگ نادان اور جاہل قوم ہو ان بت پرستوں کے خدا نابود ہونے والے ہیںاور ان کے اعمال باطل ہیں، (موسیٰ نے) کہا! آیا خداوند یکتا کے علاوہ تمہارے لئے کسی دوسرے خدا کی تلاش کروں جب کہ خداوند عالم نے تمھیں سارے عالم پر فوقیت اور برتری عطا کی ہے؟!...(اور) ان کو ان کے بارہ قبیلے اور امت میں تقسیم کیا اور جب ان کی قوم نے موسیٰ سے پانی کا تقاضا کیا، تو ہم نے موسیٰ کو وحی کی کہ اپنے عصا کو اس پتھر پر مارو، (جب انھوں نے مارا) تو بارہ چشمے پھوٹ پڑے اور ہر قبیلے نے اپنے پانی کی جگہ جان لی اور بادل کو ان پر سائبان قرار دیا اور ان پر من وسلویٰ نازل کیا ، پاکیزہ اشیاء سے جو ہم نے تمہارے لئے رزق قرار دیا ہے کھاؤ ،انھوں نے ہم پر نہیں بلکہ اپنے آپ پر ظلم کیا ہے اور جس وقت ان سے کہا گیا کہ اس گاؤں میں سکونت اختیار کرو اور اس میں جہاں سے چاہو کھاؤ اور کہو حطّہ یعنی ہمارے گناہوں کو ختم کردے اور سجدہ اور خضوع کی حالت میں دروازہ سے داخل ہوتا کہ ہم تمہارے گناہوں کو معاف کردیں، عنقریب ہم نیکوکاروں کے اجر میں اضافہ کردیں گے، ان ظالموں نے اس بتائے گئے سخن کو اس کے علاوہ باتوں میں تبدیل کرڈالا اور (نتیجہ کے طور پر) اس ظلم وستم کی بناء پر جو انھوں نے روا رکھا تھا ان پر آسمان سے ہم نے عذاب نازل کیا.یہودیوں سے سوال کرو اُس شہر کے بارے میں جو دریا کے کنارے واقع تھا کہ وہاں کے لوگوں نے سنیچر کے دن تجاوز کیا اور اس کی حرمت کی حفاظت نہیں کی ان کی مچھلیاں سنیچر کے دن آشکار طور پر آتی تھیں لیکن سنیچر کے علاوہ دنوں میں نہیں آتی تھیں، اس طرح سے ان کی بربادی اور تباہی کی سزا کے ذریعہ ہم نے انھیں آزمایا...

جب ان لوگوں نے جس چیز سے منع کیا گیا تھا سرپیچی اور مخالفت کی. تو ہم نے ان سے کہا بندر کی شکل میں ہو جاؤ اور ہماری رحمت سے دور اور محروم ہو جاؤ۔

سورۂ طہ کی80 تا 98 ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

(يَابَنِي سْرَائِيلَ قَدْ نجَيْنَاكُمْ مِنْ عَدُوِّكُمْ وَوَاعَدْنَاكُمْ جَانِبَ الطُّورِالَيْمَنَ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوَى* كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَلاَتَطْغَوْا فِيهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَابِى وَمَنْ يَحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَابِى فَقَدْ هَوَى* وَ ِنِّى لَغَفَّار لِمَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدَى* وَمَا عْجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ يَامُوسَى* قَالَ هُمْ ولاَئِ عَلَى ثَرِى وَعَجِلْتُ الَيكَ رَابِ لِتَرْضَى* قَالَ فَإِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِنْ بَعْدِكَ وَ َضَلَّهُمُ السَّامِرِىُّ* فَرَجَعَ مُوسَى الَى قَوْمِهِ غَضْبَانَ سِفًا قَالَ يَاقَوْمِ اَلَمْ يَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ وَعْدًا حَسَنًا فَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ مْ رَدْتُمْ نْ يَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَب مِنْ رَابِكُمْ فَ َخْلَفْتُمْ مَوْعِدِى* قَالُوا مَا خْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلْكِنَا وَلَكِنَّا حُمِّلْنَا وْزَارًا مِنْ زِينَةِ الْقَوْمِ فَقَذَفْنَاهَا فَكَذَلِكَ لْقَى السَّامِرِىُّ فَ َخْرَجَ لَهُمْ عِجْلاً جَسَدًا لَهُ خُوَار فَقَالُوا هَذَا لٰهُكُمْ وَ ِلٰهُ مُوسَى فَنَسِىَ* فَلاَيَرَوْنَ لاَّ يَرْجِعُ الَيهِمْ قَوْلاً وَلاَيَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَلاَنَفْعًا* وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هَارُونُ مِنْ قَبْلُ يَاقَوْمِ نَّمَا فُتِنتُمْ بِهِ وَ ِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ فَاتَّابِعُونِى وَ َطِيعُوا مْرِى* قَالُوا لَنْ نَبْرَحَ عَلَيْهِ عَاكِفِينَ حَتَّى يَرْجِعَ الَينَا مُوسَى* قَالَ يَاهَارُونُ مَا مَنَعَكَ إِذْ رَ َيْتَهُمْ ضَلُّوا* لاَّ تَتَّابِعَنِ فَعَصَيْتَ مْرِى* قَالَ يَبْنَؤُمَّ لاَتَ ْخُذْ بِلِحْيَتِى وَلاَبِرَ ْسِى نِّى خَشِيتُ نْ تَقُولَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِى سْرَائِيلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِى* قَالَ فَمَا خَطْبُكَ يَاسَامِرِىُّ* قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوا بِهِ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِنْ ثَرِ الرَّسُولِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذَلِكَ سَوَّلَتْ لِى نَفْسِى* قَالَ فَاذْهَبْ فَإِنَّ لَكَ فِى الْحَيَاةِ نْ تَقُولَ لاَمِسَاسَ وَ ِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّتُخْلَفَهُ وَانظُرْ الَى لٰهِكَ الَّذِى ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا لَّنُحَرِّقَنَّهُ ثُمَّ لَنَسِفَنَّهُ فِى الْيَمِّ نَسْفًا* نَّمَا لٰهُكُمُ الله الَّذِى لاَ ِلٰهَ لاَّ هُوَ وَسِعَ كُلَّ شَيْئٍ عِلْمًا)

اے بنی اسرائیل! ہم نے تمھیں تمہارے دشمن فرعون سے نجات دی اور طُور کے داہنے جانب کا تم سے وعدہ کیا اور تم پر من وسلویٰ نازل کیا. پاکیزہ چیزوں میں جو ہم نے تمہارے لئے بعنوان رزق معین کیا ہے کھاؤ اور اس میں طغیانی اور سرکشی نہ کرو ورنہ تم پر ہمارا غضب ٹوٹ پڑے گا اور جو میرے غیض و غضب کا مستحق ہو گا یقینا ذلیل و خوار اور ہلاک ہو جائے گا. بیشک میں بخشنے والا ہوں ہر اُس شخص کو جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور پسندیدہ کام انجام دے اور ہدایت پائے۔

اے موسیٰ! کس چیز نے تم کو اس بات پر آمادہ کیا کہ تم اپنی قوم پر سبقت لے جاؤ؟. جواب دیا! وہ لوگ ہمارے پیچھے ہی ہیں، میں نے تیری سمت جلدی کی تاکہ تو راضی اور خوشنود ہو جائے. کہا: میں نے تمہاری قوم کو تمہارے بعد آزمایا لیکن سامری نے انھیں گمراہ کردیا. موسیٰ غضب ناک اور افسوسناک حالت میں اپنی قوم کی طرف واپس آئے اور کہا: اے میری قوم! کیا تمہارے ربّ نے تم سے اچھا وعدہ نہیں کیا تھا. آیا ہماری غیبت تمہارے لئے طولانی ہو گئی تھی، یا تم لوگ اس بات کے خواہشمند تھے کہ تمہارے ربّ کی طرف سے تم پر غضب نازل ہو لہٰذا تم نے ہمارے وعدہ کی خلاف ورزی کی؟

انھوں نے جواب دیا ہم نے اپنے اختیار سے تمہارے وعدہ کے خلاف نہیں کیا ہے. ہمارے پاس فرعونیوں کے آرائش کے وزنی آلات موجود تھے جس کو ہم نے آگ میں ڈال دیا اور (فتنہ انگیز) سامری نے بھی اسی طرح اپنے زیورات ڈال دیئے.پھر اس نے ان کے لئے ایک گوسالہ کا مجسمہ بنایا، جو گوسالہ کی آواز رکھتا تھا ؛ انھوں نے کہا:تمہارا اور موسیٰ کا خدا یہ ہے جس کو (موسیٰ) نے فراموش کر دیا ہے. آیا(یہ گوسالہ پوجنے والے) غور نہیں کرتے کہ (گوسالہ) ان کا جواب نہیں دیتا ہے اور ان کے لئے کوئی نفع و نقصان نہیں رکھتا ہے؟!. ہارون نے پہلے ہی ان سے کہا تھا کہ اے میری قوم! تم لوگ اس گوسالہ کے سلسلہ میں فتنہ میں بتلا ہو چکے ہو، تمہارا ربّ خدا وند رحمن ہے. میری پیروی کرو اور میرے اطاعت گزار رہو.انھوںنے کہا ! ہم اس کی اسی طرح عبادت کرتے رہیں گے جب تک کہ موسیٰ ہماری طرف واپس نہیں آجاتے. موسیٰ نے (جب واپس آئے تو عتاب آمیز انداز میں ہارون سے) کہا: ہارون ! جب تم نے دیکھا کہ گمراہ ہو رہے ہیں، تو کون سی چیز مانع ہوئی کہ تم میرے پاس نہیں آئے؟. کیوں میرے حکم کی مخالفت کی ؟. کہا: اے میری ماں کے بیٹے! میری ڈاڑھی اور بال نہ پکڑو، میں ڈرا تھا کہ تم کہو گے کہ بنی اسرائیل کے درمیان تفرقہ ڈال دیا ہے اور میرے دستور کی رعایت نہیں کی ہے۔

موسیٰ نے کہا: اے سامری! یہ کون سا عمل ہے(جو تم نے انجام دیا ہے) ؟. اُس نے کہا: میں نے وہ کچھ دیکھا جو انھوںنے نہیںدیکھا ہے، پھر میں نے نمائندۂ حق (جبرئیل) کے نشان قدم کی ایک مشت خاک لی.اور اسے میں نے (گوسالہ کے اندر) ڈال دی، میری دلی آرزو نے مجھے اس کام پر آمادہ کیا.موسیٰ نے کہا! جاؤ! تم کو زندگی میں ہر ایک سے یہی کہنا ہے کہ مجھے چھونا نہیں. اور تم سے (آخرت میں) ایک وعدہ ہے جو کبھی بر خلاف نہیں ہوگا اور اپنے خدا کے بارے میں غور کرو جس کی عبادت کو جاری رکھا ہے اسے جلا ڈالوں گا اور(اس کی خاک) دریا میں چھڑک دوں گا.یقینا تمہارا خدا وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور اس کا علم تمام چیزوں کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔

سورۂ بقرہ کی 51 اور 54 تا 57 ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

(وَإِذْ وَاعَدْنَا مُوسَىَ رْبَعِينَ لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِهِ وَ ْنْتُمْ ظَالِمُونَ ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ وَإِذْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ وَإِذْ قَالَ مُوسَى لِقَوْمِهِ يَاقَوْمِ نَّكُمْ ظَالَمْتُمْ نفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمْ الْعِجْلَ فَتُوبُوإِ الَى بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُواَ نفُسَكُمْ ذَلِكُمْ خَيْر لَكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ نَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ وَإِذْ قُلْتُمْ يَامُوسَى لَنْ نُؤْمِنَ لَكَ حَتَّى نَرَى اللهجَهْرَةً فَ َخَذَتْكُمُ الصَّاعِقَةُ وَ ْنْتُمْ تَنظُرُونَ ثُمَّ بَعَثْنَاكُمْ مِنْ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَ ْنزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوَى كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَمَا ظَلَمُونَا وَلَكِنْ كَانُواَ نفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ)

اور اُس وقت کو یاد کرو جب ہم نے موسیٰ سے چالیس شب کا وعدہ کیا، پھر (تم لوگ اس کی غیبت میں) گوسالہ کی پوجا کرنے لگے اور تم ظالم و ستمگر ہو پھر اس کے بعد ہم نے تم کو بخش دیا؛ شاید کہ تم لوگ (اس نعمت کا شکریہ) بجا لاؤ. نیز اُس وقت کو یاد کرو جب ہم نے موسیٰ کو کتاب اور (حق و باطل کے) درمیان تشخیص کا وسیلہ دیا. اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم ! تم لوگوں نے گوسالہ پرستی کر کے اپنے آپ پر ظلم کیا ہے، لہٰذا اپنے خدا کی طرف لوٹ آؤ اور اپنی جہالت کی سزا کے عنوان سے ایک دوسرے کو قتل کرنے کیلئے تیغ کھینچو کہ اسی میں تمہارے خدا کے نزدیک تمہاری بھلائی ہے. اس خدا نے تمہاری توبہ قبول کی کہ وہ بہت توبہ قبول کرنے والا اور مہربان ہے. اور اس وقت کو یاد کرو جب تم نے موسیٰ سے کہا: اے موسیٰ! ہم تم پر کبھی ایمان نہیں لائیں گے مگر اس وقت جب تک خدا کو اپنی نگاہوں سے آشکار طور سے نہ دیکھ لیں، پھر تم صاعقہ کی زد میں آگئے جب کہ تم لوگ دیکھ رہے تھے. اور ہم نے بادل کو تمہارے سر پر سائبان قرار دیا اور تم پر من و سلویٰ نازل کیا؛ جو ہم نے تمھیں پاک و پاکیزہ رزق دیا ہے (اُسے) کھاؤ. انھوں نے (اس نعمت کا شکر ادا نہیں کیا) انھوں نے ہم پر نہیں بلکہ اپنے آپ پر ستم کیا ہے۔

سورۂ اعراف کی 155 ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے.

(واختار موسیٰ قومهُ سبعينَ رجُلاً لميقاتنا فلمّا أَخَذَتْهُمُ الرَّجفةُ قال ربِّ لو شئت أ هلَكتَهُم مِنْ قَبْلُ وَايّا أَتُهلِكُنا بما فَعَلَ السُّفهاءُ منّا ان هَىَ ا لّا فتنتُك...)

موسیٰ نے اپنی قوم سے ستّر آدمیوں کو ہماری وعدہ گاہ کے لئے انتخاب کیا اور جب (دیدار خدا کے تقاضے کے جرم میں) ایک جھٹکے اور زلزلے نے انھیں اپنی لپیٹ میں لے لیا تو (موسیٰ نے اس حال میں) کہا! خدایا! اگر تو چاہتا تو، مجھے اور انھیں پہلے ہی موت دے دیتا، کیا ان احمقوں کے کرتوت کی بناء پر ہمیں بھی نابود کر دے گا؟! یہ صرف تیرا امتحان اور آزمایش ہے۔

سورۂ بقرہ کی 61 ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

(وَإِذْ قُلْتُمْ يَامُوسَى لَنْ نَصْبِرَ عَلَى طَعَامٍ وَاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّکَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْبِتُ الْرَضُ مِنْ بَقْلِهَا وَقِثَّائِهَا وَفُومِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا قَالَ تَسْتَبْدِلُونَ الَّذِی هُوَ دْنَی بِالَّذِی هُوَ خَيْر اِهْبِطُوا مِصْرًا فَإِنَّ لَكُمْ مَا سَلْتُمْ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمْ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَائُوا بِغَضَبٍ مِنَ الله ذَلِکَ بِنَّهُمْ كَانُوا يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ الله وَيَقْتُلُونَ النَّابِيِّينَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ذَلِکَ بِمَا عَصَوْا وَكَانُوا يَعْتَدُون)

اور جب تم نے کہا: اے موسیٰ! ہم کبھی ایک قسم کی غذا پر اکتفاء نہیں کریں گے، لہذا اپنے ربّ سے ہمارے لئے مطالبہ کرو کہ جو کچھ زمین سے پیدا ہوتی ہے جیسے سبزی، کھیرا، لہسن، مسور کی دال اور پیاز ہمارے لئے پیدا کرے. موسیٰ نے کہا: آیا تم چاہتے ہو کہ جو چیز گھٹیا اور معمولی ہے اس کو بہتر اور گراں قیمت شئی سے معاوضہ کرو؟ تو کسی شہر میں آجاؤ کہ وہاں تمہاری خواہش کے مطابق سب کچھ موجود ہے. ان کے لئے ذلت و رسوائی یقینی ہوگئی اور اللہ کے غیظ و غضب کا نشانہ بن گئے، کیونکہ انھوں نے مخالفت و نافرمانی کی اور ظلم و تعدی کی بناء پر آیات خداوندی کے منکر ہوئے اور پیغمبروں کو ناحق قتل کیا۔

سورۂ مائدہ کی 20 تا 26 ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

(وَإِذْ قَالَ مُوسَى لِقَوْمِهِ يَاقَوْمِ اذْكُرُوا نِعْمَةَ الله عَلَيْكُمْ إِذْ جَعَلَ فِيكُمْ نْبِيَائَ وَجَعَلَكُمْ مُلُوكًا وَآتَاكُمْ مَا لَمْ يُؤْتِ حَدًا مِنْ الْعَالَمِينَ* يَاقَوْمِ ادْخُلُوا الَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِی كَتَبَ الله لَكُمْ وَلاَتَرْتَدُّوا عَلَی دْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوا خَاسِرِينَ* قَالُوا يَامُوسَی نَّ فِيهَا قَوْمًا جَبَّارِينَ وَنَّا لَنْ نَدْخُلَهَا حَتَّی يَخْرُجُوا مِنْهَا فَنْ يَخْرُجُوا مِنْهَا فَإِنَّا دَاخِلُونَ* قَالَ رَجُلاَنِ مِنَ الَّذِينَ يَخَافُونَ نْعَمَ الله عَلَيْهِمَا ادْخُلُوا عَلَيْهِمْ الْبَابَ فَذَا دَخَلْتُمُوهُ فَإِنَّكُمْ غَالِبُونَ وَعَلَی الله فَتَوَكَّلُوا نْ كُنتُمْ مُؤْمِنِينَ* قَالُوا يَامُوسَی نَّا لَنْ نَدْخُلَهَا بَدًا مَا دَامُوا فِيهَا فَاذْهَبْ نْتَ وَرَبُّکَ فَقَاتِلاَنَّا هَاهُنَا قَاعِدُونَ* قَالَ رَابِ نِّی لاَمْلِکُ لاَّ نَفْسِی وَخِی فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ* قَالَ فَإِنَّهَا مُحَرَّمَة عَلَيْهِمْ رْبَعِينَ سَنَةً يَتِيهُونَ فِی الَرْضِ فَلاَتَسْ عَلَی الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ*)

جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم :اپنے اوپر نازل ہونے والی خدا کی نعمت کو یاد کرو، کیونکہ اُس نے تمہارے درمیان پیغمبروں کو قرار دیا اور تمھیں آزاد (اور بادشاہ بنایا) اور تمھیں ایسی چیزیں عطا کیں جو کسی کو نہیں دی ہیں. اے میری قوم ! اس مقدس سرزمین میں داخل ہو جاؤجسے خدا نے تمہارے لئے معین اور مقرر فرمائی ہے اور پیچھے واپس نہ آنا (خدا کے حکم کی خلاف ورزی نہ کرنا) ورنہ نقصان اٹھانے والوں میں ہوگے. انھوں نے کہا اے موسیٰ! وہاں پر ظالم و ستمگر قوم ہے لہٰذا وہاں ہم کبھی داخل نہیں ہوں گے جب تک کہ وہ لوگ وہاں سے نکل نہ جائیں، پھر اگر وہ نکل جائیںتو ہم یقیناً ہو جائیں گے دو خدا ترس مرد جو کہ مشمولِ نعمتِ خداوندی تھے، انھوں نے ان سے کہا تم لوگ ان پر دروازے سے وارد ہو اگر ایسا کرو گے توکامیابی تمہارے قدم چومے گی. خدا پر بھروسہ رکھو اگر صاحب ایمان ہو.کہنے لگے: اے موسیٰ وہاں ہم کبھی داخل نہیں ہوں گے جب تک کہ وہ لوگ وہاں سے نکل نہ جائیں، تم اور تمہارا رب وہاں جائے اور ان سے جنگ کرے، ہم یہیں پر بیٹھے ہوئے ہیں، موسیٰ نے کہا، پروردگارا! میں فقط اپنا اور اپنے بھائی کا ذمہ دار ہوں، تو ہمارے اور اس فاسق قوم (جو حکم نہیں مانتی) کے درمیان جدائی کر دے. خدا نے فرمایا!(اس شہر میں ان کا داخل ہونا) چالیس سال تک کے لئے حرام ہے اور بیابان میں سرگرداں پھرتے رہیں گے تم اس فاسق قوم پر افسوس نہ کرو۔

سورۂ قصص کی 76ویں تا 81 ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

(إ نّ قَارُونَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوسَى فَبَغَى عَلَيْهِمْ وَآتَيْنَاهُ مِنْ الْكُنُوزِ مَا نَّ مَفَاتِحَهُ لَتَنُوئُ بِالْعُصْبَةُ ولِى الْقُوَّةِ إِذْ قَالَ لَهُ قَوْمُهُ لاَتَفْرَحْ نَّ الله لاَيُحِبُّ الْفَرِحِينَ★ وَابْتَغِ فِيمَا آتَاكَ الله الدَّارَ الآخِرَةَ وَلاَتَنسَ نَصِيبَكَ مِنْ الدُّنْيَا وَ ًحْسِنْ كَمَاَ حْسَنَ الله اَلَيكَ وَلاَتَبْغِ الْفَسَادَ فِى الَرْضِ نَّ الله لاَيُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ★ قَالَ نَّمَاُ وتِيتُهُ عَلَى عِلْمٍ عِندِىَ واَلَمْ يَعْلَمْ نَّ الله قَدْ هْلَكَ مِنْ قَبْلِهِ مِنْ الْقُرُونِ مَنْ هُوَ شَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَ ًكْثَرُ جَمْعًا وَلاَيُسْ ًلُ عَنْ ذُنُوبِهِمْ الْمُجْرِمُونَ★ فَخَرَجَ عَلَى قَوْمِهِ فِى زِينَتِهِ قَالَ الَّذِينَ يُرِيدُونَ الْحَيَاةَ الدُّنيَا يَالَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَاُ وتِىَ قَارُونُ نَّهُ لَذُو حَظٍّ عَظِيمٍ★ وَقَالَ الَّذِينَ وتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ الله خَيْرٌ لِمَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا وَلاَيُلَقَّاهَا لاَّ الصَّابِرُونَ★ فَخَسَفْنَا بِهِ وابِدَارِهِ الَرْضَ فَمَا كَانَ لَهُ مِنْ فِئَةٍ يَنصُرُونَهُ مِنْ دُونِ الله وَمَا كَانَ مِنَ المُنْتَصِرِينَ★)

قارون موسیٰ کی قوم سے تعلق رکھتا تھا کہ اس نے ان پر تجاوز کیا. ہم نے اُسے اس درجہ خزانے دئیے تھے کہ ان کی کنجیوں کا قوی ہیکل اور مضبوط جماعت کے لئے بھی اٹھانا زحمت کا باعث تھا۔ جب اس کی قوم نے اس سے کہا:تکبر نہ کرو کیونکہ خدا تکبر کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا. جو کچھ خدا نے تجھے دیا ہے اس سے دار آخرت کا انتظام کر اور دنیا سے جو تیرا حصّہ ہے اس کو بھول نہ جا اور جس طرح خداوند سبحان نے تجھ پر نیکی کی ہے تو بھی دوسروں کے ساتھ نیکی کر اور حسن سلوک سے پیش آ اور فساد اور تباہی مچانے والوں میں سے نہ ہوجا کیونکہ خدا فساد کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا. قارون نے کہا: یہ مال و دولت میری دانش کی وجہ سے ہے. کیا وہ نہیں جانتا تھا کہ خداوند عالم نے اس سے صدیوں پہلے ان لوگوں کو جو اس سے قوی اور مالدار ترین لوگ تھے ہلاک کردیا ہے اور گناہگار لوگ اپنے گناہوں کے بارے میں سوال نہیں کئے جائیں گے؟ (قارون) اپنی آرایش اور زیبائش کے ساتھ اپنی قوم کے پاس باہر نکلا۔

جو لوگ دنیا طلب تھے انھوں نے کہا:! اے کاش ہم بھی قارون کی طرح دولت کے مالک ہوتے یہ تو بڑے عظیم حصّہ کا مالک ہے. جو لوگ اہل علم اور دانش تھے انھوں نے کہا! تم پر وائے ہو ! خداوند سبحان کا ثواب ان لوگوں کے لئے ہے بہتر ہے جو ایمان لا کر نیکو کار بنے ہیںاور ایسا ثواب صابروں کے علاوہ کسی کو نہیں ملتا. پھر ہم نے اسے(قارون)اور اس کے گھر بار کو زمین میں دھنسا دیا اور اُس کا کوئی ناصر و مددگار نہیں تھا جو خدا کے مقابلے میں اس کی نصرت کرتا اور خود بھی اپنی مدد نہیں کرسکا۔

کلمات کی تشریح

1۔ جیبک، جیب:

گریبان، چاک پیراہن۔

2۔ مَلائہ ، المَلائُ :

قوم کے بزرگ اور اکابر لوگ، کبھی جماعت پر بھی اطلاق ہوتا ہے اور اشراف سے اختصاص نہیں رکھتا۔

3۔ ارجہ ، اَرَجَ الامر:

اُسے تاخیر میں ڈال دیا۔

ارجہ واخاہُ ، اُس کا اور اُس کے بھائی کا کام تاخیر میں ڈال دو۔

4۔ حاشرین:

حشر؛اکٹھا ہونا، جمع ہونا۔

حاشرین :

جمع ہوئے تاکہ جادوگروں کو اکٹھا کریں۔

5۔ تلقف، لقف الطعام:

غذا نگل گیا ، غذا حلق کے نیچے لے گیا۔

6۔یأفکون، اَفک یافکُ:

بہتان اور افتراء پردازی کی. یافکون، بر خلاف حقیقت پیش کرنا۔

7۔صَاغرین، صاغر:

ذلیل وخوار۔

8۔ مِن خلافٍ، قطع الایدی و الارجلَ من خلافٍ :

یعنی داہنا ہاتھ اور بایاں پاؤں قطع کرنا اوریا اُس کے بر عکس۔

9۔ افرغ،

افرغ الله الصبر على القلوب:

خدا نے دلوں میں صبر ڈال دیا، ان پر صبر نازل کیا. ان میں صبر کی قوت دی۔

10۔ سنین:

سنہ کی جمع سنین ہے جو خشک اور بے آب و گیاہ اور سخت سالوں کے معنی میں ہے۔

11۔ یطیّروا، تطیّر:

بد شگونی کی، بد فالی کی، طائر یہاں پر ان کی شومی (نحوست) اور ان کے خیر و شر کے معنی میں ہے. یعنی یہ سارے امور خود ان سے پیدا ہوتے ہیں اور دوسروں سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

12۔ طوفان:

اتنی شدید بارش کہ لوگوں کو اپنے دائرہ میں لے لے۔

13۔ جراد:

ٹڈی، مراد یہ ہے کہ ٹڈی نے جتنی گھاس اور اُگنے والی چیز تھی سب کو کھا کر نابود کر دیا۔

14۔ القمّل:

اس کے معنی کے بارے میں کہا ہے: ایک موذی اور نہایت چھوٹا حشرہ یعنی کیڑا ہے جیسے گیہوں کا گھن اور اونٹ کی کیڑی اور حیوان کی جوں یا کلنی وغیرہ۔

15۔ رجز: عذاب

16۔ ینکثون:

اپنے عہد و پیمان کو توڑ ڈالتے ہیں۔

17۔ طود:

آسمان کو چھوتے ہوئے عظیم پہاڑ۔

18۔ ازلفنا:

ہم نے قریب کر دیا، یعنی : فرعون اور فرعونیوں کو موسیٰ اور ان کی قوم سے زیادہ سے زیادہ نزدیک کر دیا تا کہ انھیں دیکھیں اور ان کا تعاقب (پیچھا) کریں اور یکبارگی سب غرق ہو جائیں۔

19۔ متبّر، تبَّرہ:

اسے قتل کر دیا ، ہلاک کر ڈالا. متبّر: ہلاک شدہ مقتول۔

20۔ اسباطاً:

اسباط: قبائل اور ہر وہ قبیلہ جس کے افراد کی تشکیل ایک مرد کی نسل سے ہوئی ہو۔

21۔ اِنْبَ ۃ جَستْ:

منفجر ہو گئی، پھٹ گئی، ایک دوسرے سے جدا ہو گئی۔

22۔ من و سلویٰ:

من کی تفسیر کی ہے کہ وہ صمغی (ترنجبین) تھا جامد شہد کے مانند جو آسمان سے نازل ہوتا تھا اور جب وہ درخت یا پتھر پر بیٹھتا ہے تو ٹکیہ کے مانند ہو جاتا ہے. سلویٰ بھی ایک مہاجر اور دریائی پرندہ کا نام ہے جسے سمان، کہتے ہیں (بٹیر) ۔

23۔ حطّۃ:

حَطَّ اللہ وزرہ ، خدا نے اس کے گناہ معاف کر دیئے۔

قولوا حِطّۃ:

یعنی کہو خدایا! ہمارے گناہوں اور ہمارے بُرے اعمال کو نیست و نابود کر دے۔

24۔ یعدون:

ستم کرتے ہیں۔

25۔ بقلھا وقثائھا وفومھا:

بقلھا: وہ اچھی اور پاکیزہ سبزیاں جو بغیر کسی تبدیلی کے کھائی جاتی ہیں، القثائ! کھیرا یا ککڑی، فُومھا: گیہوں یا روٹی یا لہسن۔

26۔ لاتأس علیٰ القوم:

ان کے لئے غمگین اور محزون نہ ہو۔

27۔ عتوا:

تکبر کیا، حد سے آگے بڑھ گئے۔

28۔ شُرّعاً:

پانی پر ظاہر اور رواں۔

29۔ خاسئین:

ذلیل وخوار اور مردود افراد۔

3۔ خُوار، خار الثور والعجل خواراً:

یعنی گائے اور گو سالہ نے آواز نکالی۔

31۔ لا مَساسَ: مسّہ و ماسّہ:

لمس کیا، کسی چیز پر بغیر کسی مانع اور رکاوٹ کے ہاتھ پھیرا۔
آیت شریفہ میں لا مساس یعنی مجھے لمس نہ کرو.(مجھے نہ چھوؤ)

32۔ یعکفون اور عاکفین:

عکف فی المکان: کسی جگہ پر ٹھہرا، و عکف فی المسجد:یعنی مسجد میں معتکف ہوا(اعتکاف کے لئے قیام کیا)۔
یعنی مسجد میں ایک مدت تک عبادت کے قصد سے قیام کیا۔

33۔ نبذتُھا :

اُسے پھینک دیا.ڈال دیا۔

34۔ سوّلت لی نفسی:

میرے نفس نے مجھے دھوکہ دیا اور اس کام کو میرے لئے خوبصورت انداز میں پیش کیا۔

35۔ نسفنّہ:

نسفت الریح التراب: یعنی ہوا نے خاک کو اڑا ڈالا اور پراگندہ کردیا، بکھر گیا اوریہاں پر اس معنی میں ہے کہ اس کے ذرّات کودریا میں ڈال دوں گا۔

36۔ فتنّک:

تیرا امتحان۔

37 ۔ مسکنۃ:

فقر، بے چارگی، ضعف اور ناتوانی۔

38 ۔ لَن نبرح:

گوسالہ کی پرستش سے ہم کنارہ کشی نہیں کریں گے(باز نہیں آئیں گے) اورہاتھ نہیں کھینچے گے۔

39۔ لم ترقب:

محفوظ نہیں رکھا، اس کی نگہداشت نہیں کی۔

.4۔ خطبکَ: تمہارا حال، تمہاری موقعیت۔

آیات کی تفسیر میں قابل توجہ اور اہم مقامات

فرعون بنی اسرائیل میں پیدا ہونے والے نوزاد بچوں کا سر کاٹ دیتا تھا، اس لئے کہ اس سے کہا گیا تھا کہ بنی اسرائیل کے درمیان ایک بچہ پیدا ہوگا اس کی اور اس کے قوم کی ہلاکت اس کے ہاتھوں سے ہوگی.خداوندا عالم کی حکمت بالغہ اس بات کی مقتضی ہوئی کہ اُس بچہ کی پرورش کی ذمّہ داری خود فرعون نے لے لی.اورخدا کی مرضی یہی تھی کہ وہ بچہ فرعون کے گھر میں نشو ونما پائے یہاں تک کہ بالغ وعاقل ہوکر قوی ہوجائے۔

ایک دن موسیٰ نے فرعون کے محل سے قدم باہر نکا لا اور بغیر اس کے کہ کوئی ان کی طرف متوجہ ہو شہر میں داخل ہوگئے.وہاں دیکھا کہ ایک قبطی شخص بنی اسرائیل کے ایک شخص سے دست و گریباں ہے اور ایک دوسرے کو مار رہے ہیں. اور چونکہ وہ قبطی شخص اپنے حریف پر غالب ہو گیا تھا ، لہٰذا اس اسرائیلی نے موسیٰ سے عاجزی کے ساتھ نصرت طلب کی . موسیٰ نے ایک قدم آگے بڑھایا اور ایک گھونسا اس قطبی کو مار دیا وہ اس مار کے اثر سے زمین پر گر پڑا اور تھوڑی دیر میں دم توڑ دیا۔

فرعونی موسیٰ سے انتقام لینے اور انھیں قتل کرنے پر متحد ہوگئے،اس وجہ سے وہ مجبوراً ترساں اور گریزاں جبکہ اپنے اطراف سے بہت ہی چوکنا تھے مصر سے قدم باہر نکا لا اس طرح چلتے رہے یہاں تک کہ مدین آگئے وہاں حضرت شعیب پیغمبر کے اجیر ہوگئے اور ان کے بھیڑوں کی 8 سال یا دس سال چرواہی کو اس بات پر قبول کیا کہ حضرت شیعب کی کسی ایک لڑکی سے ازدواج کریں گے.موسیٰ نے دس سال خدمت کی اور اختتام پر حضرت شیعب نے وفاء عہد کے علا وہ وہ عصا بھی انھیں دیا جو پیغمبروں سے انھیں میراث کے عنوان سے ملا تھا اور گوسفندوں کی چرواہی کے کام آتا تھا۔[1]

موسیٰ ملازمت اور نوکری کے تمام ہونے پر اپنی بیوی اور گوسفندوں کے ساتھ سینا نامی صحرا کی طرف متوجہ ہوئے تو تاریک اور سرد رات میں ایک آگ مشاہدہ کی۔

آپ نے اس آگ کی طرف رخ کیا تا کہ اس سے کچھ آگ حاصل کریں (اور اپنے اہل وعیال کو گرمی پہنچائیں)یا اس آگ کی روشنی میں کوئی ایسا شخص مل جائے جو راستے کی راہنمائی کرے. لیکن جیسے ہی موسیٰ وہاں پہنچے، ایک آواز سنی کہ کوئی کہہ رہا تھا!

اے موسیٰ! میں ربّ العالمین ہوں[2] اپنے عصا کو ڈال دو.جب موسیٰ کی نگاہ عصا پر پڑی تو کیا دیکھا کہ جاندار کی طرح حرکت کر رہا ہے تو پشت کر کے بھاگے اور مڑ کر اپنے پیچھے نگاہ بھی نہیں کی۔

خدا نے آواز دی:اے موسیٰ! خوف نہ کرو کہ میں اُسے اس کی پہلی حالت میں لوٹا دوں گا.پھر موسیٰ نے اپنا ہاتھ عصا کی طرف بڑھایا ناگاہ دیکھا کہ وہی لکڑی کا عصا ہو گیا ہے جو پہلے تھا.اس کے بعد خداوند رحمن نے ان سے فرمایا! اپنے ہاتھ کو اپنے گریبان کے اندر لے جاؤ اور نکالو. تمہارا ہاتھ سفیدی سے چمکنے لگے گا.بغیر اس کے کہ اس میں کوئی داغ دھبّہ ہو.پھر اس وقت خداوند سبحان نے اُن سے فرمایا؛یہ دو معجزے نو

---

(1) یہ بات روایات میں بھی ذکر ہوئی ہے.

(2) ہم نے اپنے مطالب کو قصص، نمل، اعراف، طٰہٰ اور شعراء کے سوروں سے جمع کر کے بیان کیا ہے.

آیات اور نشانیوں میں سے ہیں اور ان کے ہمراہ (میری رسالت لے کر) فرعون اور اس کی قوم کے پاس جاؤ. موسیٰ نے کہا ! خدایا! ہمارے بھائی ہارون کو جو کہ ہم سے زیادہ گویا زبان کا مالک ہے ہمارے ہمراہ کر دے. اور خدا نے فرمایا: ہم نے تمہارے بازوؤں کو تمہارے بھائی سے محکم اور مضبوط کر دیا. اب فرعون کی طرف جاؤ کہ اُس نے سرکشی اور طغیانی کر رکھی ہے. اور اس کے ساتھ نرمی اور ملاطفت سے گفتگو کرنا شاید وہ نصیحت حاصل کر کے (خدا سے) ڈرے. اس کے پاس جا کے کہو میں تمہارے ربّ کا پیغمبر ہوں، بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ کر دے اور انھیںاس سے زیادہ آزار اور اذیت نہ پہنچائے۔

موسیٰ کلیم اللہ نے پیغام خداوندی کو فرعون اور اس کی بارگاہ میں مقرب افراد تک پہنچایا. اور خداوند عالم نے بھی موسیٰ کے ہاتھوں اپنی نو آیات کی نشاندہی کی. لیکن فرعون نے سب کو جھٹلایا اور خداوند سبحان کی اطاعت اور پیروی سے انکار کرتے ہوئے بولا: اے موسیٰ! کیا تم اس لئے آئے ہو کہ ہمیں اپنے سحر اور جادو سے ہماری سرزمینوں سے باہر کر دو! ہم بھی تمہارے جیسا سحر اور جادو پیش کر سکتے ہیں. پھر اس نے حکم دیا کہ تمام جادوگروں کو ان کی عید کے دن حاضر کرو۔

جادوگروں نے حضرت موسیٰ سے کہا : اے موسیٰ ! پہلے تم اپنا عصا پھینکو گے یا ہم پھینکیں؟ موسیٰ نے جواب دیا: تم لوگ ہی پہل کرو. جب جادوگروں نے اپنی رسیاں اور لکڑیاں زمین پر ڈال دیں، تو ان کا جادو لوگوں کی نگاہوں پر چھا گیا اور انھیںسخت ڈرایا. فرعونی جادوگروں نے ایک عظیم جادو دکھایا. میدان نمائش میں لوگوں کی نظر میں غضبناک اور حملہ آور بل کھا رہے تھے ایسے موقع پر خداوند عالم نے موسیٰ کو حکم دیا: اپنا عصا زمین پر ڈال دو کہ وہ تن تنہا ہی جو کچھ جادوگروں نے لوگوں کی نگاہ میں جھوٹ اور خلاف واقع نمائش کی ہے سب کو نگل جائے گا۔

موسیٰ نے تعمیل حکم کی اور زمین پر اپنا عصا ڈال دیا آپ کا عصا خوفناک اور مہیب اژدھے کی شکل میں تبدیل ہو گیا کہ اس کے ایک ہی حملے میں جادوں گروں کے تمام نقلی اور بناوٹی شعبدے وسیع و عریض میدان میں ایک دم سے نابود ہو گئے. پھر موسیٰ نے اس عظیم اور بھاری بھرکم اژدھے کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا جس نے تمام رسیوں اور لاٹھیوںکو نگل لیا تھا کہ وہ اژدھا ان کے ہاتھ میں آتے ہی وہی عصا ہو گیا جو پہلے تھا۔

جادو گروں نے درک کرلیا کہ موسیٰ کے عصا کے ذریعہ اتنی ساری لاٹھیوں اور رسیوں کا ہمیشہ کے لئے نابود ہونا سحر وجادو نہیں ہو سکتا.بلکہ اللہ کے عظیم معجزوں میں سے ایک معجزہ ہے.اسی وجہ سے سب کے سب سجدہ میں گرپڑے اور بو لے : ہم ربّ العالمین موسیٰ اور ہارون کے رب پر ایمان لائے.جب فرعون نے انھیں ایمان لاتے ہوئے دیکھا تو بولا:قبل اس کے کہ میں تمھیں اجازت دوں تم لوگ ایمان لے آئے؟ (اس کام کی سزا میں) تمہارے ہاتھ پیر مخالف سمت سے کاٹ کمر دار چر لٹکا دوں گا.ساحروں نے جواب دیا: کوئی اہمیت نہیں رکھتا ہم اپنے ربّ کی طرف چلے جائیں گے۔

اس کے بعد فرعون اور فرعونیوں نے مسلسل عذاب خدا وندی جیسے طوفان ،ٹڈیوں کے حملہ، جوؤں ، مینڈکوں اور خون(پانی کے خون ہونے) سے دو چار رہے اور ان میں سے جب کبھی کوئی عذاب نازل ہوتا تو کہتے : اے موسیٰ! اپنے ربّ سے دعا کرو کہ اگر وہ ہم سے عذاب ہٹا لے تو ہم اس پر ایمان لے آئیں گے اور بنی اسرائیل کو بھی یقینا تمہارے ہمراہ کر دیں گے.خدا وند عالم حضرت موسیٰ کی دعا کے ذریعہ(لازمہ تنبیہ کے بعد)بلا کو اُن سے برطرف کر دیتا لیکن فرعونی اپنے عہد وپیمان کو توڑ دیتے.(اور اپنی ضد اور ہٹ دھرمی پر باقی رہتے)۔

ان واقعات کے بعد خدا نے موسیٰ کو وحی کی کہ ہمارے بندوں کو کوچ کا حکم دو. موسیٰ بنی اسرائیل کو لے کر راتوں رات کوچ کر گئے یہاں تک کہ دریائے سرخ تک پہنچے. فرعون اور اس سپاہیوں نے ان کا پیچھا کیا یہاں تک کہ صبح سویرے ان تک پہنچ گئے بنی اسرائیل کی فریاد وفغاں بلند ہونے لگی کہ: ہم گرفتار ہوگئے۔

اس وقت خدا نے حضرت موسیٰ کو حکم دیا کہ اپنا عصا دریا پر مارو. موسیٰ نے حکم کی تعمیل کی اور دریا پر اپنا عصا مارا.دریا شگافتہ ہوگیا اور بنی اسرائیل کے قبیلوں کی تعداد کے برابر بارہ خشک راستے نمودار ہوگئے اور ہر قبیلہ اپنی مخصوص سمت کی طرف روانہ ہو گیا اور آگے بڑھ گیا.فرعون اور اس کے سپاہیوں نے دریا میں پیدا ہوئے خشک راستوں میں ان کا پیچھا کیا.جب بنی اسرائیل کی آخری فرد دریا کے اُس سمت سے پار ہوگئی اور فرعون کے سپاہیوں کی آخری فرد دریائی راستوں میں داخل ہوگئی تو اچانک پانی آپس میںمل گیا اور فرعون اور اس کے لشکر کے تمام افراد کو اپنے اندر ڈبو لیا۔

اس حالت میں کہ فرعون نے کہا: ہم اُس خدا پر ایمان لائے جو بنی اسرائیل کے معبود کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے. اور میں اس کے سامنے سراپا تسلیم ہوں. اُس سے کہا گیا: ابھی! چند گھڑی پہلے مخالفت اور نافرمانی کر رہے تھے؟! آج تمہارے (مردہ) جسم کو ساحل تک پہنچا کر باقی رکھیں گے؛تا کہ آیندہ والوں کے لئے عبرت ہو. خداوند عظیم نے سچ فرمایا ہے، کیونکہ اس فرعون کا مصالحہ لگا جسم مصر کے قدیمی تاریخ میوزیم میں دیکھنے والوں کے لئے محل نمائش بنا ہوا ہے. میں (مؤلف) نے بھی اُسے نزدیک سے دیکھا ہے۔

جب خداوند عالم نے بنی اسرائیل کو دریا سے عبور کرایا اور ان کے دشمنوں کو دریا میں غرق کر ڈالا اور سینا نامی صحرا کی طرف آگے بڑھے، تو ایسے لوگوں سے ملاقات ہوئی جو اپنے بتوں کی پوجا کرتے تھے.بنی اسرائیل نے موسیٰ سے کہا: اے موسیٰ! ہمارے لئے بھی کوئی خدا بناؤ، جس طرح ان لوگوں کے خدا ہیں. موسیٰ نے فرمایا: تم لوگ بہت جاہل انسان ہو، ان کا کام باطل اور لغو ہے؛آیا میں تمہارے لئے خداوند یکتا کے علاوہ جس نے تم کو(تمہارے زمانے میں)عالمین پر منتخب کیا ہے کسی دوسرے خدا کی تلاش کروں؟! یہ انتخاب جس کی جانب حضرت موسیٰ نے اشارہ کیا ہے اس لحاظ سے تھا کہ خداوند عالم نے انھیں میں سے ان کے درمیان پیغمبروں کو مبعوث کیا اور انواع واقسام کی نعمتوں جیسے ان کے سر پر بادلوں کا سایہ فگن ہونے اور آفتاب کی حدت سے بچاؤ اور من وسلویٰ جیسی غذا سے نوازا تھا۔

ان تمام چیزوں کے باوجود جب خدا نے حکم دیا کہ سجدہ کی حالت میں خدا کا شکر ادا کرتے ہوئے دروازہ سے داخل ہوں اور کہیں:" حطّہ "ہمارے سارے گناہوں کو معاف کر دئے تو اس کے برعکس اپنی نشیمن گاہ کو زمین پر گھسیٹتے "حنطہ " (سرخ گیہوں) کہتے ہوئے داخل ہوئے۔

اور دریا کے ساحل پر رہنے والوں نے ،کہ ان کے خدا نے سنیچر کے دن مچھلی کا شکار کرنے سے ممانعت کی تھی.اس وقت جب کہ اُس دن جھنڈ کی جھنڈ مچھلیاں پانی کی سطح پر ظاہر ہوتی تھیںنّخدا کی نافرمانی کرتے ہوئے سنیچر کے دن ان کا شکار کیا تو خدا نے اُن سے ناراض ہو کر بندروں کی شکل میں انھیںتبدیل کر دیا۔

بنی اسرائیل کے سینا نامی صحرا میں پڑاؤ ڈالنے کے بعد اس جگہ عظیم انسانی اجتماع کی تشکیل ہوئی، انھیں اپنے اس اجتماع کے لئے نظام اور قوانین کی ضرورت محسوس ہوئی یہی موقع تھا کہ خداوند عالم نے کوہِ طور کی داہنی جانب اپنے پیغمبر موسیٰ سے وقت مقرر کیا تا کہ تیس شب وروز کے بعد انھیں توریت عطا کرے، موسیٰ نے حکم کی تعمیل کی اور اپنے ربّ سے مناجات کرنے کے لئے اپنی وعدہ گاہ کی طرف روانہ ہوگئے اور اپنے بھائی ہارون کو اپنی قوم کے درمیان جانشینی دی۔

ربُّ العالمین نے موسیٰ کے ساتھ اپنے وعدہ کی تکمیل مزید دس شبوں کے اضافہ سے کی اور یہ وعدہ چالیس شب میں تمام ہوا۔

حضرت موسیٰ کی غیبت سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے سامری نے بنی اسرائیل کو فریب دینے اور گمراہ کرنے کی سعی کی.اور اس راہ میںّطلائی یعنی سونے کے آرائشی اسباب سے جوکہ فرعونیوں سے ادھار لی تھیں اُنھیں پگھلا کر اس سے گوسالہ کی شکل کا ایک مجسمہ بنایا.اور اُس مجسمہ کے منھ میں جبرئیل کے گھوڑے کی نعل کی جگہ والی تھوڑی سی خاک رکھ دی جب وہ حضرت موسیٰ پر نازل ہونے کے وقت انسانی شکل میں گھوڑے پر سوار آئے تھے، اس کے اثر سے مجسمۂ گوسالہ کے منھ سے گوسالہ کی آواز کی طرح ایک آواز آتی تھی.اس طلائی (سنہرے)گوسالہ کا تنہا امتیاز یہی بانگ اور آواز تھی. سامری کے نفس نے اس کام کو خوبصورت ، جالب اور جاذب نظر انداز میں اس کے سامنے پیش کیا اور اسے اس کے انجام دینے کی تشویق دلائی .حضرت موسیٰ نے (چالیس شب کے اختتام اور اپنی قوم کی جانب واپس آنے کے بعد) سامری سے کہا: تم تن تنہا بیابانوں اور جنگلوں کا رخ کرو اگر کسی نے بھی تم سے رابطہ رکھا تو دونوں ہی بخار میں مبتلا ہو جاؤ گے؛اور ہمیشہ کہتے رہو گے کہ مجھ کو نہ چھوؤ؛ اس کے بعد بھی میں تمھیں قیامت کے دن عذاب خداوندی کی خبر دے رہا ہوں.اب اپنے اس جعلی اور بناوٹی خدا کو دیکھو جس کی عبادت کرتے تھے کہ اسے ہم آگ میں جلا کر دریا میں ڈال دیں گے؛یقینا تمہارا خدا صاحب جلال اور بلند و بالا ہے۔

گوسالہ کے نابود ہونے اور سامری کے بیابانوں میں فرار کرنے کے بعد بنی اسرائیل کا وہ گروہ جو اس کے گوسالہ کی پوجا کرنے لگا تھا، اپنے گناہ پر نادم ہوا وہ لوگ فرمان خداوندی کے سامنے سراپا تسلیم ہوئے تاکہ وہ مومنین جنھوں نے گوسالہ پرستی نہیں کی تھی، ان گوسالہ پرستوں کو قتل کریں اور یہی (قتل کرنا) ان کے اس گناہ کی توبہ تھی جس کے وہ مرتکب ہوئے تھے اور چونکہ انھوں نے یہ سزا قبول کی اور اسے سراپا تسلیم کیا تو خداوند عالم نے حضرت موسیٰ کی شفاعت کی بناء پر ان کی توبہ قبول کرلی۔

ان تمام چیزوں کے باوجود، بنی اسرائیل نے قبول نہیں کیا کہ موسیٰ کلیم اللہ ہیں اور جو توریت وہ لے کر آئیں ہیں خداوند عالم نے انھیں عطا کی ہے. اس وجہ سے ان سے خواہش کی کہ خود گواہ رہیں اور خدا کو خود اپنی آنکھوں سے دیکھیں. لہٰذا ان میں سے ستّر افراد کو موسیٰ نے چنا اور ان کے ہمراہ کوہِ طور کی جانب گئے: اس گروہ نے جب خدا کا کلام سنا تو کہا: خدا کو واضح اور آشکار طور سے ہمیں دکھاؤ؛ کہ انھیں زلزلہ نے اپنے احاطہ میں لے لیا اور سب کے سب ہلاک ہوگئے۔

موسیٰ اس بات سے خوفزدہ ہوئے کہ اگر اس واقعہ کی خبر بنی اسرائیل کو ہوگئی تو یقین نہیں کریں گے۔

یہ وجہ تھی کہ خداوند سبحان کے حضور تضرع وزاری کی یہاں تک کہ خدا نے ان کی دعا قبول کی اور انھیں دوبارہ زندہ کیا۔

اور حضرت موسیٰ نے ان سے فرمایا: اے میری قوم! اُس مقدس اور پاکیزہ سرزمین میں داخل ہوجاؤ جسے خداوند عالم نے تمہارے لئے معین کی ہے. انھوں نے ان کے جواب میں کہا! اے موسیٰ! وہاں ظلم اور سختی کرنے والے لوگ پائے جاتے ہیں اور ہم وہاں کبھی نہیں جائیں گے. مگر اُس وقت جب وہ لوگ وہاں سے باہر نکل جائیں. تم اپنے خدا کے ہمراہ جاؤ اور ان سے جنگ کرو: ہم یہیں بیٹھے منتظر رہیں گے! ان کے نیک افراد میں صرف دو لوگ کالب اور یوشع نے ان سے کہا: تم لوگ جیسے ہی شہر کے دروازہ سے اُن کے پاس جاؤ گے کامیاب ہوجاؤ گے. اور موسیٰ نے کہا: خدیا! میں اپنے اور اپنے بھائی کے علاوہ کسی پر طاقت اور تسلط نہیں رکھتا. تو ہمارے اور اس فاسق قوم کے درمیان جدائی ڈال دے. خداوند عالم نے بھی فرمایا: ایسی جگہ پر چالیس سال تک کے لئے ان کا تسلط حرام کردیا گیا ہے. یہ لوگ اتنی مدت تک جنگلوں اور بیابانوں میں حیران وسرگرداں رہیں گے. تم اس تباہ وبرباد قوم کے لئے اپنا دل نہ دکھاؤ اور غمگین نہ ہو۔

نتیجہ کے طور پر بنی اسرائیل چالیس سال تک سردی کے ایام میں رات کے وقت ایک گوشہ سے کوچ کرتے تھے اور صبح تک حرکت کرتے رہتے تھے. لیکن صبح کے وقت خود کو وہیں پاتے تھے جہاں سے کوچ کرتے تھے۔

اس حیرانی اور سرگردانی کے زمانے میں سب سے پہلے ہارون اور اس کے بعد موسیٰ نے دار فانی کو وداع کہا اور موسیٰ کے وصی یوشع نے بنی اسرائیل کی رہبری فرمائی، یوشع نے ظالموں اور جابروں سے جو کہ شام کی سرزمینوں میں ساکن تھے جنگ کی اور بنی اسرائیل کے ہمراہ وہاں داخل ہوگئے۔

خداوند عالم نے حضرت موسیٰ کی شریعت کے اوصیاء میں سے بہت سے پیغمبروںکو بنی اسرائیل کی طرف بھیجا یہاں تک کہ حضرت داؤد اور ان کے بعد حضرت سلیمان کا زمانہ آیا اور ہم انشاء اللہ ان دو پیغمبروں کے حالات بیان کر رہے ہیں۔

چوتھا منظر۔ داؤد اور سلیمان.

خداوند عالم سورہ ص کی 17 تا 20 اور 26ویں آیات میں ارشاد فرماتا ہے:

(وَاذْکُرْعَبْدَنَادَا وٗدَ ذَا الأَیْدِ نّہ أَوّابٌ اَنّا سَخَّرْ نَا الْجِبَالَ مَعَہ یُسبِّحْنَ با لْعَشِیِّ وَ ا لْاِ شْرَاقِ وَالطَّیْرِ مَحْشُوْرَۃً کُلّ لَہ أَوّابٌ وَ شَدَدْنٰا مُلْکَہ وَآتَیْنٰاہُ الْحِکْمَۃَ وَفَصْلَ الْخِطَابٌ ... یَا دَاوٗدَ اِنَّا جَعَلنَاکَ خَلیفۃً فِی الأَرضِ فَاحْکُمْ بَیْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ...)

ہمارے بندۂ قوی داؤد کو یاد کرو کہ جو خدا کی طرف بہت زیادہ توجہ رکھتا تھا. ہم نے ان کے لئے پہاڑوں کو مسخر کیا کہ وہ اس کے ساتھ صبح وشام خدا کی تسبیح کرتے تھے. پرندے بھی ان کے پاس جمع ہو کر ان کے ہم آواز تھے. ہم نے ان کی حکومت اور ان کی فرمانروائی کو مضبوط اور محکم بنا دیا اور انھیں حکمت اور قطعی حکومت عطا کی... اے داؤد! ہم نے تمھیں روئے زمین پر اپنا جانشین قرار دیا، لہٰذا لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کرو۔

سورہ سبا کی 10ویں اور 11ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

(وَلَقَدْ آتَیْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلاً یَاجِبَالُ وّبِی مَعَہُ وَالطَّیْرَ وَ لَنَّا لَہُ الْحَدِیدَ نِ اعْمَلْ سَابِغَاتٍ وَقَدِّرْ فِی السَّرْدِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا نّی بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِیر)

ہم نے داؤد کو اپنی طرف سے فضل عطا کر کے کہا: اے پہاڑوں! اور اے پرندوں! اس کے ساتھ ہم آواز ہو جاؤ؛ اور لوہے کو ان کے لئے نرم کر دیا. اور یہ کہ (تم اے داؤد) کشادہ زرھیں بنا ؤ اور اُن کے حلقوں میں ناپ کی رعایت کرو اور تم سب لوگ نیک عمل کرو کہ میں تم سب کے اعمال کا دیکھنے والا ہوں۔

سورہ ٔانبیاء کی 79 اور 80 ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

(وَسَخَّرْنَا مَع دَاؤُدَ الجِبالَ یُسبّحن وَالطَّیرَ وَ کُنَّا فَاعِلِیْنَ۔وَعَلَّمناہُ صَنعۃَ لَبُوسٍ لَّکُمْ لِتُحصِنکُم مّن بأ سکُمْ فَھل أَنتُم شَاکِرونَ)

ہم نے پہاڑوں اور پرندوں کو مسخر کیا تا کہ دائود کے ساتھ ہماری تسبیح کریں اور ہم ایسا کام کرتے رہتے ہیں. اور داؤد کو زرہ بنانا سکھایا، تا کہ تمھیں جنگ کی شدت سے محفوظ رکھے، آیا تم ان تمام کا شکریہ ادا کرو گے ؟

سورہ ٔص کی 30، 35 تا 38 ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

(وَ وَھَبنَا لِد اوُدَسُلِیمانَ نِعمَ العِبدُ اِنَّہُ أوّاب ... قَالَ راَبِ اِغفِرلِی وَھَبَ لِی ملکاً لّا یَنبغِی لأحدٍ مِّنْ بَعدیِ اِنَّکَ أنتَ الوَھّاب فَسَخَّرَ) (نَالَہُ الرّیحَ تَجرِی بِأمرِہِ رُخاءً حیثُ أَصاب وَالشَّیَاطِینَ کُلَّ بَنّاءٍ وَ غُوّاص وَ آخرِ ینَ مُقَرَّنین فِی الأصْفادِ)

ہم نے داؤد کو سلیمان نامی فرزند عطا کیا، وہ ایک اچھا بندہ تھا اور ہماری طرف بہت زیادہ رجوع کرنے والا تھا. سلیمان نے کہا: خدایا! مجھے بخش دے اور مجھے ایک ایسی بادشاہی اور سلطنت عطا کر کہ کوئی میرے بعد اس کا سزاوار نہ ہو، تو بہت بخشنے والا ہے.

پھر ہوا کو اس کا تابع بنایا کہ آپ کے حکم سے جہاں کا ارادہ کرتے اطمینان کے ساتھ چلتی تھی. اور شیاطین کو بھی تابع بنادیا جو کہ (ان کے لئے) معمار اور غوّاص تھے. اور دیگر شیا طین کو بھی جو ایک دوسرے کے بغل میں زنجیر میں جکڑے ہوئے تھے ۔

سورۂ نمل کہ 15 تا 24 اور 27 تا 44ویں آیات بیّنار شاد ہوتا ہے:

(وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُودَ وَسُلَيْمَانَ عِلْمًا وَقَالاَالْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِى فَضَّلَنَا عَلَى كَثِيرٍ مِنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِينَ* وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُودَ وَقَالَ يَاَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنطِقَ الطَّيْرِ وَ ُوتِينَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ نَّ هَذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِينُ* وَحُشِرَ لِسُلَيْمَانَ جُنُودُهُ مِنَ الْجِنِّ وَالْ ِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوزَعُونَ* حَتَّى ذَاَ تَوْا عَلَى وَادِى النَّمْلِ قَالَتْ نَمْلَة يَاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوا مَسَاكِنَكُمْ لاَيَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمَانُ وَجُنُودُهُ وَهُمْ لاَيَشْعُرُونَ* فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِنْ قَوْلِهَا وَقَالَ رَابِ وْزِعْنِى نْ شْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِى نْعَمْتَ عَلَىَّ وَعَلَى وَالِدَىَّ وَ َنْ عْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَ دْخِلْنِى بِرَحْمَتِكَ فِى عِبَادِكَ الصَّالِحِينَ* وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِىَ لاَ َرَى الْهُدْهُدَ مْ كَانَ مِنْ الْغَائِبِينَ* لَأُعَذِّبَنَّهُ عَذَابًا شَدِيدًا وْ لَأَذْبَحَنَّهُ وْ لَيَاْتِيَنِّى بِسُلْطَانٍ مُبِينٍ* فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيدٍ فَقَالَ حَطتُ بِمَا لَمْ ُحِطْ بِهِ وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَ ٍ بِنَبَ ٍ يَقِينٍ* نِّى وَجَدتُّ امْرَ َةً تَمْلِكُهُمْ وَ ُوتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَلَهَا عَرْش عَظِيم* وَجَدْتُهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُونَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُونِ الله وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ عْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّابِيلِ فَهُمْ لاَيَهْتَدُونَ* لاَّ يَسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِى يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِى السَّمَاوَاتِ وَالَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُونَ وَمَا تُعْلِنُونَ* الله لاَ ِلَهَ لاَّ هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ* قَالَ سَنَنظُرُ صَدَقْتَ مْ كُنتَ مِنَ الْكَاذِبِينَ* ااذْهَب بِكِتَابِى هَذَا فَ َلْقِهِ الَيهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانظُرْ مَاذَا يَرْجِعُونَ* قَالَتْ يَاَيُّهَا الملَ ُ نِّى ُلْقِىَ الَى كِتَاب كَرِيمٍ* نَّهُ مِنْ سُلَيْمَانَ وَ ِنَّهُ بِسْمِ الله الرَّحْمَانِ الرَّحِيمِ* لاَّ تَعْلُوا عَلَىَّ وَ ْتُونِى مُسْلِمِينَ* قَالَتْ يَاَيُّهَا الملَ ُ فْتُونِى فِى مْرِى مَا كُنتُ قَاطِعَةً مْرًا حَتَّى تَشْهَدُونِ* قَالُوا نَحْنُ ْلُوا قُوَّةٍ وَ ُولُوا بَ ْسٍ شَدِيدٍ وَالْ َمْرُ الَيكِ فَانظُرِى مَاذَا تَ ْمُرِينَ* قَالَتْ نَّ الْمُلُوكَ ذَا دَخَلُوا قَرْيَةً فْسَدُوهَا وَجَعَلُوا عِزَّةَ هْلِهَا ذِلَّةً وَكَذَلِكَ يَفْعَلُونَ* وَ ِنِّى مُرْسِلَة الَيهِمْ هَدِيَّةٍ فَنَاظِرَة بِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُونَ* فَلَمَّا جَاءَ سُلَيْمَانَ قَالَ تُمِدُّونَنِ بِمَالٍ فَمَا آتَانِىَ الله خَيْر مِمَّا آتَاكُمْ بَلْ نْتُمْ بِهَدِيَّتِكُمْ تَفْرَحُونَ* ارْجِعْ الَيهِمْ فَلَنَ ْتِيَنَّهُمْ بِجُنُودٍ لاَقِبَلَ لَهُمْ بِهَا وَلَنُخْرِجَنَّهُمْ مِنْهَا ذِلَّةً وَهُمْ صَاغِرُونَ* قَالَ يَاَيُّهَا الملَ ُ يُّكُمْ يَاْتِينِى بِعَرْشِهَا قَبْلَ نْ يَ ْتُونِى مُسْلِمِينَ* قَالَ عِفْريت مِنَ الْجِنِّ نَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ نْ تَقُومَ مِنْ مَقَامِكَ وَ ِنِّى عَلَيْهِ لَقَوِىٌّ مِينٌ* قَالَ الَّذِى عِنْدَهُ عِلْم مِنَ الْكِتَابِ نَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ نْ يَرْتَدَّ الَيكَ طَرْفُكَ فَلَمَّا رَآهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهُ قَالَ هَذَا مِنْ فَضْلِ رَابِى لِيَبْلُوَنِى َشْكُرُ مْ كْفُرُ وَمَنْ شَكَرَ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ رَابِى غَنِىٌّ كَرِيمٌ* قَالَ نَكِّرُوا لَهَا عَرْشَهَا نَنظُرْ تَهْتَدِىَ مْ تَكُونُ مِنَ الَّذِينَ لاَيَهْتَدُونَ* فَلَمَّا جَائَتْ قِيلَ َهَكَذَا عَرْشُكِ قَالَتْ كَ َنَّهُ هُوَ وَ ُوتِينَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِينَ* وَصَدَّهَا مَا كَانَتْ تَعْبُدُ مِنْ دُونِ الله نَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كَافِرِينَ* قِيلَ لَهَا ادْخُلِى الصَّرْحَ فَلَمَّا رَ َتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَكَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْهَا قَالَ نَّهُ صَرْح مُمَرَّد مِنْ قَوَارِيرَ قَالَتْ رَابِ نِّى ظَالَمْتُ نَفْسِى وَ َسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمَانَ لِلَّهِ رَابِ الْعَالَمِين)

ہم نے داؤد اور سلیمان کو مخصوص دانش عطا کی. اور ان دونوں نے کہا: اس خدا کی تعریف ہے جس نے ہمیں اپنے بہت سارے مومن بندوں پر فوقیت اور برتری دی. سلیمان نے داؤد کی میراث پائی اور کہا: اے لوگو! ہمیں پرندوں کی زبان سکھائی گئی ہے اور ہر چیز سے ہمیں عطا کیا گیا ہے، یقینا یہ برتری آشکار ہے ، سلیمان کے لئے ان کا تمام لشکر جن وانس اور پرندے کو جمع کر دیا اور ان کو پراگندہ ہونے سے روکا جاتا تھا یہاں تک کہ جب چیونٹیوں کی وادی سے گذرے! تو ایک چیونٹی نے کہا: اے چیونٹیوں !اپنے اپنے گھروں میں داخل ہو جاؤ تا کہ سلیمان اور ان کے سپاہی نا دانستہ طور پر تمھیں کچل نہ ڈالیں سلیمان چیونٹی کی بات سن کر مسکرائے اور ہنس کر کہا: خدایا ! مجھ پر لطف کرتا کہ تیری ان نعمتوں کا شکریہ ادا کروں جو تو نے مجھے اور میرے مانباپ کو عطا کی ہیں. اور وہ عمل صالح انجام دوں جو تیری رضا اور خوشنودی کا باعث ہو اور مجھے اپنی رحمت کے ساتھ ساتھ اپنے نیک بندوں کے زمرہ میں قرار دے. سلیمان نے ایک پرندوے کو غیر حاضر دیکھا، تو کہا: کیا بات ہے کہ ھُدھُد کو نہیں دیکھ رہا ہوں؟ کیا وہ غائبین میں سے ہے(بغیر عذر کے غائب ہو گیا ہے)؟ قسم ہے اسے سخت سزا دوں گا یا اس کا سر کاٹ دوں گا، مگر یہ کہ کوئی واضح اور قابل قبول عذر پیش کرے۔

زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی (کہ ھدھد آگیا اور) بولا: ایک ایسی خبر لایا ہوں جس سے آپ بے خبر ہیں اور قوم سبأ کی یقینی خبر آپ کے لئے لایا ہوں. میں نے (سبائیوں) پر ایک عورت کو حکومت کرتے دیکھا ہے اور اُسے سب کچھ دیا گیا ہے، اس کے پاس ایک عظیم تخت ہے. میں نے دیکھا کہ وہ اور اس کی قوم خدا کے بجائے سورج کو سجدہ کرتی ہیں. اور شیطان نے ان کے امور کو ان کے لئے آراستہ کردیا ہے اور انھیں راہ حق سے روک دیا ہے وہ ہدایت نہیں پائینگے.....

سلیمان نے کہا: عنقریب دیکھوں گا کہ تم نے سچ کہا ہے یا جھوٹ. یہ میرا خط لے جاؤ اور ان کے پاس ڈال دو، پھر واپس آؤ اور دیکھو کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں.(بلقیس نے خط کا دقت سے مطالعہ کیا اور اپنے دربار کے مردوں سے خطاب کر کے) کہا: اے بزرگو ! ایک محترم خط ہماری طرف بھیجا گیا ہے. وہ خط سلیمان کا ہے. اور (اس کا مضمون) اس طرح ہے: بخشش کرنے والے اور مہربان خدا کے نام سے . میرے خلاف طغیانی اور سرکشی نہ کرو اور سراپا تسلیم ہو کر میرے پاس آجاؤ۔

ملکہ نے کہا: اے بزرگو ! میرے معاملہ میں رائے دو کہ میں تمہارے ہوتے ہوئے کوئی فیصلہ نہیں کروں گی۔

(اشراف نے) کہا: ہم طاقتور اور دلاور ہیں (اس کے باوجود) فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ آپ کیا سوچتی ہیں اور کیا حکم دیتی ہیں ۔

ملکہ نے کہا: بادشاہ لوگ جب کسی شہر میں داخل ہو جاتے ہیں تو اس جگہ کو ویران کر دیتے ہیں اور وہاں کے آبرومندوں کو ذلیل ورسوا کر دیتے ہیں کیونکہ ان کی سیاست کی رسم اسی طرح ہے . میں ان کی طرف ایک ہدیہ بھیج رہی ہونّاور (اس بات) کی منتظر رہوں گی کہ ہمارے بھیجے ہوئے قاصد کس جواب کے ساتھ واپس آتے ہیں۔

جب (ہدیہ) سلیمان کے پاس پہنچا تو کہا: تم لوگ مال کے ذریعہ ہماری نصرت کرو گے؟! جو کچھ خدا نے ہمیں دیا ہے وہ اس سے بہتر ہے جو تمھیں دیا ہے، جاؤ تم لوگ خود ہی اپنے ھدیہ سے شاد وخرم رہو۔

انکی طرف لوٹ جائو کہ ان کے سر پر ایسے سپا ہی لاؤں گا کہ اُن سے مقابلہ کی طاقت نہ رکھتے ہوں گے اور ذلت وخواری کے ساتھ انھیں ان کے شہر اور علاقے سے نکال باہر کر دیں گے .

(پھر اس وقت سلیمان اپنے اصحاب سے مخاطب ہوئے) اور کہا: اے لوگو! تم میں سے کون ہے جو ان کے سراپا تسلیم ہونے سے پہلے ہی اس (بلقیس) کا تخت میرے پاس حاضر کردے؟ .(اس اثناء میں) جنوں میں سے ایک دیو نے کہا: میں اسے قبل اس کے کہ آپ اپنی جگہ سے اٹھیں حاضر کردوں گا (یعنی آدھے دن سے بھی کم میں) اور میںّاس کے لانے پر قادر اور امین ہوں ۔

وہ شخص جس کے پاس کتاب کا کچھ علم تھا اس نے کہا: میں اُسے پلک جھپکنے سے پہلے حاضر کر دوں گا. اور جب (سلیمان نے) اُسے اپنے پاس حاضر پایا تو کہا: یہ میرے ربّ کا ایک فضل ہے تا کہ ہمیں آزمائے کہ ہم شکر گذار ہوتے ہیں یا نا شکرے. جو شکر گذار ہو گا وہ اپنے فائدہ کے لئے شکر کرے گا اور جو نا شکری کرے گا اس کی طرف سے میرا ربّ بے نیاز اور کریم ہے ۔

سلیمان نے کہا: اُس کے تخت کو (شکل بدل کر) نا قابل شناخت بنا دو تا کہ دیکھیں کہ اسے پہچانتی ہے یا اس کو پہچا ننے کے لئے کوئی راہ نہیں ملتی .جب بلقیس آئی (اس سے) کہا گیا کیا تمہارا تخت یہی ہے؟ ملکہ نے کہا: گویا وہی ہے ہم اس سے پہلے ہی (سلیمان کی قدرت و شوکت) سے آگاہ اور سراپا تسلیم تھے. غیر اللہ کی عبادت (آفتاب پرستی) اسے (اسلام قبول کرنے سے) مانع تھی کہ وہ کافر قوموں میں تھی. اس سے کہا گیا: محل میں داخل ہو جاؤ! جب اُس نے دیکھا تو گمان کیا کہ صرف گہرا پانی ہے لہذا اپنی دونوں پنڈلیوں کو کھول دیا۔

سلیمان نے کہا: یہ محل (قصر) صاف و شفاف شیشہ سے بنایا گیا ہے۔

ملکہ نے کہا: خدایا! میں نے اپنے آپ پر ظلم کیا. (اب) سلیمان کے ساتھ عالمین کے خدا پر ایمان لاتی ہوں۔

سورہ سَبأ کی 12ویں تا 14ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

(وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيحَ غُدُوُّهَا شَهْر وَرَوَاحُهَا شَهْر وَ ًسَلْنَا لَهُ عَيْنَ الْقِطْرِ وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِإِذْنِ رَابِهِ وَمَنْ يَزِغْ مِنْهُمْ عَنْ مْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيرِ★ يَعْمَلُونَ لَهُ مَا يَشَائُ مِنْ مَحَارِيبَ وَتَمَاثِيلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُورٍ رَاسِيَاتٍ اِعْمَلُوا آلَ دَاوُودَ شُكْرًا وَقَلِيل مِنْ عِبَادِى الشَّكُورُ★ فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلَى مَوْتِهِ لاَّ دَابَّةُ الَرْضِ تَ ْكُلُ مِنسَ َتَهُ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ نْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ الْغَيْبَ مَا لاَبِثُوا فِى الْعَذَابِ الْمُهِين)

ہم نے ہوا کو سلیمان کا تابع بنایا تا کہ (ان کی بساط کو) صبح سے ظہر تک ایک ماہ کی مسافت کے بقدر اور ظہر سے عصر تک ایک ماہ کی مسافت کے بقدر جا بجا کردے اور پگھلے ہوئے تانبے کا چشمہ اُن کے لئے ہم نے جاری کیا اور ایسے جنات تھے جو اپنے ربّ کے حکم سے ان کے حضور خدمت میں مشغول رہتے اور ان میں جو بھی ہمارے حکم کے خلاف کرتا تو ہم اسے گرم آگ سے عذاب کرتے۔

وہ جنات اور دیو سلیمان کے لئے وہ جو چاہتے بنادیتے تھے جیسے محراب، عبادت گاہیں، مجسمے، حوض آب جیسے بڑے بڑے پیالے اور بڑے بڑے دیگ۔

اب اے آل داؤد! اللہ کا شکر ادا کرو اور میرے بندوں میں کم لوگ شکر گذار ہیں۔

اور جب ہم نے سلیمان کے لئے موت مقرر کی، تو دیمکوں کے سوا جو ان کے عصا کو کھا کر خالی کر رہی تھیں (یہاں تک کہ سلیمان زمین پر گر پڑے) کسی کو ان کی موت سے آگاہی نہیں تھی۔

اور جب سلیمان زمین پر گر پڑے تو جنوں کو اُن کی موت سے آگاہی ہوئی۔

کہ اگر وہ اسرار غیبی سے آگاہ ہوتے تو دیر تک عذاب اور ذلت و خواری میں پڑے نہ رہتے۔

کلمات کی تشریح

1۔ذاالاید:

آد، یئِیدُ، ایداً: قوی اور طاقتور ہو گیا. ذاالاید: قوی اور توانا۔

2۔اَوّاب:

آب الیٰ اللہ: اپنے گناہ سے توبہ کیا اور ایسا شخص آئب اور اوّاب ہے. بحث سے مناسب معنی: جو گناہ سے شرمندہ اور نادم ہو اور خدا کی خوشنودی اور رضا کا طالب ہو۔

3۔اُوِبی:

(مونث سے خطاب) خداوند عالم کی تسبیح میں اس کے ہماہنگ اور شانہ بشانہ رہو۔

4۔سابغات:

سبغ الشی سبوغاً: تمام کیا اور کامل کیا. سابغات: استفادہ کے لئے آمادہ اور مکمّل زرہیں۔

5۔قدِّرْ فی السّرد:

سرد، زرہ کے حلقوں کے معنی میں ہے،(وقدَّرفی السرد)
یعنی حلقے یکساں اورایک جیسے بنائو کہ نہ ڈھیلے ہوں اور نہ کسے ہوئے ہوں اور ایک ناپ کا تےار کرو۔

6۔رُخایَ:

نرمی.

7۔مقّرنین فی الاصفاد:

رسّی یا زنجیر میں آپس میں بندھے ہوئے۔

8۔ محشورۃً:

اکٹھا کیا گیا، جمع کیا گیا۔

9۔ےُوزَعون:

وَزَعَ الْجَیْش : الگ الگ صف کے ساتھ منظم ہوئے، پیکار کے لئے آمادہ ہوئے۔

10۔ عفریت:

جناتوں میں سب سے قوی و مضبوط اور ان میں سب سے زیادہ تن وتوش والادیو۔

11۔صَرحُ مُمَرَّدِمِنْ قَوَآرِیرَ:

الصرح:آراستہ گھر،بلند عمارت، ممَّرد:خوشنما اور عالی شان قصر، کہ جس کا فرش اور سطح آئینہ سے بنا یا گیا ہو۔

12۔ لُجَّۃ:

کثیر پانی، آہستہ آہستہ موجوں کے ساتھ موج مارنے والا حوض، اس کی جمع لجج آئی ہے۔

13۔ اَسَلْنَآ لَہٗ عَنَ الْقِطْر:

سال المائع: بہنے والی چیز بہنے لگی، القطر: پگھلا ہوا تانبا، عبارت کے معنی یہ ہیں کہ: اُس پر پگھلا ہوا تانبا ڈالیں۔

14۔ یَزِغْ عَنْ اَمْرِنَا:

زَاغَ عَنِ الطَّرِیق:

راستہ سے منحرف ہو گیا، آیت کے مناسب معنی یہ ہیں کہ جناتوں میں سے جو بھی سلیمان کے دستورات سے سرپیچی اور مخالفت کرے اسے ہم عذاب دیں گے۔

15۔ سعیر:

آگ اور اس کا شعلہ۔

16۔ جَفَانٍ کَالْجَوَاب:

جفان (جفنہ کی جمع ہے) یعنی کھانے کے بہت بڑے بڑے ظروف اور جواب یعنی بڑا حوض. جفان کالجواب یعنی: کھانے کے ایسے ظروف جن میں بہت زیادہ گنجائش اور وسعت ہوتی ہے۔

17۔ قُدُور راسیات:

قدر راسیۃ: بہت بڑا دیگ جو بڑے ہونے کی وجہ سے حمل و نقل کے قابل نہ ہو، الرّاسی: عظیم اور استوار پہاڑ۔

18۔ دابّۃ الارض:

دیمک۔

19۔ منساۃ:

عصا (لاٹھی)۔

آیات کی تفسیر

ارشاد فرماتا ہے: اے پیغمبر! خدا کے قوی، بہت زیادہ توبہ کرنے والے اور خدا کی خوشنودی اور رضایت کے طالب بندے داؤد کو یاد کرو. جب کہ خدا نے پہاڑوں کو ان کا تابع بنا دیا تا کہ ان کی تسبیح کے ہمراہ خدا کی صبح و شام تسبیح کریںاور پرندوں کو ان کے ارد گرد جمع کر دیا تا کہ ان کی تسبیح کے ساتھ ہم آواز ہوں. اس کی بادشاہی کو پر ھیبت اور سپاہیوں کو قوی بنا دیا اور مقام نبوت، امور میں دور اندیشی اور صحیح تفکر اور منازعات (لڑائی جھگڑے) میں واضح بیان اور قطعی حکم اُسے عطا کیا. لوہا اس کے ہاتھوں میں نرم ہو گیا تا کہ اُس سے حلقہ دار اور منظم زرہیں بنائیں. داؤد سب سے پہلے آدمی ہیں جنھوں نے جنگ کے لئے زرہ تیار کی۔

خدا وند منّان نے داؤد کو سلیمان (سا فرزند) بخشا کہ انھوں نے بارگاہ خدا وندی میں بہت توبہ کی اور اللہ کی خو شنودگی و رضا کے طالب تھے. یہ سلیمان تھے جنھوں نے کہا: خدا یا ہمیں بخش دے اور ہمیں ایسی بادشاہی عطا کر کہ ہمارے بعد ویسی کسی کو نہ ملے، لہٰذا خدا نے ان کے لئے ہوا کو مسخر کر دیا کہ ان کے حکم کے تحت نرمی کے ساتھ جہاں وہ چاہیں روانہ ہو جائے، جنوں، دیووں، آدمیوں اور پرندوں میں سے ان کے سپاہی مقرر کئے اور ساری زبانیں انھیں تعلیم دی، جنوں اور دیووں کو ان کا فرمانبردار بنایا تا کہ جس چیز کی خواہش ہو ان کے لئے تعمیر کر دیں اور سمندرونکے اندر غوطہ لگا کر موتیاں لے آئیں اور اُن میں سے بعض کو زنجیر میں جکڑ کر قید خانہ میں ڈال دیا۔

وہ ایک دن اپنے سپاہیوں کے ساتھ چیونٹیو کی وادی سے گذر رہے تھے تو سنا کہ ایک چیونٹی اپنے ساتھیوں کو خبر دے رہی ہے اے چیونٹیوں! اپنے اپنے سوراخوں میں چلی جاؤ کہیں ایسا نہ ہو کہ سلیمان اور ان کا لشکر نا دانستہ طور پر تمھیں کچل ڈالے، اس حال میں جو کچھ خدا وند سبحان نے انھیں اور ان کے ماں باپ کو نعمت عطا کی تھی اس پر خدا کا شکر ادا کیا۔

ایک دن پرندوں کی فوجی پریڈ کا معائنہ کیا تو ھُدھُد کو ان کے درمیان اپنے سر پر سایہ فگن نہیں دیکھا. تو کہا اسے تنبیہ کروں گا یا اس کا سر کاٹ دوں گا، مگر یہ کہ اپنی غیبت کے لئے کوئی قابل قبول عذر پیش کرے، زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی کہ ہُدہُد آگیا اور ان کے لئے سبا اور یمن والوں کی خبر لے کر آیا کہ:

میں نے دیکھا کہ ایک عورت اُن پر حکومت کر رہی ہے اور وہ ایک عظیم اور بڑے تخت کی مالک ہے. وہ اور اس کے افراد خدا کا سجدہ نہیں کرتے، بلکہ سورج کی پوجا کرتے ہیں۔

سلیمان نے کہا: دیکھوں گا کہ سچ کہہ رہا ہے یا جھوٹ گڑھ لیا ہے. میرا خط لے جا کر ان کے سامنے ڈال دے، پھر اُن سے دور ہو جا اور دیکھ کہ وہ کیا کہتے ہیں۔

حضرت سلیمان کا خط اس طرح تھا.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجھ پر طغیانی اور سرکشی نہ کرو.اور مسلمان ہو کر میرے پاس آجاؤ. دلچسپ اور مزہ کی بات یہ ہے کہ یہ خط خود ہی اس بات کی ایک دلیل ہے کہ کلمہ اسلام گزشتہ ادیان کا ایک نام تھا.اور امور کی ابتدا خدا کے نام اور بسم اللہ سے ان کی شریعتوں میں ایک عام بات تھی۔

ہاں ، جب سبا کی ملکہ بلقیس نے حضرت سلیمان کا خط لیا تو اپنے مشاورین سے مشورہ کیا کہ سلیمان کے خط کا کیا جواب دیں؟

بولے: ہم قوی ، شجاع ، دلیر، صاحب شوکت اور نڈر سپاہی ہیں، اس کے باوجود حکم آپ کا ہے۔

ملکہ نے کہا: بادشاہ جب کسی شہر میں قہر وغلبہ سے داخل ہوتے ہیںتو فساد کرتے اور تباہی مچاتے ہیں اور وہاں کے معزز افراد کو رذلیل اور رسوا کرتے ہیں میں بہت جلد ہی سلیمان کے لئے ایک ھدیہ بھیجتی ہوں اور ان کے جواب کا انتظار کروں گی کہ دیکھیں کیا ہوتا ہے ؟

جب بلقیس کے تحفے سلیمان کی خدمت میں پہونچے توآپ نے ان نمائندوں سے جنھوں نے آپ کی خدمت میں تحفے دئیے تھے فرمایا : جو کچھ خدا وند سبحان نے مجھے عطا کیا ہے وہ اس سے بہتر ہے جو تمھیں دیا ہے؛ اور تحفوں کو قبول نہیں کیابلکہ فرمایا: میں ایک ایسے لشکر کے ساتھ تم پر حملہ کروں گا کہ جس کے مقابلے کی طاقت نہیں رکھتے ہو اور تمھیں ذلت ورسوائی کے ساتھ کھینچ لاؤں گا۔

اُس وقت مجلس میں حاضر سپاہیوں سے مخاطب ہوئے اور کہا :کون تخت بلقیس ہمارے لئے حاضر کرے گا؟

تو ایک بلند و بالا،قوی ہیکل اور طاقتور دیو نے کہا : میں قبل اس کے کہ آپ اپنی جگہ سے اٹھیں تخت بلقیس کو آپ کے سامنے حاضر کردوں گا۔

اور حضرت سلیمان کی عادت تھی کہ آدھا دن دربار میں بیٹھتے تھے اتنے میں وہ شخص (گزشتہ زمانے میں نازل شدہ کتاب کا) جس کے پاس کچھ علم تھا آگے بڑھا اور بولا:میں اسے چشم زدن میں حاضر کردوں گا اور حاضر کردیا اس وقت سلیمان نے خدا کی تمام نعمتوں کا شکر ادا کیا۔

کہتے ہیں کہ اس کتاب کے عالم حضرت سلیمان کے وزیر آصف ابن برخیا تھے۔

پھر سلیمان نے فرمایا: بلقیس کے تخت میں کچھ تبدیلیاں کردو تا کہ اس کی عقل ودرایت کا معیار درک کریں. جب بلقیس آئی، تو اس سے پوچھا: آیا یہ تمہارا تخت ہے؟

کہا: ایسا لگتا ہے کہ وہی ہے. پھر بعد میں اس سے کہا: شاہی محل میں داخل ہو جاؤ. محل کی دالان کا فرش صاف وشفاف شیشہ کا تھا اور اس کے نیچے پانی بہہ رہا تھا. بلقیس نے پانی کا گمان کیا اس لئے لباس کے نچلے حصّہ کو اوپر اٹھا لیا اور اپنی پنڈلیوں کو نمایاں کر دیا تا کہ اُس پانی سے گذر سکیں. یہ ماجرا دیکھ کر لوگوں نے بتایا یہ صاف و شفاف شیشہ ہے جس کے نیچے پانی بہہ رہا ہے. بلقیس ایسے امور کے مشاہدہ کے بعد جن کا آمادہ اور فراہم کرنا انسان کے بس سے باہر ہے ایمان لے آئیں اور مسلمان ہوگئیں۔

خداوند عالم نے سلیمان کے لئے پگھلے ہوئے تانبے کا چشمہ جاری کر دیا اور ان کے لئے دیو بڑی سے بڑی بلند عمارتیں تعمیر کرتے تھے اور درختوں کے تنوں سے مجسمہ اور اس جیسی دوسری چیزیں ان کے لئے تراشتے تھے اور کھانے کے بڑے بڑے ظروف اور اتنے گہرے اور بڑے بڑے دیگ جو بڑے ہونے کی بنا پر ایک جگہ سے دوسری جگہ حمل ونقل کے قابل نہیں تھے بناتے تھے۔

ایک دن حضرت سلیمانا پنے محل کی چھت پر تشریف لائے اور اپنے عصا پر ٹیک لگایا اور جناتی کاریگروں کے کاموں کا نظارہ کرنے لگے وہ جنات جو اپنی کارکردگی میں زبردست مشغول تھے، اسی حال میں خداوند عالم نے ان کی (حضرت سلیمان کی) روح قبض کرلی اورچند دنوں تک ان کا بے جان جسم عصا کے سہارے دیوؤں کے کاموں کو دیکھتا رہا، دیو لوگ بڑی محنت اور زحمت کے ساتھ اپنے ذمّہ امور کے لئے کوشش کر رہے تھے اور ذرہ برابر بھی نہ جان سکے کہ سلیمان مرچکے ہیں. یہ حالت اسی طرح اُس وقت تک باقی رہی جب تک دیمک نے ان کے لکڑی کے عصا کو کھوکھلا نہ کر دیا اور سلیمان کے جسم کو بلندی سے زمین پر نہ گرا دیا ان کے گرتے ہی جنّات اور دیوؤنکو ان کے مرنے کی اطلاع ہو گئی، کیونکہ جنات کو اگر غیب کا علم ہوتا تو سلیمان کے مرنے کے بعد ایک آن بھی ان طاقت فرسا امور کو جاری نہ رکھتے!

پانچواں منظر: زکری اور یحییٰ

خداوند سبحان سورہ مَریم کی پہلی تا 15ویں آیات میں ارشاد فرماتا ہے:

(بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم)

(كٓهٰيٰعٓصٓ ذِكْرُ رَحْمَةِ رَابِکَ عَبْدَهُ زَكَرِيَّا إِذْ نَادَى رَبَّهُ نِدَائً خَفِيًّا قَالَ رَابِ نِّی وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّی وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا وَاَلَمْ كُنْ بِدُعَائِکَ رَابِ شَقِيًّا وَاِنِّی خِفْتُ الْمَوَالِیَ مِنْ وَرَائِی وَكَانَتْ امْرَاَتِی عَاقِرًا فَهَبْ لِی مِنْ لَدُنْکَ وَلِيًّا يَرِثُنِی وَيَرِثُ مِنْ آلِ يَعْقُوبَ وَاجْعَلْهُ رَابِ رَضِيًّا يَازَكَرِيَّا نَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ اسْمُهُ يَحْيَی لَمْ نَجْعَلْ لَهُ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا قَالَ رَابِ نَّی يَكُونُ لِی غُلَام وَكَانَتِ امْرَاَتِی عَاقِرًا وَقَدْ بَلَغْتُ مِنْ الْكِبَرِ عِتِيًّا قَالَ كَذَلِکَ قَالَ رَبُّکَ هُوَ عَلَیَّ هَيِّنٌ وَقَدْ خَلَقْتُکَ مِنْ قَبْلُ وَاَلَمْ تَكُنْ شَيْئًا قَالَ رَابِ اجْعَل لِی آيَةً قَالَ آيَتُکَ لاَّ تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلَاثَ لَيَالٍ سَوِيًّا فَخَرَجَ عَلَی قَوْمِهِ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحَی الَيهِمْ نْ سَابِحُوا بُكْرَةً وَعَشِيًّا يَايَحْيَی خُذِ الْكِتَابَ بِقُوَّةٍ وَآتَيْنَاهُ الْحُكْمَ صَابِيًّا وَحَنَانًا مِنْ لَدُنَّا وَ زَكَاةً وَكَانَ تَقِيًّا وَبَرًّا بِوَالِدَيْهِ وَاَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا وَسَلَام عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا)

کٓھٰیٰعٓص. ان آیات میں، تمہارا ربّ اپنے خاص بندہ زکریا پر اپنی رحمت کے متعلق گفتگو کرتا ہے۔

جب اُس نے تنہائی میں اپنے خدا کو آواز دی۔

اُس نے کہا: خدایا! ہماری ہڈیاں کمزور ہوگئیں اور سر کے بال سفید ہو چکے ہیں۔

خدایا میں نے جب بھی تمھیں پکارا محروم نہیں رہا ہوں میں اپنے موجودہ وارثوں (چچا زاد بھائیوں) سے خوفزدہ ہوں اور میری بیوی ابتدا ہی سے بانجھ ہے۔

لہٰذا مجھے ایک فرزند عطا کر جو میری اور آل یعقوب کی میراث پائے اور اسے اپنا پسندیدہ قرار دے۔

(اُنھیںخطاب ہوا) اے زکریا! ہم تجھے یحییٰ نامی ایک فرزند کی خوشخبری دے رہے ہیں. اور اب تک کسی کو اس کا ہم نام قرار نہیں دیا ہے۔

کہا: خدایا! مجھے کیسے کوئی فرزند پیدا ہو گا جبکہ میری بیوی پہلے ہی سے بانجھ ہے اور میں خود بھی مکمّل بوڑھا ہو چکا ہوں.(فرشتہ نے کہا) تمہارے ربّ کا ارشاد ہے: یہ کام میرے لئے نہایت آسان ہے. تمھیں اس سے قبل جب کہ تم کچھ نہیں تھے میں نے خلق کیا۔

کہا: خدایا! ہمارے لئے کوئی نشانی قرار دے. کہا: تمہاری علامت اور نشانی یہ ہے کہ تین شب کلام نہیں کرو گے۔

(زکریا) محراب (عبادت) سے خارج ہوئے اور اپنی قوم کی طرف اشارہ کیا کہ صبح اور عصر کے وقت خدا کی تسبیح کرو. اے یحییٰ! کتاب (توریت) کو مضبوطی سے پکڑلو؛ اور اُس کو بچپنے میں مقام نبوت عطا کیا۔

اور اپنی طرف سے اسے شفقت، مہربانی اور پاکیزگی عطا کی اور وہ پارسا اور پرہیزگار تھا. اور اپنے ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے والا تھا۔

ستمگر اور سرکش نہیں تھا! اُس دن پر درود ہو جس دن پیدا ہوا اور جس دن مرے گا اور جس دن ابدی زندگی کے لئے مبعوث ہو گا (اُٹھایا جائے گا)۔

سورہ آل عمران کی 38ویں تا 41ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے:

(هُنَالِکَ دَعَا زَکَرِیَّا رَبَّهُ قَالَ رَابِ هَبْ لِی مِنْ لَدُنْکَ ذُرِّیَّةً طَیِّبَةً نَّکَ سَمِیعُ الدُّعَاءِ* فَنَادَتْهُ الْمَلاَئِکَةُ وَهُوَ قَائِم یُصَلِّی فِی الْمِحْرَابِ نَّ الله یُبَشِّرُکَ بِیَحْیَی مُصَدِّقًا بِکَلِمَةٍ مِنَ الله وَسَیِّدًا وَحَصُورًا وَنَابِیًّا مِنَ الصَّالِحِینَ* قَالَ رَابِ نَّی یَکُونُ لِی غُلاَم وَقَدْ بَلَغَنِی الْکِبَرُ وَامْرَ تِی عَاقِر قَالَ کَذَلِکَ الله یَفْعَلُ مَا یَشَاءُ* قَالَ رَابِ اجْعَلْ لِی آیَةً قَالَ آیَتُکَ لاَّ تُکَلِّمَ النَّاسَ ثَلاَثَةَ یَّامٍ لاَّ رَمْزًا وَاذْکُرْ رَبَّکَ کَثِیرًا وَسَابِحْ بِالْعَشِیِّ وَالْ بْکَارِ*)

یہاں تک کہ زکریا نے اپنے ربّ سے دعا کی اور کہا: خدایا! اپنی طرف سے ایک پاک و پاکیزہ فرزند عطا کر کہ تو دعا کا سننے والا ہے۔

فرشتوں نے اُنھیں آواز دی جب کہ وہ محراب عبادت میں کھڑے ہوئے تھے کہ: خداوند عالم تمھیں یحییٰ کی بشارت دیتا ہے جو کہ ایک کلمہ (حضرت عیسیٰ ہیں) کی تصدیق کرنے والا رہبر، پرہیزگار اور پاکیزہ افراد میں سے پیغمبر ہے۔

آپ نے کہا: خدایا! مجھے کس طرح کوئی فرزند ہو گا جب کہ میری ضعیفی کمال کو پہنچی ہوئی ہے اور میری بیوی بانجھ ہے؟! (فرشتہ نے کہا) ایسا ہی ہے خدا جو چاہتا ہے انجام دیتا ہے۔

(زکریا نے کہا): خدایا! میرے لئے کوئی علامت قرار دے۔

کہا تمہاری علامت یہ ہے کہ تین دن تک لوگوں سے بات نہیں کرو گے مگر اشارہ سے؛ اپنے ربّ کو بہت زیادہ یاد کرو اور صبح وشام اس کی تسبیح کرو۔

کلمات کی تشریح

1۔ اِشْتَعَلَ الرَّأسُ شَيْباً:

میرے سر کی سفیدی نے پورا سر گھیر لیا ہے؛(بڑھاپے کی وجہ سے میرے سر کے سارے بال سفید ہوگئے) خداوند سبحان نے بو ڑھاپے اور بال کی سفیدی کو آگ سے تشبیہ دی اور بال میں اس کی وسعت وگسترش کو اُس کے شعلہ سے تشبیہ دی ہے۔

2 ۔ عاقر:

بانجھ عورت۔

3۔ عِتِيّاً:

بہت زیادہ ضیعف، کھوکھلی اور بالکل خالی۔

4۔ سوِيّاً:

یعنی تم بغیر اس کے کہ بیماری میں مبتلا ہو اور صحیح وسالم ہونے کے باوجود کلام نہیں کر سکتے۔

5۔فاوحیٰ الیھم:

ان کی طرف اشارہ کیا۔

6۔خُذ الکتاب بقُوَّةٍ:

اپنی تمام تر طاقت سے توریت کو لے لو۔

7۔ (آتَيْناهُ الحُكْمَ صَبِيّاً) :

جب وہ تین سالہ بچہ تھا تو ہم نے اسے نبوت عطا کی۔

8۔ حناناً:

اُس پر ہماری رحمت اور لطف۔

آیات کی تفسیر

حضرت زکریا پیری کی منزل کو پہنچ چکے تھے(یعنی بوڑھے ہو چکے تھے)ان کی ہڈیاں کمزور اور سر کے بال سفیدی کی طرف مائل ہو چکے تھے. کہ اپنے ربّ سے خطاب کیا، میںبوڑھا ہوچکا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے اور اپنےچچا زاد بھائیوں کے انجام کار سے جو کہ میرے بعد میرے وارث ہو گے خوفزدہ ہوں۔

لہٰذا مجھے ایک ایسا بیٹا عطا کر جو میرا اور آل یعقوب کا وارث ہو اور اسے اپنے نیک بندوں میں قرار دے. خدا وند منّا ن نے حضرت زکریا کی دعا قبول کی اور انھیں یحییٰ نامی فرزند کی کہ اُس وقت تک کسی کو اس نام سے یاد نہیں کیا گیا تھا بشارت دی ۔

زکریا نے کہا: مجھ سے کیسے فرزندپیدا ہو گا جبکہ میں بوڑھا ،کمزور ،لا غر اور سوکھ چکا ہوں اور میری بیوی بھی بانجھ ہے(تولید کے سن سے باہر اور بچہ پیدا کرنے کے قابل نہیں ہے)۔

خدا وند عالم نے فرمایا یہ کام میرے لئے بہت سہل اور آسان ہے، تمہارا اس سے پہلے کوئی وجود نہیں تھا لیکن میں نے پیدا کیا۔

زکریا نے کہا: خدایا! اگر ایسا ہے تو میرے لئے اس عطیہ میں کوئی علامت اور نشانی قرار دے۔

خدا وند متعال نے فرمایا: وہ علا مت یہ ہے کہ تم صحیح وسالم ہونے کے باوجود تین رات تک تکلم پر قادر نہیں ہو سکو گے ۔

زکریاجب محراب عبادت سے باہر نکلے تو اپنی قوم کی طرف اشارہ کیا کہ روزانہ صبح وشام خدا کی تسبیح کرو۔

خدا وند عالم نے یحییٰ پر وحی نازل کی کہ: اے یحییٰ! اپنی تمام طاقت سے توریت کو پکڑ لو: اور اسے عہد طفولیت ہی میں مقام نبوت اور توریت کے مطا لب کا ادراک عطا فرمایا۔

چھٹا منظر: عیسیٰ بن مریم:

خداوند سبحان سورۂ مریم کی 16ویں تا 33 ویں آیات میں ارشاد فرماتا ہے:

(وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ إِذِ انتَبَذَتْ مِنْ أَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ۞ فَاتَّخَذَتْ مِن دُونِهِمْ حِجَابًا فَأَرْسَلْنَا إِلَيْهَا رُوحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ۞ قَالَتْ إِنِّي أَعُوذُ بِالرَّحْمَانِ مِنكَ إِن كُنتَ تَقِيًّا ۞ قَالَ إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ رَبِّكِ لِأَهَبَ لَكِ غُلَامًا زَكِيًّا ۞ قَالَتْ أَنَّى يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ وَلَمْ أَكُ بَغِيًّا ۞ قَالَ كَذَٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَلِنَجْعَلَهُ آيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا وَكَانَ أَمْرًا مَّقْضِيًّا ۞ فَحَمَلَتْهُ فَانتَبَذَتْ بِهِ مَكَانًا قَصِيًّا ۞ فَأَجَاءَهَا الْمَخَاضُ إِلَىٰ جِذْعِ النَّخْلَةِ قَالَتْ يَا لَيْتَنِي مِتُّ قَبْلَ هَٰذَا وَكُنتُ نَسْيًا مَّنسِيًّا ۞ فَنَادَاهَا مِن تَحْتِهَا أَلَّا تَحْزَنِي قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ۞ وَهُزِّي إِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ۞ فَكُلِي وَاشْرَبِي وَقَرِّي عَيْنًا فَإِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ أَحَدًا فَقُولِي إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمَانِ صَوْمًا فَلَنْ أُكَلِّمَ الْيَوْمَ إِنسِيًّا ۞ فَأَتَتْ بِهِ قَوْمَهَا تَحْمِلُهُ قَالُوا يَا مَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا ۞ يَا أُخْتَ هَارُونَ مَا كَانَ أَبُوكِ امْرَأَ سَوْءٍ وَمَا كَانَتْ أُمُّكِ بَغِيًّا ۞ فَأَشَارَتْ إِلَيْهِ قَالُوا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَن كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ۞ قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ آتَانِيَ الْكِتَابَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا ۞ وَجَعَلَنِي مُبَارَكًا أَيْنَ مَا كُنتُ وَأَوْصَانِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ۞ وَبَرًّا بِوَالِدَتِي وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا شَقِيًّا ۞ وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُ وَيَوْمَ أَمُوتُ وَيَوْمَ أُبْعَثُ حَيًّا ۞)

قرآن میں مریم کو یاد کرو، جب کہ اُس نے اپنے گھرانے سے جدا ہو کر شرقی علاقہ (بیت المقدس) میں سکونت اختیار کی. اور اپنے اور ان کے درمیان ایک پردہ حائل کر دیا میں نے اپنی روح (روح القدس) کو انسانی شکل (خوبصورت) میں اس کے پاس بھیجا۔

مریم نے کہا: میں تم سے خدا کی پناہ چاہتی ہوں شاید کہ تم پارسا اور پاک باز ہو. (روح القدس نے) کہا: یقینا میں تمہارے ربّ کا فرستادہ ہوںآیا ہوں تاکہ تمہیں ایک پاکیزہ فرزند عطا کروں۔

مریم نے کہا! مجھے کیسے کوئی بچہ ہو گا، جبکہ کسی انسان نے مجھے ہاتھ تک نہیں لگایا ہے اور نہ ہی میں بدکار ہوں؟!

فرشتہ نے کہا ایسا ہی تمہارے ربّ نے کہا ہے کہ یہ کام ہمارے لئے نہایت آسان اور سہل ہے ہم اس بچہ کو لوگوں کے لئے آیت اور نشانی اور اپنی طرف سے ایک رحمت قرار دیں گے اور یہ امر یقینی ہے۔

مریم اس بچہ سے حاملہ ہوئیں اور اس کے ساتھ ایک دور دراز جگہ پر ایک گوشہ میں قیام کیا.

دردِزہ کھجور کے درخت کے نیچے عارض ہوا(غم واندوہ اور کرب کی شدت سے اپنے آپ سے کہا) اے کاش اس سے پہلے مرگئی ہوتی اور فراموش ہو گئی ہوتی۔

(بچہ نے) اسے نیچے سے آواز دی کہ: غم نہ کرو، تمہارے ربّ نے تمہارے قدم کے نیچے ایک نہر جاری کی ہے۔

خرمے کی شاخ کو اپنی طرف حرکت دو، تو تم پر تازہ خرمے گریں گے. کھاؤ پیوٴ اور خوش وخرم رہو. اور اگر آدمیوں میں سے کسی کو دیکھو تو کہو: میں نے خدا وند رحمن کے لئے خاموشی کا روزہ رکھا ہے آج میں کسی سے بات نہینکروں گی۔

(مریم) حضرت عیسیٰ کو آغوش میں لئے ہوئے قوم کے سامنے آئیں۔

تو انھوں نے کہا: اے مریم! عجب تم نے بُرا کام کیا ہے! اے ہارون کی بہن! تمہارا باپ کوئی بُرا انسان نہیں تھا اور نہ ہی تمہاری ماں بدکار تھی۔

مریم نے عیسیٰ کی طرف اشارہ کیا؛ انھوں نے کہا: ہم گہوارہ میں موجود بچے سے کیسے کلام کریں ؟! (بچہ امر خدا وندی سے گویا ہوا) اور کہا! میں خدا کا بندہ ہوں اس نے مجھے آسمانی کتاب اور نبوت کا شرف عطا کیا ہے.. اور ہمیں ہم دنیا میں جہاں کہیں بھی ہوں مبارک قرار دیا ہے۔

اور جب تک زندہ ہوں نماز اور زکاۃ کی وصیت کی ہے۔

اور میرے لئے اس کا حکم ہے کہ میں اپنی ماں کی ساتھ نیکی کروں اور مجھے بدبخت اور ستم گر قرار نہیں دیا ہے. مجھ پر درود ہو جس دن میں پیدا ہوا ہوںاور جس دن موت آئے گی اور اس دن جب آخرت کی ابدی زندگی کے لئے دوبارہ مبعوث کیا جاؤں گا۔

عیسیٰ بن مریم کے ساتھ بنی اسرائیل کی داستان

خداوند عالم سورۂ آل عمران کی 45 تا 52ویں آیات میں ارشاد فرماتا ہے:

(إِذْ قَالَتِ الْمَلاَئِكَةُ يَامَرْيَمُ نَّ الله يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيهًا فِى الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ وَمِنْ الْمُقَرَّابِينَ* وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِى الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَمِنَ الصَّالِحِينَ* قَالَتْ رَابِ نَّى يَكُونُ لِى وَلَد وَلَمْ يَمْسَسْنِى بَشَر قَالَ كَذَلِكِ الله يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ذَا قَضَى مْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُن فَيَكُونُ* وَيُعَلِّمُهُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرَاةَ وَالِنجِيلَ* وَرَسُولًا الَى بَنِى سْرَائِيلَ نِّى قَدْ جِئْتُكُمْ بِآيَةٍ مِنْ رَابِكُمْ نِّى خْلُقُ لَكُمْ مِنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَ نفُخُ فِيهِ فَيَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِ الله وَ بْرِئُ الَكْمَهَ وَالَبْرَصَ وَ حْيِ الْمَوْتَى بِإِذْنِ الله وَ نَبِئُكُمْ بِمَا تَ كُلُونَ وَمَا تَدَّخِرُونَ فِى بُيُوتِكُمْ نَّ فِى ذَلِكَ لآيَةً لَكُمْ ن كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ* وَمُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَىَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَلِ حِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِى حُرِّمَ عَلَيْكُمْ وَجِئْتُكُمْ بِآيَةٍ مِنْ رَابِكُمْ فَاتَّقُوا الله وَ طِيعُونِ* نَّ الله رَابِى وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ هَذَا صِرَاط مُسْتَقِيم* فَلَمَّا حَسَّ عِيسَى مِنْهُمْ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ نْصَارِى الَى الله قَالَ الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ نْصَارُ الله آمَنَّا بِالله وَاشْهَدْ بِ نَّا مُسْلِمُونَ) *)

جب فرشتوں نے مریم سے کہا: اے مریم!خداوند رحمن تمھیں اپنے ایک کلمہ مسیح بن مریم کے نام کی بشارت دیتا ہے کہ وہ دنیا وآخرت میں محترم اور معزز ہے اور خدا کے مقرب لوگوں میں ہے۔

اور وہ گہوارہ میں لوگوں سے بات کرلے گا جس طرح بڑے لوگ کرتے ہیں اور وہ نیک اور شائستہ لوگوں میں ہے۔

(مریم نے)کہا خدایا! کس طرح مجھے بچہ ہو گا جب کہ مجھے کسی انسان نے ہاتھ تک نہیں لگایا ہے.فرشتہ نے کہا:(خدا کا حکم) ایسا ہی ہے،خدا جو چاہتا ہے پیدا کر دیتا ہے۔

جب وہ کسی چیز کا ارداہ کرتا ہے تو اس سے کہتا ہے ہو جا تو وہ چیز اسی وقت ہو جاتی ہے خدا نے عیسیٰ کو کتاب و حکمت ،توریت وانجیل کی تعلیم دی ہے۔

اور اُس کو بنی اسرائیل کی طرف پیغمبری کیلئے مبعوث کرے گا(تاکہ وہ کہے) میں تمہارے ربّ کی طرف سے تمہارے لئے ایک معجزہ لایا ہوں.میں تمھارے لئے مٹی سے ایک پرندے کا مجسمہ بناؤں گا اور اس میں پھونک ماروں گا تا کہ خدا کے اذن سے ایک پرندہ بن جائے اور کور مادر زاد اور کوڑھی کو خدا کے اذن سے شفادوں گا اور مردوں کو خدا کے اذن سے زندہ کرونگا اور جو کچھ کھاتے ہو یا جو کچھ اپنے گھروں میں ذخیرہ کرتے ہو اس کی خبر دوں گا۔

یہ معجزات تمہارے لئے (میری رسالت پر) ایک دلیل ہیں اگر تم مومن ہو. وہ توریت جو مجھ سے پہلے تھی اس کی تصدیق کرتا ہوں اور بعض وہ چیزیں جو تم پر حرام تھیں اُسے حلال کروں گا اور تمہارے ربّ کی جانب سے تمہارے لئے ایک نشانی لایا ہوں. لہٰذا اے بنی اسرائیل خدا سے ڈرو اور میرے حکم کی تعمیل کرو. اللہ ہی ہمارا اور تمہارا ربّ ہے لہٰذا اس کی عبادت اور پرستش کرو کہ سیدھا راستہ یہی ہے۔

جب عیسیٰ نے ان میں کفر کا احساس کیا، تو کہا ! خدا کی راہ میں ہمارے ساتھی اور چاہنے والے کون لوگ ہیں؟ حواریوں نے کہا: ہم خدا کے ناصر ہیں اور خدا پر ایمان لائے ہیں؛ گواہ رہو کہ ہم اس کے فرمان کے سامنے سراپا تسلیم ہیں۔

سورۂ صف کی چھٹی آیت میں ارشاد ہوتا ہے؛

(وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَابَنِي سْرَائِيلَ نِّي رَسُولُ الله اَلَيكُمْ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَىَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِى مِنْ بَعْدِى اسْمُهُ حْمَدُ فَلَمَّا جَائَهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوا هَذَا سِحْر مُبِين)

اُس وقت کو یاد کرو جب عیسیٰ بن مریم نے کہا: اے بنی اسرائیل! میں تمہاری طرف اللہ کا پیغمبر ہوں، اس توریت کی تصدیق کرتا ہوں کہ جو میرے سامنے ہے اور اپنے بعد ایک ایسے پیغمبر کی خوشخبری اور بشارت دیتا ہوں جس کا نام احمد ہے۔

پھر جب وہ پیغمبر (رسول خدا حضرت محمد مصطفی صلّیٰ ٰ اللہ علیہ و اٰلہ وسلم) آیات اور معجزات کے ساتھ خلق کی طرف آیا، تو انھوں نے کہا: یہ (معجزات اور اس کا قرآن) کھلا ہوا سحر ہے۔

سورہ نسا کی 155ویں تا 158ویں آیات میں خدا ارشاد فرماتا ہے:

(فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِيثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ بِآ يَاتِ الله وَقَتْلِهِمُ الْنْبِيَائَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَ قَوْلِهِمْ قُلُوبُنَا غُلْف بَلْ طَبَعَ الله عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلاَيُؤْمِنُونَ لاَّ قَلِيلاً★ وَبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلَى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيمًا★ وَقَوْلِهِمْ نَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ الله وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِى شَكٍّ مِنْهُ مَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ لاَّ اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا★ بَلْ رَفَعَهُ الله اَلَيهِ وَكَانَ الله عَزِيزًا حَكِيمًا)

پھر ان کی عہد شکنی اور آیات خداوندی کے انکار اور پیغمبروں کے ناحق قتل کی وجہ سے (خدا نے انھیں کفیر کردار تک پہنچایا یعنی انھیں عذاب دیا) اور کہتے تھے: ہمارے قلوب پوشیدہ اور مستور (چھپے) ہیں بلکہ خدا نے ان کے کفر کی وجہ سے اُن پر مہر لگا دی ہے کہ بجز معدودے چند افراد کے ایمان نہیں لائے. اور ان کے کیفر کے باعث اور اس لئے کہ انھوں نے مریم پر عظیم بہتان باندھا ہے۔

اور یہ کہ انھوں نے کہا: ہم نے (حضرت) مسیح عیسیٰ بن مریم خدا کے پیغمبر کو قتل کرڈالا ہے جبکہ انھوں نے اسے قتل نہیں کیا ہے اور دار پر نہیں لٹکایا ہے. بلکہ دوسرے کو ان کی شبیہ بنادیا گیا تھا اور جن لوگوں نے ان کے قتل کے بارے میں اختلاف کیا ہے، وہ اس کے بارے میں شک و تردید میں ہیں اور گمان کا اتباع کرنے کے علاوہ کوئی علم نہیں رکھتے؛ اور انھوں نے اس کو یقینا قتل نہیں کیا. بلکہ خداوند عالم نے انھیں اپنی طرف اوپر بلا لیا اور خدا عزیز اور حکیم ہے۔

کلمات کی تشریح

1۔ کَلِمَۃ:

یہاں پر ایک ایسی مخلوق کے معنی میں ہے کہ خداوند عالم نے جس کو کلمہ کن (ہو جا) اور اس جیسے الفاظ کے ذریعہ اور خلقت کے عام اسباب و وسائل کو اس میں دخیل بنائے بغیر پیدا کیا ہے۔

2۔ انتبذت:

کنارہ کشی اختیار کی، دور ہو کر ایک گوشہ میں چلی گئی۔

3۔ زکیّاً:

طاہر، ہر قسم کی آلودگی سے پاک۔

4۔ سَرِیّاً:

چھوٹی ندی، پانی کی نہر۔

5۔ جنّی:

تازہ چُنے ہوئے میوے۔

6۔ فریاً:

ایک حیرت انگیز اور نا معلوم امر۔

7۔ اکمہ:

مادر زاد نابینا۔

8۔ مُصدِّقاً:

چونکہ توریت میں آپ ﷺ کے آنے کی بشارت ہے وہ بھی انھیں صفات کے ساتھ آنا جو کہ توریت میں مذکور ہیں لہٰذا حضرت رسول اکرم صلّیٰ ٰ اللہ علیہ و اٰلہ وسلم کا وجود توریت کے لئے مصدِّق اور تصدیق کرنے والا ہے۔

9۔ بغیاً:

وہ بدکار (طوائف) عورت جو زنا کے ذریعہ کسب معاش کرتی ہے۔

گزشتہ آیات کی تفسیر

بنی اسرائیل کے آخری پیغمبر حضرت عیسیٰ اور ان کی والدہ گرامی حضرت مریم کی داستان قرآن مجید میں اس طرح بیان ہوئی ہے:

فرشتوں نے حضرت مریم کو آواز دی اور اللہ کی خوشخبری دی جو کہ حضرت عیسیٰ مسیح کی ولادت سے متعلق تھی کہ حضرت باری تعالیٰ ان کو اپنے کلمہ کن (ہو جا) سے اور معروف و مشہور اسباب و وسائل کے بغیر، کو خلق کرے گا اور وہ خدا کے کلام کو گہوارہ میں اور بڑے ہونے پر لوگوں کو ابلاغ کرے گا۔

حضرت مریم نے ایسا خطاب سن کر کہا: خدایا! میں کس طرح دنیا میں کوئی بچہ پیدا کر سکتی ہوں جب کہ کسی انسان نے مجھے مس تک نہیں کیا ہے؟

جبرئیل خدا کا پیغام انھیں اس طرح ابلاغ کرتے ہیں:

خدا جس کو (اور جو بھی) چاہتا ہے بغیر اسباب اور بغیر کسی وسیلہ کے صرف (کن) جیسے لفظ سے پیدا کر دیتا ہے اور وہ چیز اسی گھڑی پیدا ہو جاتی ہے ٹھیک اسی طرح جو اسباب و وسائل کے ذریعہ خلق ہوتی ہے۔

پھر جبرائیل نے حضرت مریم کے گلے کے سامنے گریبان میں روح پھونکی اور جو کچھ خدا وند عالم کا ارادہ تھا خود بخود تحقق پا گیا اور مریم حاملہ ہو گئیں۔

جب حضرت مریم نے اپنے اندر کسی بچے کا احساس کیا، تو اپنے خاندان سے ایک دور جگہ چلی گئیں، دردزہ نے انھیںؑ خرمے کے سوکھے درخت کی جانب آنے پر مجبور کیا آپ نے اس سے ٹیک لگا کر کہا: اے کاش اس سے پہلے ہی مر کر نیست و نابود ہو گئی ہوتی، کہ اسی حال میں ان کے پہلو سے عیسیٰ یا جبرائیل نے آواز دی غمگین نہ ہو خدا وند عالم نے تمہارے قدم کے نیچے ایک چھوٹی نہر جاری کی ہے، خرمے کی سوکھی شاخ کو حرکت دو تو تازے خرمے گریں گے. پھر اسوقت وہ خرمے کھاؤ اور اس پانی سے سیراب ہو کر خوش و خرم ہو جاؤ اور جب کسی کو دیکھو تو کہو: میں نے خدا کے لئے خاموشی کے روزہ کی نذر کر لی ہے اور ہرگز آج کسی سے بات نہیں کرونگی۔

مریم نومولود کو اٹھا کر قوم کے سامنے آئیں. وہ لوگ منھ بنانے اور چہرہ سکوڑنے لگے اور ناراض ہو کر کہا: اے ہارون کی بہن! تم نے بہت گندہ اور ناپاک فعل انجام دیا ہے نہ تو تمہارا باپ زنا کار تھا اور نہ تمہاری ماں کوئی بدکار خاتون تھی. حضرت مریم نے جناب عیسیٰ کی طرف اشارہ کیا کہ اس بچے سے بات کرو، وہ تمھیں جواب دے گا، بولے: ہم گہوارہ میں نومولود سوئے ہوئے بچے سے کیسے بات کریں؟! تو خدا وند عالم نے عیسیٰ کو قوت نطق دی اور زبان گویا ہوئی، کہا: میں خدا کا بندہ ہوں، اس نے مجھے انجیل نامی کتاب دی ہے اور مجھے نبوت کا شرف عطا کیا ہے اور میں جہاں کہیں بھی رہوں مجھے مبارک اور نیک اور امور خیر کے لئے ایک معلّم قرار دیا ہے اور جب تک میں زندہ ہوں اُس وقت تک مجھ نماز (قائم کرنے) زکوۃ (دینے) اور اپنی ماں کے حق میں نیکی کرنے کا حکم دیا ہے۔

خداوندعالم نے حضرت عیسیٰ کو رسالت کے ساتھ بنی اسرائیل کی جانب بھیجا. اور انھیں چند معجزات بھی عطا کئے تا کہ ان کی رسالت کی صداقت پر گواہی رہے۔

آپ مٹی سے پرندہ کی شکل بناتے تھے اور اُس میں پھونک مارتے تھے،، تو وہ مجسمہ خدا کے اذن سے ایک زندہ پرندہ ہو جاتا تھا اور اپنے ،بال وپر پھڑ پھڑانے لگتا تھا ؛ اور جو کچھ وہ اپنے گھروں میں کھاتے یا ذخیرہ کرتے تھے اس کی وہ خبر دیتے. اور پیدائشی اندھے اور کوڑھی کو خدا کی اجازت سے شفا دیتے اور مردوں کو خدا کے اذن سے زندہ کر دیتے تھے۔

جو کچھ ان کے بارے میں اُن سے پہلے توریت میں ذکر ہوا تھا ان مینمکّل طور پر صادق آیا اور وہ ان سے بھرپور مطابقت رکھتا تھا . وہ اسی طرح حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفی صلّیٰ ٰ اللہ علیہ و اٰ لہ وسلم کی خبر دیتے تھے۔

آخر کار بنی اسرائیل اُن پر ایمان نہیں لائے اور ان کی تکفیر کرتے ہوئے بولے: یہ کھلا ہوا اور واضح سحر ہے ۔

آخر کار جب حضرت عیسیٰ نے ان کے کفر وعناد کا احساس کیا تو فرمایا! کون لوگ ہمارے ساتھ خدا کے دین کی نصرت کریں گے؟

حواریوں نے انھیں جواب دیا :ہم خدا کے ناصر ومددگار ہیں، ہم خدا پر ایمان لائے ہیںاور آپ گواہ رہیں کہ ہم مسلمان ہیں. اس طرح سے بنی اسرائیل نے جو حضرت موسیٰ کے ذریعہ خدا سے عہد وپیمان کیا تھا؛(وہ یہ کہ جو کچھ توریت میں مذکور ہے اس پر ایمان لائیں گے اور حضرت عیسیٰ اور ان کے بعد خاتم الانبیائ ﷺ پر ایمان لائیں گے). اُس عہد وپیمان کو توڑ ڈالا اور کفر وعناد کا راستہ اختیار کر لیا۔

انھوں نے اسی طرح حضرت مریم پر عظیم بہتان باندھا اور بہت بڑی تہمت لگائی اور بولے:

وہ یوسف نامی ایک بڑھی شخص سے حاملہ ہوئی ہے اور عیسیٰ کو پیدا کیا ہے۔

پھر وہ لوگ حضرت عیسیٰ کے قتل اور دار پر لٹکانے کے درپئے ہو گئے۔

تو خدا وند عالم نے، اسی یہودی مرد کو جو حضرت عیسیٰ کو پکڑ کر لانے کے لئے دشمنوں کا راہنما بنا تھا اسے حضرت عیسیٰ کی شکل و صورت میںتبدیل کر دیا اور بنی اسرائیل نے بھی اُسی کو پھانسی کے پھندے پر لٹکایا اور یہ خیال کیا کہ عیسیٰ بن مریم کو دار پر لٹکا دیا ہے؛جبکہ خدا وند منّان نے انھیں اپنی طرف بلندی پر بلا لیا ہے۔

(11)

فترت کا زمانہ

*عصر فترت کے معنی.

*فترت کے زمانے میں ،پیغمبر کے آباء و اجداد کے علا وہ انبیاء اور اوصیاء .

*حضرت ابراہیم کے وصی حضرت اسمٰعیل کے پوتوں کے حالات .

*پیغمبر اکرم صلّیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آباء واجداد کہ جو لوگ فترت کے زمانے میں تبلیغ پر مامور تھے.

عصر فترت کے معنیٰ

خداوند سبحان سورۂ مائدہ کی 19ویں آیت میں ارشاد فرماتا ہے:

(...قَدْ جَاْءَ کُمْ رَسُوْلُنَاْ یُبَیِّنُ لَکُمْ عَلیٰ فَتْرَۃٍ مِنَ الرُّسُلِ أَنْ تَقُوْ لُوامَاجَاْئَنَا مِنْ بَشِیرٍ وَ لَاْ نَذیرٍ فَقَدْ جَاءَ کُمْ بَشِیْر وَنَذیر وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیءٍ قَدِیْر)

... تمہارے پاس ہمارا رسول آیا تاکہ تمہارے لئے ان دینی حقائق کو رسولوں کے ایک وقفہ کے بعد بیان کرے، تاکہ یہ نہ کہو کہ ہمارے لئے کوئی بشارت دینے اور ڈارنے والا نہیں آیا بیشک تمہاری طرف بشارت دینے والا، ڈرانے والا رسول آیا اور خدا ہر چیز پر قادر ہے۔

اور سورۂ یس کی 1 اور 3 اور 6 آیات میں ارشاد فرماتا ہے:

(یٰسٓ وَالْقُرْآنِ الْحَکِیْمِ اِنَّکَ لَمِنَ المرسَلِیْنَ..لِتُنذِرَ قَوْ ماً مَا أُنذِر آبَاؤُھُمْ فَھُمْ غَاْفِلُونَ)

یٰس (اے پیغمبروں کے سید وسردار) قرآن کریم کی قسم کہ تم رسولوں میں سے ہو.....تاکہ ایسی قوموں کو ڈراؤ جن کے آباء واجداد کو (کسی پیغمبر کے ذریعہ) ڈرایا نہیں گیا ہے، کہ وہ لوگ غافل اور بے خبر ہیں۔

اسی کے مانند سورۂ قصص کی 28ویں آیت اور سورۂ سجدہ کی تیسری آیت اور سورۂ سبا کی 34ویں اور 44ویں آیات میں بھی مذکور ہے۔

اور سورۂ شوریٰ کی 7 ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

(وَ کَذلِکَ أَوْ حَیْنَاْ اِلیکَ قُرآناً عَرَاَبِیّاً لِتُنذِرَ أُمَّ الْقُریٰ وَمَنْ حَوْلَھَاْ...)

اور اسی طرح قرآن کو (گویا اور فصیح) عربی میں ہم نے تم پر وحی کیا تاکہ مکّہ کے رہنے والوں اور اس کے اطراف ونواحی میں رہنے والوں کو انذار کرو (خدا کے عذاب سے ڈراؤ)۔

سورہ سَبا کی 28 ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

(وَ مَاْاَرسَلْنَاْکَ اِلاَّ کَافَّۃً لِلنَّاسِ بَشِیْراً وَ نَذْیراًوَلکنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَاْ یَعْلَمُوْنَ)

ہم نے تمھیں تمام لوگوں کے لئے بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے؛ لیکن اکثر لوگ اس حقیقت سے نا واقف ہیں۔

کلمات کی تشریح

1۔ فَتْرَۃ:

فترت لغت میں دو محدود زمانوں کے فاصلہ کو کہتے ہیں. اور اسلامی اصطلاح میں زمانہ کا ایسا فاصلہ جو دو بشیر ونذیر رسول کے درمیان واقع ہوتا ہے۔

2۔ اُمُّ الْقُریٰ:

شہر مکّہ مکرمہ۔

3۔کافۃ:

سب کے سب، سارے کے سارے اور تمام۔

حضرت امام علی نے ارشاد فرمایا: خدا وند عالم نے رسول اکرم صلّیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیغمبروں کے درمیان زمانے کے فاصلے میں اور اُس وقت مبعوث کیا جب امتیں خواب غفلت اور جہالت کی تاریکی میں ڈوبی ہوئی تھیں. اور وہ احکام خدا وندی جو رسولوں کی زبانی محکم اور استوار ہوئے تھے ان کو پامال کررہی تھیں۔[1]

گزشتہ آیات کی تفسیر

خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفی صلّیٰ اللہ علیہ و اٰلہ وسلم پیغمبروں کے درمیان فترت کے زمانے میں نہ کہ انبیاء کے درمیان فترت کے زمانے میں مبعوث بہ رسالت ہوئے۔

---

(1) شرح نہج البلاغہ، تالیف محمد عبدہ، طبع مطبع الاستقامۃ مصر، ج 2، ص 69، خطبہ، 156 اور اسی سے ملتا جلتا مطلب خطبہ نمبر 131 میں بھی ذکر ہوا ہے.

کیونکہ خداوند عالم نے حضرت عیسیٰ بن مریم کے بعد کوئی بشارت دینے والا، انذار کرنے والا(اللہ کے ثواب اور اس کی جزا اور پاداش کی بشارت دینے والا اور گناہ و نا فرمانی کی بناء پر خدا کے عذاب سے ڈرانے والا) کہ جس کے ہمراہ اس کے ربّ کی طرف سے کوئی آیت یا معجزہ ہو کوئی پیغمبر مبعوث نہیں کیا۔

حالت اسی طرح تھی یہاں تک کہ خداوند عالم نے خاتم الانبیاء صلّیٰ ﷺ اللہ علیہ و آلہ وسلم کو بشیر ونذیر بنا کر اور قرآنی معجزوں کے ساتھ مبعوث کیا تا کہ مکّہ اور اس کے اطراف ونواحی میں رہنے والوں کو بالخصوص اور عمومی طور پر دیگر لوگوں کو انذار کریں۔

اس نکتہ کی طرف توجہ ضروری ہے کہ پانچ سو سال سے زیادہ کے طولانی دور میں انبیاء اور اوصیاء کا وجود لوگوں سے منقطع نہیں تھا اور خداوندا عالم نے انسانوں کو اس طولانی مدت میں آزاد نہیں چھوڑا تھا بلکہ اپنے دین کی تبلیغ کرنے والوں اور حضرت عیسیٰ کی شریعت پر اور ابراہیم کے دین حنیف کی تبلیغ کے لئے اوصیاء کو آمادہ کر رکھا تھا کہ ہم انشاء اللہ ان اخبار کو تحقیق کے ساتھ بیان کررہے ہیں۔

**پیغمبر اکرم صلّیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آباء و اجداد کے علاوہ فترت کے زمانے میں انبیاء اور اوصیائ

فترت کے زمانے میں انبیاء اور اوصیائ

سیرۂ حلبیہ میں خلاصہ کے طور پر اس طرح سے ذکر کیا گیا ہے:

حضرت اسمٰعیل کے بعد حضرت محمد مصطفیٰ صلّیٰ ٰ اللہ علیہ و اٰلہ وسلم کے سوا عرب قوم کے درمیان کوئی پیغمبر مستقل شریعت کے ساتھ رسالت کے لئے مبعوث نہیںہوا۔

لیکن "خالد ابن سنان" اور اس کے بعد "حنظلہ" ایک مستقل شریعت کے لئے مبعوث نہیں ہوئے تھے، بلکہ حضرت عیسیٰ کی شریعت کا اقرار اور اس کی تثبیت کرتے ہوئے اس کی تبلیغ کرتے تھے۔

حضرت عیسیٰ اور حنظلہ کے درمیان زمانے کے لحاظ سے تین سو سال کا فاصلہ تھا۔[1]

حضرت عیسیٰ اور حضرت ختمی مرتبت صلّیٰ ٰ اللہ علیہ و اٰلہ وسلم کے درمیان فترت کے زمانے میں جن لوگوں کا نام مسعودی اور دیگر لوگوں نے ذکر کیاہے ان میں سے ایک "خالد ابن سنان عبسی" ہے کہ رسول خدا ﷺ نے اس کے بارے میں فرمایا ہے:

"وہ ایک نبی تھے جن کی ان کی قوم نے قدر وقیمت نہیں جانی" اور تاریخ میں دوسرے لوگوں کا نام بھی نبی کے عنوان سے ذکر ہوا ہے جو کہ جو حضرت عیسیٰ اور رسول اکرم ﷺ کے درمیان گزرے ہیں۔[2]

اسی طرح علامہ مجلسی نے اپنی عظیم کتاب بحار الانوار میں کے حالات کو بسط و تفصیل سے حضرت عیسیٰ کے آسمان کی طرف اُٹھائے جانے کے بعد کے واقعات اور زمانۂ فترت کے واقعات کے باب میں کا ذکر کیا ہے[3]

وہ انبیاء اور اوصیاء جن کی خبریں قرآن کریم، تفاسیر اور تمام اسلامی منابع اور مصادر میں مذکور ہیں وہ لوگ ہیں جنھیں خداوند عالم نے لوگوں کی رہنمائی اور ہدایت کے لئے جزیرۃ العرب اور اس کے اطراف

---

(1) سیرۂ جلسہ: ج 1، ص 21 اور تاریخ ابن اثیر، طبع اوّل مصر، جلد 1، ص 31 اور تاریخ خمیس جلد 1 ص 199. (2) مروج الذھب مسعودی، ج 1 ص 78 اور تاریخ ابن کیثر ج، 2، ص 271. (2) بحار الانوار، ج، 14، ص 345.

میں حضرت ابراہیم خلیل الرحمن کے اوصیاء کے زمانے تک اور پاک و پاکیزہ اسلامی شریعت کے مطابق مبعوث کیا ہے اور آپ کے اوصیاء حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کی شریعت کے پابند تھے۔

حضرت عیسیٰ کی شریعت کے جملہ اوصیاء میں سے ایک، جن سے اُن کے ماننے والوں نے علم و دانش سیکھا ہے بزرگ صحابی جناب سلمان فارسی محمدی ہیں کہ جو اس دین کے راہبوںمیں شمار ہوتے تھے اور ان کی داستان ذیل میں بطور خلاصہ نقل کی جا رہی ہے:[1]

احمد کی مسند، ابن ہشام کی سیرۃ اور ابو نعیم کی دلائل النبوہ میں سلمان فارسی سے متعلق ایک روایت کے ضمن میں اس صحابی کی داستان کو، حضرت عیسیٰ بن مریم کے اوصیاء کی آخری فرد کے ساتھ جو کہ عموریہ[2] نامی جگہ پر مقیم تھے اور سلمان اُن کے ساتھ زندگی گذار رہے تھے اس طرح نقل کیا ہے:

میں عموریہ میں دیر کے راہب کی خدمت میں پہنچا اور اپنی داستان اُن کے سامنے بیان کی !انھوں نے کہا ؛میرے پاس رک جاؤ لہٰذا ایک ایسے انسان کے پاس جو اپنے چاہنے والوں کی ہدایت و سرپرستی کی ذمّہ داری لئے ہوا تھا سکونت اختیار کی یہاں تک کہ اسے موت آگئی اور جب وہ مرنے کے قریب ہوا تو میں نے اُس سے کہا: میں فلاں کے پاس تھا مگر جب وہ مرنے لگا تو اُس نے فلاں کے پاس جانے کی وصیت کی، اس دوسرے نے بھی مجھے حالت احتضار میں فلاں شخص کی وصیت کی اور تیسرے نے بھی تمہارے پاس جانے کی وصیت کی. اب تم مجھے کس کے پاس جانے کی وصیت کرتے ہو اور کیا دستور دیتے ہو؟

اس نے کہا: ہاں بیٹا! خدا کی قسم میں اپنے زمانے کے لوگوں میں اپنے دین سے متعلق کسی کو سب سے زیادہ عالم اور عاقل نہیںجانتا کہ میں تمھیں حکم دوں کہ اُس کے پاس چلے جاؤ لیکن تم ایک ایسے پیغمبر کے زمانے میں ہو جو دین ابراہیم پر مبعوث ہو گا. وہ سرزمین عرب میں قیام کرے گا اور ایسے علاقے میں (جو دو سوختہ زمینوں کے درمیان واقع ہے اور ان کے درمیان نخلستان ہیں) ہجرت کرے گا. اس کی واضح اور آشکار علامتیں اور نشانیاں ہیں ،ہدیہ تو کھاتا ہے لیکن صدقہ نہیں کھاتا اور اس کے دونوں شانوں کے درمیان نبوت کی مہر لگی ہوئی ہے۔

---

(1) ان کی خبروں سے متعلق سیرہ ابن ہشام، ج1 ،ص 227 پر رجوع کریں.

(2) حموی وفات 626 ھ قمری نے اپنی کتاب معجم البلدان میں عموریہ کے بارے میں تحریر کیا ہے: وہ روم کے شہروں میں سے ایک شہر ہے جسے معتصم عباسی وفات 227 ھ ق) نے 223 میں اُس پر قبضہ کیا تھا.

اگر خود کو ایسے علاقے میں پہنچا سکتے ہو تو ایسا ہی کرو اور پھر اس وقت اس کی آنکھ بند ہو گئی اور دنیا سے رخصت ہو گیا۔[1]

یہ فترت کے زمانے میں حضرت عیسیٰ کے بعض اوصیاء کی خبریں ہیں. لیکن حضرت ابراہیم کے دین حنیف کے اوصیاء کے بارے میں آیندہ فصل میں تحقیق کریں گے.اس سے پہلے حضرت اسمٰعیل کی سیرت کا کچھ اجمالی خاکہ پیش کریں گے جو کہ حضرت ابراہیم کے اوصیاء کی پہلی شاخ ہیں.پھر جہاں تک ممکن ہو گا انشاء اللہ ان کے فرزندوں سے اوصیاء کی سیرت کی تشریح کریں گے۔

---

1 ۔ مسند احمد، ج4، ص442۔443؛ سیرہ ابن ہشام، وفات 213ھ، ج1، ص227؛ دلائل النبوہ، ابو نعیم، وفات. 43ھ.

حنیفیہ شریعت پر آنحضرت کے وصی حضرت اسمٰعیل کی بعض خبریں.

*مناسک حج ادا کرنے کے لئے حضرت ابراہیم
کی حضرت اسمٰعیل کو وصیت.

*حضرت اسمٰعیل کی نبوت اور عمالیق، جرھم
اور یمنی قبائل کو خدا پرستی کی دعوت دینا.

قرآن کریم میں حضرت اسمٰعیل کی نبوت کی خبر

خداوند سبحان سورۂ مریم کی 54ویں اور 55ویں آیات میں ارشاد فرماتا ہے:

(وَ اذْکُرْ فِی الْکِتابِ اِسْمٰاعِیْلَ اِنَّهُ کَانَ صَادِقَ الَوعدِوَکَان رسُو لاً نبیّاًوَ کَانَ یَأمُرُ اَهلهُ با لصَّلَاةِ وَالزَّکَاْهِ وَکَان عِندَ رَابِهِ مَرْضِیّاً)

اور اپنی کتاب میں حضرت اسمٰعیل کے حالات زندگی کو یاد کرو کہ وہ وعدہ میں صادق اور رسول ونبی تھے. وہ اپنے اہل وعیال کو نماز (ادا کرنے) اور زکاۃ(دینے) کا حکم دیتے تھے اور اپنے ربّ کے نزدیک محبوب اور پسندیدہ تھے۔

سورہ نساء کی 163 ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

(نَّاَ وْحَیْنَا الَیکَ کَمَاَ وْحَیْنَاِ الَی نُوحٍ وَالنّاَبِیّینَ مِنْ بَعْدِهِ وَ ْوْحَیْنَاِ الَی بْرَاهِیمَ وَ ِسْمٰاعِیلَ وَ ِسْحَاقَ وَیَعْقُوبَ وَالَسْبَاطِ وَعِیسَی وَ ْیُّوبَ وَیُونُسَ وَهَارُونَ وَسُلَیْمَانَ وَآتَیْنَا دَاوُودَ زَبُورًا)

ہم نے تمہاری طرف بھی تو اسی طرح وحی کی جس طرح نوح اور ان کے بعد کے پیغمبروں پر وحی کی تھی اور ابراہیم، اسمٰعیل ،اسحق ،یعقوب ، اسباط ، عیسیٰ، اےّوب ،یونس ،ہارون ، سلیمان اور داؤد پر ہم نے وحی کی اور داؤد کو زبور بھی دی۔

حضرت اسمٰعیل کی نبوت، دیگر منابع اور مصادر میں:

حضرت اسمٰعیل اپنے باپ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے زمانے سے ہی مکّہ میں زندگی گذار رہے تھے اور اپنے والد کی وصیت کے اجراء کرنے میں جو کہ حج کے شعائر کی ادائیگی سے متعلق تھی اور حضرت ابراہیم کی حنیفیہ شریعت کا ستون ہے، کوشش کی اور انھوں نے رسالت کی تبلیغ بھی انجام دی ہے جس کے متعلق ہم ذیل میں بیان کر رہے ہیں۔

1۔ تاریخ یعقوبی میں مذکور ہے:

جب حضرت ابراہیم نے فریضۂ حج انجام دیا اور واپسی کا ارادہ کیا تو اپنے فرزند اسمٰعیل سے وصیت کی کہ بیت اللہ الحرام کے پاس سکونت اختیار کریں اور لوگوں کی حج اور مناسک حج کی ادائیگی میں راہنمائی کریں، اسمٰعیل نے اپنے باپ کے بعد بیت اللہ الحرام کی تعمیر کی اور مناسک حج کی ادائیگی میں مشغول ہو گئے۔ (1)

2۔ اخبار الزمان میں منقول ہے:

خدا نے حضرت اسمٰعیل کو وحی کی اور آپ کو عمالیق، جرھم اور یمنی قبائل کی جانب بھیجا اسمٰعیل نے انھیں بتوں کی پرستش کرنے سے منع کیا. لیکن صرف معدودے چند افراد ان پر ایمان لائے اور ان کی اکثریت نے کفر وعناد کا راستہ اختیار کیا۔

یہ خبر کچھ لفظی اختلاف کے ساتھ مرآۃ الزمان میں بھی مذکور ہوئی ہے۔ (2)

اس طرح حضرت اسمٰعیل نے اپنی پوری زندگی ان امور کی انجام دہی میں صرف کر دی جن کی ان کے باپ حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے اُن سے وصیت کی تھی یہاں تک کہ آپ کی وفات ہو گئی اور مکّہ میں سپرد لحد کر دئے گئے۔

ان کے بعد ایسے فرائض کی انجام دہی کے لئے ان کی نسل سے نیک اور شائستہ فرزندوں نے قیام کیا؛ ہم انشاء اللہ ان میں سے بعض کا تعارف کرائیں گے۔

---

(1) تاریخ یعقوبی، ج1، ص 221.(2) اخبار الزمان، ص 103؛ مرآۃ الزمان، ص 309و 310.

فترت کے زمانے میں پیغمبر کے بعض اجداد کی خبریں عدنان،
مضر اور دیگر افراد

*الیاس بن مضر.

*کنانہ بن خزیمہ.

*کعب بن لوّی.

مکّہ میں بت پرستی کا عام رواج اور اس کے مقابل
اجداد پیغمبر ﷺ کا موقف

*قُصیّ

*عبد مناف

*جناب ہاشم

*جناب عبد المطلب

*حضرت اسمٰعیل کے خاندان کا خلاصہ

*پیغمبر اکرم ﷺ کے والدجناب عبد اللہ اور جناب ابو طالب.

فترت کے زمانے میں پیغمبر اسلام کے بعض اجداد کے حالات.

"سُبل الھدی" نامی کتاب میں ابن عباس سے روایت کی گئی ہے کہ انھوں نے کہا:

عدنان، مضر، قیس، عیلان، تیم، اسد، ضبّہ اور خزیمہ کے والد "ادد" مسلمان تھے اور ان کی رحلت بھی ملت ابراہیم پر ہوئی ہے۔[1]

ابن سعد کی طبقات میں بھی مذکور ہے کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا: مضر کو بُرا بھلا نہ کہو کیونکہ وہ مسلمان تھے۔[2]

الیاس بن مضر بن نزار بن محمد بن عدنان

تاریخ یعقوبی میں مذکور ہے:

"مضر کے فرزند الیاس" ایک شریف اور نجیب انسان تھے ان کی دوسروں پر فوقیت اور برتری واضح اور آشکار ہے. یہ وہ پہلے آدمی ہیں جنھوں نے اسمٰعیل کی اولاد پر نکتہ چینی کی اس وجہ سے کہ انھوں نے اپنے آباء واجداد کی سنتوں میں تبدیلی کردی تھی .انہوں نے بہت سے نیک افعال انجام دئیے لوگ آپ سے اس درجہ شاد ومسرور تھے کہ اسمٰعیل کے فرزندوں میں "ادد" کے بعد کسی کے لئے ایسی شادمانی اور مسرت کا اظہار نہیں کیا تھا۔

اُنھوںنے حضرت اسمٰعیل کی اولاد کو اپنے آباء واجداد کی سنت کی مراعات کرنے کی طرف لوٹایا اس طرح سے کہ تمام سنتیں اپنی پہلی حالت پر واپس آگئیں. وہ پہلے آدمی ہیں جنھوں نے موٹے تازے اونٹوں کو خانہ خدا کی قربانی کے لئے مخصوص کیا اور وہ پہلے آدمی ہیں جنھوں نے حضرت ابراہیم کی وفات کے بعد رکن کی بنیاد رکھی؛ اسی وجہ سے عرب (الیاس) کو بزرگ اور محترم سمجھتے ہیں...[3]

---

(1) سبل الھدیٰ والرشاد محمد بن یوسف شامی کی تالیف جو 942ھ ق میں وفات کر گئے ہیں، طبع دار الکتب، بیروت، 1414ھ ق، ص 291 اور فتح الباری، ج7، ص146 بھی ملاحظہ ہو.(2) طبقات ابن سعد، طبع یورپ، ج1، ص.3؛ اور تاریخ یعقوبی، ج1، ص226؛ اور کنز العمال، ج12، ص59، باب الفضائل، چوتھا حصہ، مضر قبیلہ کے فضائل کے بارے میں حدیث نمبر 33978.(3) تاریخ یعقوبی، ج1، ص 227.

ان تمام مطالب کے نقل کے بعد "سبل الھدایٰ" نامی کتاب میں تحریر فرماتے ہیں:

عرب جس طرح سے لقمان کی عظمت اور بزرگی کے قائل تھے اسی طرح انھیں بھی محترم اور معزز شمار کرتے تھے۔[1]

صاحبان شریعت پیغمبروں کے تمام اوصیاء ان صفات اور خصوصیات کے حامل تھے.اس لحاظ سے "الیاس" بھی حضرت ابراہیم کے بعد ان کی حنیفیہ شریعت کے ان کے بعد محافظ ونگہبان اوصیاء میں سے شمار کئے جاتے ہیں۔

کنانۃ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر

"کنانۃ" ایک عالی قدر، بلند مقام، نیک صفت اور با عظمت انسان تھے اور عرب ان کے علم وفضل اور ان کی فوقیت اور برتری کی بناء پر ان کی طرف رجوع کرتے تھے۔

وہ کہا کرتے تھے:مکّہ سے احمد نامی ایک پیغمبر کے ظہور کا وقت آچکا ہے جو لوگوں کو خدا، نیکی، جوود بخشش اور مکارم اخلاق کی دعوت دے گا.اس کی پیروی کرو تاکہ تمہاری عظمت وبزرگی میں اضافہ ہو اور اس کے ساتھ عداوت و دشمنی نہ کرنا اور جو کچھ بھی وہ پیش کرے اس کی تکذیب نہ کرنا.کیونکہ جو چیز بھی وہ پیش کرے گا وہ حق ہوگی۔[2]

"کنانہ" کی بات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے حضرت ابراہیم کے اوصیاء میں سے اپنے پہلے والے وصی سے علم دریافت کیا ہے۔

کعب بن لوی بن غالب بن فھر بن مالک بن نضر بن کنانۃ

انساب الاشراف اور تاریخ یعقوبی میں مذکور ہے(اور ہم انساب الاشراف کی باتوں کو نقل کررہے ہیں):

"کعب" عرب کے نزدیک بڑی قدر وقیمت اور عظیم منزلت و مرتبہ کے حامل تھے اور ان کے روز وفات کو ان کے احترام میں تاریخ کا مبداء قرار دیا تھا.یہاں تک کہ "عام الفیل" آگیا اور اسے تاریخ مبداء قرار دیا اس کے بعد "جناب عبد المطلب" کی موت کو تاریخ کا مبداء قرار دیا۔

---

(1) سُبُل الھُدیٰ، ج1، ص289.

(2) سیرۂ حلبیہ، ج1، ص16؛ اور سبل الھدیٰ، ج1، ص286، میں یہاں تک ہے...تاکہ تمہاری عظمت اور بزرگی میں اضافہ ہو.

کعب حج کے موسم میں لوگوں کے لئے خطبہ پڑھتے اور کہتے تھے:"اے لوگو"! سنو اور سمجھو اور جان لو کہ رات پُر سکون اور خاموش ہے اور دن روشن اور آسمان کا شامیانہ لگا ہوا ہے اور زمین ہموار و برابر ہے اور ستارے ایسی نشانیاں ہیں جو بے کار اور لغو پیدا نہیں کئے گئے ہیں کہ تم لوگ اُن سے روگرداں ہو جاؤ. گزشتہ لوگ آیندہ کے مانند ہیں؛ اور گھر تمہارے سامنے ہے اور یقین تمہارے گمان کے علاوہ چیز ہے. اپنے رشتہ داروں کی دیکھ بھال کرو اور صلہ رحم قائم کرو اور ازدواجی رشتوں کو باقی رکھو اور اپنے عہد وپیمان کا پاس ولحاظ کرو اور اپنے اموال کو(تجارت اور معاملات کے ذریعہ) بارآور اور نفع بخش بناؤ جو کہ تمہاری جوانمردی اور جود و بخشش کی علامت ہے اور جہاں تم پر انفاق لازم ہو اُس سے صرف نظر نہ کرو اور اس حرم (خدا کے گھر)کی تعظیم کرو اور اس سے متمسک ہو جاؤ کیونکہ یہ ایک پیغمبر کی مخصوص جگہ ہے اور یہیں سے خاتم الانبیاء اُس دین کے ساتھ جو موسیٰ اور عیسیٰ لائے تھے مبعوث ہو گے پھر اس وقت اس طرح فرماتے تھے:

فترت کے بعد وہ محافظ ونگہبان نبی عالمانہ خبروں کے ساتھ آئے گا. اور یعقوبی کی عبارت میں اس طرح ہے:

اچانک وہ محمد ﷺ نبی آجائے گا اور سچی اور عالمانہ خبریں دے گا:

پھر کعب کہتے تھے: اے کاش ان کی دعوت اور بعثت کو ہم درک کرتے۔ [1]

سبل الھدیٰ والرشاد نامی کتاب میں بطور خلاصہ اس طرح مذکور ہے:

جمعہ کے دن کو "عروبۃ" کا دن کہتے تھے اور کعب وہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے اس کا نام جمعہ رکھا ہے۔ [2]

پھر اس کے بعد لفظ کی معمولی تبدیلی کے ساتھ انھیں مذکورہ مطالب کو اُس نے ذکر کیا ہے۔

جو کچھ "کعب" کی تعریف میں مورخین نے ذکر کیا ہے وہ اس بات کی نشاندہی کر رہا ہے کہ وہ حضرت ابراہیم کے بعد" اوصیائ" میں سے ایک وصی تھے کعب اور الیاس حضرت ابراہیم کی دعا کے قبول ہونے کے دو نمایاں مصداق تھے؛ جب انھوں نے بارگاہ خداوندی میں اپنی ذریت کے حق میںدعا کی اور کہا: میری اولاد میں اپنے سامنے سراپا تسلیم ہونے والی امت قرار دے۔

---

(1)انساب الاشراف، بلاذری، طبع مصر، 1959ـ ج1، ص16 اور 41؛ تاریخ یعقوبی، ج1، ص236، طبع بیروت، 1379ھ؛ سیرۂ حلبیہ، ج1، ص 9، 15، 16؛ سیرۂ نبوےۃ، حلبیہ کے حاشیہ پر، ج1، ص9.(2) سبیل الھدیٰ والرشاد ج1، ص278.

مکّہ میں بت پرستی کا رواج اور اس کے مقابلے میں پیغمبر اسلام صلّیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آباء واجداد کا موقف

گزشتہ صفحات میں ہم نے بیان کیا کہ "جرھم" قبیلہ نے "ہاجرہ" سے ان کے پاس سکونت کرنے کی اجازت مانگی تا کہ آب زمزم سے بہرہ مند ہوں تو ہاجرہ نے بھی انھیں اجازت دے دی۔

پھر سالوں گزرنے کے بعد ان کے فرزند (اسمٰعیل) ایک مکمل جوان ہوگئے، تو "مضاض جرھمی" کی بیٹی سے شادی کرلی اور اس سے صاحب اولاد ہوئے۔

پھر حضرت اسمٰعیل کی وفات کے بعد، ان کے فرزند "ثابت "مضاض جرھمی کے نواسے نے امور کی باگ ڈور اپنے ہاتھوں میں لے لی. ان کی وفات کے بعد، جرھم مکّہ کے امور پر قابض ہوگئے اور طغیانی اور سرکشی کی اور حق سے منحرف ہوگئے. "خزاعہ قبیلہ "نے اُن سے جنگ کی اور ان پر فاتح ہوگئے.[1] اور مکّہ کی حکومت کی باگ ڈور اپنے ہاتھوں میں لے لی. بیت اللہ الحرام کی تولیت کے ذمّہ دار ہوئے اور رفتہ رفتہ اسمٰعیل کی اولاد بھی کوچ کر گئی اور مختلف شہروں میں پھیل گئی جز معدودے چند افراد کے کہ جنھوں نے خانہ خدا کا جوار ترک نہیں کیا۔[2]

خزاعہ قبیلہ کے سردار سالہا سال تک یکے بعد دیگرے مکّہ کی حکومت اور بیت اللہ الحرام کی تولیت کے مالک ہوتے رہے یہاں تک کہ "عمرو بن لحّی" کہ جو بڑا مالدار اور کثیر تعداد میں اونٹوں کا مالک تھا اور لوگ اس کے گھر پر کھانا کھاتے تھے جب تخت حکومت پر جلوہ افروز ہوا، تو اس کا کافی اثر و رسوخ تھا اس طرح سے کہ اس کی رفتار وگفتار لوگوں کے لئے قوانین شرعیہ کے مانند لازم الاجراء مانی جاتی تھی۔[3]

شام کے شہروں میں ایک سفر میں عمرو بن لحی نے دیکھا کہ وہاں کے لوگ بت کی پوجا کرتے ہیں اور جب اُس نے ان کے بارے میں اُن سے سوال کیا تو اسے جواب دیا:

---

(1)تاریخ ابن کثیر، طبع اوّل، ج2، ص، 184و185 کو ملاحظہ کریں. (2)تاریخ یعقوبی ج 1، ص 222۔ 238.

(3)تاریخ ابن کثیر، ج2، ص187.

یہ وہ بت ہیں جن کی ہم پوجا کرتے ہیں، ان سے بارش کی درخواست کرتے ہیں اور یہ لوگ ہمیں بارش سے نوازتے ہیں اور ان سے نصرت طلب کرتے ہیں وہ ہماری مدد کرتے ہیں۔

عمرو نے اُن سے کہا:

ایسا ہوسکتا ہے کہ کوئی بت ہمیں بھی دو تاکہ اسے اپنے ساتھ سرزمین عرب تک لے جائیں اور وہاں کے لوگ اس کی عبادت کریں؟

انھوں نے اسے "ہبل" نامی بت دے دیا، عمرو اس بت کو لے کر مکّہ آیا اور حکم دیا کہ لوگ اس کو عظیم سمجھتے ہوئے اس کی عبادت کریں اس نے حدیہ کی کہ ان بتوں کو حج کے تلبیہ میں داخل کردیا اور اس طرح سے کہہ رہا تھا:

(لبیک اللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لاشریک لک،الّا شریک ھو لک تملکه و ما ملک)

یعنی لبیک خدایا لبیک، تیرا کوئی شریک نہیں ہے جز اُس شریک کے کہ جو تیری ہی طرف سے ہے، وہ اور جو کچھ اس کے پاس ہے تیری بدولت ہے۔

خدا کے شریک سے اس کی مراد بت تھے۔اس سے خدا کی پناہ۔اسی طرح اُس نے حضرت ابراہیم کے حنفیہ آئین کو بدل ڈالا اور خود اس نے دیگر قوانین بنائے۔

"بحیرہ" اور" سائبہ" کے قوانین اسی کے ساختہ اور پرداختہ افعال میں سے ہیں(اسی کے کارناموں میں شمار ہوتے ہیں) بحیرہ وہ اوٹنی ہے کہ جو کچھ حالات کے تحت اس کا دودھ بتوں اور جعلی خداؤں کی خدمت میں پیش کرتے تھے.سائبہ بھی ایک اونٹ ہی تھا کہ اُسے بتوں سے مخصوص کردیا تھا اس سے بوجھ ڈھونے اور بار اٹھانے کا کام نہیں لیا جاتا تھا اور اسے کسی کام میں استعمال نہیں کرتے تھے.[1]

اس طرح سے توحید کی سرزمین پر بت پرستی عام ہوگئی. البتہ ان ناپسندیدہ انحرافات کا صرف ھبل پر انحصار نہیں ہے بلکہ ان بتوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا اور انھیں کعبہ کی دیوار پر بھی آویزاں کردیا گیا۔ان بتوںکی عبادت اور پرستش مکّہ سے جزیرۃ العرب کی دیگر آباد سرزمینوں اور مختلف قبائل تک منتقل ہوگئی. وہاں کے لوگوں کے درمیان سے توحید کی علامتیں غائب ہو کر فراموشی کا شکار ہوگئیں اور حضرت ابراہیم کی حنفیہ شریعت میں تحریف واقع ہوگئی۔پیغمبر اسلام ﷺ کے اجداد کی سیرت کی تحقیق کے بعد بُت پرستی کے مقابلے میں ان کے موقف اور عکس العمل کو بیان کرہے ہیں۔

---

(1)تاریخ ابن کثیر،ج2، ص187 ـ189؛ اور اس کا خلاصہ بلاذری کی انساب الاشراف کی پہلی جلد کے 24 صفحہ پر ملاحظہ ہو.

قُصیّ بن کلاب بن مرّہ بن کعب

قُصیّ کے جوان اور قوی ہونے تک مکّہ کی حکومت اور خانہ خدا کا معاملہ خزاعہ قبیلہ کے ہاتھ میں رہا۔ انھوں نے اپنے پراگندہ اور بکھرے ہوئے خاندان کو جمع کیا اور اپنے مادری بھائی "درّاج بن ربیعہ عذری" سے نصرت طلب کی.درّاج قضاعہ کے ایسے گروہ کے ساتھ جسے وہ جمع کر سکتا تھا ان کی مدد کو آیا.پھر وہ سب خزاعہ سے جنگ کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اور دونوں طرف سے کثیر تعداد میں لوگ مارے گئے، نتیجہ کے طور پر "عمرو بن عوف کنانی" کے فیصلے پر آمادہ ہوئے.

عمروبن عوف فیصلہ کے لئے بیٹھا اور اُس نے یہ فیصلہ کیا کہ قُصیّ مکّہ کی حکومت اور خانہ خدا کی تولیت کے لئے خزاعہ کے مقابل زیادہ سزاوار ہیں.

قُصیّ نے خزاعہ قبیلہ کو مکّہ سے نکال باہر کیا اور مکّہ کی حکومت اور خانہ خدا کی خدمت کی ذمّہ داری اپنے ہاتھوں میں لے لی.اور قریش کے اطراف و اکناف میں پھیلے ہوئے قبائل کو جو کہ پہاڑوں اور درّوں میں زندگی گزار رہے تھے جمع کیا اور مکّہ کے درّوں اور اس کی دیگر زمینوں کو ان کے درمیان تقسیم کردیا، اسی لئے اُنھیں "مجمّع" (جمع کرنے والا) کہتے ہیں شاعر نے اس سلسلے میں کیا خوب کہا ہے:

اَبُوْ کُمْ قُصیّ کَانَ یُدْعَیٰ مُجَمِّعا

بِہ جَمَعَ اللّٰہُ الْقَبَائِلَ مِنْ فَہِرْ

تمہارے باپ قُصیّ ہیں جنھیں لوگ مجمّع (جمع کرنے والا) کہتے تھے۔

خداوند عالم نے ان کے ذریعہ فہر کے قبیلوں کو ایک مرکز پر جمع کردیا۔

قُصیّ نے قریش کے قبیلوں کے لئے "دار الندوۃ" جیسی ایک جگہ تعمیر کی تاکہ وہاں اکٹھا ہو کر اپنے سے مربوط امور میں ایک دوسرے سے مشورہ کریں.اُنہوں نے اسی طرح خانہ کعبہ کو اس کی بنیاد سے ایسا تعمیر کیا کہ ویسی تعمیر ان سے پہلے کسی نے نہیں کی تھی۔ (1) قُصیّ بتوں کی پرستش سے شدت کے ساتھ روکتے تھے۔

---

(1) تاریخ یعقوبی۔ ج1، ص238 ۔240.

قُصیٰ اور بیت اللہ الحرام اور حاجیوں سے متعلق ان کا اہتمام

1۔ ابن سعد کی طبقات میں مذکور ہے :

قُصیٰ نے سقایت (سیراب کرنے) اور رفادت (حجاج کی مدد کرنے) کی ذمّہ داری قریش کو دی اور کہا: اے جماعت قریش ! تم لوگ خدا کے پڑوسی، اس کے گھر اور حرم کے ذمہ دار ہو اور حجاج خدا کے مہمان اور اُس کے گھر کے زائر ہیں اور وہ لوگ تعظیم و تکریم کے زیادہ حق دار مہمان ہیں۔ لہٰذا حج کے ایام میں ان کے لئے کھانے اور پینے کی چیزیں فراہم کرو جب تک کہ وہ تمہارے علاقے سے اپنے گھروں کو نہ لوٹ جائیں۔

قریش نے بھی حکم کی تعمیل کی اور سالانہ ایک مبلغ حجاج پر صرف کرنے کے لئے الگ کر دیتے تھے اور اُسے قُصیٰ کو دے دیتے تھے. قُصیٰ ان مبلغوں سے مکّہ اور منی کے ایّام میں لوگوں کے کھانے پینے کا بندوبست کرتے اور کھال سے حوض بناتے اور اس کو پانی سے بھرتے اور مکّہ، منی اور عرفات میں لوگوں کو پانی پلاتے تھے، قُصیٰ کی یہ یادگار اسی طرح ان کی قوم (قریش) کے درمیان زمانۂ جاہلیت میں جاری رہی یہاں تک کہ اسلام کا ظہور ہوا اور یہ سنت آج تک اسی طرح اسلام میں باقی اور جاری ہے۔[1]

2۔ تاریخ یعقوبی میں مذکور ہے:

قُصیٰ نے قریش قبیلے کے افراد کو خانہ خدا کے ارد گرد جمع کر دیا اور جب حج کا زمانہ آیا تو قریش سے کہا:

حج کا زمانہ آگیا ہے اور میں کوئی بھی احترام و اکرام عرب کے نزدیک کھانا کھلانے سے بہتر نہیں جانتا ہوں لہٰذا تم میں سے ہر ایک اس کے لئے ایک مبلغ عطا کرے۔

ان لوگوں نے ایسا ہی کیا اور کافی مبلغ اکٹھا ہو گیا.

جب حاجیوں کا سب سے پہلا گروہ پہونچا، تو آپ نے مکّہ کے ہر چوراہے پر ایک اونٹ ذبح کیا اور مکّہ میں بھی ایک اونٹ ذبح کیا اور ایک جگہ بنائی جس میں غذا، روٹی اور گوشت رکھا اور پیاسوں کو دودھ اور پانی سے سیراب کیا اور خانہ کعبہ کی طرف گئے تو اس کے لئے کنجی اور آستانہ کا انتظام کیا۔[2]

انساب الاشراف میں مذکور ہے:

---

(1) طبقات ابن سعد، طبع یورپ، ج1، ص41، 42. (2) تاریخ یعقوبی، ج1، ص 239۔241، طبع بیروت، 1379ھ.

قُصیٰ نے کہا: اگر میری دولت ان تمام چیزوں کیلئے کافی ہوتی تو تمہاری مدد کے بغیر انھیں انجام دیتا (1)

3۔ سیرۂ حلبیہ میں خلاصہ کے طور پر اس طرح مذکور ہے:

جب حج کا وقت نزدیک آیا تو قُصیٰ نے قریش سے کہا:

حج کا موقع آچکا ہے اور جو کچھ تم نے انجام دیا ہے عرب نے سنا ہے اور وہ لوگ تمہارے احترام کے قائل ہیں. اور میں کھانا کھلانے سے بہتر عرب کے نزدیک کوئی اور احترام واکرام نہیں جانتا. لہٰذا تم میں سے ہر شخص اس کام کے لئے ایک مبلغ عنایت کرے۔

ان لوگوں نے ایسا ہی کیا اور کافی مبلغ اکٹھا ہو گیا، جب حاجیوں کا سب سے پہلا گروہ پہونچا تو انھوں نے مکّہ کے ہر راستہ پر ایک اونٹ ذبح کیا اور مکّہ کے اندر بھی ایک اونٹ ذبح کیا اور گوشت کا سالن تیار کیا اور میوے کے پانی سے ملا ہوا میٹھا پانی اور دودھ حجاج کو پلایا۔

قُصیٰ وہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے "مزدلفہ" میں آگ روشن کی تا کہ شب میں لوگ عرفہ سے نکلتے وقت اندھیرے کا احساس نہ کر سکیں۔

اُنھوںنے مکّہ کی تمام قابل اہمیت اور لائق افتخار چیزوں کو اپنے ہاتھ میںلے لیا اور سقایت (سیرابی) حجاج کی مدد، کعبہ کی کلید برداری، مشاورتی اجلاس کی جگہ دار الندوہ، علمبرداری اور امارت و حکومت اپنے اختیار میں رکھی۔

"عبد الدار" قُصیٰ کی اولاد میں سب سے بڑے تھے اور "عبد مناف" اُن سب میں شریف ترین، اُنھوں نے شرافت کو اپنے باپ (قُصیٰ) کے زمانے ہی میں اپنے سے مخصوص کر لیا تھا اور ان کی شرافت کا شہرہ، آفاق میں گونج رہا تھا ان کے بھائی "مطلّب" کا مرتبہ بھی علو مقام اور بلندی رتبہ کے لحاظ سے ان کے بعد ہی تھا اور لوگ ان دونوں بھائیوں کو بدران (دو چاند) کہتے تھے. قریش نے عبد مناف کو ان کی جود و بخشش کی وجہ سے فیّاض کا لقب دیا تھا۔

قُصیٰ نے اپنے بیٹے عبد الدار سے کہا:

میرے بیٹے: خدا کی قسم تمھیںتمہارے بھائیوں عبد مناف اور جناب عبد المطلب کے ہم پلّہ دونگا، اگرچہ وہ لوگ مرتبہ کی بلندی اور رفعت کے لحاظ سے تم پر فوقیت رکھتے ہیں۔

---

(1) انساب الاشراف۔1، ص 52.نکلنے کی راہ دیکھ سکیں.

قرار کوئی مرد بھی کعبہ کے اندر داخل نہیں ہو گا مگر یہ کہ تم اس کا دروازہ کھو لو. تم کعبہ کے پردہ دار ہو گے قریشیوں کا کوئی پرچم جنگ کے لئے اس وقت تک سمیٹا نہیں جائے گا جب تک کہ تم اجازت نہیں دو گے تم قریش کے علمبردار ہو۔

مکّہ میں کوئی آدمی بھی تمہاری اجازت کے بغیر سیراب نہیں ہو گا مگر یہ کہ تم پلاؤ کیونکہ سقایت کا منصب تم سے مخصوص ہے۔

کوئی بھی حج کے ایام میں کچھ نہیں کھائے گا مگر یہ کہ تم اسے کھلاؤ، تم حاجیوں کے میزبان ہو. قریش کا کوئی کام قطعی اور یقینی مرحلہ تک نہیں پہونچے گا مگر یہ کہ تمہارے گھر میں، تم دار الندوہ کے ذمّہ دار ہو۔ تمہارے سوا کوئی اس قوم کی رہبری نہیں کرے گا تم اس قوم کے رہبر ہو. اور یہ سارے فخر و مباہات قُصیّ کے عطا کردہ ہیں۔

جب قُصیّ کی موت کا زمانہ قریب آیا تو انھوں نے اپنے فرزندوں سے کہا: شراب سے پرہیز کرو۔ [1]

گزشتہ مباحث میں ہم نے حضرت ابراہیم کی سنت میں دو واضح اور آشکار خصوصیتوں کا درج ذیل عنوان کے ساتھ تحقیقی جا ئزہ لیا ہے:

1۔ بیت اللہ الحرام کی تعمیر اور انجام حج کے لئے لوگوں کو دعوت دینا اور اس کے شعائر کا قائم کرنا۔

2۔ مہمانوں کو کھانا کھلانے اور ان کی تعظیم وتکریم کی جانب ان کی توجہ۔

ان دو خصلتوں کو ہم حضرت ابراہیم کی ذریت قُصیّ اور ان لوگوں میں جن کی خبریں اس کے بعد آئینگی واضح انداز میں ملاحظہ کرتے ہیں کہ ان دو خصلتوں کے وہ لوگ مالک تھے۔

انبیاء اور مرسلین کے اوصیاء (اُس پیغمبر کی سنتوں کا احیاء کرنے میں جس کی شریعت کی حفاظت اور تبلیغ کے ذمہ دار ہوتے ہیں .) ایسے ہی ہوتے ہیں ۔

لیکن یہ بات کہ قُصیّ نے اپنے دو فرزندوں کا نام (عبد مناف) اور (عبد العزی) رکھا ایک ایسا مطلب ہے کہ انشاء اللہ جناب عبد المطلب کی جہاں سیرت اور روش کے بارے مینگفتگو کریں گے وہاں اس کے بارے میں بھی بیان کریں گے۔

---

(1) سیرۂ حلبیہ، ج1، ص13. کہ اُن میں سے بعض کا ذکر اُس کے حاشیہ سیرۂ نبویہ زینی دحلان کی تالیف میں ہوا ہے.

قُصیٰ کی وفات

تاریخ یعقوبی میں مذکور ہے:

قُصیٰ انتقال کر گئے اور "حجون" میں سپرد لحد ہوئے ان کے بعد ان کے فرزند"عبد مناف" نے امور کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لے لی اور ریاست حاصل کی اور ان کی قدر و منزلت بڑھ گئی اور ان کے شرف و مرتبہ میں اضافہ ہوگیا۔ [1]

عبد مناف بن قُصیٰ

سیرۂ حلبیہ اور نبویہ میں مذکور ہے:

عبد مناف کا نام مغیرہ تھا اور پتھر پر لکھی ایک تحریر ہاتھ لگی جس میں تحریر تھا قُصیٰ کے فرزند مغیرہ نے تقوای الٰہی اختیار کرنے اور صلہ رحم کرنے کی وصیت کی ہے۔ [2]

تاریخ یعقوبی میں مذکور ہے:

(قُصیٰ کے بعد) "عبد مناف بن قُصیٰ" کو ریاست ملی انھوں نے بھی اپنی حیثیت اور قدر و منزلت بڑھا لی اور اپنے شرف و مرتبہ میں اضافہ کیا۔

جناب ہاشم بن عبد مناف

عبد مناف کے فرزند ھاشم کا نام "عمرو العلیٰ" تھا۔

1۔ طبقات ابن سعد اور تاریخ یعقوبی میں خلاصہ کے طور پر مذکور ہے:

اپنے باپ کے بعد جناب ہاشم نے مرتبت و منزلت حاصل کی اور ان کا نام اور چرچہ شہرہ آفاق ہو گیا اور قریش نے موافقت کی کہ سقایت (سیراب کرنا)، ریاست اور رفادت (حاجیوں کی مدد کرنا) جناب ہاشم بن عبد مناف کے اختیار میں ہوگی۔

---

(1) تاریخ یعقوبی، ج1، ص 241 جو ہم نے جرھم، خزاعہ اور قُصیٰ کے بارے میں مفصل گفتگو کی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمیں اس بات کا علم ہو جائے کہ جنھوں نے ابراہیم کے دین حنیف کو بدلا ہے وہ حضرت ابراہیم اور اسمٰعیل کی اولاد کے علاوہ تھے.

(2) سیرۂ حلبیہ، ج1، ص 7 اور سیرۂ نبویہ، ج1، ص، 17؛ سبل الھدی، 1، 274.

جناب ہاشم مراسم حج کی انجام دہی کے موقع پر قریش کے درمیان کھڑے ہو کر فرماتے تھے :

اے قریش والو! تم لوگ خدا کے پڑوسی اور اس کے اہل خانہ ہو.اس موسم میں خدا کے زوّار تمہارے پاس آئیں گے تا کہ اُس کے گھر کی حرمت کی تعظیم کریں.وہ لوگ خدا کے مہمانوں میں سے ہیں لہٰذا احترام کے زیادہ حق دار ہیں۔

خدا نے تمھیں اس کام کے لئے منتخب کیا ہے اور تمھیں اسی وجہ سے جزرگ بنایا ہے خدا نے تمہاری ہمسایگی کی رعایت و نگہداشت ہر ہمسایہ سے کہیں بہترکی اور ہر پڑوسی سے بہتر اپنے پڑوسی کو محفوظ رکھا ہے اب تم لوگ اس کے مہمانوں اور زائرین کا اکرام کرو.کہ وہ لوگ الجھے ہوئے بالوں ، غبار آلود صورتوں میں ہر شہر وعلاقہ سے اونٹ پر سوار ہو کر جو کہ لاغر ہونے کے لحاظ سے تیر کی لکڑیوں کے مانند ہے راستہ سے پہنچنے ہی والے ہیں اس حال میں کہ وہ تھکے ماندے ہیں، بدبو دار، کثیف، گرد میں اٹے اور نادار لوگ ہیں لہٰذا ان کی مہمانی کے لئے اٹھ کھڑے ہو اور ان کی بے نوائی اور احتیاج کو دور کرو۔

جناب ہاشم نے کافی مال اکٹھا کیا اور حکم دیا کہ کھال سے حوض تیار کریں اور زمزم کے پاس رکھ دیں پھر پانی سے ان کنوؤں کو پُر کرتے تھے جو مکّہ میں پائے جاتے تھے اور حاجیوں کو ان سے پلاتے تھے اور مکّہ منیٰ، مشعر اور عرفات میں لوگوں کو غذا دیتے تھے،روٹی گوشت، گھی اور آٹا ان کے لئے فراہم کرتے تھے اور ان کے لئے منیٰ تک پانی اٹھا کر لیجاتے تا کہ وہ پئیں؛یہاں تک کہ حاجی لوگ منیٰ سے پراگندہ ہو کر اپنے اپنے شہروں کو واپس چلے جاتے تھے۔ [1]

2۔ کتاب سیرۂ حلبیہ و نبویۂ میں مذکور ہے:

جب ذی الحجہ کا چاند نمودار ہوتا تھا تو جناب ہاشم صبح کے وقت اُٹھتے اور در کی طرف سے دیوار کعبہ سے ٹیک لگاتے اور اپنے خطبہ میں کہتے:

اے قریش کی جماعت! تم لوگ عرب کے سردار ہو اور سب سے زیادہ نیک نام ہو اور سب سے زیادہ عقلمند اور تمام قبیلوں سے زیادہ شریف اور عربوں میں عرب سے رحم کے لحاظ سے سب سے زیادہ قریب ہو۔

اے قریش کی جماعت! تم لوگ خداوند متعال کے گھر کے پڑوسی ہو،خداوند عالم نے تمھیں اپنی ولایت سے نوازا ہے اور تمہارے بعد اپنی ہمسائگی کو اسمٰعیل کے فرزندوں میں تم سے مخصوص کیا ہے۔

---

(1) طبقات ابن سعد،ج1، ص 46 ؛تاریخ یعقوبی،ج1،ص 242، طبع بیروت 1379ھ ہم نے ان دونوں کی باتوں کو جمع کیا ہے.

اب خدا کے زائر جو اُس کے گھر کو عظیم سمجھتے ہیں تمہارے نزدیک آرہے ہیں وہ اس کے مہمان ہیں اور خدا کے مہمانوں کی قدر دانی کے لئے سب سے زیادہ لائق تم ہو۔

لہٰذا اس کے زائروں اور مہمانوں کی قدردانی کرو، کہ وہ لوگ الجھے ہوئے غبار آلود بالوں کے ساتھ ہر شہر اور ہر علاقے سے ایسے اونٹوں پر سوار ہو کر جو کہ تیز کی لکڑیوں کے مانند لاغر اور دبلے پتلے ہیں، پہنچنے ہی والے ہیں؛ لہٰذا اس کے گھر کے زائرین اور مہمانوں کی قدر دانی اور ضیافت کرو. اس کعبہ کے ربّ کی قسم اگر ہمارے پاس اتنا مال ہوتا کہ ان تمام امور کے لئے کفایت کرتا تو تم سے مدد نہیں مانگتے. اب میں اپنے پاک وحلال مال سے کہ جس میں قطع رحم کا شائبہ تک نہیں اور نہ ہی کوئی مال ظلم وستم سے حاصل کیا گیا ہے اور نہ اُس میں کسی حرام کی آمیزش ہے (کچھ ان امور میں مصرف کے لئے) کنارے رکھتا ہوں (جدا کرتا ہوں) اور تم میں سے جو ایسا کرنا چاہتا ہے ایسا کرے۔

تم میںسے اس گھر کی حرمت کے ذریعہ چاہتا ہوں کہ تم سے کوئی مرد بیت اللہ کے زائروں کا اکرام کرنے اور انھیں تقویت پہنچانے کے لئے حلال اور پاک مال کے سوا جدا نہ کرے؛ اُس میں ایک دینار بھی ظلم وستم کے ذریعہ نہ لیا گیا ہو اور کسی سے قطع رحم نہ ہوا ہو اور زور زبردستی سے نہ لیا گیا ہو۔

ان لوگوں نے بھی تعمیل حکم کرتے ہوئے دقت سے کام لیتے ہوئے اپنے مال میں سے حلال مال کو الگ کر کے دار الندوہ میں رکھ دیتے تھے۔ [1]

3۔ انساب الاشراف اور ابن ہشام کی سیرہ اور المحبّر میں مذکور ہے(اور ہم انساب الاشراف کی بات نقل کرتے ہیں):

ایک سال قریش کو قحط (خشک سالی) کا سامنا ہوا اور ان کے اموال تباہ ہوگئے اور بے چارگی وتنگدستی سب پر چھا گئی. یہ خبر جناب ہاشم کو جو کہ شام کے غزہ نامی (2). علاقے میں تجارت کے لئے گئے ہوئے تھے پہنچی تو جناب ہاشم نے حکم دیا کہ روغنی روٹی (کیک) اور سادہ روٹی فراہم کریں ان کے دستور کے اجراء کے ساتھ ہی اس سے کہیں زیادہ چیزیں فراہم ہوگئیں. پھر انھیں تھیلوں میں رکھ کر اونٹوں پر لاد کر مکّہ کی طرف روانہ ہوگئے. جب مکّہ پہونچے تو حکم دیا کہ انھیں توڑ توڑ کر سالن میں بھگو دیں اور جو اونٹ اپنے ہمراہ لائے تھے انھیں نحر کر ڈالا اور مکّہ کے رہنے والوں کو سیر کر کے انھیں گرسنگی اور بھوک سے نجات دی۔

---

(1) سیرۂ حلبیہ ج1، ص6، سیرۂ نبویہ ج 1، ص19.(2) غزہ مصر کی سمت شام کی انتہا میں ایک شہر ہے؛ معجم البلدان.

عبد اللہ ابن زبعریٰ نے اس قحط کے بارے میں جس نے مکّہ والوں کو زحمت و مشقت میں مبتلا کر رکھا تھا اس طرح یاد کیا ہے۔ (1)

عمر و العلیٰ هشم الثّر يد لقومه
و رجال مكّه مسنتون عجاف
وهو الّذى سنّ الرحيل لقومه
رحل الشتاء ورحلة الاصياف

"عمرو عُلیٰ" نے اپنی قوم کے لئے سالن دار گوشت تیار کیا.جبکہ مکّہ والے قحط سے دوچار تھے۔
اُس نے اپنی قوم کے لئے کاروانی تجارت کی سنت قائم کی۔جاڑے کے کاروان اور گرمی کے کاروان کے عنوان سے۔
اسی سال، تمام مکّہ والوں کو قحط نے اپنی گرفت میں لے لیا اور جناب ہاشم نے جو کچھ کیا اس سے تھوڑی ہی مدّت تک ان کی فریاد رسی ہوئی.لیکن اس تاریخ کے بعد مکّہ والوں کے درمیان کچھ ایسے بھی افراد تھے جو گرسنگی کے سامنے کوئی چارہ کار نہیں رکھتے تھے سوائے یہ کہ(اعتفاد) کریں اور "اعتفاد" یہ تھا کہ گھر اور خاندان کے تمام افراد صحرا کی طرف چلے جاتے تھے اور وہاں جا کر کسی سایہ میں موت کے انتظار میں بیٹھ جاتے تھے تاکہ یکے بعد دیگرے بھوک سے مرجائے اور خاندان کی کوئی فرد باقی نہ بچے۔
جناب ہاشم ابن عبد مناف نے اس نا موافق امر کے بارے میں چارہ جوئی کی کہ اس کے بعد مکّہ میں پھر کوئی پیدا نہیں ہوا کہ جو (اعتفاد) پر مجبور ہو.داستان اس طرح ہے:
"اعتفاد" سے متعلق جناب ہاشم کی چارہ جوئی اور راہ حل.
قرطبی نے ابن عباس سے ایک روایت نقل کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے:
قریش کی ایسی عادت تھی کہ اُن میں سے جب کوئی بھوک سے دوچار ہوتا اور کوئی راہ چارہ نہ ہوتی تو خود اور اپنے اہل وعیال کو مشہور ومعروف جگہ پر لے جاتا اور خیمہ لگا کر وہاں قیام کرتا تاکہ سب مرجائیں۔
یہ حالت"عمرو بن عبد مناف" کے زمانے تک جو کہ اپنے زمانے کے سید وسردار تھے باقی رہی، عمروکا"اسد"نامی ایک فرزند تھا اور وہ بنی مخزوم قبیلہ کے ایک لڑکے کا دوست تھا کہ اس کے ساتھ کھیلتا کودتا تھا اور اسے بہت دوست رکھتا تھا۔

---

(1)انساب الاشراف۔ ج 1 ،ص 58؛ اورسیرۂ ابن ہشام، ج1، ص 147؛ اور المحبر، تالیف ابن حبیب، ص 146.

ایک دن اسد کے دوست نے اسد سے کہا: ہم لوگ کل "اعتفاد" کریں گے، اس دردناک بات کا مطلب یہ تھا کہ: ہم لوگ ایک ساتھ صحرا کی طرف جائیں گے اور ایک خیمہ کے نیچے جمع ہوجائیں گے تاکہ یکے بعد دیگرے بھوک کی شدت سے ہر ایک مرتا رہے یہاں تک کہ سب کے سب مرجائیں۔

اسد یہ بات سن کر اپنی ماں کے پاس روتا ہوا آیا اور جو کچھ اس کے دوست نے کہا تھا اُس نے اپنی ماں سے کہہ سنایا، اسد کی ماں نے بھی ان کے لئے تھوڑآٹا اور چربی بھیجی انھوں نے چند دن اس پر گذارے پھر چند روز بعد اسد کا دوست اس کے پاس آیا اور کہا: ہم لوگ کل اعتفاد کریں گے۔

اسد اس بار بھی روتا ہوا باپ کی خدمت میں پہونچا اور اپنے دوست کا واقعہ اُن سے بیان کیا. یہ بات عمرو ابن عبد مناف پر گراں گذری لہذا انھوں نے قریش کے ان افراد کو جو ان کے حکم کی تعمیل کرتے تھے آوازدی اور ان کے درمیان خطبہ دینے کھڑے ہوئے اور کہا:

تم لوگوں نے ایسا کام کیا ہے جس سے اپنی تعداد کم کردی ہے جب کہ قبائل عرب کی تعداد بڑھتی جارہی ہے اور وہ کام تمہاری ذلت وخواری اور دوسرے عرب کی عزت کا باعث ہو رہا ہے۔

تم لوگ آدم کی اولاد میں سب سے زیادہ محترم اور حرم الٰہی کے ساکن اور رہنے والے ہو اور لوگ تمہارے تابع فرمان ہیں اور تمہاری باتیں سنتے ہیں. اور قریب ہے کہ یہ اعتفادد تمھیں ہلاک کرڈالے اور نابود کردے؛ قریش نے کہا: ہم آپ کے حکم کے منتظر ہیں؛ (یعنی جو آپ کا حکم ہوگا ہم ماننے کو تیار ہیں) جناب ہاشم نے کہا: سب سے پہلے اس مرد (اسد کے دوست کے باپ) کو کچھ دو اور انھیں اعتفاد سے بچاؤ انھوں نے حکم کی تعمیل کی اور ایسا ہی کیا۔[1]

پھر جناب ہاشم نے قریش کے مختلف قبیلوں کو دو تجارتی سفر کے لئے تیار کیا؛ جاڑے میں یمن کی جانب اور گرمی میں شام کی جانب اور یہ طے کیا کہ دولت مند جو فائدہ حاصل کرے اسے فقیر پر تقسیم کرے؛ یہاں تک کہ وہ فقراء مالداروں کے ہم پلہ ہوگئے۔

یہ صورت حال اسی طرح باقی رہی یہاں تک اسلام کا ظہور ہوگا۔

اس طرح سے عرب میں کوئی قبیلہ ثروت وعزت کے لحاظ سے قریش کا ہم پلہ اور ہم شان نہ ہو سکا کہ ایک شاعر قریش نے کہا:

---

(1) لسان العرب میں (عفد) کی لفظ کے بارے میں اور تفسیر قرطبی ج20، ص 204 ملاحظہ ہو.

والخا لطون فقیر هم بغنّهِمْ حتّیٰ یصیر فقیر هم کا لکافی

"فقیر اور دولت مند آپس میں اس طرح مخلوط ہوگئے کہ ان کے فقراء مالداروں کے مانند بے نیاز ہو گئے"۔

یہ صورت حال حضرت محمد صلّی اللہ علیہ و اٰ لہ وسلم کے خدا کی طرف سے مبعوث بہ رسالت ہونے تک باقی رہی۔

بلا ذری نے اپنی کتاب انساب الاشراف میں قریش کے ان دونوں تجارتی قافلوں کے جناب ہاشم کے ذریعہ متحرک ہونے کے بارے میں اس طرح ذکر کیا ہے:

جناب ہاشم بن عبد مناف قریش کے تجارتی سفر کے موجد اور اس کے بانی ہیں اور اس کی داستان اس طرح ہے:

جناب ہاشم نے ابتدا میں قریش کے تجارتی قافلہ کے روانہ ہونے کے لئے شام کے بادشاہوں سے انیست اور حفاظت کی ضمانت لی کہ قریش کے تجار سالم، محفوظ اور مطمئن رہیں۔

پھر ان کے بھائی "عبد شمس" نے حبشہ کے حاکم سے اپنے اُن تاجروں کی حفاظت کی ضمانت جو وہاں جنس لے کر جاتے تھے، دریافت کی اور "مطّلب ابن عبد مناف" نے یمن کے بادشاہ سے اور "نوفل بن عبد مناف" نے عراق کے حاکم سے انیست اور حفاظت کا عہد وپیمان لیا۔

اس طرح سے دو تجارتی سفر میں جاڑے کے موسم میں یمن، حبشہ اور عراق کی طرف اور گرمی کے موسم میں شام کی طرف روانہ ہوتے تھے۔ [1]

خداوند عالم اس سے متعلق سورۂ قریش میں اس طرح فرماتا ہے:

(بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ)

(لِإِيلاَفِ قُرَيْشٍ* يلاَفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَائِ وَالصَّيْفِ* فَلْيَعْبُدُوا رَبَّ هَذَا الْبَيْتِ* الَّذِیَ طْعَمَهُمْ مِنْ جُوعٍ وَآمَنَهُمْ مِنْ خَوْفٍ*)

قریش کے انس والفت کی خاطر۔ ان کی الفت جاڑے اور گرمی کے سفر میں. لہٰذا(اس دوستی کے

---

(1) انساب الاشراف، بلاذری، ج1، ص 59.

شکرانہ کے طور پر) اس گھر کے ربّ کی عبادت کریں. وہ جس نے اُنھیں شدید بھوک میں سیر کیا اور انھیں زبردست خوف سے مامون و محفوظ رکھا ہے۔

عرب عربی معاشرہ اور سماج میں افتخار اور نیک نامی حاصل کرنے کی خاطر مہمانوں کی دیکھ ریکھ، ان کے اکرام اور اطعام (کھانا کھلانے) میں ایک دوسرے پر سبقت لے جاتے تھے، خواہ جو مال وہ اس راہ میں خرچ کرتے وہ چاپلوسی، لوٹ کھسوٹ، غصب، ربا، جوے اور اس طرح کی چیزوں سے کیوں نہ حاصل ہوا ہو۔ لیکن جناب ہاشم نے اس مال سے اپنی رضایت کا اظہار نہیں کیا۔ ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ ان کی خواہش تھی کہ انفاق خدا وند سبحان کی خوشنودگی اور رضا کے لئے ہونا چاہئے اسی لئے وہ خشک سالی اور گرانی کی وجہ سے بھوکوں کو سیر کرتے اور تجارتی قافلوں کو غذا ڈھونے والے قافلوں سے بدل دیتے تھے، مکّہ میں وہی اونٹ جو ان کے تجارتی سامان اور اجناس ڈھوتے تھے انھیں اونٹوں کو نحر کر کے اُن سے مکّہ والوں کے لئے غذا کا بندوبست کرتے تھے۔

اس سے اہم یہ بات ہے کہ انھوں نے اعتقاد کے مسئلہ کو اپنی قوم کے درمیان سے ہمیشہ کے لئے جڑ سے اکھاڑ پھینکا۔

اور اس سے بھی اہم یہ بات ہے کہ انھوں نے قریش کے لئے تجارتی قافلے تشکیل دیئے اور آباد اور مملو (جہاں آبادی زیادہ ہو) جگہوں کی طرف روانہ کیا. اور چونکہ تجارتی قافلوں کے لئے جزیرۃ العرب میں حرمت والے مہینوں کے علاوہ روانہ ہونا عرب کے مختلف قبائل کی غارت گری اور لوٹ مار کی وجہ سے ناممکن تھا. (کیونکہ ان کی عادت ہو چکی تھی کہ ہر مسافر اور مال پر حملہ کریں اور غارت گری اور لوٹ مچائیں). اس لئے جناب ہاشم اور ان کے بھائیوں نے شام، ایران، حبشہ اور ان عربی قبیلوں کے سرداروں سے عہد وپیمان لیا جن کی سرزمین سے قافلے گذرتے تھے۔

اس طرح سے وہ گرمی میں شام اور ایران کی طرف اور جاڑے میں یمن اور افریقا کی جانب تجارتی سفر کرتے ایسی چیز کی اختراع وایجاد عرب اور غیر عرب کی تاریخ میں کبھی نہیں پائی گئی. حتیٰ کہ حاتم جیسے جوانمرد، سخی وجواد انسان نے بھی ایسے کاموں کا اقدام نہیں کیا تھا اور نہ ہی اس کے علاوہ کسی اور نے ایسا کیا کہ جس کی سخاوت اس سے کم یا زیادہ رہی ہو۔

جناب ہاشم بن عبد مناف اپنی قوم کے اقتصادی، معاشی اور اُخروی معاملہ میں اپنے ان کارناموں کی وجہ سے اپنی قوم کے پیشرو شمار ہوتے ہیں۔

ٹھیک اسی طرح جس طرح کہ خدا وند عالم پیغمبروں کو لوگوں کے معاش اور معاد سے متعلق امور کی ہدایت کے لئے مبعوث کرتا ہے۔ انھوں نے اپنے دور اور اپنے بعد والے دور میں مکّہ والوں کو عرب کے لوگوں میں سب سے زیادہ مال دار بنا دیا۔

جناب عبد المطلب بن جناب ہاشم

1۔ سیرۂ ابن ہشام اور تاریخ طبری جیسی کتابوں میں بطور خلاصہ یوں نقل کیا گیا ہے:

"جناب عبد المطلب" کی ماں نے سر میں سفید بال کی وجہ سے ان کا "شیبہ" نام رکھا تھا۔[1]

لیکن جس وقت ان کے چچا (مطلب) مدینہ گئے اور انھیں ان کی ماں سے لے کر مکّہ واپس آئے، چونکہ آپ کو اونٹ پر اپنے پیچھے بٹھایا تھا تو قریش نے انھیں دیکھ کر یہ خیال کیا کہ وہ بچہ جناب عبد المطلب کا غلام ہے۔

اس وجہ سے ان کا نام "عبد المطلب" رکھا اور یہی نام ان کے اصلیٰ نام کی جگہ مشہور ہو گیا۔

یہیں سے یہ استنباط کیا جا سکتا ہے کہ پیغمبر اکرم اسلام صلّیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعض آباء واجداد کی نام گذاری اسی طرح سے ہوئی ہے۔

جیسے "جناب ہاشم" چور کرنے والے کے معنی میں ہے کہ یہ نام انھیں مکّہ میں قحط سالی کے زمانے میں اپنی قوم کے بے نوا افراد کے لئے سالن دار گوشت میں روٹی چور چور کرنے کی وجہ سے دیا گیا ہے اور ان کا اصلی نام "عمرو العلیٰ" تھا جو فراموشی کی نذر ہو گیا۔[2]

یا "عبد مناف" کا نام در اصل مغیرہ تھا کہ قریش نے انھیں عبد مناف کہا ہے[3] یا قُصیٰ کو مجمّع کہتے تھے کیونکہ انھوں نے قریش کو مکّہ میں جمع کیا تھا۔[4]

---

(1) عبد المطلب کی سوانح حیات جاننے کے لئے ابن ہشام کی سیرہ کی پہلی جلد، ص 145. اور تاریخ طبری، ج2، ص335۔ 336، طبع بیروت، دار الفکر، ملاحظہ ہو. اور ایک شاعر نے شعر کے جناب عبد المطلب کو شیبۃ الحمد کہا ہے، جیسا کہ ص 296 پر ملاحظہ کریں گے.

(2) اس سے پہلے ذکر شدہ ان کے حالات زندگی میں ملاحظہ ہو۔(3) اس سے پہلے ذکر شدہ ان کے حالات زندگی میں ملاحظہ ہو.

(4) اس سے پہلے ذکر شدہ ان کے حالات زندگی میں ملاحظہ ہو.

ابن سعد کی طبقات میں مذکور ہے:

قریش میں جناب عبد المطلب چہرہ کے اعتبار سے حسین ترین، جسم کے لحاظ سے بہترین، نہایت خوبصورت ڈیل ڈول کے مالک، حلم و بردباری کے اعتبار سے سب سے زیادہ صابر اور جود و بخشش کے اعتبار سے سب سے زیادہ کریم اور جواد انسان تھے۔

وہ لوگوں میں ایسے امور سے بہت دور تھے جو لوگوں میں بدنامی اور فساد کا باعث ہوتے ہیں وہ نہایت خدا پرست انسان تھے۔

ظلم اور ناپسندیدہ افعال کو ناپسند کرتے تھے. کوئی بادشاہ ایسا نہیں تھا جو انھیں دیکھے اور ان کا احترام نہ کرے اور ان کی خواہشوں کو پورا نہ کرے اور جب تک وہ زندہ رہے قریش کے آقا و مولا رہے۔ [1]

3۔مروج الذھب میں مذکور ہے:

جناب عبد المطلب بن ہاشم ایک خدا شناس اور توحید کا اقرار کرنے والے اور وعدۂ روز جزا (قیامت) کے معترف انسان تھے اور انھوں نے سماج کے غلط رسم ورواج کو ترک کردیا تھا، وہ سب سے پہلے انسان ہیں جنھوں نے مکّہ میںلوگوں کو خوش ذائقہ پانی پلایا۔[2]

چاہ زمزم کی کھدائی

تاریخ طبری اور سیرۂ ابن ہشام میں (کہ ہم اس بات کو انھیں مصادر سے ذکر کررہے ہیں) ابن اسحق سے روایت کی ہے کہ اس نے حضرت امام علی سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا:

جناب عبد المطلب نے کہا: میں حجرِ اسماعیل میں سویا ہوا تھا کہ اس عالم میں کوئی شخص میرے پاس آتا ہے اور کہتا ہے: طیبہ[3] کی کھدائی کرو۔

میں نے سوال کیا طیبۃ کیا ہے؟

پھر یہ موضوع میرے ذہن سے نکل گیا، دوسرے دن اسی جگہ میں سویا ہوا تھا کہ وہی شخص آکر کہتا ہے: کنواں کھودو۔

---

(1) طبقات ابن سعد، ج1 ص 50۔51؛ طبع یورپ.(2) مروج الذھب، مسعودی، ج2، ص 103، 104.

(3) طاب طَیبۃ: پاکیزہ ہوگیا، اچھا ہوا، لذیذ ہوگیا.

میں نے پوچھا کون سا کنواں؟

پھر موضوع میرے ذہن سے نکل گیا.جب تیسرے دن پھر اسی جگہ پر سویا ہوا تھا کہ پھر وہی شخص آتا ہے اور کہتا ہے: مضنونہ[1] کی کھدائی کرو!

میں نے سوال کیا مضنونہ کیا ہے؟

اور وہ چلا گیا اور جب میں چوتھے دن بھی اسی جگہ سویا ہوا تھا کہ وہی شخص آیا اور بولا: زمزم کی کھدائی کرو.میں نے پوچھا زمزم کیا ہے؟

اُس نے کہا: ایسا کنواں جس کا پانی کبھی تمام نہیں ہوگا اور انتہا کو نہیں پہونچے گا اور کبھی سوکھے گا نہیں اور تم اس پانی سے حاجیوں کو سیراب کروگے۔

اُس کی جگہ خون اور سرگین کے درمیان ہے[2] جہاں سرخ چونچ والا کوّا زمین پر چونٹیوں کے آشیانوں کے نزدیک چونچ مارے گا۔ابن اسحق سلسلہ جاری رکھتے ہوئے فرماتے ہیں:

جب کوّے کی ماموریت جناب عبد المطلب پر واضح ہوئی اور کنویں کی جگہ کی جانب راہنمائی ہوئی اوراطمینان ہوگیا کہ بات صحیح ہے .دوسری صبح کدال اٹھائی اور اپنے بیٹے حارث کو کہ اس وقت تک ان کے علاوہ ان کا کوئی اور بیٹا پیدا نہیں ہوا تھا، اپنے ہمراہ لے گئے اور کھدائی شروع کردی.جب کنویں کا حلقہ(دائرہ) نمایاں ہوگیا تو جناب عبد المطلب نے تکبیر کہی اور قریش کو معلوم ہوگیا کہ وہ اپنی مراد کو پہنچ گئے ہیں۔

لہٰذا اُن کے پاس جاکر بولے: اے جناب عبد المطلب! یہ کنواں ہمارے باپ اسمٰعیل کا ہے اور ہمارا بھی اس میں ایک حق ہے ہمیں بھی اس میں اپنا شریک قرار دو۔جناب عبد المطلب نے کہا: میں ایسا کام نہیں کرسکتا، یہ کنواں صرف ہم سے مخصوص ہے اور تم لوگوں کے درمیان صرف ہمیں دیا گیا ہے۔

---

(1) الضنّ الضنّۃ: اس چیز کو کہتے ہیں جس کے بارے میں بخل کیا جاتا ہو اور اُسے کسی کو نہ دیتے ہوں، زمزم کو مضنونہ کہتے ہیں اس لئے کہ اُس سے مومن افراد کے علاوہ کسی کو پلانے سے بخل کرتے ہیں اور منافق اس سے سیراب نہیں ہوتا ، مضنونہ گرانبہا اور قیمتی شئ کو کہتے ہیں.(2)خون اور سرگین (گوبر) کے درمیان ایک مقام تھا جہاں وہ لوگ اپنے خدا کے لئے قربانی ذبح کرتے تھے اور اسی سے قریب چیونٹیوں کا آشیانہ بھی تھا صبح کے وقت جناب عبد المطلب خانہ خدا کی طرف گئے اسی وقت سرخ چونچ والا کوّا زمین پر بیٹھا اور جہاں بیٹھا تھا اُسی جگہ چونچ ماری اس طرح سے جناب عبد المطلب چاہ زمزم کی جگہ سے آشنا ہوئے.

ان لوگوں نے کہا:

اُسے ہم سب میں تقسیم کرو ورنہ ہم تمھیں اُس وقت تک نہیں چھوڑیں گے جب تک کہ تم سے ہم لوگ جنگ وجدال نہ کریں۔

جناب عبد المطلب نے کہا: اگر ایسا ہے تو ہمارے اور اپنے درمیان اپنی مرضی کے مطابق کوئی حَکَم انتخاب کرو تا کہ وہ ہمارے درمیان قضاوت کرے۔

انھوںنے کہا: بنی سعد ھذیم کی کاہنہ [1]

آپ نے کہا: بہتر ہے۔

یہ کاھنہ شام کی بلندیوں کی طرف سکونت پذیر تھی۔

پھر اُس کے انتخاب کے بعد جناب عبد المطلب عبد مناف کی اولاد میں سے اپنے چند اہل خاندان کے ساتھ اور قریش کے دیگر قبائل سے چند افراد کے ساتھ سوار ہوئے اور روانہ ہوگئے۔

راوی کہتا ہے: ان کا گذر بے آب و گیاہ اور شورہ زار زمینوں سے تھا. ابھی حجاز اور شام کے درمیان کا کچھ حصہ ہی طے کیا تھا کہ جو پانی جناب عبد المطلب اور ان کے ساتھی لئے ہوئے تھے تمام ہو گیا اور سخت پیاس کا غلبہ ہوا یہاں تک کہ موت کا یقین ہو گیا۔ ان لوگوں نے قریش کے قبیلوں سے پانی طلب کیا تا کہ پیاس بجھائیں لیکن انھوں نے پانی دینے سے انکار کر دیا اور کہا: ہم بیابان میں پھنسے ہوئے ہیں اور جو مصیبت تم پر پڑی ہے اسی مصیبت کا خطرہ ہم لوگ اپنی جان کے لئے بھی محسوس کر رہے ہیں۔

جب جناب عبد المطلب نے اپنے قریشی ساتھیوں کی خسّت و پست ذہنی دیکھی، تو اپنی اور اپنے ساتھیوں کی جان کے لئے خوفزدہ ہوئے اور اپنے ساتھیوں سے کہا: تم لوگ کیا بہتر سمجھتے ہو؟

انھوں نے جواب دیا: ہم لوگ آپ کی رائے کے تابع ہیں جو آپ کا حکم ہو گا ہم انجام دیں گے۔ جناب عبد المطلب نے کہا: میری رائے یہ ہے کہ ہم میں ابھی ہر ایک قوی اور بحال ہے اپنے لئے ایک گڑھا کھودے اور ہم میں سے جب کوئی مر جائے تو دوسرے لوگ اسے گڑھے میں ڈال کر اس کے اوپر مٹی

---

(1) اُس کا ھنہ کا نام تاریخ طبری میں اسی طرح ہے، لیکن باقی دیگر منابع وماٰخذ میں اس کا نام "سعد بن ھذیم" لکھا گیا ہے، یہ نام غلط اور تحریف شدہ ہے کیونکہ ھذیم کا ھنہ کا باپ نہیں تھا بلکہ اس کے باپ کے بعد اس کی سرپرستی اس کے ذمّہ تھی لہذا کاھنہ ھذیم کے نام کے ساتھ پہچانی جاتی ہے.

ڈال دیں یہاں تک کہ صرف ایک آدمی بچے گا ایسی صورت میںایک آدمی کا ضایع ہونا سب کے ضایع ہونے سے بہتر ہے۔

جناب عبد المطلب کے ساتھیوں نے کہا آپ کا فرمان اور دستور بہتر اور بجا ہے.پھر ان میں سے ہر ایک نے اپنے لئے ایک گڑھا کھودا اور اس کے کنارے بیٹھ گیا، سبھی پیاس سے مرنے کا انتظار کرنے لگے. پھر کچھ وقفہ کے بعد جناب عبد المطلب نے اپنے ساتھیوں سے خطاب کر کے کہا: خدا کی قسم ہم اپنے لئے جائز نہیں سمجھتے کہ عاجزی اور ناتوانی کے باعث اپنے ہاتھوں سے خود کو ہلاک کر ڈالیں۔

خدا سے بعید نہیں ہے کہ اس سرزمین میں کسی جگہ ہمارے لئے پانی کا انتظام کر دے.اٹھو اور حرکت کرو۔

ساتھیوں نے حکم کی تعمیل کی اور روانہ ہوگئے،یہاں تک کہ سبھی ، قبیلہ قریش کے افراد سے آگے ہوگئے اور قریشیوں نے ان کا نظارہ کرنا شروع کیا کہ دیکھیں کیا کرتے ہیں ۔

جناب عبد المطلب اپنے اونٹ کے قریب گئے اور سوار ہوگئے جیسے ہی اپنی سواری کو حرکت دی اس اونٹ کے قدم کے نیچے خوشگوار پانی کا چشمہ جاری ہو گیا۔

جناب عبد المطلب نے تکبیر کہی اور ان کے ساتھیوں نے بھی تکبیر کہی پھر اتر کر خود اور ان کے ساتھیوں نے اُس پانی سے اپنے آپ کو سیراب کیا اور اپنی مشکوں کو بھی پانی سے بھر لیا ۔

جناب عبد المطلب نے اس کے بعد قریش کے افراد کو آواز دی اور کہا :پانی کے نزدیک آؤ کہ خداوند عالم نے ہمیں سیراب کیا ہے۔

وہ لوگ آگئے اور پانی نوش کیا اور اپنے برتنوں کو بھی پانی سے بھر لیا اور اس وقت کہا: اے عبدالمطلب! خداوند عالم نے تمہارے فائدہ کی خاطر ہمارے برخلاف حکم کیا ہے ،خدا کی قسم ہم زمزم کے معاملہ میں تم سے کبھی جھگڑا نہیں کریں گے جس ذات نے تمھیں اس چٹیل میدان میں پانی دیا ہے،اسی نے تمھیں زمزم بھی عنایت کیا ہے.سرفراز اور کامیاب اس کی طرف لوٹ جاؤ۔

جناب عبد المطلب اپنے ساتھیوں کے ساتھ واپس ہوگئے اور اُس کاہن عورت کے پاس نہیں گئے اور اُسے اس کے حال پر چھوڑ دیا۔

ابن اسحق کہتا ہے: یہ ایک ایسی چیز ہے جو حضرت علی ابن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) کی گفتگو سے ہم تک زمزم کے بارے میں پہونچی ہے۔ [1]

یعقوبی نے تحریر فرمایا ہے:

جب حبشہ کا بادشاہ ابرھہ کعبہ کوڈھانے کی غرض سے اپنے ہاتھی سواروں کے ساتھ مکّہ آیا، قریش پہاڑوں کی چوٹیوں پر فرار ہوگئے جناب عبد المطلب نے ان سے کہا: کاش ہم لوگ اکٹھا اور ایک قوت ہوتے اور اس فوج کو خانہ خدا سے بھگادیتے۔

انھوں نے کہا: اس کے مقابل ہمارے پاس کوئی علاج نہیں ہے۔

اس لئے جناب عبد المطلب حرم میں باقی رہے اور کہا: میں خدا کے گھر سے باہر نہیں جاؤں گا اور خدا کے علاوہ کسی سے پناہ نہیں مانگوں گا۔

ابرھہ کے سپاہیوں نے جناب عبد المطلب کے اونٹوں کو پکڑ لیا. جناب عبد المطلب ابرھہ کے پاس گئے جب انھوں نے اندر آنے کی اجازت مانگی، تو ان لوگوں نے ابرھہ سے کہا عرب کے سید وسردار، قریش کے بزرگ، لوگوں میں معزز انسان تمہارے پاس آئے ہوئے ہیں۔

آپ اُس کے پاس گئے، ابرھہ نے ان کا احترام واکرام کیا اور جمال وکمال اور ان میں پائی جانے والی شرافت کی بناء پر انھوں نے اُس کے دل میں جگہ بنالی، اس نے اپنے مترجم سے کہا:

جناب عبد المطلب سے کہو: تم جو چاہتے ہو درخواست کرو۔

جناب عبد المطلب نے کہا: اپنے ان اونٹوں کو تم سے مانگتا ہوں جو تمہارے ساتھیوں نے پکڑ لیا ہے۔

ابرھہ نے کہا:

تم کو دیکھنے کے بعد میں نے، تمھیں ایک جلیل القدر، عظیم المرتبت انسان خیال کیا اور تم دیکھ رہے ہو کہ میں تمہاری عظمت وشرافت، شان وشوکت کو درہم برہم کرنے آیا ہوں اور تم مجھ سے میرے واپس جانے کا مطالبہ نہیں کرتے کہ واپس چلا جاؤں اور کعبہ کو اس کے حال پر چھوڑدوں، ایسے میں تم مجھ سے اپنے اونٹوں کے بارے میں گفتگو کر رہے ہو؟!

جناب عبد المطلب نے جواب دیا:

میں ان اونٹوں کا مالک ہوں اور اس گھر کا جس کے بارے میں تمہارا خیال ہے کہ منہدم کردوگے اس

---

(1) سیرۂ ابن ہشام، ج1، ص 154 ـ 155. طبع مبطع حجازی، قاھرہ، 1356ھ.

کا بھی ایک مالک ہے کہ تم کو اس کام سے روک دے گا. ابرھہ نے جناب عبد المطلب کے اونٹونکو واپس کردیا اور ان کی باتوں سے اس کے دل میں خوف پیدا ہو گیا۔

جب جناب عبد المطلب ابرھہ کے پاس سے واپس آئے اپنے فرزندوں اور ساتھیوں کو اکٹھا کیا اور کعبہ کے دروازہ تک گئے اور اُس سے لپٹ کر بولے:

لھم!ان تعف فا نھم عیالک[1]

یا ربّ انَّ العبد یمنعُ رحلهُ فامنع رحالک

لایغلبنّ صلیبھم و محا لھم ابداً محالک

"ابرھہ نے ہمیں نابود کرنے کا ارادہ کیا ہے.خدایا اگر تو نے انھیں معاف کر دیا تو وہ تیرے عیال ہیں....

خدایا! ہر بندہ اپنے گھر کا دفاع اور بچاؤ کرتا ہے، لہٰذا تو بھی اپنے گھر کا دفاع اور تحفظ کر. کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کی صلیب اور اُن کی طاقت از روی ظلم و بیداد تیری طاقت پر غالب آجائے"۔

کہ خداوند عالم نے ابابیلوں کا لشکر اُس سے جنگ کرنے کے لئے بھیج دیا۔[2]

بحار الانوار میں خلاصہ کے ساتھ اس طرح مذکور ہے:

جناب عبد المطلب نے اپنے بیٹے جناب عبد اللہ کو بھیجا تا کہ ابرھہ کے سپاھیوں کی خبر لائے،پھر اس وقت خود خانہ خدا کی طرف گئے اور سات بار اس کا طواف کیا، پھر صفا و مروہ کی جانب رخ کیا اور وہاں کی بھی سات بار سعی کی۔

جناب عبد اللہ ابو قبیس نامی پہاڑ پر چڑھ گئے اور دیکھا کہ پرندوں(ابابیل) نے ابرھہ کے لشکر کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے. لہٰذا واپس آئے اور اس کی خوشخبری اپنے باپ کو دی۔

جناب عبد المطلب بیٹے کی خبر سن کر باہر آئے اور کہہ رہے تھے:اے مکّہ والو!دشمن کے پڑاؤ کی طرف غنائم حاصل کرنے جاؤ۔

---

(1) ہم نے یعقوبی کی باتوں کا خلاصہ اس کی تاریخی کتاب کی ج1، ص 250۔ 254 سے ذکر کیا ہے، یہ خبر دوسرے لفظوں میںسیرۂ ابن ہشام کی پہلی جلد کے 54اور 168 صفحہ اور طبقات ابن سعد، طبع یورپ، ج1، ص 28 ۔56 پر بھی مذکور ہے.

(2)مروج الذھب مسعودی، ج2، ص 105؛ سیرۂ ابن ہشام، ج1، ص 51.

لوگ دشمن کی پڑاؤ کی طرف روانہ ہوئے اور دیکھا کہ ابرھہ کے سپا ہی ٹوٹے پھوٹے تختوں کے مانند درہم برہم ہو کر ریزہ ریزہ ہو چکے ہیں.سارے پرندوں کی چونچ اور چنگل مینّتین سنگریزے تھے کہ ہر ایک سے اس لشکر کے ایک ایک سپا ہی کی حالت تباہ کر رہے تھے جب سب کو تباہ کر ڈالا تو واپس چلے گئے.ایسی چیز کسی نے نہ اس سے پہلے دیکھی تھی اور نہ بعد میں۔

جب سارے سپا ہی ہلاک ہوگئے،جناب عبد المطلب کعبہ کی طرف واپس آئے اور کعبہ کا پردہ پکڑ کر کہا:

یا حابس الفیل بذی المغمس

حبسته کأ نَّه مکوّس

فی مجلس تزهق فیه الأ نفس

"اے وہ ذات جس نے ہا تھی کے لشکر کو ذی مغمس[1] نامی جگہ پر روک دیا.

اسے اس طرح روک دیا کہ گویا سر نگو ہو گیا تھا، وہ ایسے مخمصہ میں گرفتار ہوگیا جس میں جان نکل جاتی ہے"۔

پھر واپس آئے اور حبشہ کے سپاہیوں سے قریش کے فرار کرنے اور ان کی بے تابی کے بارے میں کہا:

طارت قریش اذرأت خمیساً

فظلت فرداً لا أریٰ أنیساً

و لا أحسّ منهم حسیساً

ا لّا اَخاً لی ما جداً نفیساً

مسوّداً فی اهله رئیسا [2]

"جب قریش کی ابرھہ کے لشکر پر نظر پڑی تو داہنے بائیں سے فرار ہوگئے اور میں تن تنہا بے ناصر و مددگار رہ گیا حتی کہ ان کی دھیمی آواز بھی میں نے نہیں سنی، سوائے ایک بھائی کے جو میرا تھا، وہ عظیم اور نیک انسان تھا.وہ اپنے اہل (اور قوم) کے درمیان سید و سردار،صاحب فضل و شرف اور عظیم المرتبت انسان ہے"۔

مسعودی کی مروج الذھب میں مذکور ہے:

جس وقت خدا وند سبحان نے ابرھہ اور اُس کے لشکر کو مکّہ میں داخل ہونے سے روک دیا(اور انھیں نیست ونابود کر دیا)اس وقت جناب عبد المطلب نے اس طرح شعر ارشاد فرمایا:

---

(1) ذی مغمس مکّہ سے نزدیک طائف کے راستہ پر ایک مقام ہے، معجم البلدان.(2).بحار الانوار، ج15، ص132، مجالس شیخ مفید کی نقل اور شیخ طوسی کے فرزند کی امالی کی نقل کے مطابق ص 49 اور.5.

انَّ للبیت لرباً ما نعاً

من یرده بأَثامٍ یصطلم

(گھر کا روکنے والا ایک مالک ہے کہ جو بھی اس کی طرف برا قصد کرے گا تو وہ اسے نابود کر دے گا)

رامه تُبّع فی من جند ت

حمیر و الحی من آل قدم.[1]

(تبع انھیں میں سے ایک تھا کہ جس نے لشکر کشی کی، اسی طرح حمیر اور اس کے قبیلہ والے)

فانثنیٰ عنه و فی او داجه

جارح امسک منه بالکظم

(کہ لوٹنے کے بعد اس کی گردن میںکچھ زخم تھے جو سانس لینے سے مانع تھے)۔

قلت و الأشرم تردی خیله

اِنّ ذا الاشرم غرّ بالحرم

(اور اس کان کٹے (ابرھہ) سے جو اپنے لشکر کو ہلاکت میں ڈال رہا تھا میں نے کہا: بیشک یہ گوش بریدہ(کان کٹا) حرم کی بہ نسبت نہایت مغرور ہے)۔

نحن آل الله فی ما قد مضی

لم یزل ذاک علی عهد اِبرهم

(ہم گزشتہ افراد کی آل اللہ ہیں اور حضرت ابراہیم کے زمانے سے ہمیشہ ایسا رہا ہے)۔

نحنُ دمَّرنا ثموداً عَنوة

ثم عادا قبلها ذات ا لارم

(ہم نے ثمود کی سختی کے ساتھ گوشمالی کی اور انھیں ہلاک کر ڈالا اور اس سے پہلے شہر ارم والی قوم عاد کو)

---

(1)ایک دوسرے نسخہ میں,, من آل قرم،، ذکر ہوا ہے.

نعبد الله وفينا سُنّة

صلَة القربىٰ وايفاء الذمم

(ہم خدا کی عبادت کرتے ہیں اور ہمارے درمیان صلہ رحم اور عہد کا وفا کرنا سنت رہا ہے)۔

لم تزل للهِ فينا حجّة

يدفع الله بها عنّا النّقم

(ہمیشہ ہمارے درمیان خدا کی ایک حجت رہی ہے کہ اس کے ذریعہ بلاؤں کو ہم سے دور کرتا ہے)۔

اشعار کی تشریح

1۔آثام:

گناہ اور اسی طرح گناہوں کی سزا کو بھی کہتے ہیں۔

2۔یصطلم:

اصطلمہ وصلمہ الدّھرا والموتُ اوالعدُوّ: انھیں بے چارہ کردے، انھیں نابود کرے۔

3۔تُبّع:

یمن کے بادشاہوں کو کہا جاتا ہے، جس طرح روم کے بادشاہونکو قیصر اور ایران کے بادشاہوں کو کسریٰ کہا جاتا ہے اور وہ تُبّع حَمِیَرَ کہ جس نے خانۂ کعبہ کے ساتھ برا قصد کیا تھا انھیں میں سے ایک تھا۔

4۔جارح:

زخم۔

5۔کظم:

سانس کی نالی۔

6۔اشرم:

کان یا ناک کٹا ہوا(یعنی وہ شخص جس کا کان یا ناک شگافتہ ہو) اور حضرت عبد المطلب کے کلام سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ ابرھہ ایسا ہی تھا۔

7۔تردیٰ:

ہلاکت میں ڈال دے۔

8۔غُرَّ:

غرَّ غرًا وغروراً: اسے دھوکہ دیا، اسے مجبور کیا کہ وہ ایک باطل چیز کی خواہش کرے، ایسا شخص مغرور اور فریب خوردہ ہے۔

9۔اِبرَھَم:

ابراہیم ہے کہ ضرورت شعری کی بناء پر مخفف ہو گیا ہے۔

10۔عنوۃ:

اخذ الشئ عنوۃً: یعنی کوئی چیز زبردستی اور مجبور کر کے لینا۔

11۔ایفاء الذمم:

عہد کا وفا کرنا یعنی ہم ذریت حضرت ابراہیم کے درمیان صلۂ رحم اور وفاء عہد کا رواج عام رہا ہے۔

یا ہمارے درمیان آل اللہ یعنی انبیاء جیسے ہود، صالح اور ابراہیم تھے اور یہ کہنا بجا ہے کہ جناب عبد المطلب نے لفظ "فینا" سے دونوں گروہ کو نظر میں رکھا ہے۔

کیونکہ حضرت ابراہیم کی ذریت میں آل اللہ اور اس کی حجتیں رہی ہیں، جیسا کہ حضرت ابراہیم سے پہلے انبیاء تھے جیسے ہود اور صالح۔

جناب عبد المطلب ان اشعار مینّیہ فرماتے ہیں کہ اس گھر کا ایک مالک ہے جو ہر اس شخص کو روکے گا جو گناہ کے ارادے سے اس کی طرف قدم بڑھائے گا اور اسے مسمار کرنا چاہے گا. اسی طرح ان اشعار میں تبع حمیری کا تذکرہ کرتے ہیں کہ جس نے خانہ خدا پر دست دارزی کی، پھر بات کو ابرھہ تک لے جاتے ہوئے فرماتے ہیں:

جب اُس کان کٹے یا ناک کٹے شخص نے خانہ خدا پر حملہ کا ارادہ کیا تو میں نے کہا: یہ کان کٹا حرم کے ساتھ تجاوز کرنے میں بہت زیادہ مغرور اور فریب خوردہ ہے۔

جناب عبد المطلب اس مطلب کے ذکر کے بعد خبر دیتے ہیں کہ خود ان کا اور ان کے آباء و اجداد کا سلسلہ حضرت اسمٰعیل کی ذریت سے ہے اور حضرت ابراہیم کے زمانے ہی سے وہ آل اللہ ہیں، جس طرح ہود اور صالح جیسے لوگ آل اللہ تھے؛ یہ ہود اور صالح ایسے آل اللہ ہیں جنھوں نے قوم عاد (ارم شہر والوں) اور اس کے بعد قوم ثمود کو اکھاڑ پھینکا ہے۔

خداوند عالم نے ابرھہ کی داستان اپنی کتاب قرآن کریم میں اس طرح بیان کی ہے:

بِسْم اللہ الرَحمنِ الرَحِیمْ

(اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعلَ رَبُّکَ بِأَصْحَابِ الفِیلِ اَلَمْ یَجْعَل کَیْدَھُم فِیْ تَضْلِیلٍ وَاَرْسَلَ عَلَیھِمْ طَیراً اَبَابِیلٍ تَر مِیْھِم بِحِجارةٍ مِنْ سِجِّیلٍ فَجَعَلَھُم کَعَصفٍ مَأکُولٍ)

بخشنے والے اور مہربان خدا کے نام

(اے ہمارے رسول!) کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تمہارے ربّ نے اصحاب فیل کے ساتھ کیا کیا؟!

کیا ان کے مکر وحیلہ کو بیکار نہیں کیا؟! اور ان کے ہلاک کرنے کے لئے ابابیل پرندوں کو بھیجا. انھیں کھرنجوں کی کنکریاں مار رہے تھے. پھر انھیں چبائے ہوئے بھوسے کے مانند بنا دیا۔

اسی طرح خداوند عالم نے جناب عبد المطلب کی تعبیر میں قوم ثمود اور اُن کے صالح آل اللہ سے مقابلے کے متعلق اس طرح خبر دی ہے:

(وَاِلیٰ ثَمُودَ اَخَاهُمْ صَالِحاًقَالَ یَاقَومِ اعبُدُوا اللّٰہَ مَالَکُمْ من اِلٰہٍ غَیرُہ..★قَالُوا یَاْ صَالِحُ قَدْ کُنتَ فِینَا مَرجوّاً قَبلَ هٰذا اَتَنهانَا أن نَعبُدَ مَا یَعبُد اٰبأؤنَا وَاِنَّنَاَ لَفِی شَکٍ مِمَّاتَدْ عُونَااِلیهِ مُرِیبٍ★قَالَ یَا قَومِ اَرَایتُم اِنْ کُنْتُ عَلیٰ بیّنةٍ مِنْ رَبّی وَآتَانِی مِنْهُ رَحْمَةً..★فَلَمَّاجَاء اَمْرُنَا نَجَّینَا صَالِحاً وَالَّذِینَ آمَنوا معهُ..★وَ أَخَذَ الَّذِینَ ظَلَمُوا الصَّیحَةُ فَأَصْبَحُوا فِی دِیارِهِمْ جَاثِمِینَ★...اَلاَّ بُعداً لِثمُود)[1]

ہم نے صالح پیغمبر کو قوم ثمود کی طرف بھیجا.صالح نے کہا:اے میری قوم!اُس خدا کی عبادت کرو جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے...(قوم نے) کہا:اے صالح! تم اس سے پہلے ہمارے درمیان امید کا مرکز تھے.کیا تم ہمیں اس کی پرستش سے روکتے ہو جس کی ہمارے آباء واجداد نے عبادت کی ہے؟ہم اس چیز سے جس کی تم ہمیں دعوت دیتے ہو سخت بدگمان ہیں.صالح نے کہا:اے میری قوم!اگر ہم اپنے دعویٰ پر خدا کی طرف سے ایک دلیل اور معجزہ رکھتے ہیں اور اُس سے مجھے ایک رحمت ملی ہو تو اس وقت تمہاری کیا رائے ہوگی؟ جب ہمارے قہر کا حکم پہنچا تو ،صالح اور وہ لوگ جو ایمان لائے تھے ان کو ہم نے نجات دی....اور ظالموں کو آسمانی صیحہ (چنگھاڑ) نے اپنی گرفت میں لے لیا اور صبح کے وقت اپنے دیار میں(ہمیشہ کے لئے) بے حس وحرکت پڑے رہ گئے.... آگاہ رہو کہ ثمود رحمت خداوندی سے دور ہیں۔

اسی طرح ان کے اخبار اور حکایات قرآن کریم میں دوسری جگہ 27 مقام پر ذکر ہوئی ہیں[2]

پھر اس کے بعد جناب عبد المطلب اپنی گفتگو میں خبر دیتے ہیں:

ثمَّ عاداً قبلهما ذات الارم۔ قوم عاد کہ انھیں خداوند عالم نے ہلاک کر ڈالا جو کہ قوم ثمود سے پہلے زندگی گذار رہے تھے آپ کی یہ گفتگو سورۂ اعراف کی 65 ویں تا 74 ویں اور سورہ ہود کی 50ویں تا68 ویں آیات سے یا دیگر سوروں میں جو بیان ہوا ہے اس سے مطابقت رکھتی ہے۔[3]

---

(1) سورۂ ہود، آیت، 61تا 63، 66 اور 68.(2) لفظ ثمود کے لئے الفاظ قرآن کریم سے متعلق المعجم المفہرس ملاحظہ ہو.

(3)لفظ عاد کے لئے الفاظ قرآن کریم سے متعلق المعجم المفہرس ملاحظہ ہو.

اسی طرح انھوں نے شہر ارم کو قوم عاد سے متعارف کرایا ہے، یہ بات خدا وند عالم کی سورہ فجر کی چھٹی تا نویں آیات سے مطابقت رکھتی ہے:

(اَلَمَ تَرَکَیفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِعَادٍاِرَمَ ذَاتِ الْعِمادِ الَّتِی لَمْ یُخلَق مِثْلُهَا فِیْ البِلادِ وَ ثَمُودَ الَّذِینَ جَابُوُاالصَّخْرَ بِا لْوَادِ)

(اے ہمارے رسول!) کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تمہارے ربّ نے قوم عاد کے ساتھ کیا کیا؟!. شہر ارم میں جو کہ بلند وبالا اور عالی شان محلوں والا تھا ؟!

ایسا شہر کہ جس کا مثل دوسرے شہروں میںنہیں پیدا ہوا. اور قوم ثمود کے ساتھ جو وادی میں پتھروں کو کاٹ کر اپنے لئے پتھروں سے قصر تعمیر کرتے تھے؟!

اس طرح سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب عبد المطلب کا شعر قرآن کریم میں مذکور پیغمبروں اور ہلاک شدہ امتوں کی خبروں سے مطابقت رکھتا ہے۔

وہ جہاں پر اپنے اجداد کی توصیف کرتے ہیں اور انھیں اللہ کے نبیوں کی ردیف میں، پسندیدہ اخلاق، جیسے صلہ رحم اور عہد کے وفا کرنے والی صفت سے متصف ہونے کی بناء پر، قرار دیتے ہیں، وہیں ان کی بات کی سچائی ان کے اجداد کی سیرت کے بارے میں ثابت ہوجاتی ہے، جو کہ گزشتہ فصلوں میں مفصل طور پر بیان کی گئی ہے۔

اور آپ کی یہ بات کہ: وہ لوگ حضرت ابراہیم کے زمانے سے ہی آج تک آل اللہ اور خدا پرست ہیں اور خدا وند عالم ہمیشہ ان کے ذریعہ(یعنی جن لوگوں کو وہ آل اللہ اور حجت خدا کے عنوان سے متعارف کرتے ہیں) برائی اور ناگوار چیزوں کو دور کرتا ہے، یہ ایک ایسا مطلب ہے جو صحیح اور درست ہے. کیوکہ ان کے خدا پرست ہونے کا مفہوم یہ ہے کہ وہ لوگ خدا کے سوا کسی کی عبادت اور پرستش نہیں کرتے اور ہم ان کی بات کی صداقت کو اس بات سے درک کرتے ہیں کہ پیغمبر کے آباء واجداد میں حضرت اسمٰعیل تک کسی کو ایسا نہیں پایا کہ بُت کو سجدہ کیا ہو یا بُت کے لئے قربانی کی ہو، یا بت کے نام پر حج کا تلبیہ کہا ہو یا بت کی قسم کھائی ہو یا بت کی کسی بیت یا کسی شعر میں مدح وستائش کی ہو، بلکہ ان تمام موارد میں برعکس دیکھا ہے کہ انھوں نے خدا کا سجدہ کیا ہے اور خدا سے تقرب حاصل کرنے کے لئے قربانی کی ہے اور خداوند عالم کی قسم کھائی اور اُس کی تعریف وتوصیف کی ہے. اس لحاظ سے حضرت عبد المطلب کی بات کا صادق ہونا روشن وآشکار ہے۔

رہی ان کی یہ بات کہ ان کے درمیان ہمیشہ خدا کی کوئی حجت رہی ہے، تو اس کے متعلق یا یہ کہیں کہ پروردگار عالم نے اپنے گھر کے ساکنوں کو مکّہ میں کہ جسے ام القری کہتے ہیں ان کے حال پر چھوڑ دیا ہے یعنی اس ام القریٰ اور اس کے اطراف میں رہنے والے اور وہ لوگ جو حج ادا کرنے کے لئے اس کے محترم گھر کی طرف آتے ہیں پانچ سو سال سے زیادہ مدت تک انھیں ان کے حال پر چھوڑ دیا ہے اور کسی ایسے شخص کو جس کے پاس شریعت اسلام وہ لوگ حاصل کر سکیں ان کے درمیان قرار نہیں دیا ہے کہ اس بات کا غلط ہونا واضح اور آشکار رہے؛ اور ہم نے اس کتاب کی ربوبیت کی بحث میں تشریح کی ہے کہ پروردگار عالم اس طرح کی چیزوں سے منزہ اور مبرا ہے۔

یا یہ کہیں کہ:

پروردگار عالم نے مسلسل نسلوں کو پانچ سو سال سے زیادہ ام القریٰ اور اس کے اطراف میں ان کے حال پر نہیں چھوڑا ہے اور اُن کے درمیان ایسے افراد کو قرار دیا ہے کہ اگر ان میں سے کوئی دینی احکام سیکھنا چاہے تو وہ سکھانے کی صلاحیت رکھتا ہو؛ اس آیۂ شریفہ کے مصداق کے مطابق کہ خدا فرماتا ہے:

(وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوافِينَالَنَهْدِ يَنَّهُمْ سُبُلَنَا)

"اور وہ لوگ جو کہ ہماری راہ میں سعی و تلاش کرتے ہیں، ہم خود ہی انھیں اپنی راہ کی راہنمائی کرتے ہیں"۔

اس بناء پر خدا وند عالم نے انھیں افراد کے درمیان ایسے لوگوں کو قرار دیا ہے کہ جو اُسی نسل کے سارے افراد پر حجت تمام کرتے ہیں. ایسی صورت میں دین خدا کی طرف ہدایت کرنے والا جناب عبد المطلب اور آپ کے آباء و اجداد کے علاوہ حضرت ابراہیم تک کون ہو سکتا ہے؟ پروردگار عالم کی قسم کہ خدا وند متعال نے ان کے درمیان ذریت حضرت ابراہیم سے حجتیں قرار دیں اور ان پر حجت تمام کی ہے اور ان کے ذریعہ بُرائی اور عذاب کو ان سے دور کیا ہے. اور جناب عبدالمطلب نے سچ کہا ہے کہ:

نحنُ آل الله فی ما قد مضیٰ

لم یزل ذاک علی عهد ابرهم

لم تزل الله فینا حجة

ید فع الله بها عنّا النقم

جناب عبد المطلب کے شاعرانہ اسلوب میں بالخصوص مذکورہ بالا ابیات میں کہ آپ نے اپنے شکست خوردہ دشمن (ابرھہ اور اس کے سپاہی) پر فخر ومباہات کے موقع پر کہا ہے اور جن فضائل و مناقب کو شمار کیا ہے گزشتہ اور موجودہ عرب کی شاعرانہ روش سے واضح اور آشکار فرق پایا جاتا ہے۔

کیونکہ آپ نے اپنے باپ ہاشم کے وجودذی جود پر افتخار نہیں کیا ایسا سخی اور جوادباپ جس نے خشک سالی کے زمانے میں مکّہ والوں کو کھانا کھلانے کا بندوبست کیا اور اونٹوں پر تجارتی اجناس بار کرنے کے بجائے مکّہ والوں کے لئے شام سے غذا لائے اور. پھر انھیں اونٹوں کو جن پر لوگوں کے لئے غذا لاد کر لائے تھے، نحر کیا اور گرسنہ (بھوکے) لوگوں کو سیر کیا. یہ ایسا کارنامہ انجام دیا ہے کہ اُن سے پہلے نہ کسی عرب نے ایسا کیا اور نہ ہی حاتم طائی نے اور نہ ہی ان سے پہلے یا بعد میں کسی اور نے انجام دیا اور نہ ہم نے گزشتہ امتوں کی داستان میں کوئی ایسا کارنامہ ملاحظہ کیا ہے. اور اپنے باپ کے اقدام کو جو کہ اعتقاد کی رسم کو ختم کرنے کے لئے تھا کہ کوئی گھرانہ مجبوری اور گرسنگی(بھوک) کے زیر اثر موت سے دوچار نہ ہو اپنے لئے فخر شمار نہیں کرتے اور اس وقت عرب کو تجارت کے آداب سکھانے اور اجناس کو آباد سرزمینوں میں لے جانے کو اپنی فوقیت و برتری کا معیار نہیں سمجھتے۔

جناب عبد المطلب نے ان تمام فضائل میں سے کسی ایک فضیلت کو اپنے لئے افتخار کا باعث نہیں سمجھا،جب کہ تمام لوگوں کے درمیان مذکورہ بالا فضائل صرف اور صرف ان کے باپ ھاشم سے مخصوص تھے.اس طرح کے امور میں جو کہ خدمت خلق کا پتہ دیتے ہیں خود پر فخر ومباہات نہ کرنا اللہ کے نبیوں اور اس کی حجتوں کے واضح اورنمایا صفات میں سے ہے.یعنی یہ لوگ لوگوں کے ساتھ جود و بخشش کر کے اور معاشی امور میں ان کی خدمت کرکے لوگوں پر احسان نہیں جتاتے بلکہ صرف لوگوں کو اس منصب سے جو خدا نے اُن سے مخصوص کیا ہے اور لوگوں کو ہدایت کا وسیلہ قرار دیا ہے آگاہ کرتے ہیں.یہ کام جناب عبد المطلب نے اپنے اشعار میں انجام دیا ہے جس میں فرماتے ہینکہ "ہم قدیم زمانے سے ہی آل اللہ تھے..."۔

جناب عبد المطلب اور پیغمبر اکرم ﷺ کی ولادت

انساب الاشراف میں ختمی مرتبت حضرت محمد صلّیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت سے متعلق اختصار کے ساتھ یوں ذکر کیا گیا ہے:

جب آمنہ کے بطنِ مبارک میں حضرت پیغمبر ﷺ کا نور استقرار پایا تو خواب میں کوئی ان کے دیدار کو آیا اور اُس نے کہا: اے آمنہ! تم اس امت کے سید و سردار کی حامل ہو، جب تمہارا بچہ پیدا ہو جائے تو کہو:(اُعیذُک بالواحِد مِن شرِّ کُلِّ حاسدِ)۔ یعنی "تمھیں ہر حاسد کے شر سے خدا وند واحد کی پناہ میں دیتی ہوں" اور اس کا نام احمد رکھو؛اور ایک روایت کے مطابق محمد رکھو. جب پیغمبر اکرم ﷺ کی ولادت ہو گئی تو آمنہ نے جناب عبد المطلب کو پیغام بھیجا کہ آپ کے لئے ایک بچہ پیدا ہوا ہے.جناب عبد المطلب شاد و خرم اٹھے اور گھر آئے (اس حال میں کہ ان کی اولاد اُن کے ہمراہ تھی) اور انہوں نے اپنی نگاہیں نو مولود فرزند کی طرف جمائیں، آمنہ نے اپنے خواب کو اُن سے بیان کیا اور یہ کہ اُن کے حمل کی مدت سہل اور آسان رہی ہے اور ولادت آسانی سے ہو گئی ہے، جناب عبد المطلب نے بچے کو ایک کپڑے میں لپیٹا اور اُسے اپنے سینے سے لگا کر کعبہ میں داخل ہو گئے اور یہ اشعار پڑھے:

اَلْحَمدُ لِلّٰہ الَّذِیْ اَعطَانِی

ھٰذا الْغُلاٰمَ الطَیِّبَ ا لَاردانِ

اُعیذہ با لبیتِ ذی الارکان

من کل ذی بغی و ذی شنآنِ

و حاسدٍ مضطرب العنان

تمام تعریف اس خدا کی ہے جس نے ہمیں یہ پاک و پاکیزہ اور مبارک و نورانی بچہ عنایت کیا ہے. میں اسے خداوند عالم کے گھر کی پناہ میںدیتا ہوں تاکہ ظالموں،بد خواہوں اور بے لگام حاسدوں کے شر سے محفوظ رہے۔

تاریخ ابن عساکر اور ابن کثیر میں کچھ ابیات کا اضافہ کیا ہے کہ جو ان کے آخر میں ذکر ہوئے ہیں!

مندرجہ ذیل اشعار جو آخر میں اضافہ کے ساتھ مذکور ہیں:

انت الذی سُمِّیت فی الفرقان

فی کتب ثابتة المبان

احمد مکتوب علی اللسان [1]

"تو وہی ہے جس کا نام فرقان اور محکم غیر تحریف شدہ کتابوں میں اور زبانوں پر" احمد" ہے۔

ان اشعار میں جناب عبد المطلب خبر دیتے ہیں کہ آسمانی کتابوں میں ان کے پوتے کا نام احمد ہے۔

طبقات ابن سعد میں اختصار کے ساتھ اس طرح مذکور ہے:

---

(1) انساب الاشراف، ج1، ص80-81 کلمات میں اختلاف کے ساتھ؛طبقات ابن سعد، ج1، ص103؛تاریخ ابن عساکر، ج1 ص69؛ ابن کثیر، ج2، ص264- 265؛ اسی طرح دلائل بیھقی، ج1، ص51 بھی ملاحظہ کیجئے.

حلیمہ: حضرت پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دودھ پلانے والی دایہ پیغمبر خدا ﷺ کی جان کے بارے میں خوفزدہ ہوئیں اسی وجہ سے کہ انھیں پانچ سال کے سن میں مکّہ واپس لے آئیں تا کہ ان کی ماں کے حوالے کر دیں، لیکن لوگوں کی بھیڑ کے درمیان انھیں گُم کر گئیں اور جتنا بھی تلاش کیا کوئی نتیجہ نہ نکلا اور آپ نہ ملے۔ لہٰذا حضرت عبد المطلب کی خدمت میں دوڑی ہوئی آئیں اور واقعہ سے انھیں آگاہ کیا.جناب عبد المطلب کی جستجو بھی فرزند کے حصول میں نتیجہ خیز نہ ہوئی ناچار وہ کعبہ کی طرف رخ کر کے کہنے لگے۔

لاهُمّ أَدِّ راكبى محمّدا ----أدِّ هْ اليَّ وَاصطنع عندى يدا

انت الذى جعلتَهُ لى عضدا -----لا يبعد الدَّهرُ به فيبعدا

انت الَّذى سمَّيتَهُ مُحمّداً [1]

(خدایا! ہمارے شہسوار محمد ﷺ کو واپس کر دے، اُسے لوٹا دے اور اسے میرا ناصر و مددگار قرار دے.تو نے ہی اُس کو میرا بازو قرار دیا ہے، زمانہ کبھی اس کو مجھ سے دور نہ کرے، تو نے ہی اس کا نام محمد ﷺ رکھا ہے)۔

یہاں بھی جناب عبد المطلب تصریح کرتے ہیں کہ یہ خدا ہے جس نے اُن کے پوتے کا نام محمد ﷺ رکھا ہے۔

مروج الذھب نامی کتاب میں مذکور ہے:

جناب عبد المطلب اپنے فرزندوں کو صلۂ رحم اور کھانا کھلانے کی وصیت اور انھیں تشویق کرتے تھے اور ڈرایا کرتے تھے تا کہ ان لوگوں کی طرح جو معاد، بعثت اور حشر و نشر کے معتقد ہیں، عمل کریں۔

انھوں نے سقایت (سقائی) اور رفادت کی ذمہ داری اپنے فرزند "عبد مناف" یعنی "جناب ابو طالب" کو دی اور پیغمبر اکرم ﷺ سے متعلق وصیت بھی انھیں سے کی [2]

سیرۂ حلبیہ و نبویہ نامی کتابوں میں مذکور ہے: جاہلیت کے زمانے میں جناب عبد المطلب اُن لوگوں میں سے تھے جنھوں نے اپنے اوپر شراب حرام کر دی تھی وہ مستجاب الدعوت انسان تھے (یعنی ان کی دعائیں بارگاہ خداوندی میں مقبول ہوتی تھیں) انھیں ان کی جود و بخشش کی وجہ سے "فیاض" کہتے تھے اور چونکہ پرندوں کے لئے پہاڑوں کی چوٹیوں پر کھانے کا انتظام کرتے تھے انھیں لوگوں نے "مطعم طیر السمائ" (آسمان کے پرندوں کو غذا دینے والے کا) لقب دے رکھا تھا۔

---

(1) طبقات ابن سعد، طبع یورپ، ج1، ص 70 – 71، خبریں اور لفظ کے اختلاف کے ساتھ انساب الاشراف۔ ج1، ص 82؛ اسی طرح سبل الھدی والارشاد، ج1، ص390 بھی ملاحظہ ہو؛ (2) مروج الذھب، ج2، ص 108 – 109

روای کہتا ہے! قریش میں صابر اور حکیم شمار ہوتے تھے۔

پھر سبط جوزی کی نقل کے مطابق اختصار سے ذکر کیا ہے:جناب عبد المطلب اپنے بیٹوں کو ظلم و ستم اور طغیانی و سرکشی کے ترک کرنے کا حکم دیتے تھے اورانھیں مکارم اخلاق کی رعایت کی تشویق اور تحریک کرتے اور انھیں اس پر آمادہ کرتے تھے اور نازیبا حرکتوں اور ناپسندیدہ افعال کے انجام دینے سے روکتے تھے وہ کہتے تھے: کوئی ظالم اور ستمگر دنیا سے نہیں جائے گا مگر یہ کہ اس کے ظلم کا انتقام لوگ اُس سے لے لیں گے اور وہ اُس کی سزا بھگتے گا۔

قضاء الٰہی سے ایک ظالم انسان جو کہ شام کا رہنے والا تھا بغیر اس کے کہ وہ دنیا میں اپنے سیاہ کارناموں اور بُرے افعال کی سزا بھگتے انتقال کرگیا. اس کی داستان جناب عبد المطلب سے نقل کی گئی۔

انھوں نے تھوڑی دیر غور وفکر کیا اور آخر میں کہا: خدا کی قسم اس دنیا کے بعد ایک دوسری دنیا ہے جس میں نیک لوگوں کو ان کے نیک عمل کی جزا اور بدکاروں کو اُن کے بُرے عمل کی سزا دی جائے گی۔

یہ بات اس معنی میں ہے کہ ستمگر و ظالم انسان کا دنیا میں نتیجہ یہ ہے. اور اگر مرگیا اور اُسے کوئی سزا نہ ملی تو پھر اس کی سزا آخرت کے لئے آمادہ اور مہیا ہے۔

ان کی بہت ساری سنتیں ایسی ہیں جن میں اکثر و بیشتر کی تائید قرآن کریم نے کی ہے جیسے نذر کا پورا کرنا، محارم سے نکاح کی ممانعت، چور کا ہاتھ کاٹنا، لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے سے روکنا، زنا اور شراب کو حرام کرنا اور یہ کہ بربینہ خانہ خدا کا طواف نہیں کرنا چاہئے۔ [1]

سیرۂ نبویہ نامی کتاب میں مذکور ہے کہ :جناب ہاشم کے فرزند جناب عبد المطلب، قریش کے حکیموں اور بہت زیادہ صبر کرنے والوں اور مستجاب الدعوۃ انسان میں شمار ہوتے تھے.اُنہوں نے اپنے اوپر شراب حرام کر رکھی تھی۔ وہ سب سے پہلے انسان ہیں جو اکثر شبوں میں کوہ حرا میں عبادت (تحنث) کرتے تھے.وہ جب رمضان کا مہینہ آتا تو فقراء کو کھانا کھلاتے اور پہاڑوں کی بلندی پر جا کر اس کے ایک گوشہ میں خلوت اختیار کرتے اس غرض سے کہ لوگوں سے کنارہ کشی اختیار کر کے ذاتِ خداوندی کی عظمت اور بزرگی کے بارے میں غور و خوض کریں۔ [2]

---

(1)سیرۂ حلبیہ، ج1 ص 4؛ سیرۂ نبویہ، ج1، ص 21.(2) سیرۂ نبویہ، ج1، ص20 اسی مضمون سے ملتی جلتی عبارت انساب الاشراف کی پہلی جلد کے صفحہ 84 پر مذکور ہے.تاریخ یعقوبی اور انساب الا اشراف بلاذری میں اختصار کے ساتھ اس طرح ذکر ہوا ہے (اور ہم نے اس مطلب کو تاریخ یعقوبی سے لیا ہے)۔

قریش پر مصیبت کے سا لہا سال قحط اور گرانی کے ساتھ گذر گئے یہاں تک کہ کھیتیاں برباد ہوگئیں اور دودھ پستانوں میں خشک ہوگئے قریشیوں نے عاجزی اور درماندگی کے عالم میں جناب عبد المطلب سے پناہ مانگی اور کہا: خدا وند عالم نے تمہارے وجود کی برکت سے بارہا ہم پر اپنی رحمت کی بارش کی ہے اس وقت بھی خدا سے درخواست کرو تاکہ وہ ہمیں سیراب کرے۔

جناب عبد المطلب رسول خدا ﷺ کے ہمراہ اُن ایّام میں جب کہ وہ اپنے جد کی آغوش میں تھے (اور اپنے جد کے سہارے راستہ طے کرتے تھے) باہر نکلے اور اس طرح دعا کی۔

"أللّهم سادَّ الخلَّةِ ،وَكَاشِفَ الكُربةِ،اَنت عَالم غَير مُعَلَّم، مَسؤول غيرُ مُبَخَّل وَ هؤلائِ عبادُک وَ اماؤک بِعذراتِ حرمک يَشكُون اِليکَ سَنيهِم الَّتی أَقحلتِ الضَرع وَ أَ ذهبتِ الزَّرعَ،فاسمعنَّ الٰهُمّ وَ أَمطرنَّ غَيثاً مَريعاً مغدقاً)

خدایا !اے ضرورتوں کو پورا کرنے والے اور کرب و بیچینی کو دور کرنے والے تو بغیر تعلیم کے عالم ہے اور بخل نہ کرنے والا مسئول ہے یہ لوگ تیرے بندے اور کنیزیں ہیں جو تیرے حرم کے ارد گرد رہتے ہیں۔

تجھ سے اس قحط کی شکایت کرتے ہیں جس سے پستانوں میں دودھ خشک ہو گیا ہے اور کھتیاں تباہ و برباد ہوگئیں ہیں۔

لہذا خدایا! سُن اور ان پر زوردار موسلا دھار بارش نازل فرما۔

قریش ابھی وہاں سے حرکت بھی نہیں کر پائے تھے کہ آسمان سے ایسی موسلا دھار بارش ہوئی کہ ہر طرف جل تھل ہو گیا۔

ایک قریش نے ایسے موقع پر اس طرح شعر کہا:

بشيبة الحمد اسقیٰ اللّٰهُ بلدتنا وقد فقدنا الكریٰ واجلّوذ المطرُ

"خدا وند عالم نے شیبۃ الحمد(جناب عبد المطلب) کی برکت سے ہماری سرزمینوں کو سیراب کیا جب کہ ہم عیش و عشرت کھو چکے تھے اور بارش کا دور دور تک سراغ نہیں تھا"۔

منّاً من اللهِ باليمونِ طائره وخير من بشّرت يوماً به مُضرُ

"خداوند عالم نے مبارک فال انسان کے وجود سے ،ہم پر احسان کیا ہے اور وہ سب سے اچھا انسان ہے کہ ایک دن مضر قبیلہ والے اُس سے شاد و خرم ہوئے ہیں"۔

مُبارک الامرِ یُستقیٰ الغمامُ به ما فی الأنام له عدلُ و لاخطرُ[1]

"وہ مبارک مرد (جناب عبد المطلب) جس کی وجہ سے بادل نے برسنا شروع کیا؛ لوگوں کے درمیان وہ بے نظیر و بے مثال ہے"۔

بحار الانوار میں مذکور ہے:

لوگ رسول خدا کے جد جناب عبد المطلب کے لئے کعبہ کے پاس فرش بچھاتے تھے تاکہ اس پر وہ تشریف فرما ہوں اور اس پر ان کے احترام میں ان کے سوا ان کی کوئی اولاد بھی نہیں بیٹھتی تھی، لیکن جب پیغمبر اکرم صلّیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم آتے تھے تو اُس پر بیٹھتے تھے، آنحضرت ﷺ کے چچا حضرات جا کر انھیں اس کام سے روکنے کی کوشش کرتے لیکن جناب عبد المطلب اُن سے مخاطب ہو کر کہتے!

میرے بیٹے کو چھوڑ دو اسے نہ روکو۔

پھر آنحضرت ﷺ کی پشت پر ہاتھ رکھ کر کہتے: میرے اس بیٹے کی خاص شان اور منزلت ہے۔[2]

تاریخ یعقوبی نامی کتاب میں مذکور ہے کہ:

جناب عبد المطلب نے کعبہ کی حکومت اور ذمّہ داری اپنے بیٹے زبیر کے حوالے کی اور رسولخدا ﷺ کی سرپرستی اور زمزم کی سقائی جناب ابو طالب کے سپرد کی اور کہا: میں نے تمہارے اختیار میں ایسا عظیم شرف اور بے مثال افتخار قرار دیا ہے جس کے سامنے عرب کے بزرگوں کے سر خم ہو جائیں گے۔

پھر اس وقت جناب ابو طالب سے کہا:

أُوصیک یا عبد منافٍ بعدی

بمُفردٍ بعد أبیه فردِ

"اے عبد مناف! تم کو اپنے بعد ایک یتیم کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کہ جو اپنے باپ کے بعد تنہا رہ گیا ہے"۔

فارقه و هُو ضجیع المهد

فَکُنت کا لأُ مّ له فی الوجد

---

(1) یہاں تک بلاذری کی انساب الاشراف کے صفحہ 182 تا 185 پر حالات پراگندہ طور پر مذکور ہیں لیکن ہم نے تاریخ یعقوبی کی ج،2 ص 12 اور 13 سے اس واقعہ کو نقل کیا ہے۔(2) بحار الانوار، ج15، ص 144 اور 146 اور 150۔

"اس کا باپ اس سے اس وقت جدا ہوگیا جب وہ گہوارے میں تھا اور تمہاری حیثیت اس کے لئے ایک دل سوز اور مہربان ماں کی تھی"۔

تُدنیه من أَحشائها و الکبد ---فَأَنت مِن أَرجیٰ بنیّ عِندی

لدفع ضیمٍ أَو لشدِّ عقد [1]

"کہ اسے دل و جان سے آغوش میں لیتی ہے.میں تم سے مشکلات اور پریشانیوں کے بر طرف کرنے اور رشتہ کو مضبوط بنانے کے لحاظ سے اپنے تمام فرزندوں سے زیادہ امید رکھتا ہوں"۔

بحار الانوار میں، واقدی کی زبانی اس واقعہ کے نقل کے بعد اختصار کے ساتھ اس طرح روایت ہے:

اوصیک أَرجیٰ اهلنا بالر فدی ---یابن الذی غیبته فی اللحدِ

بالکره منّی ثمّ لا بالعمدی ---وخیرة الله یشاء فی العبدِ

جناب عبد المطلب نے کہا: اے ابو طالب! میں اپنی وصیت کے بعد تمہارے ذمّہ ایک کام سپرد کررہا ہوں.جناب ابو طالب نے پوچھا کس سلسلہ میں؟

کہا: میری تم سے وصیت میرے نور چشم محمد ﷺ کے متعلق ہے کہ تم میرے نزدیک اس کی عظمت اور قدر و منزلت کو جانتے ہو، لہٰذا اس کی مکمّل طور پر تعظیم کرو اور جب تک زندہ ہو روز و شب کسی بھی وقت بھی اس سے الگ نہ ہونا؛ خدا را، خدا را، حبیب خدا کے بارے میں۔پھر اُس وقت اپنے دیگر بیٹوں سے کہا: محمد کی قدر دانی کرو کہ بہت جلد ہی عظیم اور گراں قدر امر کا اس میں نظارہ کروگے اور بہت جلد اس کے انجام کار کو جس سلسلے میں میں نے اس کی تعریف و توصیف کی ہے وقت آنے پر سمجھ جائو گے۔جناب عبد المطلب کے فرزندوں نے ایک آواز ہو کر کہا: اے بابا! ہم مطیع اور فرمانبردار ہیں اور اپنی جان و مال اُس پر فدا کردیں گے۔پھر اس وقت جناب ابو طالب نے جو پہلے سے ہی پیغمبر ﷺ کے دیگر چچا کے مقابلے سب سے زیادہ ان کی بہ نسبت مہربان اور دلسوز تھے. کہا: میرا مال اور میری جان محمد پر فدا ہے، میں ان کے دشمنوں سے جنگ کروں گا اور دوستوں کی نصرت کروں گا۔

---

(1) تاریخ یعقوبی، ج،2، ص13.

واقدی نے کہا ہے:

پھر جناب عبد المطلب نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور دوبارہ آنکھ کھولی اور قریشیوں کی جانب نظر کی اور بو لے: اے میری قوم! کیا تم پر میرے حق کی رعایت واجب نہیں ہے؟

سب نے ایک ساتھ کہا: بیشک، تمہارے حق کی رعایت چھوٹے بڑے، سب پر واجب ہے تم ہمارے نیک رہبر اور بہترین رہنما تھے۔

جناب عبد المطلب نے کہا: بیٹا اپنے فرزند محمد ﷺ بن عبد اللہ کے بارے میں تم سے وصیت کرتا ہوں اس کی حیثیت اپنے درمیان ایک محترم اور معزز شخص کی طرح سمجھنا اس کے ساتھ نیکی کرنا اور اس پر ظلم روا نہ رکھنا اور اس کے سامنے نا پسندیدہ افعال بجا نہ لانا۔

جناب عبد المطلب کے فرزندوں نے ایک ساتھ کہا: ہم نے آپ کی بات سنی اور ہم اس کی اطاعت و پیروی کریں گے۔ (1)

ابن سعد کی طبقات میں مذکور ہے:

جب جناب عبد المطلب کی موت کا وقت قریب آیا، تو انھوں نے جناب ابو طالب کو پیغمبر اکرم ﷺ کی محافظت و نگہداری کی وصیت کی۔ (2)

جناب عبد المطلب کا اس وقت انتقال ہوا جب رسول خدا ﷺ آٹھ سال کے تھے اور وہ خود ایک سو بیس سال کے تھے کہ اس سن میں دنیا کو وداع کہہ کر رخصت ہوئے۔

خداوند عالم نے جناب عبد المطلب کو جسمی اعتبار سے قوی و توانا بنایا تھا اور صبر و تحمل اور جود و سخا کے اعتبار سے بڑا حوصلہ دیا تھا اور آپ کا ہاتھ بہت کھلا ہوا تھا. انھیں توحید پرست، روز قیامت کی سزا کا معتقد اور جاہلیت کے دور میں خدا پرست بنایا اور بتوں کی پرستش اور تمام ہلاکت بار چیزوں سے جو لوگوں کی تباہی کا باعث ہوتی ہیں ان سے انھیں دور رکھا تھا. وہ ظلم و ستم اور گناہوں کے ارتکاب کو سخت ناپسند کرتے تھے. وہ پہلے انسان ہیں جنھوں نے غار حرا میں عبادت کے لئے خلوت نشینی کی تاکہ خدا کی عظمت و جلالت کے بارے میں تفکر کریں اور اس کی عبادت کریں وہ رمضان کے مہینے میں عبادت میں مشغول ہوتے اور فقرا ء و مساکین کو اس ماہ میں کھانا کھلاتے تھے. آپ وہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے مکّہ میں خوش ذائقہ پانی سے

---

(1) بحار الانوار: ج15، ص152، 153. (2) طبقات ابن سعد، ج1 ص 118.

لوگوں کو سیراب کیا اور خواب میں زمزم کا کنواں کھودنے پر مامور ہوئے ور آپ نے اس حکم کی تعمیل کی اور صرف اپنے فرزند حارث کے ساتھ مذکورہ کنویں کی کھدائی کی۔

اور جب ابرھہ اپنے ہاتھی پر سوار ہو کر اپنے سپاہیوں کے ہمراہ خانہ کعبہ کو ڈھانے کے ارادہ سے مکّہ کے اطراف میں پہنچا، تو جناب عبد المطلب نے ابرھہ کے لشکر سے مقابلہ کرنے کے لئے قریش کو آواز دی لیکن ان لوگوں نے سنی اَن سنی کر دی اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر فرار کر گئے؛ لیکن جناب عبد المطلب نے خدا کے گھر کو نہیں چھوڑا اور خدا کو مخاطب کر کے اس طرح شعر پڑھا:

یا ربّ انَّ العبد یمنعُ

رحلهُ فامنع رحالک

خدایا! ہر بندہ اپنے گھر کا دفاع اور بچاؤ کرتا ہے، لہذا تو بھی اپنے گھر کا دفاع اور تحفظ کر۔

اور جب خداوند متعال نے ابرہہ اور اس کے لشکر کو ہلاک کر ڈالا تو انھوں نے یہ اشعار کہے:

انَّ للبیت لرباً ما نعاً

من یرده بأَثامٍ یصطلم

(اس گھر کا روکنے والا ایک مالک ہے کہ جو بھی اس کی طرف گناہ کا قصد کرے گا تو وہ اسے نابود کر دے گا)۔

رامه تُبّع فی من جند ت

حمیر و الحی من آل قدم

(تبع انھیں میں سے ایک تھا کہ جس نے لشکر کشی کی، اسی طرح حمیر اور اس کے قبیلہ والے)۔

فانثنیٰ عنه و فی اوداجه

جارح امسک منه بالکظم

(کہ لوٹنے کے بعد اس کی گردن مینکچھ زخم تھے جو سانس لینے سے مانع تھے)۔

قلت والأشرم تردی خیله

اِنّ ذا الأَشرم غرّ بالحرم

(اور اس کان کٹے (ابرھہ) سے جو اپنے لشکر کو ہلاکت میں ڈال رہا تھا میں نے کہا: بیشک یہ گوش بریدہ (کان کٹا) حرم کی بہ نسبت نہایت مغرور ہے)۔

نحن آل الله فی ما قد مضی

لمن یزل ذاک علی عهد اِبرهم

(ہم گزشتہ افراد کی آل اللہ ہیں اور حضرت ابراہیم کے زمانے سے ہمیشہ ایسا رہا ہے)۔

نحنُ دمَّرنا ثموداً عَنوة

ثم عادا قبلها ذات ا لارم

(ہم نے ثمود کی سختی کے ساتھ گوشمالی کی اور انھیں ہلاک کر ڈالا اور اس سے پہلے شہر ارم والی قوم عاد کو)

نعبد الله و فینا سُنّة

صلَة القربیٰ و ایفاء الذمم

(ہم خدا کی عبادت کرتے ہیں اور ہمارے درمیان صلہ رحم اور عہد کا وفا کرنا سنت رہا ہے)۔

لم تزل للهِ فینا حجّة

یدفع اللہ بھا عنّا النّقم

(ہمیشہ ہمارے درمیان خدا کی ایک حجت رہی ہے کہ اس کے ذریعہ بلاؤں کو ہم سے دور کرتا ہے)۔

یہی سال تھا کہ آپ کے پوتے خاتم الانبیائ ﷺ پیدا ہوئے تو جناب عبد المطلب نے انہیں ﷺ ایک کپڑے میں لپٹا اور اُنہیں اپنے سینے سے لپٹا کر کعبہ میں داخل ہوگئے اور اس طرح شعر پڑھا :

انت الّذی سُمِّیت فی الفرقان

فی کُتب ثابتة المثان

احمد مکتوب علی اللسان

"تو وہی ہے جس کا نام فرقان اور محکم غیر تحریف شدہ کتابوں میں " احمد ہے "۔

ان اشعار میں جناب عبد المطلب خبر دے رہے کہ آسمانی کتابوں میں ان کے پوتے کا نام احمد ہے۔

جناب عبد المطلب مستجاب الدعوات تھے، جس وقت قریش پر بارش نہیں ہوتی تھی اُن سے دعا کی درخواست کرتے تھے کہ آپ خدا سے دعا کریں تو خدا آپ کی دعا کے نتیجے میں موسلا دھار بارش نازل کرتا تھا.آخری بار پیغمبر اکرم ﷺ کے ساتھ جب آپ کم سن بچہ تھے رحمت باراں طلب کرنے کے لئے باہر گئے ابھی لوگ اپنی جگہ سے ہلے تک نہیں تھے کہ موسلا دھار بارش شروع ہوگئی۔

جناب عبد المطلب نے کچھ ایسی سنتیں قائم کی ہیں کہ اسلام نے ان کی تائید اور تثبیت کی ہے. جیسے:

1۔ نذر کا پورا کرنا؛ سورۂ انسان، آیت 7 اور سورۂ حج ، آیت 2۔

2۔ محارم سے ازدواج کی ممانعت؛سورۂ نسائ، آیت 23۔

3۔ چور کا ہاتھ کاٹنا؛ سورۂ مائدہ، آیت 38۔

4۔ لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے کی ممانعت؛ سورۂ تکویر، آیت 8، سورۂ انعام، آیت 151، سورۂ اسرائ، آیت 3.

5۔ شراب کا حرام کرنا؛ سورۂ مائدہ، آیت 90۔ 91۔

6۔ زنا کی حرمت سورۂ فرقان آیت68، سورۂ ممتحنہ آیت 12 ، سورۂ اسرائ، آیت 32۔

7۔ خانہ کعبہ کے گرد عریاں اور برہنہ حالت میں طواف کرنے سے روکنا۔

پیغمبر خدا نے 9ھ میں جب انھوں نے اپنے چچا زاد بھائی علی کو حاجیوں کے سامنے سورۂ برائت کی ابتدائی آیات کی تلاوت کرنے پر مامور کیا تھا تب یہ بھی حکم دیا تھا کہ یہ موضوع بلند آواز سے لوگوں کو ابلاغ کریں۔

8۔صلۂ رحم کی رعایت ، خاندان والوں اور رشتہ داروں سے ارتباط رکھنا؛ سورۂ نسائ، آیت1۔

9۔ کھانا کھلانا؛ سورۂ مائدہ آیت 89 اور سورۂ بلد آیت 14 ، سورۂ الحاقہ آیت 34۔

10۔ ظلم نہ کرنا اور ستمگری کو ترک کرنا؛ سورۂ ابراھیم آیت 22 اور بہت سی دیگر آیات۔

وہ غار حرا میں کنج تنہائی اختیار کرتے تھے اور کئی کئی راتیں خدا کی عبادت میں مشغول رہتے تھے (کہ جس کو کہتے ہیں) یہی روش آپ کے پوتے خاتم الانبیائ ﷺ نے بھی اپنائی تھی.وہ روز جزا (قیامت) پر ایمان واعتقاد رکھتے تھے اور اس بات کی دوسروں کو بھی تبلیغ کرتے تھے۔

بحار الانوار میں اپنی سند کے ساتھ امام جعفر صادق سے انھوں نے اپنے والد اور انھوں نے اپنے جد سے انھوں نے حضرت علی ابن ابی طالب سے انھوں نے حضرت محمد صلّیٰ اللہ علیہ و آلہ و سلم ﷺ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت علی سے اپنی وصیت میں فرمایا : اے علی! جناب عبد المطلب نے دور جاہلیت میں پانچ سنتیں قائم کی ہیں کہ خداوند عالم نے اسے اسلام میں اجرا کیا اور اس پر عمل کرنے کو ضروری سمجھا ہے۔

انھوں نے باپ کی بیوی سے ازدواج حرام کیا ہے؛ اور خداوند رحمن نے یہ آیت نازل فرمائی :

(لَا تَنْكِحُوا مَانَكَحَ آباؤُكُمْ مِنَ النِّسائِ)

جن عورتوں سے تمہارے آباء و اجداد نے نکاح کیا ہے اُن سے نکاح نہ کرو۔

جناب عبد المطلب نے ایک خزانہ پایا،تو اس کا خمس نکال کر جدا کر دیا اور راہ خدا میں صدقہ دیا، خدوند عالم نے بھی فرمایا:

(وَاعْلَمُوا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِن شَئٍ فَاِنَّ لِلّٰهِ خُمسَه ...)

جان لو کہ تمھیں جس چیز سے بھی فائدہ حاصل ہو یقینا اس میں اللہ اور ... کے لئے خمس ہے۔

اور جب زمزم کا کنواں کھودا تو اُسے حاجیوں کے پینے کے لئے مخصوص کر دیا. اور خداوند عالم نے بھی فرمایا: (اَجَعَلْتُمْ سَقَايَةَ الحَاجَّ) حجاج کو پانی پلانا ...؟

آپ نے اونٹ کی دیت سو اونٹ معین کی تو خدا وند عالم نے بھی اسی کو اسلام میں معین کردیا، پہلے خانہ خدا کے گرد طواف کر نے کی کوئی حد معین نہیں تھی جناب عبد المطلب نے سات چکر طواف معین کیا اور خدا وند عالم نے اسی کو اسلام میں باقی رکھا۔

اے علی! جناب عبد المطلب نے ازلام (پانسوں) کے تیروں کے مطابق تقسیم نہیں کی، کسی بُت کی پوجا نہیں کی اور نہ ہی بُت کے لئے قربانی کیا ہوا گوشت کبھی نہیں کھایا اور کہتے تھے میں اپنے باپ ابراہیم کے دین کا پابند ہوں۔ [1]

قابل توجہ بات یہ ہے کہ جناب عبد المطلب کے اونٹ کے سم کے نیچے سے پانی کا ابلنا (کہ جس کی حکایت پہلے بیان کی جاچکی ہے) ایک کرامت تھی خدا نے جس کے ذریعہ ان کو محترم بنایا۔

جس طرح ان کے جد اسمٰعیل کو اس سے پہلے ان کے قدم کے نیچے سے آب زمزم کے جاری ہونے کی وجہ سے مکرم اور محترم بنایا تھا۔

خدا وند عالم نے اسی طرح کی کرامت سے اُن کے پوتے حضرت محمد مصطفی ﷺ کو گرامی قدر بنایا جب جنگ تبوک میںآنحضرت ﷺ کی تیر کے پاس سے چشمہ پھوٹ پڑا۔ [2]

جو کچھ اس حدیث میں ذکر ہوا ہے کہ جناب عبد المطلب نے زمانۂ جاہلیت میں پانچ سنتیں قائم کیں اور اسلام نے اس کی تائید اور تثبیت کی، وہ اس سے پہلے ذکر کی گئی باتوں سے منافات نہیں رکھتا کیونکہ کسی چیز کا ثابت کرنا دوسری چیزوں کے نہ ہونے پر دلیل نہیں بن سکتا۔

بحث کا خلاصہ

حضرت ابراہیم نے اسمٰعیل کو وصیت کی کہ ان کی حنیفیہ شریعت کے ستونوں کو بیت اللہ الحرام کی تعمیر اور مناسک حج کی ادائیگی سے قائم رکھیں. تو اسمٰعیل نے اپنی پوری زندگی اپنے باپ کی وصیت کا پاس و لحاظ رکھا یہاں تک کہ مکّہ میں انتقال کر گئے اور اپنی مادر گرامی (ہاجرہ) اور اپنے بعض فرزندوں کے پاس حجر اسمٰعیل میں سپرد لحد کئے گئے۔ [3]

---

(1) بحار الانوار، ج 15، ص 127 شیخ صدوق کی خصال ج1، ص 150 کی نقل کے مطابق.

(2) بحار الانوار، ج 21، ص 235، خرائج کی نقل کے مطابق ص 189، بابِ غزوۂ تبوک.

(3) ملاحظہ کیجئے: اسلام میں دو مکتب، ج1، ص 82 تا 85 اور معالم المدرستین، طبع 4، ج1، ص60 تا 64.

خدا نے اسحق کے فرزند یعقوب جو کہ اسرائیل سے مشہور تھے ان کی اولاد کے لئے بھی مخصوص احکام وضع کئے جو حضرت موسیٰ اور عیسیٰ کی شریعت میں رائج ہوئے ہیں۔

حضرت عیسیٰ بن مریم کے بعد رسولوں کی فترت کا زمانہ شروع ہو جاتا ہے. یعنی خداوند عالم نے اس مدت میں کوئی بشارت دینے والا اور ڈرانے والا رسول نہیں بھیجا. جز ان نبیوں کے جو بعض لوگوں کے لئے ہدایت کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے. انھیں عیسیٰ کی شریعت پر عمل کرنے کی دعوت دی. جیسے خالد بن سنان اور حنظلہ جن کا شمار اوصیاء شریعت عیسیٰ میں ہوتا ہے۔

رہا سوال ام القریٰ (مکّہ) اور اس کے اطراف وجوانب کا تو حضرت اسمٰعیل کے پوتوں میں کوئی نہ کوئی بزرگ یکے بعد دیگرے حضرت ابراہیم کی حنیفیہ شریعت کے قیام اور حضرت کی سنتوں کو زندہ کرنے کے لئے اُٹھے کہ اب مختصر طور سے ہم ان کا تعارف کراتے ہیں:

1۔ مضر کے فرزند الیاس

مضر کے فرزند الیاس حضرت اسمٰعیل کے قبیلہ کے اُن افراد پر بہت ناراض ہوئے اور نکتہ چینی کی جنھوں نے اپنے آباء واجداد کی روش اور سنتوں کو بدل ڈالا تھا. انھوں نے ان کی نئے سرے سے تجدید کی یہاں تک کہ تحریف سے قبل والی حالت کے مانند ان پر عمل ہونے لگا۔

الیاس وہ پہلے آدمی ہیں جو اپنے ہمراہ قربانی کا اونٹ مکّہ لے گئے، نیز وہ حضرت ابراہیم کے بعد پہلے آدمی ہیں جنھوں نے رکن کی بنیاد ڈالی۔

2۔ الیاس کے پوتے خزیمہ بن مدرکہ

خزیمہ کہتے تھے: ایک "احمد" نامی پیغمبر کے خروج کا زمانہ قریب آچکا ہے. وہ لوگوں کو خدا، نیکی، احسان اور مکارم الاخلاق (اخلاق کی بلندیوں) کی دعوت دے گا. تم سب اس کی پیروی کرنا اور اس کی کبھی تکذیب نہ کرنا کیونکہ وہ جو کچھ لائے گا حق ہو گا۔

3۔ کعب بن لوئی

کعب خزیمہ کے پوتوں میں سے ہیں وہ حج کے ایام میں خطبہ دیتے اور کہتے تھے: زمین و آسمان اور ستارے لغو اور بیہودہ خلق نہیں کئے گئے ہیں اور روز قیامت تمہارے سامنے ہے. وہ اس کے ذریعہ لوگوں کو پسندیدہ اخلاق اور بیت اللہ الحرام کی تعظیم و تکریم پر آمادہ کرتے تھے. اور انھیں آگاہ کرتے تھے کہ خاتم الانبیاء خدا کے گھر سے مبعوث ہو گے اور اس بات کی موسیٰ اور عیسیٰ نے بھی اطلاع دی ہے اور شعر پڑھتے تھے:

علیٰ غفلةٍ یاتی النبی مُحَمَّد فیخبرا خباراً صدوقاً خبیرها

اچانک محمد پیغمبر ﷺ آئیں گے اور وہ سچی خبر دیں گے۔

اور کہتے تھے: اے کاش میں ان کی دعوت اور بعثت کو درک کرتا..

4۔ جناب قُصیّ

بعد اس کے کہ خزاعہ قبیلہ کے رئیس نے مکّہ میں بُت پرستی کو رواج دیا. حضرت اسمٰعیل کی نسل سے قُصیّ ان کے مقابلے کے لئے اُٹھے اور انھیں مکّہ سے باہر نکال دیا. انھوں نے بُت پرستی سے منع کیا اور ابراہیم کی سنت جو مہمانوں کو کھانا کھلانے سے متعلق تھی اس کی دوبارہ بنیاد ڈالی. وہ حج کا موسم آنے سے پہلے ہی قریش قبیلہ کے درمیان اٹھے اور ایک خطبہ کے ضمن میں فرمایا:

اے جماعت قریش! تم لوگ خدا کے ھمسایہ (پڑوسی) اس کے حرم اور گھر والے ہو اور حجاج خدا کے مہمان اور اس کے گھر کے زائر ہیں. اور احترام وتکریم کے سب سے زیادہ لائق اور سزاوار ترین مہمان ہیں. لہٰذا حج کے ایام میں جب تک کہ تمہارے علاقے سے اپنے گھر واپس نہیں چلے جاتے اس وقت تک ان کے لئے غذا اور کھانے پینے کی چیزیں فراہم کرو، اگر میرا مال ان تمام امور کے لئے کافی ہوتا تو تن تنہا اور تمہاری شمولیت کے بغیر اس کام کے لئے اقدام کرتا. لہٰذا تم میں سے ہر ایک اس کام کے لئے اپنے مال کا ایک حصّہ مخصوص کرے۔

قریش نے حکم کی تعمیل کی اور کافی مقدار میں مال جمع ہو گیا،جب حاجیوں کے آنے کا زمانہ قریب ہوا، تو مکّہ کے ہر راستے پر ایک اونٹ نحر کیا اور مکّہ کے اندر بھی ایسا کیا اور ایک جگہ کا انتخاب کیا تا کہ وہاں روٹی اور گوشت رکھا جائے اور خوش ذائقہ اور میٹھا پانی اور دوغ (چھاچھ) حاجیوں کے لئے فراہم کیا، وہ پہلے آدمی ہیں جنھوں نے مزدلفہ مینآگ جلائی تا کہ رات کے وقت حجاج عرفات سے باہر آئیں تو اپنا راستہ پہچان سکیں، انھوں نے خانہ خدا کے لئے کلید بردار اور پردہ دار کا تقرر کیا اور اپنے بیٹے عبد الدار کے گھر کو دار الندوہ (مجلس مشاورت) کا نام دیا، اس طرح سے کہ قریش وہاں کے علاوہ کہیں فیصلہ نہ کریں. انھوں نے اپنی موت کے وقت اپنے فرزندوں سے وصیت کی کہ شراب سے پرہیز کریں۔

5۔ جناب عبد مناف

قُصیّ کے بعد، ان کے فرزند عبد مناف کہ جن کا نام مغیرہ تھا ان کے جانشین ہوئے اور قریش کو تقوائے الٰہی، صلہ رحم اور پرہیز گاری کی تعلیم دی۔

6۔ جناب ھاشم

عبد مناف کے بعد، ان کے فرزند جناب ہاشم ان کے جانشین ہوئے اور قُصیّ کی سنت و روش کی پیروی میں حجاج کی مہمان نوازی کے لئے قریش کو آواز دی وہ اپنے خطبہ میں کہتے تھے:

خدا کے مہمانوں اور اس کے گھر کے زائرین کا احترام کرو اس گھر کے ربّ کا واسطہ، اگر میرے پاس اتنا مال ہوتا جو ان کے اخراجات کے لئے کافی ہوتا تو تمہاری مدد سے بے نیاز ہوتا، میں اپنے پاک وحلال مال سے کہ جس میں قطع رحم نہیں ہوا، کوئی چیز ظلم و ستم سے نہیں لی گئی اور جس میں حرام کا گذر نہیں ہے(حجاج کے اخراجات کے لئے) ایک مبلغ الگ کرتا ہوں اور جو بھی چاہتا ہے کہ ایسا کرے وہ ایک مبلغ جدا کردے، تمھیں اس گھر کے حق کی قسم تم میں سے جو بھی بیت اللہ کے زائر کا احترام کرنے اور ان کی تقویت کے لئے کوئی مال پیش کرے وہ اُس مال سے ہو جو پاک اور حلال ہو، جسے ظلم کے ذریعہ اور قطع رحم کر کے نہ لیا گیا ہو اور نہ زور اور زبردستی سے حاصل کیا گیا ہو، قریش نے بھی اس سلسلے میں کافی احتیاط سے کام لیا اور اموال کو دار الندوہ میں رکھ دیا۔

جیسا کہ ہم ملاحظہ کرتے ہیں ،جناب ہاشم کا کام خدا کی خوشنودی حاصل کرنے میں انبیاء جیسا ہے انھوں نے نہ تو شہرت حاصل کرنے کے لئے اور نہ ہی اس لئے ان امور میں ہاتھ لگایا کہ دوسرے لوگ ان کی اور ان کی قوم کی تعریف و توصیف کریں ؛جیسا کہ اُس زمانے میں جاہل عرب کی روش تھی۔

ان کا قریش کے تجارتی قافلوں کے لئے پروگرام بنانا بھی خدا کی رضا و خوشنودی کے لئے تھا جبکہ وہ لوگ پہاڑوں اور بے آب و گیاہ سرزمینوں میں زندگی گذارتے تھے اور امرار معاش کے لئے دودھ کے علاوہ کچھ نہیں رکھتے تھے۔

جناب ہاشم اپنے امور میں دیگر انبیاء اور پیغمبروں کی طرح دور اندیش اور اپنی قوم کے دنیاوی معاش اور اخروی معاد کے بارے میں غور وخوض کرنے والے ایک معزز انسان تھے.

7۔ جناب عبد المطلب بن ہاشم

وہ توحید کا اقرار کرنے والے اور دنیا وآخرت میں ہر کام کی جزا یا سزا ملنے پر ایمان و اعتقاد رکھتے تھے ، وہ جاہلیت کے دور میں خد اشناس اور خدا پرست تھے. انھوں نے زمزم کا کنواں کھودا۔

جناب عبد المطلب ایک مستجاب الدعوات شخص تھے،انھوں نے خدا سے بارش کی دعا کی تو خداوند عالم نے ان کے لئے بارش نازل کی انھوں نے خبر دی کہ خدا نے پیغمبر ﷺ کا آسمانی کتابوں میں نام احمد رکھا ہے اور رسول خدا کے آباء و اجداد کے سلسلہ میں حضرت ابراہیم کے دَور سے خدا کی کوئی نہ کوئی حجت رہی ہے جس کی وجہ سے خدا نے برائیوں کو ان سے دور کیا ہے۔

جناب عبد المطلب نے چند سنتوں کی بنیاد رکھی جس کی اسلام نے تائید اور تثبیت کی ہے ۔

تاریخ یعقوبی میں رسول خدا ﷺ سے اختصار کے ساتھ ذکر ہوا ہے:

خدا وند عالم قیامت کے دن ہمارے جد جناب عبد المطلب کو پیغمبروں کے جلوہ کے ساتھ امت واحدہ کی صورت میں مبعوث کرے گا.[1]

اس سے پہلے ان کی سیرت میں دیکھ چکے ہیں کہ اُنھوں نے اپنے فرزندوں اور اپنی قوم سے عہد وپیمان لیا کہ جب پیغمبر خدا ﷺ مبعوث بہ رسالت ہوں تو وہ لوگ ان کی نصرت کریں.جیسا کہ دیگر انبیاء اپنی قوم کے ساتھ ایسا ہی عہد وپیمان لیتے تھے۔

---

(1)تاریخ یعقوبی ـ ج2 ، ص 12 تا 14؛ بحار الانوار جلد 15، ص 157 کافی کی نقل کے مطابق، ج1 ،ص 446، 447. حضرت امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ: آپ نے فرمایا : جناب عبد المطلب امت واحدہ کی صورت میں محشور ہوگے اس حال میں کہ پیغمبروں کی جھلک اور باشاہوں کی صورت کے حامل ہوں گے.

رسول اکرم ﷺ کے باپ جناب عبد اللہ اور چچا جناب ابو طالب

1۔ جناب عبد اللہ خاتم الانبیا ﷺ ء کے والد

جناب عبد اللہ اور جناب ابو طالب کی ماں فاطمہ، عمرو بن عائذ بن عمران مخزومی کی بیٹی ہیں۔ [2]

---

(2) سیرۂ ابن ہشام، ج1، ص 120.

جناب عبد اللہ اپنے باپ جناب عبد المطلب کی سب سے چھوٹی اولاد ہیں۔

جیسا کہ اخبار سیرت سے اندازہ ہوتا ہے نوفل کی بیٹی رقیہ نے اپنے بھائی "ورقہ بن نوفل" سے پیغمبر خدا ﷺ کے مبعوث ہونے کی خبر سنی تھی لہٰذا اس نے خود کو جناب عبداللہ کے لئے رسول اکرم ﷺ کی ماں آمنہ سے ازدواج سے پہلے پیش کیا تھا، لیکن جناب عبد اللہ نے اس پر توجہ نہیں دی، اُس سے شادی نہیں کی اور اس کی مرادپوری نہیں کی۔

رقیہ بھی جناب عبد اللہ کے آمنہ سے شادی کرنے کے بعد آپ سے متعرّض نہ ہوئی؛ ایک مرتبہ جناب عبد اللہ نے اس سے کہا تھا کہ جس چیز کی مجھ سے کل خواہش کر رہی تھی (مجھ سے شادی کرنے کی) آج کیوں نہیں چاہتی ہو؟ رقیہ نے جناب عبد اللہ کے جواب میں کہا تھا! جو نور کل تمہارے ہمراہ تھا وہ تم سے جدا ہو گیا ہے۔

اور ایک دوسری روایت میں مذکورہ بالا داستان کی طرح کا واقعہ کسی دوسری عورت کے بارے میں آیا ہے کہ اُس نے کہا:

جناب عبد اللہ جب کہ ان کی پیشانی سے ایک سفید نور ضوفشاں تھا، جیسے گھوڑے کی پیشانی پر سفیدی چمکتی ہے، اس عورت کے سامنے سے گزرے تھے۔[1]

رسول اکرم ﷺ کے والد جناب عبد اللہ کے اخبار کے بارے میں اتنے ہی پر اکتفاء کرتے ہیں، انشاء اللہ حضرت ابو طالب پیغمبر کے چچا کی شخصیت کے متعلق بیان کررہے ہیں۔

2۔ اسلام کے ناصر اور پیغمبر ﷺ کے سرپرست، جناب ابو طالب

1۔ ابو طالب:

مروج الذھب میں مذکور ہے:

"جناب ابو طالب" کے نام کے بارے میں اختلاف ہے، بعض لوگوں کا دعویٰ ہے کہ ان کا نام "عبد مناف" ہے، جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا ہے. اور ایک گروہ کا خیال ہے کہ وہی کنیت ان کا نام ہے، اس دلیل سے کہ حضرت علی ابن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) نے پیغمبر کے املاء کرانے پر جب خیبر کے یہودیوں

---

(1) سیرۂ ابن ہشام، ج1، ص 149، 170.

کے لئے خط لکھا، تو خط کے آخر مینّا پنے نام اور جناب ابو طالب کے نام کے درمیان ابن سے "الف" کو حذف کر دیا اور اس طرح لکھا: "کتب علی بن ابی طالب" لہٰذا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابو طالب اسم ہے نہ کہ کنیت۔ [1]

جناب عبد المطلب نے پیغمبر کے متعلق وصیت میں جناب ابو طالب سے ایک شعر کے ضمن میں اس طرح بیان کیا ہے:

اوصیتُ من کنیتہٗ لطالب

بابن الّذی قد غاب لیس آئِب

میں نے اس شخص کو جس کی کنیت میں نے "طالب" رکھی ہے، اس شخص (عبداللہ) کے فرزند کے بارے میں جو جا کے واپس نہیں آئے گا، اُس سے وصیت کی ہے۔

2۔ جناب ابو طالب کی سیرت اور روش

تاریخ یعقوبی میں اختصار کے ساتھ ذکر ہوا ہے:

جناب عبد المطلب نے اپنی وصیت میں مکّہ کی حکومت اور کعبہ کے امور اپنے فرزند "زبیر" کے حوالے کئے اور رسول خدا ﷺ کی سرپرستی اور زمزم کی سقائی "جناب ابو طالب" کے ذمّہ کی۔

جناب عبد المطلب کا جب انتقال ہوا تو پیغمبر اکرم ﷺ اس وقت آٹھ سال کے تھے۔ [2]

سیرۂ حلبیہ میں مذکور ہے:

"سقایت" اس طرح سے تھی کہ چمڑے کے حوض دیوار کعبہ کے پاس رکھ دیئے جاتے تھے اور زمزم کی کھدائی سے پہلے خوش ذائقہ اور میٹھا پانی دیگر کنوؤں سے، مشکوں اور ظروف میں بھر کر اونٹ کی پشت پر لاد کر لاتے تھے اور ان کو حوض میں ڈال دیتے تھے اور بسا اوقات ایام حج میں حاجیوں کے پینے کے لئے اس میں انگور کا رس اور کھجور ڈال دیتے تھے. حاجیوں کے واپسی تک یہی صورت حال رہتی تھی. یہ پانی کا پہنچانا اور حاجیوں کی مہمان نوازی "عبد مناف" کے بعد ان کے فرزند "جناب ہاشم" اور ان کے بعد ان کے فرزند "جناب عبد المطلب" اور ان کے انتقال کے بعد ان کے فرزند جناب ابو طالب تک پہنچی اور انھوں نے ان

---

(1) عربی املا کا ایک قاعدہ یہ ہے کہ ''ابن" کا الف جب بیٹے کا نام اور باپ کے نام کے درمیان واقع ہو تو گر جاتا ہے جیسے "الحسن بن علی" یہاں پر بھی ابن اور علی کا الف ابی طالب کے درمیان حذف ہو گیا ہے اور ذکر ہوا ہے "علی بن ابی طالب" یہ اس بات کا پتہ دیتا ہے کہ ابو طالب اسم ہے نہ کہ کنیت. (2) تاریخ یعقوبی، ج2، ص 13.

تمام امور کی انجام دہی کے لئے ہمت کی یہاں تک کہ فقر و ناداری نے جناب ابو طالب کا پیچھا کیا لہذا اپنے بھائی جناب عباس سے آیندہ سال موسم حج تک کیلئے دس ہزار درہم قرض لیا اور سارا پیسہ حاجیوں تک آب رسانی میں اُسی سال خرچ کر دیا۔

جب دوسرا سال آیا تو، جناب ابو طالب کے پاس کوئی ایسی چیز نہیں تھی جس سے "جناب عباس" کا قرض ادا کرتے تو اپنے بھائی سے کہا: 14 ہزار درھم ہمیں مزید دے دو تاکہ آیندہ سال سب ایک ساتھ دے دوں جناب عباس نے کہا میں قرض دوں گا مگر اس شرط کے ساتھ کہ اگر اس قرض کو بھی ادا نہ کر سکے تو تم حجاج کی سقایت سے کنارہ کشی اختیار کر لو گے اور اُسے میرے حوالے کر دو گے. جناب ابو طالب نے قبول کر لیا یہاں تک کہ اس کے بعد تیسرا سال بھی آپہنچا اور اس دفعہ بھی جناب ابو طالب کے پاس کچھ نہیں تھا کہ اپنے بھائی جناب عباس کا قرض ادا کرتے۔

اس وجہ سے سقائی کا فریضہ "جناب عباس" کے حوالے کر دیا. جناب عباس کے بعد سقایت ان کے فرزند جناب عبد اللہ تک پہنچی اسی طرح جناب عباس بن جناب عبد المطلب کے فرزندوں میں دست بہ دست منتقل ہوتی رہی یہاں تک کہ "سفّاح" عباسی کا دور آگیا لیکن اس کے بعد بنی عباس نے اس فریضہ کو چھوڑ دیا۔[1]

تاریخ یعقوبی میں مذکور ہے:

حضرت علی بن ابی طالب نے فرمایا: ہمارے والد نے فقر و ناداری کی حالت میں سروری اور سرداری کی ہے. اور ان سے پہلے کوئی فقیر و نادار سیادت اور قیادت کو نہیں پہونچا ہے۔[2]

3۔ جناب ابو طالب کا عقیدہ اور ایمان

مروج الذھب میں مذکور ہے کہ:

جناب ابو طالب تمام گزشتہ اور اپنے ہم عصر لوگوں میں سب سے زیادہ خالق عالم کا اقرار کرتے تھے اور اپنے اس عقیدہ پر ثابت قدم تھے اور خالق ہستی کے وجود پر دلیل و برہان پیش کرتے تھے۔[3]

انشاء اللہ آیندہ بحثوں میں اس سے متعلق زیادہ گفتگو کریں گے. جو کچھ ہم نے یہاں تک ذکر کیا ہے وہ جناب ابو طالب کی خاص سیرت تھی اور ہم انشاء اللہ جب جناب ابو طالب کے عصر میں رسول خدا ﷺ کی سیرت سے متعلق اخبار کی چھان بین کریں گے تو اسی کے ساتھ ساتھ رسول خدا ﷺ کی حفاظت اور ان کا دفاع اور اسلامی عقائد کا تحفظ کرنے میں ان کی روش کی تحقیق کر یں گے۔

---

(1) سیرۂ حلبیہ، ج 1، ص 14؛ سیرۂ نبویہ، ج 1، ص 16؛ اور انساب الاشراف، ج1، ص57.(2)تاریخ یعقوبی، ج2، ص14، طبع بیروت. (3) مروج الذھب، مسعودی، ج2، ص 109۔

نتیجہ گیری

جزیرۃ العرب میں حضرت اسمٰعیل ، حضرت ابراہیم کی حنفیہ شریعت پر وصی، نبی اور رسول تھے، ان کے اور حضرت عیسیٰ کے بعد فترت کے زمانے میں بہت سے بشرین اور منذرین مبعوث ہوئے تھے، ان میں سے بعض انبیاء واوصیاء حضرت عیسیٰ کی شریعت کے اپنی قوم کے درمیان مبلغ تھے، جیسے حنظلہ، خالد اور وہ راہب جن کی حضرت سلیمان نے شاگردی اختیار کی تھی۔

ام القریٰ (مکّہ) میں بھی پیغمبر ﷺ کے اجداد کو یکے بعد دیگرے ہم دیکھتے ہیں کہ خانہ کعبہ کی تعمیر میں مراسم حج کے برقرار کرنے کے لئے اہتمام کرنا، مہمان نوازی اور کھانا کھلانا،بیت اللہ کے زائروں کی ہر طرح سے دیکھ بھال کرنا اور خدا کے مہمانوں تک پانی پہونچانا، مراسم حج کے آخر تک انھوں نے ان تمام امور میں حضرت ابراہیم کی سنت کی اقتداء کی ہے. موسم حج میں خانہ خدا کے زائروں کی مہمان نوازی میں اہتمام کرنا نہ فخر ومباہات اور اپنی شخصیت کے لئے تھا اور نہ اپنے قوم وقبیلہ کی شان بڑھانے کے لئے.بلکہ اس کے سائے میں وہ خدا کی خوشنودی کے خواہاں تھے.یہی وجہ تھی کہ اُس ضیافت اور مہمان نوازی پر خرچ ہونے والے اموال کے لئے شرط لگادی تھی کہ مال حرام سے نہ ہو. یہ اُس حال میں ہے کہ خداوند عالم نے مشرکین کے بارے میں اس طرح خبر دی ہے:

(وَ الَّذِينَ يُنِفقُونَ أَمْوَالَهُمْ رِئَا ئَ النَّاسِ وَ لَا يُؤْمِنُوْنَ باللهِ وَ لاَ بِاليَوْمِ الآخِر) [1]

وہ لوگ (مشرکین) اپنے اموال لوگوں کے دکھاوے کے لئے خرچ کرتے ہیں اور خداوند عالم اور روز قیامت پر ایمان نہیں رکھتے۔

ان بزرگوں نے لوگوں کو قیامت اور اس کے نتیجۂ اعمال سے ڈرایا؛ جبکہ خداوند عالم عصر جاہلیت کے مشرکین اور ان کی گفتگو کے بارے میں اس طرح خبر دیتا ہے:

---

(1)سورۂ نساء، آیت: 38

(وَقَالُوا مَاهِیَ اِ لَّاحَیَا تُنَا الدُّنْیاَ نَموتُ وَنَحْیَا وَ مَا یُهْلِکُنَا اِ لّا الدَّهرُ) .)[1]

(مشرکین نے) کہا: ہماری اس دنیاوی زندگی کے علاوہ کوئی حیات نہیںہے، اسی میں مرتے ہیں اور اسی میںجیتے ہیں اور ہمیں تو صرف زمانہ ہلاک کرتا ہے۔

(وَ قَالُوا اِنْ هِی اِلَّا حَیٰاتُنَا الدُّنیَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوثِیْن)[2]

اور (مشرکین نے) کہا: ہماری دنیاوی زندگی کے علاوہ کوئی چیز وجود نہیں رکھتی اور نہ ہی ہم محشور کئے جائیں گے۔

(...وَلَئِن قُلتَ اِ نَّکُم مَبْعُو ثُونَ مِنْ بَعدِ الْمُوتِ لَیَقُولَنَّ الَّذِ ینَ کَفَرُوااِنْ هٰذَا اِلَّا سِحْر مُبین)[3]

...اور اگر تم کہو کہ مرنے کے بعد زندہ کئے جاؤ گے ،تو کفّار کہیں گے: یہ صرف کھلا ہوا جادو ہے۔

انھیںآیات کے مانند سورۂ اسراء کی 49 ویں اور 98 ویں آیات اور سورۂ مو منون کی 37 ویں اور 82 ویں آیات اور سورۂ صافات کی 16 ویں اور سورۂ واقعہ کی 47 ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے۔

اور سورہ ٔیٰس کی 78 ویں 79 ویں آیات میں ارشاد ہوتا ہے۔

(وَضرَبَ لَنا مَثَلاً وَ نَسِیَ خَلْقَهُ قَالَ مَن یُحْیِی العِظَامَ وَهِی رَمِیْمٌ قُل یُحْیِیهَا الَّذِی أَنشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ وهُوَ بِکُلِّ خَلْقٍ علیمُ)

ہمارے لئے اس نے ایک مثال دی اور اپنی خلقت کو بھول بیٹھا اور کہا: ان ہڈیونکو جو بوسیدہ ہو چکی ہیں کون زندہ کرے گا؟! کہو: وہی زندہ کرے گا جس نے پہلی بار انھیں خلق کیا تھا اور وہ ہر نوع خلقت کے بارے میں آگاہ ہے۔

خدا وند سبحان نے سورۂ واقعہ کی 46 تا 48 ویں آیات میں ان جاہلوں کے جو اوصاف بتائے ہیں وہ اس طرح ہیں :

(وَکَانُوا یُصِرُّوْنَ عَلیَ الحِنْثِ العَظِیْمِ وَکَانُوا یَقُولُونَ أَاِذَاْ مِتْنَا وَکُنَّا تُراباً وَعِظَامَاً أاِنَّا لِمَبعوثُوْنَ أَوَآبَاؤُنَا الأَ وَّ لون)

---

(1)سورۂ جاثیہ، آیت: 24.

(2)سورۂ انعام، آیت: 29.(3) سورۂ ہود، آیت: 7.

اور وہ لوگ بڑے گناہوں پر اصرار کرتے ہیں. اور کہتے ہیں: کہ جب ہم مر کر خاک اور ہڈی ہو جائیں گے،تو کیا ہم دوبارہ اٹھائے جائیں گے؟! آیا ہمارے گزشتہ آباء و اجداد بھی دوبارہ (زندہ ہو جائیں گے)؟!

منجملہ ان امور کے کہ جن کو اجداد پیغمبر (یکے بعد دیگرے) انجام دیتے تھے، و ان کے معاشرے اور سماج میں رائج رسم و رواج کی مخالفت تھی جیسے شراب و زنا کی حرمت پوری تاریخ میں وہ بھی ایسے سماج میں جس میں شراب نوشی اور زنا کاری کا ارتکاب ان کے درمیان مختلف صورتوں اور شکلوں میں رائج تھا۔

اس طرح سے کہ مکّہ اور طائف میں اس حرام کاری کے لئے مخصوص گھر ہوتے تھے کہ ان کی بلندیوں پر مخصوص نشانات اور خاص قسم کے جھنڈے لگے ہوتے تھے جو اسی بات کی عکاسی کرتے تھے۔

اسی طرح لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے سے نہی کرتے تھے،وہ بھی ایسے زمانے میں کہ خداوند سبحان سورۂ نحل کی 58 ویں اور59 ویں آیات میں ارشاد فرماتا ہے:

(وَ اِذَاْ بُشِّ۬رَ أَحدُهُمْ بِا لأُنثٰی ظَلَّ وَجهُهُ مُسوَدّاً وَ هُو كَظِيمٌ يَتَوَارىٰ مِنَ القَوْمِ من سُوءِ مَا بُشِّرِ بِه أَيُمسكُهُ عَلىٰ هُوْنٍ أَم يدسُّهُ فِيْ التُّرابِ...)

اور ان میں سے جب کسی کو لڑکی کی ولادت کا مژدہ سنایا جاتا ہے تو اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے اور غصّہ سے بھر جاتا ہے.اور جو کچھ اُسے مژدہ دیا گیا اس کی قباحت اور برائی کی وجہ سے وہ لوگوں سے پوشیدہ ہو جاتا تھا(اور فکر کرتا تھا) کہ آیا اسے ذلت و خواری کے ساتھ محفوظ رکھے یا زمین میں اسے چھپا دے ۔

ہاں ، ان لوگوں (اجداد پیغمبر) نے اس کے علاوہ کہ ناپسندیدہ امور کو ترک کرتے ، دوسروں کو بھی ان کے کرنے سے منع کرتے تھے، اپنی قوم کے درمیان رائج رسم و رواج کی جنھیں قرآن کریم کے مکّی سوروں میں انھیںبُرے عنوان سے یاد کیا گیا ہے، مخالفت کرتے تھے۔

اسی طرح مکارم اخلاق پر بہت توجہ دیتے تھے جو کہ ان سے مخصوص تھے اور لوگونکو اس بات کی دعوت دیتے کہ خدا کے مہمانوں اور حاجیونکو کھانا کھلانے کے لئے حلال طریقہ سے کمائی ہوئی رقم سے انفاق کریں.وہ بھی ایک ایسے معاشرہ میں جہاں ربا اور قمار بازی (جوا) کے ذریعہ کمائی ہوتی ہو.اور چوری ، ڈکیتی اور لوگوں کے اموال کی لوٹ کھسوٹ جس طریقہ سے بھی ممکن ہوا اور جس شخص سے بھی ممکن ہو لوٹ لیتے تھے۔

اعتقادی اعتبار سے بھی ،تاریخ نے یہ پتہ نہیں دیا کہ پیغمبر کے اجداد میں سے کسی ایک فرد نے بھی بُت پرستی کی ہو، یا بُت کے لئے قربانی کی ہو،یا کسی بُت سے مدد مانگی ہو،کسی بُت سے طلب باراں کی ہو یا بُت کے نام پر حج کا لبیک کہا ہو،یا کسی بُت کے نام سے قسم کھائی ہو۔

اور وہ بھی ایسے حالات میں کہ جب مکّہ اور اس کے ارد گرد اور اطراف کے علاقوں میں لوگوں کے عقائد اور ان کے یقین کی بنیاد بتوں پر استوار تھی اور ان کی گفتگو اور ان کا کلام انھیں کے محور سے پُر ہوتا تھا۔

اور ان کا لوگوں کو قیامت کے دن اعمال کی سزا سے خوف دلانا ، وہ بھی ایسے معاشرہ میں جہاں اخروی زندگی کے معتقد افراد کی عقل و خرد کا مذاق اڑایا جاتا تھا اور ان کی توہین کرتے تھے ، یہ ایک قابل غور مسئلہ ہے۔

اور عقل سلیم اس بات کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہے کہ ہم کہیں کہ تمام مذکورہ امور ان تمام صدیوں اور زمانوں میں اتفاقی تھے. وہ بھی حضرت اسمٰعیل کے فرزندوں کے زمانے سے حضرت عبد المطلب کے زمانے تک یعنی پانچ سو سال سے زیادہ کی مدت میں ایسا اتفاق ہوا ہو.یعنی اجداد پیغمبر ان تمام صدیوں میں اتفاقی طور پر ان صفات کے حامل ہوگئے تھے ، اس کے علاوہ یہ بات بھی ہے کہ ان کا نسب اخلاقی پستیوں کی آلودگی سے پاک تھا اور یہ طہارت اُس وقت تھی جب مکّہ اور طائف میں زنا اور دوسری اخلاقی برائیاں عام تھیں ۔

جہاں تک اس حقیر نے سیرت اور انساب سے متعلق کتابوں کا مطالعہ کیا ہے کوئی مشہور اور شناختہ شدہ گھرانہ نہیں ملا جس کا نسب اخلاقی گراوٹ اور اس جیسی آلودگی سے پاک ہو. اور یہ کہنا کہ یہ سب اتفاقی اور حادثاتی طور پر تھا تو یہ غیر معقول بات ہے۔

ان تمام باتوں کے علاوہ یہ بات بھی اہم ہے کہ ،پیغمبر ﷺ کے اجداد اپنی قوم کو خاتم الانبیاء کی بعثت کے بارے میں مکّہ میں مژدہ دیتے تھے اور بتاتے تھے کہ آنحضرت کا آسمانی کتابوں میں محمد اور احمد نام ہے ۔ وہ اپنی قوم سے مطالبہ بھی کیا کرتے تھے کہ آنحضرت مبعوث ہو جائیں تو ان کی تصدیق کرتے ہوئے ان کی نصرت کریں۔ اجداد پیغمبر ﷺ کا یہ کارنامہ خداوند عالم کی اس بات کا مصداق ہے کہ وہ سورۂ آل عمران آیت 81 میں فرماتا ہے:

(وَإِذْ أَخَذَ اللهُ مِيثَاقَ النّبِيينَ لَمَا آتيتُكم مِنْ كِتَابٍ وَ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَاْئَ كُمُ رسول مُصدِّق لِمَا مَعَكُم لتُؤ مِنُنَّ بِه وَ لَتَنصُرُ نَّهُ قَالَ ئَ أَقرَرْتُم وَ اَخَذْتُم عَلىٰ ذَلِكُمْ اِصْرِى قَالُواْ أَقْرَرنَا فَا شْهَدُوا وَ أَنا مَعَكُم مِنَ الشَّاهِدِين) اور جب خدا وند عالم نے پیغمبرونسے عہد وپیمان لیا کہ جب بھی ہم تمھیں کوئی کتاب یا حکمت دیں، پھر تمہاری طرف جب وہ پیغمبر آئے جو تمہارے دین کی تصدیق کرتا ہو، تو قطعی طور سے اس پر ایمان لاؤ اور اس کی نصرت کرو(اُس وقت خدا نے پیغمبروں سے) کہا: آیا تم نے اقرار کیا اور اُس کا عہد وپیمان کیا ؟ سب نے کہا: ہم نے اقرار کیا .فرمایا؛ پھر گواہ رہنا میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔اور یہ رسول وہی محمد بن جناب عبد اللہ ﷺ ہیں۔وہ تمام باتیں جو ہم نے اجداد پیغمبر کے عقائد کے بارے میں بیان کی ہیں سب سے زیادہ جناب عبد المطلب سے صادر ہوئی ہیں جیسے ان کا پیغمبر ﷺ کی ولادت کے موقع پر یہ شعر کہنا۔

انت الذّی سُمّیت فی الفرقان ----فی کتب ثا بتة المبان

احمد مکتوب علی اللِّسان

"تم وہی ہو کہ فرقان اور غیر تحریف شدہ اور استوار کتابوں میںتحریر اور زبان پر جس کا "احمد"نام ہے۔

اور ان کا یہ شعر کہنا کہ جب حلیمہ نے انھیں گم کر دیا تھا :

انت الذّ ی سمَّیتهُ مُحَمَّداً

"خدایا!" یہ تو ہے کہ اس کا نام "محمد" رکھا ہے ۔

اور ان اشعار میں جو ابرھہ اور اس کے لشکر کی ہلاکت کے بعد پڑھے ہیں تصریح کرتے ہیں کہ خود وہ اور ان کے آباء و اجداد خدا کی حجتیں ہیں:

نحن آل اللہ فی ما قد مضی لم یزل ذاک علی عهد ابرهم

(ہم گزشتہ افراد کی آل اللہ ہیں اور حضرت ابراہیم کے زمانے سے ہمیشہ ایسا رہا ہے)۔

لم تزل للهِ فینا حجة ---یدفع اللہ بها عنّا النّقم

(ہمیشہ ہمارے درمیان خدا کی ایک حجت رہی ہے کہ اس کے ذریعہ بلاؤں کو ہم سے دور کرتا ہے)۔یہ کوئی اتفاق نہیں ہے کہ اسلام نے جناب عبد المطلب کی بعض سنتوں کی تائید کی ہے. کیونکہ وہ حضرت ابراہیم کے دین حنیف پر تھے اور جو کچھ انھوں نے سنت چھوڑی ہے وہ ان کی شریعت کی پیروی کی بنیادپر تھی۔اسی وجہ سے جناب عبد المطلب کی سنتیں اسلام میں داخل ہوئیں اور خدا نے فرمایا: (ثُمَّ اَوْحَيْنَاااليکَ اَنِ اتّبِعْ ملَّةَاِبْرَاْ هِيمَ حَنِيْفاً...)[1]

---

(1) سورۂ نحل، آیت، 123.

پھر ہم نے تم پر وحی کی کہ (خدا پرستی اور توحید اور معارف الٰہی کے نشر کرنے کے بارے میں) ابراہیم کے پاکیزہ آئین کی پیروی کرو۔

(قُلْ صَدَقَ اللهُ فَا تَّبِعُوا مِلَّةَ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيفاً...)[1]

(اے پیغمبر) کہو کہ خدا کا قول سچا ہے (نہ تمہارا دعویٰ) تمھیں ابراہیم کے پاک و پاکیزہ آئین کی پیروی کرنا چاہئے کیونکہ صاف ستھرا اور پاک و پاکیزہ ہے۔

(وَمَنْ أَحسَنُ دِيناً مِمَّن أَسلَمَ وَجهَهُ لِلّهِ وَ هُو مُحْسِن وَ اتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرَاهِيمَ حَنِيْفاً...)[2]

(دنیا میں) اس دین سے کون دین بہتر ہے جس نے لوگوں کو خدا کے فرمان کے سامنے سراپا تسلیم کر دیا ہے اور نیک کردار ہونے کے علاوہ حق کے سامنے سر جھکا دیتے ہیں اور ابراہیم کے دین حنیف کی پیروی کرتے ہیں...؟

اس لحاظ سے پیغمبر کے تمام اجداد ابراہیم کی حنفیہ شریعت کے پابند تھے اور بے شک خداوند عالم کی گفتگو انتہائی صداقت کی حامل ہے جیسا کہ سورۂ شعراً کی 219 ویں آیت میں ارشاد فرماتا ہے:

(وَ تَقَلُّبَکَ فِی الْسَّاجِدِين)

خداوند متعال تمہارے سجدہ گذاروں کے درمیان کروٹیں بدلنے (تمہارے اصلاب شامخہ سے ارحام مطہرہ میں منتقل ہونے) کے بارے میں آگاہ ہے۔

اسی آیت کی تفسیر میں ابن عباس سے روایت کی گئی ہے کہ انھوں نے کہا: پیغمبر اکرم ﷺ کا نور مسلسل پیغمبروں کے صلبوں میں ایک پشت سے دوسری پشت تک منتقل ہوتا رہا یہاں تک کہ ان کی ماں نے انھیں جنم دیا۔

حضرت امام محمد باقر نے اس کی تفسیر سے متعلق فرمایا:

آنحضرت ﷺ کے نور کا انبیاء کی پشت سے منتقل ہونا ایک نبی سے دوسرے نبی تک مکمّل واضح اور معلوم ہے۔ یہاں تک کہ خدا نے انھیں ان کے باپ کی صلب سے پیدا کیا اور یہ کام حضرت آدم کے زمانے سے ہی نکاح کے ذریعہ سے تھا نہ کہ غیر شرعی اور ناجائز راستوں سے۔

---

(1) سورۂ آل عمران، آیت 95.

(2) سورۂ نساء، آیت 125 اور انعام 161.

امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب نے انبیاء کی توصیف میں نہج البلا غہ کے 92 ویں خطبہ میں ارشاد فرمایا ہے:

"خدا وند عالم نے انھیں بہترین جائے امن میں بطور امانت رکھا اور سب سے اچھی جگہ پر انھیں قرار دیا اور انھیں نیک صلبوں سے پاک رحموں میں منتقل کیا اور جب بھی ان میں سے کوئی مرجاتا تھا تو دوسرا دین کی تبلیغ کے لئے قیام کرتا تھا ،یہاں تک کہ خدا کے قیمتی دین کی تبلیغ خدا وند سبحان نے محمد ﷺ کے حوالے کی ،پھر خدا نے انھیں سب سے زیادہ قابل قدر اور قیمتی معدنوں ،سب سے بہتر صلبوں اور گراں قدر درختوں سے وجود بخشا وہی شجرۂ طیبہ کہ جس سے دیگر پیغمبروں کو اُس نے پیدا کیا ہے. اور امانت داروں اور اوصیاء کو اسی سے انتخاب کیا ہے ان کی عترت بہترین عترت اور ان کا خاندان بہترین خاندان ہے اور ان کا شجرہ سب سے اچھا شجرہ ہے جو حرم ہی میں اگا ہے اور کرامت و بزرگی کے سائے میں بلند ہوا ہے۔

امیر المو منین فرماتے ہیں :" جب بھی ان میں سے کوئی مرجاتا تھا تو ان میں سے کوئی دوسرا دین کی تبلیغ کے لئے قیام کرتا تھا،، یہ ارشاد اس بات کی دلیل ہے کہ دین خدا کی طرف لوگوں کو دعوت دینے کے لئے یکے بعد دیگرے قیام کرنے والے (انبیاء و اوصیائ) آتے رہے اور حضرت آدم کے زمانے سے حضرت خاتم ﷺ تک ان کا سلسلہ جاری رہا وہ بھی اس طرح سے کہ کبھی دنیا ان کے وجود سے خالی نہیں رہی ۔

حضرت علی نے دوسری جگہ فرمایا ہے :

"دین خدا کو قائم کرنے والی حجت سے زمین کبھی خالی نہیں رہے گی؛ خواہ ہویدا اور آشکار ہو یا خائف اور پوشیدہ"تا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ خدا کی حجتیں اور دلیلیں تباہ و برباد ہو جائیں ، وہ لوگ کتنے آدمی ہیں؟ اور کہاں ہیں؟ خدا کی قسم وہ لوگ گنتی کے لحاظ سے بہت تھوڑے ہیںاور خدا کے نزدیک قدر و منزلت کے لحاظ سے بہت ہی عظیم اور با عظمت ہیں۔

خدا وند سبحان اپنی آیات و بینات کی ان کے ذریعہ حفاظت و نگہداری کرتا ہے. جب تک کہ اُن کو اپنے ہی جیسوں کے حوالے نہ کر دیں اور ان کا تخم (بیج) اپنے ہی جیسے افراد کے دلوں میں نہ بو دیں"[1]۔

جی ہاں، خدا کی ربوبیت کا اقتضا یہی ہے کہ ہر عصر اور ہر زمانے میں انسانوں کے لئے امام وپیشوا قرار دے تا کہ اس کی طرف رجوع کر کے دین خدا کے معالم کو حاصل کریں. یہ امر اس طرح ہونا چاہئے کہ اگر وہ

---

(1) نہج البلاغہ، باب احادیث، حدیث ، 147.

لوگ جستجو اور کوشش کریں تو دینی مسائل سے آگاہ ہو جائیں، جیسا کہ وہ اپنی روزی اور رزق کے لئے کوشاں رہتے ہیں اور حاصل کرتے ہیں جیسا کہ خدا وند متعال فرماتا ہے:

(وَالَّذِينَ جَاهَدُوافِينالَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلنا)

جو لوگ ہماری راہ میں کوشش کرتے ہیں تو ہم ضرور انھیں اپنی راہوں کی ہدایت کرتے ہیں. جس طرح سلمان فارسی محمدی نے راہ حق کے حصول کے لئے اصفہان کے "جی "نامی علاقہ سے باہر قدم نکالا اور ہجرت اختیار کر لی اور شام، موصل اور عراق کے راہبوں کے دیر تک پہنچے۔

ہم اس بحث میں اس بات کی کوشش کریں گے کہ پیغمبر ﷺ کے اجداد کی سیرت کے کچھ نمونے جنھوں نے ابراہیم کی حنفیہ شریعت کی تبلیغ کی ہے، بیان کریں۔

جبکہ لوگوں کا اس سلسلہ میں غلط نظریہ ہے کہ خدا وند تبارک وتعالیٰ نے فترت کے زمانے کے لوگوں کو اسی طرح مہمل اور بے کار چھوڑ دیا تھا اور ان کے لئے کوئی امام اور پیشوا معین نہیں کیا تھا. تا کہ دین کے معالم اور اُس کے دستورات اُن سے یاد کریں۔

معاذ اللہ۔ کیا حرج ہے کہ جناب عبد المطلب بھی منجملہ انبیاء میں سے ایک ہوں جن کا قرآن میں نام نہیں ذکر ہے؟ جبکہ پیغمبر اکرم ﷺ کی حدیث میں ابوذر سے منقول ہے کہ انبیاء کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے اور مرسلین کی تعداد 315 ہے کہ اس تعداد میں صرف 25 نبی اور رسول کا نام قرآن میں ذکر ہوا ہے [1]

لیکن یہ کہ پیغمبر کے اجداد موحد (خدا کی وحدانیت کا اقرار کرنے والے) تھے تو یہ ایک ایسا مطلب ہے جو مذکورہ بالا باتوں کے علاوہ مندرجہ ذیل احادیث سے بھی معلوم ہو جائے گا:

ابن عباس نے کہا: پیغمبر اکرم ﷺ سے میں نے سوال کیا اور کہا: میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں. جب حضرت آدم جنت میں تھے تو آپ کہاں تھے؟ اس سوال کو سنکر حضرت مسکرائے یہاں تک کہ داڑھ کے دانت نمایاں ہو گئے۔

پھر اس وقت فرمایا: بیشک میں ان کی صلب میں تھا اور جب وہ زمین پر آئے تب بھی میں ان کی صلب میں تھا، اپنے باپ نوح کی صلب میں کشتی میں سوار ہوا اور ابراہیم کی صلب میں آگ میں ڈالا گیا، ہمارے ماں باپ ایک دوسرے کے ساتھ خلاف شرع (شرعی نکاح کے بغیر) نہیں رہے اور خدا وند عالم مجھے ہمیشہ

---

(1) بحار الانوار: ج11، ص32 اور مسند احمد: ج5، ص265، 266.

پاکیزہ اصلاب سے پاکیزہ رحموں میں منتقل کرتا رہا. کسی نسل میں جدائی اور فرقت پیش نہیں آئی مگر یہ کہ میں ان میںسے سب سے بہتر نسل میں تھا۔

خدا وندعالم نے مجھ سے نبوت کا عہدلیا اورمجھے اسلام کی ہدایت کی اور میرا ذکر آشکارا طورپر توریت اور انجیل میں کیا اور میری صفتوں کو شرق و غرب عالم میں ظاہر کیا، اپنی کتاب کی مجھے تعلیم دی اورمجھے آسمان کی بلندیوں پر لے گیا اور ان کے اسماء سے مجھے بہرہ مند کیا :عرش کا خدا محمود ہے اور میں محمد ہوں ،مجھے خوشخبری دی کہ مجھے حوض بخش دیا اور کوثر دیا، میں وہ پہلا شفاعت کرنے والا انسان ہوں جس کی شفاعت قبول ہوگی.پھراس وقت مجھ کو بہترین مقام اور منصب کے لئے مبعوث کیا۔

اور میری امت وہ خدا کی حمد کرنے والی امت ہے جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتی ہے[1]

سورۂ زخرف کی 26تا28 ویں آیات کی تفسیر میں ارشاد فرماتا ہے:

(وَاِذْ قَالَ اِبْرَاهِيمُ لِاَبِيهِ وَقَومِهِ اِنَّنى بَرَاءٌ مِمَّا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا الَّذِى فَطَرَنى فَاِنَّهُ سَيَهْدِينِ وَجَعَلَهَا كَلِمةً باقِيَةً فِى عَقِبِه لَعَلَّهمْ يَرْ جِعُونَ)

(اے ہمارے رسول!)اس وقت کو یاد کرو جب ابراہیم نے اپنے باپ (یعنی اپنے چچا) اور قوم سے کہا:اے بُت پرستو! میں تمہارے معبودوں سے سخت بیزار ہوں. اور جز اس خدا کے جس نے مجھے خلق کیا ہے اور میری ہدایت کرے گا کسی کی نہیں عبادت کرتا. اور اس خدا پرستی (اور توحید) کو میری تمام ذریت میں کلمۂ باقیہ کے عنوان سے قرار دیا ہے تا کہ اس کی ذرّیت کے افراد (خدا وند واحد کی طرف) رجوع کریں۔

ابن عباس نے اس طرح کہا ہے:یعنی ہمیشہ ان کی(ابراہیم) ذریت میں ایسے لوگ ضرور رہے ہیں جو کلمہ لا الہ الّا اللہ کا نعرہ لگاتے رہے ہیں[2]

ابن عباس نے کہا ہے کہ:لفظ "فی عقبہ""ان کے جانشینوں" کے معنی میں ہے[3]

اوردوسری روایت کی بناء پر"ان کے فرزندوں" کے معنی میں ہے[4]

تفسیر قرطبی مینّا ختصار کے ساتھ اس طرح آیا ہے:یعنی خدا وند سبحان نے اس گفتار وکلام کو ان کی نسل میں ان کے فرزند اور فرزندوں کے فرزند میں باقی رکھا ہے. یا یہ کہ ان کی نسل نے غیر اللہ کی عبادت سے

---

(1) تفسیر سیوطی: ج 5، ص 99 (2) تفسیر ابن کثیر:ج4، ص126.

(3) تفسیر قرطبی، ج16، ص 77. (4) تفسیر سیوطی: ج 6، ص 16.

دوری کو اُن سے بعنوان میراث پایا ہے اور ہر ایک نے دوسرے کو اس امر کی وصیت کی ہے اور لفظ "عقب" اس شخص کے معنی میں ہے جو اس کے بعد آتا ہے۔

صحیح ترمذی اور مسند احمد میں واثلہ صحابی تک ان کی سند کے ساتھ ذکر ہوا ہے:

خداوندعالم نے اسمٰعیل کی اولاد میں کنانہ کو اور کنانہ سے قریش اور قریش سے بنی ہاشم اور بنی ہاشم سے مجھے انتخاب کیا اور چنا ہے[1]

سنن ترمذی میں اپنی سند کے ساتھ رسول خدا ﷺ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا:

خداوند رحمن نے ابراہیم کی اولاد میں اسمٰعیل کو اور اسمٰعیل کی اولاد میں کنانہ کو اور کنانہ کی اولاد میں قریش کو اور قریش سے بنی ہاشم (ہاشم کی اولاد) کو اور بنی ہاشم سے مجھے چنا ہے۔

پھر ترمذی لکھتے ہیں: یہ صحیح اور اچھی حدیث ہے۔[2]

واضح ہے لفظ قریش سے مراد منحصر طور پر پیغمبر اکرم ﷺ کے آباء و اجداد ہی ہیں. جو کچھ گذر چکا رسول خدا ﷺ کے آباء و اجداد کی فترت کے زمانے میں بعض خبریں تھیں۔

مسعودی اپنی کتاب مروج الذھب میں لکھتا ہے:

لوگ "جناب عبد المطلب" کے بارے میں اختلاف نظر رکھتے ہیں. اُن میں سے بعض انھیں مومن اور موحد (یکتا پرست) خیال کرتے ہیں اور اس بات کے معتقد ہیں کہ نہ انھوں نے اور نہ ہی پیغمبر اکرم ﷺ کے کسی آباء واجداد نے خدا کا کسی کو شریک قرار دیا ہے۔ اور جناب عبد المطلب نسل در نسل پاک و پاکیزہ اصلاب سے پیدا ہوئے ہیں اور خود ہی اعلان کیا ہے کہ ان کی پیدائش صحیح ازدواجی رابطہ سے ہوئی ہے نہ کہ شرع کے خلاف طریقہ سے۔

کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو جناب عبد المطلب اور پیغمبر ﷺ کے دیگر اجداد کو مشرک جانتے ہیں، جز ان لوگوں کے جن کے ایمان کی صحت اور درستگی کی تائید ہوئی ہے. یہ ایک ایسی بات ہے جو امامیہ، معتزلہ، خوارج، مرجئہ اور دیگر فرقوں کے درمیان اختلاف کا باعث ہے. اور یہ کتاب اس طرح کے مطالب کی ردّیا اثبات کی گنجائش نہیں رکھتی کہ ہر ایک فرقہ کے دلائل کو اس میں پیش کریں۔

---

(1) صحیح مسلم، کتاب الفضائل، حدیث شمارہ، 1؛ مسند احمد، ج4، ص 107.

(2) مسند احمد، ج،4، ص 107؛ صحیح ترمذی، ج، 13، ص، 94، ابواب المناقب، باب اوّل، حدیث اوّل.

ہم نے ان فرقوں میں سے ہر ایک کی باتوں اور ان کے دلائل کو اپنی دوسری کتاب "المقالات فی اصول الدیانات" اور "استبصار" نامی کتاب میں نقل کیا ہے، امامت کے سلسلہ میں بھی ان کے نظریات اور اقوال کو "الصفوۃ" نامی کتاب میں ذکر کیا ہے .[1] مسعودی کی گفتگو تمام ہوئی۔

اور ہم عنقریب جناب ابو طالب کی پیغمبر اکرم ﷺ کے ساتھ سیرت اور رفتار کی تحقیق کرنے کے بعد انشاء اللہ اُن کے دلائل بھی پیش کریں گے۔

کتاب کے مطالب کا خلاصہ اور نتیجہ

اوّل:

حضرت آدم کے زمانے سے حضرت خاتم الانبیائؐ(صلوات اللہ علیھم اجمعین)تک وصی کی تعیین کا سلسلہ ہے۔

حضرت آدم کی اپنے فرزند شیث ہبۃ اللہ سے وصیت

جب شیث پیدا ہوئے تو حضرت خاتم ﷺ کا نور ان میں منتقل ہوا اور ان کے کامل اور پختہ جوان ہونے کے بعد حضرت آدم نے اپنی وصیت ان کے سپرد کی اور انھیں آگاہ کیا کہ میرے بعد اللہ کی حجت اور زمین پر اس کے جانشین ہیں وہی خدا کا حق اپنے اوصیاء تک پہنچائیں گے اور وہ دوسرے شخص ہیں جن میں حضرت خاتم ﷺ کا نور منتقل ہوا ہے۔

---

(1) مروج الذھب، ج22، ص108۔ 109 ان کی یہ بات اس بات کی دلیل ہے کہ "اثبات الوصیہ" نامی کتاب ان کی نہیں ہے ورنہ اپنی دوسری تالیفات کے ضمن میں اس کا بھی ذکر کرتے اس کے علاوہ مسعودی جب پیغمبر اکرم ﷺ پر درود بھیجتا ہے تو آنحضرت ﷺ کی (آل)کا نام نہیں لیتا اور دیگر مکتب خلفاء کے پیروکاروں کے مانند صلّی اللہ علیہ وسلم لکھتا ہے، جب کہ "اثبات الوصیہ" نامی کتاب میں یہ درود آل پیغمبر کو بھی شامل ہے، مگر یہ کہ ہم یہ مانیں کہ "اثبات الوصیہ" نامی کتاب مذکورہ کتابوں کے بعد تالیف ہوئی ہے.

ممکن ہے کہ اثبات الوصیہ نامی کتاب علی بن حسین مسعودی کی تألیف ہو جو نعمانی کی حدیث کے مشائخ میں شمار ہوتے ہیں کہ نعمانی نے "الغیبۃ" نامی کتاب میں ص 188 اور 241اور 312 پر اس سے روایت کی ہے اور ہم نے معالم المدرستین کی پہلی جلد کی بحث وصیت میں بعض ان اخبار کو نقل کیا ہے کہ اثبات الوصیہ کا مؤلف جن کے نقل کرنے میں دیگر متعدد اور مشہور منابع و مآخذ کیساتھ شریک ہے.

دوسرا بیان

جب خدا نے آدم کو دنیا سے اٹھانے کا ارادہ کیا تو انھیں حکم دیا کہ اپنے بیٹے شیث کو اپنا وصی بنائیں اور جو کچھ علم حاصل کیا ہے انھیں تعلیم دیں، آدم نے حکم کی تعمیل کی اور ایسا ہی کیا۔

تیسرا بیان

جب آدم کی موت کا وقت قریب آیا ،تو شیث اور ان کی اولاد ان کی خدمت میں آگی، آدم نے ان پر درود بھیجا اور ان کے لئے دعا کی اور برکت طلب کی اور شیث کو اپنا وصی بنایا اور انھیں اپنے جسد کی حفاظت کرنے کی تاکید کی اور کہا کہ میرے مرنے کے بعد میرے جسم کو غار گنج میں رکھ دینا اور اس کے بعد وہ اپنی رحلت کے موقع پر اپنے فرزندوں اورپوتوں کو وصیت کریں اور جب پہاڑ اور اپنی سرزمین سے نیچے آجائیں تو ان کا جسم لے کر زمین کے بیچ میں رکھ دیں. جب انوش (شیث کے فرزند) دنیا میں آئے تو نور ختمی مرتبت آپ کی پیشانی میں چمکنے لگا ، جب منزل رشد وکمال کو پہونچے تو آپ کو وصیت فرمائی اور اس امر سے آگاہ کیا کہ تمام شرف و کرامت اس نور کی مرہون منت ہے اور اس امر کی بھی تاکید فرمائی کہ اپنی اولاد کو بھی اس حقیقت سے با خبر رکھنّاور وصایت کا یہ سلسلہ نسل در نسل چلتا رہے۔

شیث کی اپنے بیٹے انوش سے وصیت

جب شیث کی موت کا وقت قریب آیا توان کے فرزنداور فرزندوں کے فرزند جوکہ اُس وقت موجود تھے جیسے: انوش ، قینان ، مہلائیل ، یرد ، اخنوخ ، ان کی عورتیں اور ان کے بچے ، یہ سب ان کے پاس جمع ہوگئے، شیث نے ان پر درود بھیجا اور ان کے لئے دعا کی اور برکت طلب کی اور ان سے مطالبہ کیا کہ قابیل ملعون کی اولاد سے اختلاط نہ رکھیں.پھر اس وقت اپنے بیٹے انوش سے وصیت کی اور ان سے حضرت آدم کے جسد کی حفاظت کی وصیت کی اور تاکید کی کہ تقوائے الٰہی اختیار کرینّاور اپنی قوم کو تقوائے الٰہی اور نیک عبادت کا حکم دیں اس کے بعد وہ دار فانی سے رخصت ہوگئے۔

انوش حضرت آدم کی حیات ہی میں پیدا ہو چکے تھے. شیث نے موت کے وقت اُن سے وصیت کی اور انھیں اس نور کے بارے میں آگاہ کیا جو اُن میں منتقل ہوا ہے (حضرت خاتم الانبیاء کا نور جو ان کی نسل سے وجود میں آئیں گے) اور انھیں حکم دیا تا کہ اپنے فرزندوں کو ہر بزرگ دوسرے بزرگ کے بعد اور ہر نسل دوسری نسل کو اس نور کی عظمت و منزلت، شرف و فضیلت سے آگاہ کرے۔

انوش نے اپنے باپ کے بعد احسن طریقے سے باپ کے حکم کو پایہ تکمیل تک پہونچایا اور امور رعیت کا انتظام و اہتمام اور ان احکام و قوانین پر عمل کیا جن کے اُن کے باپ بھی پیرو تھے۔

انوش کی اپنے فرزند قینان سے وصیت

شیث کی وفات کے بعد، انوش نے اپنے باپ اور دادا کی وصیت پر عمل کرنا شروع کردیا. خدا کی اچھے انداز میں پرستش و عبادت کی اور اپنی قوم کو بھی حُسن عبادت کا حکم دیا۔

جب انوش کے مرنے کا زمانہ قریب آیا، تو ان کے بیٹے اور پوتے جیسے قینان اور مہلائیل ان کے اردگرد جمع ہوگئے، انھوں نے حضرت قینان کو حضرت آدم کے جسد کی حفاظت و نگہداری کی وصیت کی اور سب کو حکم دیا کہ ان کے پاس نماز پڑھیں اور خدا کی زیادہ سے زیادہ پاکیزگی بیان کریں، پھر اس کے بعد رحلت کر گئے۔

ایک دیگر بیان میں

اپنے بیٹے قینان سے وصیت کی اور انھیں اُس معھود نور سے جو ان تک منتقل ہوا تھا اور وہ راز جو بطور امانت ان کے حوالے کیا گیا تھا آگاہ کیا پھر انتقال کر گئے قینان نے اپنے باپ انوش کی سیرت و روش اختیار کی۔

قینان اپنی قوم کے درمیان خدا کی اطاعت و فرنبرداری میں مشغول ہوگئے اور اس کی احسن طریقے سے عبادت کی اور حضرت آدم اور شیث کی وصیت کی پیروی کی۔

قینان کی اپنے فرزند مہلائیل سے وصیت

جب قینان کی موت کا وقت قریب آیا ،بیٹے اور پوتے مہلائیل ،یرد، متوشلح اور لمک اور ان کی عورتیں اور ان کے بچے ان کے ارد گرد جمع ہوگئے قینان نے ان پر درود بھیجا اور ان کے لئے دعا کی اور برکت کی درخواست کی .پھر اس وقت مہلائیل کو اپنا وصی بنایا اور انھیں حضرت آدم کے جسد کی حفاظت و نگہداری کی تاکید کی اور اُس نور سے جو اُن تک منتقل ہوا تھا آگاہ کیا، مہلائیل نے لوگوں کے درمیان باپ کی سیرت اختیار کی۔

مہلائیل کی اپنے فرزند یورادسے وصیت

یارد (یایوارد ، یایرد) مہلائیل کے فرزند ہیں جو باپ کے وصی ہوئے اور مہلائیل نے انھیں سرّ مکنون اور حضرت خاتم الانبیاء ﷺ کے انتقال نور سے انھیں مطلع کیا اور صحف کی انھیں تعلیم دی اور زمین سے بہرہ مند ہونے کا طریقہ اور جو کچھ دنیا میں ہونے والا ہے انھیں یاد کرایا اور سرّ ملکوت نامی کتاب جسے مہلائیل فرشتہ نے آدم کو تعلیم دی تھی ان کے حوالے کر دی ، وہ حضرات اس کتاب کو مختوم اور مہر شدہ صورت میں یکے بعد دیگرے بعنوان میراث پاتے رہے ہیں۔

یورادکی اپنے بیٹے اخنوخ (ادریس) سے وصیت

مرآۃ الزمان نامی کتاب میں مذکور ہے:

جب یردکی موت کا زمانہ قریب ہوا تو ان کے بیٹے اور پوتے جیسے اخنوخ ، متوشلح، لمک اور نوح ان کے پاس جمع ہوگئے. یرد نے ان پر درود بھیجا اور ان کے لئے برکت کی دعا کی اور اخنوخ کو وصیت کی اور انھیں اُن تمام علوم سے آگاہ کیا جو اُن کے پاس تھے اور سر ملکوت نامی کتاب اُن کے حوالے کر دی اور انھیں حکم دیا کہ ہمیشہ غار گنج میں جہاں حضرت آدم کا جسد رکھا ہوا ہے نماز پڑھیں، پھر انتقال ہو گیا۔

اخنوخ پر تیس صحیفے نازل ہوئے اور ان سے پہلے حضرت آدم پر اکیس صحیفے اور شیث پر 29 صحیفے نازل ہوئے کہ ان میں تسبیح و تہلیل کا ذکر تھا۔

حضرت آدم کے بعد جو سب سے پہلے پیغمبری کے لئے مبعوث ہوئے ادریس یا اخنوخ بن یردہیں۔

متوشلح اور دیگر چند افراد اخنوخ کی اولاد تھے، اخنون نے متوشلح سے وصیت کی. لمک اور چند افراد متوشلح کے فرزند تھے کہ متوشلح نے لمک سے وصیت کی، نوح پیغمبر، لمک کے فرزند ہیں۔

ادریس کی اپنے بیٹے متوشلح سے وصیت

ادریس نے اپنے بیٹے متوشلح سے وصیت کی، کیونکہ خداوند عالم نے ان پر وحی نازل کی کہ اپنے بیٹے متوشلح سے وصیت کرو کہ ہم بہت جلد ہی ان کی صلب سے ایک پیغمبر مبعوث کرنے والے ہیں کہ اس کا کام میری مرضی کے مطابق اور میری تائید سے ہے۔

ایک دوسرے بیان میں:

ادریس نے اپنے بیٹے متوشلح سے وصیت کی اور جب عہد و پیمان ان کے حوالے کر دیا تو انھیں اُس نور سے جو ان تک منتقل ہوا ہے (حضرت خاتم الانبیاءﷺ کے نور سے) آگاہ کیا۔

متوشلخ کی اپنے بیٹے لمک سے وصیت

اخبار الزمان نامی کتاب میں مذکور ہے:

جب متوشلخ کی موت کا زمانہ قریب آیا، تو انھوں نے اپنے بیٹے لمک سے وصیت کی، لمک جامع (جمع کرنے والے) کے معنی میں ہے اور وہ نوح پیغمبر کے والد ہیں۔

متوشلخ نے ان سے وصیت کی اور صحیفے اور مہر لگی کتابیں کہ جو ادریس پیغمبر کی تھیں ان کے حوالے کیں اور وصیت ان تک منتقل ہو گئی۔

لمک کی اپنے بیٹے نوح سے وصیت

اور جب لمک کی موت کا وقت قریب آیا تو نوح، سام، حام اور یافث اور ان کی عورتوں کو بلایا، شیث کی اولاد میں صرف ان آٹھ افراد کے علاوہ کوئی باقی نہیں رہا تھا کیونکہ باقی پہاڑ سے نیچے آکر قابیل کی اولاد سے مخلوط ہو گئے تھے اور ان سے راہ و رسم برقرار کر لی تھی۔

لمک نے ان آٹھ افراد پر درود بھیجا اور ان کے لئے برکت کی دعا کی اور کہا:

اس خدا سے دعا کرتا ہوں جس نے آدم کو زیور تخلیق سے آراستہ کیا کہ ہمارے باپ آدم کی برکت تم پر نازل کرے اور حکومت و سلطنت تمہارے فرزندوں میں قرار دے. میں مرجاؤں گا اور اے نوح! تمہارے سوا ان میں سے کوئی دوسرا جو عذاب خداوندی کا مستحق ہے نجات نہیں پائے گا. اور جب میں مرجاؤں تو مجھے اٹھا کر غار گنج (جہاں حضرت آدم کا جسد رکھا ہوا ہے) میں رکھ دینا اور جب خدا کا ارادہ ہو کہ کشتی میں سوار ہو تو مجھے اور جسد آدم کو اٹھا کر پہاڑ کے نیچے لے آؤ اور ہمیں اپنے ساتھ ساتھ رکھو اُس وقت تک کہ جب تک کشتی سے باہر نہ آجاؤ۔

اور جب طوفان تھم جائے اور کشتی سے باہر آجاؤ اور زمین پر قدم رکھو تو حضرت آدم کے جسد کے پاس نماز پڑھو اور اپنے بڑے بیٹے سام کو تاکید کرو کہ آدم کے جسد کو اٹھا کر اپنے کسی فرزند کے ساتھ اُسے زمین کے وسط میں سپرد خاک کر دے اور... خداوند عالم فرشتوں میں سے ایک فرشتہ اُس کے ہمراہ بھیجے گا تا کہ اُس کا ہمدم ہو اور وسط زمین کی راہنمائی کرے۔

خدا وند عالم نے نوح پر، ان کے جد ادریس پیغمبر کے زمانے میں اور ادریس کو آسمان پر اٹھائے جانے سے پہلے وحی نازل کی اور انھیں حکم دیا کہ وہ اپنی قوم کو طغیانی و سرکشی کے انجام سے ڈرائیں اور انھیں ان گناہوں کے ارتکاب سے منع کریں جن کے وہ مرتکب ہوتے تھے اور انھیں عذاب سے ڈرائیں. نوح نے خدا کے حکم کی تعمیل کی اور عبادت خدا اور قوم کو خدا کی طرف دعوت دینے میں مشغول ہو گئے۔

نوح کی اپنے بیٹے سام سے وصیت

جب حضرت نوح کشتی سے باہر آئے تو تین سو ساٹھ سال تک زندہ رہے اور جب موت کا وقت قریب آیا تو ان کے بیٹے سام ،حام، یافث اور ان کی اولاد ان کے ارد گرد جمع ہو گئی۔

نوح نے ان سے وصیت کی اور خدا وند سبحان کی عبادت کا حکم دیا اور سام کو حکم دیا کہ جب وہ انتقال کر جائیں تو کشتی کے اندر جائے اور کسی کو اطلاع دیئے بغیر حضرت آدم کے جسد کو زمین کے وسط میں اور مقدس جگہ پر سپرد لحد کر دے. پھر کہا. اے سام! جب تم ملکیزدق کے ہمراہ اس کام کو انجام دینے کے لئے روانہ ہو جاؤ گے تو خدا وند سبحان فرشتوں میں سے ایک فرشتہ کو تمہارے ساتھ کرے گا تا کہ تمہارا راہنما ہو اور وسط زمین کے بارے میں تمھیں اطلاع دے. اس ماموریت میں کسی کو اپنے کام سے باخبر نہ کر نا یہ حضرت آدم کی وصیت کا جز ہے جو انھوں نے اپنے فرزندوں سے کی تھی اور ہر ایک نے دوسرے کو اس کے انجام دینے کی وصیت کی یہاں تک کہ یہ وصیت تم تک پہونچی ؛ پھر جب اس جگہ پہنچ جاؤ جہاں فرشتہ نے راہنمائی کی ہے، تو جسد آدم کو اسی جگہ خاک میں دفن کر دو، پھر اس گھڑی حکم دو کہ ملکیزدق وہاں سے جدا نہ ہو اور خدا کی عبادت کے سوا کوئی کام نہ کرے۔

خدا وند سبحان نے ریاست اور وہ تمام کتابیں جو پیغمبروں پر نازل ہوئی تھیں سام کے حوالے کیں اور اسے دیگر فرزندوں اور بھائیوں سے الگ نوح کی جانشینی سے مخصوص کر دیا۔

سام کی اپنے بیٹے ارفخشد سے وصیت

سام باپ کی وفات کے بعد خدا کی عبادت اور اس کی اطاعت وفرمانبرداری میں مشغول ہوگئے۔ انھوں نے کشتی کا دروازہ کھولا اور حضرت آدم کے جسد کو اپنے بیٹے ملکیزدق کے ہمراہ لے کر خفیہ طور پر بھائیوں اور خاندان کو اطلاع دیئے بغیر جسد کو نیچے لائے .فرشتہ نے ان کی راہنمائی کی ذمّہ داری لی اور اس جگہ تک جہاں حکم تھا کہ حضرت آدم کے جسد کو وہاں دفن کریں ان کے ساتھ ساتھ رہا؛اور جسد آدم کو وہیں پر سپرد لحد کر دیا۔

اور جب سام کی وفات کا وقت قریب آیا تو انھوں نے اپنے بیٹے ارفخشد کو وصیت فرمائی، جو کہ اپنے والد کے بعد زمین میں ان کے جانشین تھے۔

ارفخشد کی اپنے بیٹے شالح سے وصیت

جب ارفخشد کی موت کا وقت قریب آیا ،بیٹے اور خاندان والے ان کے پاس جمع ہوگئے، انھوں نے خدا وندعالم کی عبادت اور گناہوں سے دوری اختیار کرنے کی تاکید کی ۔

پھر اس وقت اپنے بیٹے شالح سے کہا : میری وصیت قبول کرو اور میرے بعد خاندان کے درمیان میرے جانشین رہو اور خدا وندرحمان کی اطاعت و عبادت کے لئے قیام کرو ، یہ کہہ کر دنیا سے رخصت ہوگئے۔

شالح کی اپنے بیٹے عابر سے وصیت

شالح کی موت کا وقت جب نزدیک آیا،تو اپنے بیٹے عابر سے وصیت کی اور انھیں حکم دیا کہ قابیل ملعون کی اولاد سے کنارہ کشی اختیار کریں.یہ کہہ کہ دنیا سے رخصت ہوگئے۔

گزشتہ فصلوں میں بھی ہم نے دیکھا ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے کس طرح اپنے دو بیٹے اسمٰعیل و اسحق کو حنفیہ شریعت کی حفاظت کے لئے وصیت فرمائی ہے۔ کتاب کی اس جلد میںجو کچھ ہم نے یہاں تک ذکر کیا ہے، جانشینی اور وصایت سے متعلق اخبار کے سلسلوںکا ایک حصّہ تھا۔

پہلی جلد میں ہم نے پڑھا کہ خدا وند عالم نے موسیٰ کلیم اللہ کو کس طرح حکم دیا کہ یسع بن نون کو اپنی شریعت اور امت پر اپنا وصی بنائیں۔

اور حضرت داؤدنے اپنے فرزند سلیمان کو اسی امر سے متعلق وصیت فرمائی اور حضرت عیسی نے اپنے حواری شمعون یا سمعان کو اسی امر کی وصیت کی اور یہ وصیت کا سلسلہ حضرت آدم کے زمانے سے حضرت عیسیٰ کے دور تک یوں ہی جاری و ساری رہا۔

واضح ہے کہ حضرت محمد ﷺ دیگر پیغمبروں کی بہ نسبت کوئی الگ روش نہیں رکھتے تھے اور ان کی سیرت بھی اُن سے جدا اور متفاوت نہیں تھی. لہٰذا آنحضرت نے خدا کے حکم سے اپنے بعد کے لئے اپنے اہلبیت اور عترت سے بارہ وصی معین کئے کہ اُن میںسب سے پہلے ان کے چچا زاد بھائی امیر المومنین ہیں. اور ان میں آخری امام حسن عسکری کے فرزند حضرت مہدی (عج)ہیں۔

اس وصایت سے متعلق مفصل و مشروح اخبار ہمارے ماھر فن بزرگوں کی پانچ کتاب "اثبات الوصیہ" میں ذکر ہوئے ہیں کہ ہمارے شیخ اور استاد "الذریعہ" کے مؤلف نے ان کا تعارف کرایا ہے۔ اور ہم نے ان کی وصیت سے متعلق بعض روایات واخبار کو 25 صفحہ سے زیادہ میں معالم المدرستین نامی کتاب کی پہلی جلد میں(پیغمبر اکرم ﷺ سے وارد نصوص کے ذیل میںاپنے بعد ولی امر کی تعیین سے متعلق) ذکر کیا ہے کہ یہاں پر اختصار کے ساتھ اس کی طرف اشارہ کررہے ہیں۔

1۔ اسلام کی دعوت کے آغاز میں اور آیت (وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَکَ الْاَقْرَبِين) کے نازل ہونے کے بعد پیغمبر اکرم نے جناب عبد المطلب کے فرزندوں کو بلایا اور انھیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔

پھر اُس مہمانی کے اختتام پر رسول خدا ﷺ نے اپنا ہاتھ اپنےچچا زاد بھائی علی بن ابی طالب کی گردن پر رکھا اور فرمایا: یہ، تمہارے درمیان میرا بھائی میرا وصی اور جانشین ہے۔

اس کی اطاعت و فرمانبرداری کرو۔[1]

2۔ پیغمبر کے دو صحابی سلمان فارسی اور ابو سعید خدری نے روایت کی ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا:

میرا وصی اور میرے راز کا محافظ اور سب سے اچھا شخص جسے میں اپنے بعد اپنا جانشین بنائوں گا اور وہ شخص جو میرے امور کو انجام دے گا اور میرے قرضوں کو ادا کرے گا وہ علی بن ابی طالب ہیں۔[2]

---

(1)تاریخ طبری، طبع یورپ، ج3، ص1171؛ اور تاریخ ابن اثیر، ج2، ص222؛ تاریخ ابن عساکر میں امیر المومنین کے حال کی تشریح اور شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید، ج3، ص263 کہ جس میں اختصار کے ساتھ نقل کیا گیا ہے.2۔ سلمان فارسی کی روایت معجم الکبیر میں، ج6، ص 221 اور مجمع الزوائد، ج9، ص 113. ابو سعید کی روایت علی بن ابی طالب کے فضائل سے متعلق کنزالعمال، ج2، ص 119 کی کتاب فضائل سے. اور طبرانی نے ج، 2، ص 271 پر ذکر کیا ہے؛ ابو سعید بن مالک خراجی متوفّٰی 54ھ کی سوانح حیات استیعاب اور اسد الغابہ اور اصابہ نامی کتاب میں ذکر ہوئی ہے، بعد کے صفحات میں ان تین کتابوں سے متعلق "سہ گانہ کتابوں" کے عنوان سے نام ذکر کریں گے.

3۔ انس بن مالک سے (اختصار کے ساتھ) روایت کی گئی ہے کہ پیغمبر خدا ﷺ نے اُس سے فرمایا: سب سے پہلا شخص جو اس در سے داخل ہوگا امام المتقین، سید المسلمین، یعسوب الدین اور خاتم الوصیین ہے... اور اسی وقت علی اُس در سے داخل ہوئے۔[1]

4۔ بریدہ صحابی نے کہا کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا ہے کہ: ہر پیغمبر کا ایک وصی اور وارث رہا ہے اور علی میرے وصی اور وارث ہیں.....[2]

5۔ صحیح بخاری، مسلم اور دیگر منابع و مصادر میں مذکور ہے[3] (اور ہم بخاری کی بات کو نقل کرتے ہیں):

پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا:

(یَا عَلی اَنتَ مِنّي بِمنزِلة هَارُونَ مِنْ مُوسَیٰ اِلَّا اَنَّه لَا نَابِیَّ بَعدِی)

اے علی تم میرے لئے ایسے ہو جیسے موسیٰ کے لئے ہارون تھے، اس فرق کے ساتھ کہ میرے بعد کوئی پیغمبر نہیں آئے گا۔

6۔ سنن ترمذی اور مسند احمد بن حنبل میں مذکور ہے: (اور ہم ترمذی کی بات کو نقل کرتے ہیں)۔[4]

(اِنّی تَارِکٌ فِیْکُم مٰا اِنْ تَمَسَّکتُم بِهِ لَنْ تَضِلُّوا بَعدِی ،أَحَدُهُمَا أَعْظَمُ مِنَ الْآخَرِ: کِتَابَ

---

(1) حضرت امیر امو منین کی سوانح حیات ابن عساکر اور حلۃ الاولیاء کی پہلی جلد کے صفحہ 63 پر اور زبیدی کی تالیف موسوعۃ اطرف الحدیث عن امجاد سادۃ المتقین میں ذکر ہوئی ہے، انس بن مالک اور ابو ثمامہ خزرجی کے سال وفات کے بارے میں اختلاف ہے 90 سے 93 ہجری تک ذکر کیا گیا ہے. (2) ریاض النضرہ میں امام کی سوانح حیات ج2 ،ص234 اور تاریخ ابن عساکر۔ بریدہ، ابو عبد اللہ بن حدید بن عبد اللہ الاسلمی جنگ احد کے بعد مدینہ آئے. اور دوسری جنگوں میں رسول اکرم ﷺ کے ہم رکاب ہو کر شرکت کی. ان کے حالات زندگی کا مطالعہ کرنے کے لئے سہ گانہ کتابوں کی طرف رجوع کریں. (3) صحیح بخاری، ج،2 ص200 باب مناقب علی بن ابی طالب؛ صحیح مسلم، ج7، ص 120 باب فضائل علی بن ابی طالب؛ ترمذی، ج 13، ص 171، باب مناقب علی؛ طیالسی، ج1، ص 28 ـ29، حدیث 205، 209، 213؛ ابن ماجہ؛ باب فضائل علی بن ابی طالب، حدیث 115؛ مسند احمد، ج1، ص 170 ،173 تا 175، 177، 179، 182، 184، 185 اور 330 اور ج 3، ص 32 اور 338 اور ج6، ص 369 اور 438؛ اور مستدرک حاکم، ج2، ص 337؛ طبقات ابن سعد، ج 3، ص 1 ،14 اور 15؛ مجمع الزوائد، ج9، ص 109 تا ص 111 اور بہت سے دیگر منابع و مآخذ.

(4) سنن ترمذی ،13، ص 201؛ اسد الغابہ، ج2 ص 12. حضرت امام حسن کی سوانح حیات کے ذیل میں. الدرّ المنثور سورۂ شوریٰ کی آیہ مودت کی تفسیر کے ضمن میں؛ مستدرک الصحیحین اور ان کی تلخیص ج3، ص 109. خصائص نسائی ص30؛ مسند احمد، 3، ص 17 صدر روایت میں "انی اوشکُ ان ادعی فاجیب" ذکر ہے کہ جس کی صفحہ 14، 26، 59 پر بسط و تفصیل کے ساتھ شرح کی گئی ہے. طبقات ابن سعد ج2، ق2، ص2؛ کنز العمال، ج1 ص 47 اور 48 اور اس کے صفحہ 97 پر اختصار کے ساتھ مذکور ہے۔

اللهِ حَبل مَمدُوْد مِنَ السَّمٰائِ اِلیٰ الْأَرضِ،وَ عِترتِی أَهلَ بَیْتِي،وَلَنْ یَتَفَرَّقاَ حَتّیٰ یَرِدَا عَلَیَّ الْحَوضَ،فَانْظُرُوْا کَیْفَ تَخْلُفُو نَنِی فِیهِمَا)میں تمہارے درمیان ایسی چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں کہ اگر ان سے متمسک رہے،تو میرے بعد کبھی گمراہ نہیں ہو گے اور ان میں سے ایک دوسرے سے عظیم اور گرانقدر ہے ایک خدا کی کتاب جو آسمان سے زمین کی طرف کھینچی ہوئی رسی ہے اور دوسری میری عترت یعنی میرے اہلبیت.یہ دو ایک دوسرے سے کبھی جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں.غور کرو کہ ان دو کے بارے میں میری وصیت کا کیسے پاس و لحاظ رکھو گے۔

اور یہ بھی ارشاد فرمایا:

(لَا یَزالُ هٰذَا اَلدِّیْنُ قَائِماً حَتّیٰ تَقُومَ السَّاعَةُ أَوْ یَکُونَ عَلَیْکُمْ اِثْنَاعَشَرَ)

یہ دین قیامت کے دن تک،یا اُس وقت تک جب تک کہ تم پر بارہ آدمی امامت کریں گے ہمیشہ برقرار رہے گا۔

ایک دوسری روایت میں مذکور ہے:

(لاٰ یَزَالُ اَمَرُ اَلنَّاسِ مَاضِیاً اِلیٰ اِثْنٰی عَشَرَ)

لوگوں کا کام ہمیشہ بارہ آدمیوں پر ثابت واستوار رہے گا۔

اس کے بعد دوسری روایت میں فرمایا:

ثُمّ یَکُون المرج وَالهَرج

(ائمہ معصومین علیھم السلام اور حضرت صاحب الزمان(عج)کا دور گزرنے کے بعد)پھر دنیا تباہی و بربادی اورہرج ومرج کا شکار ہو جائے گی اور آخری زمانے کا فتنہ ظاہر ہو گا۔

اور ایک دوسری روایت میں ہے:

فَاذَا هَلکُوا مَاجت الْأَ رضُ بَأهلِهَا

اور جب تمام ائمہ آکر کے گزر جائیں گے تو زمین اور اس کے باشندے اضطراب اور بے چینی کا شکار ہو جائیں گے۔

ایک دوسری روایت میں پیغمبر اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ ان کی تعداد بنی اسرائیل کے نقباء کے برابر بارہ افراد پر مشتمل ہے ۔یہ روایات اہلبیت پیغمبر کے بارہ ائمہ کے علاوہ کسی اورپر صادق نہیں آتی ہیں؛ ایسے امام جن کے آخری فرد کی عمر خدا نے طولانی کر دی ہے اور اُن کے بعد دنیا نابود ہوجائے گی۔

چونکہ مکتب خلفاء کے علماء ائمہ اہلبیت علیھم السلام کے معتقد نہیں ہیں لہذا ان روایات کی تفسیر میں حیران و سرگرداں ہو کر رہ گئے ہیں اور وہ اپنی مرضی کے مطابق اس کے معنی اور تاویل کرنے سے عاجز و بے بس ہیں۔

پیغمبر اکرم صلّیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعدان کے بارہ اوصیائ

ہم یہاں پر ان بارہ افراد کے اسماء بیان کررہے ہیں جن کے ناموں کی تصریح پیغمبر اکرم صلّیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی دوسری روایات میں فرمائی ہے۔

پہلے وصی حضرت علی بن ابی طالب امیر المومنین ، وصی رسول ربّ رلعالمین۔

دوسرے وصی حضرت حسن بن علی سبط اکبر.

تیسرے وصی حضرت حسین بن علی سبط اصغر ، شہید کربلا.

چوتھے وصی حضرت علی بن الحسین سجاد ، زین العابدین .

پانچویں وصی حضرت محمد بن علی باقر.

چھٹے وصی حضرت جعفر بن محمدں صادق.

ساتویں وصی حضرت موسی بن جعفر کاظم.

آٹھویں وصی حضرت علی بن موسیٰ رضا.

نویں وصی حضرت محمد بن علی جواد ، تقی.

دسویں وصی حضرت علی بن محمدہادی، نقی.

گیارھویں وصی حضر تحسن بن علی عسکری.

بارھویں وصی حضرت محمد بن الحسن مھدی، حجت اور منتظر.

اس طرح سے حضرت آدم سے خاتم الانبیاء صلّیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم تک وصی کی تعیین کا سلسلہ چلا ہے۔

دوسرے:

یہ کہ ہم نے اس کتاب میں دیکھا کہ اللہ کی حجتوں کے درمیان "انوش" نے زمین پر کھجور کا درخت لگایا ، زراعت کی اور زمین میں بیج بویا اور زمین کی آبادکاری میں مشغول ہوئے اور اپنے فرزند قینان کو نماز قائم کرنے، زکاۃ ادا کرنے، خانہ خدا کا حج کرنے اور قابیلیوں سے جہاد کرنے کا حکم دیا اور خود بھی باپ کے حکم کی تعمیل کی اور اس کو کمال کے تمام مراحل تک کامیابی سے ہمکنار کیا ۔

اور"یرد" کو دیکھتے ہیں کہ استخراج معادن اور شہر کی تعمیر میں مشغول ہوئے ہیں، مسجدیں بنانے مضر درندوں کے قتل کرنے اور گائے بھیڑ کے ذبح کرنے کا حکم دیا ہے۔

ادریس وہ پہلے آدمی ہیں جنھوں نے سوئی سے خیاطی(سلائی) کی ہے اور وہ پہلے انسان ہیں جنھوں نے قابیل کی اولاد کو قید کیا اور انھیں اپنا غلام بنایا ، وہ علم نجوم میں ماہر تھے.اور بارہ برجوں اور آسمانی سےاروں میں سے ہر ایک کا مخصوص نام رکھا ہے۔

متوشلح بھی شہروں کی تعمیر کی جانب متوجہ ہوئے ہیں وہ پہلے آدمی ہیں جنھوں نے سب سے پہلے اونٹ کی سواری کی ہے۔

یہیں سے ہم درک کرتے ہیں کہ جو لوگ خدا کی طرف سے اسلام کی تبلیغ پر مامور تھے وہ اپنے زمانے میں بشری تمدن کے بھی راہنما تھے ، لوگوں کی ہدایت کے بارے میں عیسائیوں کے دعوے کے برخلاف صرف ان کی عبادت کی کیفیت اور طریقوں پر اکتفا نہیں کیا ہے ۔

تیسرے:

عصر فترت میں پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اجداد کو دیکھتے ہیں کہ وہ حضرت ابراہیم اور ان کے فرزند اسمٰعیل کی دعا کے مصداق تھے جیسا کہ ان دونوں حضرات نے سورۂ بقرہ کی 128آیت کی نقل کے مطابق بارگاہِ خداوندی میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھایا:

(رَبَّنَا وَاجْعَلْنَامُسْلِمَينِ لَکَ وَ مِن ذُرِّيَّتِنَا اُمَّةً مُسْلِمَةً لَکَ...)

خدایا! ہمیں اپنا مسلم مطلق قرار دے اور ہمارے فرزندوں کو بھی ایسی امت قرار دے جو تیرے سامنے خاضع اور سراپا تسلیم ہوں۔

انھیں میں سے "خزیمہ بن مدرکہ" بھی تھے کہ فرماتے تھے:

مکّہ سے احمد نامی پیغمبر کے خروج کا زمانہ قریب ہے اس کی خصوصیت یہ ہوگی کہ لوگوں کو خدا کی عبادت اور پرستش کی دعوت دے گا لہذا اس کی پیروی کرنا اور اس کی تکذیب نہ کرنا کہ وہ جو کچھ پیش کریگا وہ حق ہے۔

"کعب بن لوئی" بھی کہتے تھے آسمان وزمین بیکار خلق نہیں کئے گئے ہیں اور دار آخرت تمہارے سامنے ہے، وہ لوگوں کو مکارم اخلاق کی دعوت دیتے تھے اور کہتے تھے؛ اللہ کے پر امن حرم سے خاتم الانبیائ، اس امر کے لئے جس کی موسیٰ اور عیسیٰ نے خبر دی ہے مبعوث ہوں گے۔

اور اس طرح فرماتے تھے "اچانک خدا کے پیغمبر محمد ﷺ پہنچ جائیں گے جب کہ تم غافل ہوگے..." پھر کہتے تھے: اے کاش میں اس وقت تک زندہ رہتا اور پیغمبر کی دعوت و بعثت کو درک کرتا۔

اور جب "عمرو بن لحیَ" "ہبل" نامی بُت کو مکّہ لایا اور بُت پرستی عام ہوگئی تو، یہ "قُصیَ" تھے کہ بُت پرستی کو مردود سمجھتے ہوئے لوگوں کو خدا کی عبادت کی طرف دعوت دیتے تھے. انھوں نے حج کے شعائر کو جو کہ ابراہیم کے دین حنیف کے بنیادی جز میں شامل تھے قائم رکھا اور مکّہ والوں کی مدد سے حجاج کو کھانا کھلانے اور ان کی مہمان نوازی کے لئے قدم اٹھایا۔

ان کے بعد یہی ذمّہ داری ان کے فرزند "عبد مناف" نے سنبھالی اور انہوں نے قریش کو تقوائے الٰہی اور صلہ رحم کی رعایت کا حکم صادر کیا۔

ان کے فرزند "جناب ہاشم" بھی حجاج کو کھانا کھلانے اور مہمان نوازی کے لئے اٹھے، انھیں نے مکّہ میں اپنے مددگاروں سے کہا: تمھیں اس گھر کی حرمت کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ تم لوگ اس امر کے لئے صرف اور صرف حلال مال مخصوص کرو اور خبردار وہ مال جو غصبی ہو، زور زبردستی سے چھینا گیا ہو اور قطع رحم کے ذریعہ حاصل کیا گیا ہو ایسے مال کو اس محترم کام کے لئے ہرگز مخصوص نہ کرنا۔

یہ جناب ہاشم ہی تھے کہ جنھوں نے جاڑے اور گرمی میں دو تجارتی سفر کی، شام اور ایران، یمن اور حبشہ کی جانب بنیاد ڈالی۔
ان کے فرزند "جناب عبد المطلب" نے بھی اپنے آباء و اجداد کی راہ و روش اپنائی. ان کے بارے میں اس طرح کہا گیا ہے:
وہ قلبی اعتبار سے توحید اور روز قیامت پر اعتقاد رکھتے تھے، خداوند عالم نے زمزم نامی کنویں کی کھدائی ان کے ہاتھوں کرائی. اور جب ابرھہ اپنے لشکر کے ساتھ کعبہ کو منہدم کرنے کے لئے مکّہ آیا تو اُس سے جناب عبد المطلب نے کہا: اس گھر کا ایک مالک ہے جو تجھے روک دے گا پھر اُس وقت خدا سے راز و نیاز کرتے ہوئے اس طرح شعر پڑھا:

یا ربِّ فان المرئَ یمنع
رحله فامنع رحالک

"خدایا! ہر شخص اپنے گھر کا دفاع کرتا ہے، لہٰذا تو بھی اپنے گھر کا دفاع کر"۔
ابرھہ اور اس کے سپاھیوں کے مکّہ پر حملہ کرنے کے بعد قریش فرار کر گئے اور جناب عبد المطلب اور ان کا گھرانہ تنہا وہاں رہ گیا۔

اور جب خدا نے ابرھہ کے لشکر کو نیست و نابود کر دیا تو اس طرح شعر پڑھا:

طارت قریش اذ رات خمیساً
فظلت فرداً لَا اری انیسا

"جب قریش کی نظر ابرھہ کے لشکر پر پڑی تو داہنے بائیں سے فرار کر گئے اور میں تن تنہا بے یار و مددگار باقی رہ گیا"
"ہم قدیم ا لایام ہی سے آل اللہ تھے اور حضرت ابراہیم کے دور سے اب تک ایسا ہی ہے۔
ہم نے قوم ثمود کو درمیان سے اکھاڑ پھینکا اور اس سے پہلے شہر ارم والی قوم عاد کو۔
ہم خدا کے عبادت گزار ہیں، صلۂ رحم اور عہد و پیمان کا پاس و لحاظ رکھنا ہماری سنت ہے۔
ہمیشہ خدا کی ہمارے درمیان ایک حجت (راہنما) رہی ہے کہ خداوند عالم اس کے ذریعہ بلاؤں کو ہم سے دور کرتا ہے"۔
شیبۃ الحمد (جناب عبد المطلب) ان اشعار میں فرماتے ہیں:

جب قریش نے ابرھہ کے لشکر کو دیکھا تو پرندوں کی طرح ہر جانب سے فرار کر گئے اور میں تن تنہا بے مونس و یاور حرم میں باقی رہ گیا. عبدا لمطلب کی یہ بات اس ایمان اور اطمینان کی عکاسی کر رہی ہے جو ایمان وہ خدا پر رکھتے تھے اور یہ بھی جانتے تھے کہ خدا ابرھہ کو حرم میں داخل نہیں ہونے دے گا اور اسے تباہ و برباد کردے گا. وہ اور ان کا گھرانہ حضرت ابراہیم کے زمانے سے آل اللہ ہیں اور اس بات کا مخلوق میں خدا کی حجت کے سوا کوئی مصداق نہیں ہوسکتا. کیونکہ خدا کی یہی حجتیں تھیں کہ ثمود اور عاد قبیلہ کو ارم اور اس کے ستونوں کے ساتھ ویران کردیا اور چونکہ ہود اور صالح جناب عبد المطلب کے اجداد کے سلسلے میں نہیں ہیں اور ان دو پیغمبروں کی قومیں قریش سے نہیں تھیں، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب عبد المطلب کی یہ بات کہ " ہم نے قوم ثمود اور عاد کو اپنے درمیان سے اکھاڑ پھینکا " اس سے مراد یہ ہے کہ خدا کی حجتوں نے کہ اُن میں سے ایک جناب عبد المطلب بھی تھے ثمود اور عاد کو اپنے درمیان سے اکھاڑ پھینکا، پھر خدا نے اس وقت ان کی دعا سے ابرھہ کو نابود کر دیا. اور اُن کا یہ کہنا کہ "ہمیشہ ہمارے درمیان خدا کی حجتیں رہی ہیں کہ خدا ان کے ذریعہ ہم سے بلاؤں کو دور کرتا ہے" یہ اس بات کی تاکید ہے کہ اپنے زمانہ میں وہ خود ہی خدا کی ایک حجت تھے، جیسا کہ حضرت ہود اور حضرت صالح اور حضرت ابراہیم اپنے زمانے میں خدا کی حجت تھے۔

جب پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے، تو جناب عبد المطلب نے اپنے شعر میں کہا کہ ان کے پوتے کا نام آسمانی کتابوں میں "احمد" ہے جیسا کہ خدا نے عیسیٰ بن مریم کی زبان سے فرمایا:

(وَ مُبَشِّراً بِرَسُولٍ یَاتِی مِنْ بَعدِی اِسْمُهُ اَحْمَدُ)

میں اپنے بعد آنے والے پیغمبر کی تمھیں بشارت دے رہا ہوں جس کا نام احمد ہو گا۔

اور جب پیغمبر کی دایہ حلیمہ سعدیہ نے جناب عبد المطلب کو ان کے مکّہ کے پہاڑوں میں گم ہو جانے کی خبر دی، تو جناب عبد المطلب نے اپنے ربّ سے خطاب کر کے کہا:

"خدایا! محمد کو کہ تو نے خود ہی اس کا نام محمد رکھا ہے ہمیں لوٹا دے"۔

یہ تمام باتیں اس بات کی عکاسی کر رہی ہیں کہ عبدالمطلب ان لوگوں میں سے تھے جو اپنے سے قبل کی آسمانی کتابوں کے بارے میں آگاہی رکھتے تھے؛ اور یہ مکّہ جیسے جہالت سرشت شہر اور قریش کی طرح جاہل لوگوں میں ممکن نہیں ہے مگر یہ کہ اس بات کو قبول کریں کہ وہ کتابیں اُن کے اختیار میں تھیں اور جناب عبدالمطلب سلسلۂ اوصیاء ابراہیم اور اسمٰعیل کی ایک کڑی ہیں۔

اور یہ بھی کہ جناب عبدالمطلب صلۂ رحم کی رعایت، محتاجوں کو کھانا کھلانے، ظلم و ستم نہ کرنے اور سرکشی و طغیانی نہ کرنے کا حکم دیتے تھے اور کہتے تھے:

کوئی ستمگر دنیا سے نہیں جاتا مگر یہ کہ وہ اپنے ظلم و ستم کی سزا بھگت لے اور کہتے تھے: خدا کی قسم اس دنیا کے بعد پاداش اعمال کی ایک جگہ ہے. جہاں اچھے یا بُرے کاموں کی جزا یا سزا ملے گی۔

جناب عبدالمطلب نے نذر پوری کرنے، چور کا ہاتھ کاٹنے، محارم سے شادی کرنے کی ممانعت اور لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے سے روکنے کی سنت قائم کی۔

اور شراب پینے، زنا کرنے اور برہنہ خانہ خدا کے اردگرد طواف کرنے سے روکا ہے۔[1]

یہ سب کچھ خاتم الانبیائ ﷺ کی شریعت میں مذکور ہے۔

خداوند عالم نے مکّہ والوں کے لئے جناب عبدالمطلب کی طلب باراں سے متعلق دعا مستجاب کی ہے. وہ ہر سال ماہ رمضان میں غار حرا میں عبادت کے لئے جاتے تھے؛ جناب عبدالمطلب نے تمام قریش (بالخصوص جناب ابو طالب) کو پیغمبر اکرم صلّیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رعایت کی تاکید فرمائی۔

---

(1) دور جاہلیت میں بعض افراد، اپنے لباس میں اس بہانے سے طواف نہیں کرتے تھے کہ انھوں نے اس لباس میں گناہ کیا ہے لہٰذا طواف کے موقع پر یا مکّہ والوں سے عاریۃً لباس مانگتے تھے یا عریاں کعبہ کا طواف کرتے تھے.

آیات کی تفسیر میں عبرت کے مقامات

خداوندعالم نے بنی اسرائیل کو ان کے زمانے میں تمام عالم پر ان کو فوقیت و برتری عطا کی اُس وقت جب فرعون اور فرعون کے ماننے والوں نے ان کے لڑکوں کے سر کاٹ کر اور ان کی لڑکیوں کو زندہ چھوڑ کر بدترین عذاب سے انھیں دو چار کیا تو اس نے انھیں نجات دی اور سارے عالم پر انھیں برتری عطا کی اور دنیا میں عظیم فوقیت اور رفعت کا مالک بنایا۔

اسی طرح اُن کے لئے دریا کو شگافتہ کیا اور اس کے درمیان خشکی کا راستہ پیدا کیا تاکہ وہ عبور کر سکیں اور اس نے انھیں عبور کرایا. فرعون اور اس کے سپاہیوں نے ان کا پیچھا کیا اور اسی خشکی کے راستہ پر قدم رکھا جس سے بنی اسرائیل آگے گئے تھے اور بنی اسرائیل کی آخری فرد کے باہر آتے ہی دریا آپس میں مل گیا اور خدا نے فرعون اور اُس کے سپاہیوں کو بنی اسرائیل کی نگاہوں کے سامنے غرق کر دیا. پھر فرعون کی لاش کو پانی کی سطح پر لے آیا کہ آج تک مصر کے میوزیم میں سالم موجود ہے اور دنیا والوں کے لئے عبرت کا سامان ہے۔

بنی اسرائیل اُسی طرح آگے بڑھتے رہے یہاں تک کہ ایک قوم کو دیکھا کہ وہ بتوں کی پوجا کر رہی ہے، تو پھر انھوں نے موسیٰ سے کہا:"ہمارے لئے بھی ان کی طرح کوئی خدا قرار دو"موسیٰ نے اُن سے کہا: ان کی روش لغو اور باطل ہے۔

آیا اس خدا کے علاوہ کہ جس کا نام جلیل ہے اور اُس نے تم کو سارے عالم پر برتری و فوقیت عطا کی ہے کوئی دوسرا خدا تلاش کروں؟!

اس کے بعد خدا نے بنی اسرائیل سے فرمایا: (اسکنوا الارض)

اس سرزمین کو اپنے تصرف میں قرار دو یہ اس حال میں خطاب تھا جب کہ ان کی ایک عمر فرعون کی غلامی میں گذر چکی تھی حتیٰ کہ اپنے مالک و مختار بھی نہیں تھے چہ جائیکہ وہ کسی زمین کے تمام خصوصیات و امتیازات کے ساتھ مالک ہوں۔

اور خداوند عالم نے بادل کو ان کے سر پر سایہ فگن قرار دیا اور آسمانی غذائیں(من وسلویٰ) انھیں کھلائیں کہ سلویٰ سب سے عمدہ گوشت کو شامل ہے اور منّ اصلی اور خالص شکر کو شامل ہے. ایسی حالت میں انھوں نے موسیٰ سے کہا! اے موسیٰ ! ہم ایک قسم کی غذا پر اکتفاء نہیں کر سکتے. اپنے ربّ سے کہو کہ ہمیں زمین کی پیدا شدہ چیزیں، دانے، لہسن، پیاز، مسور کی دال وغیرہ سے نوازے کہ موسیٰ نے ان سے کہا: کسی ایک شہر میں داخل ہو جاؤ وہاں تمہاری آرزوئیں پوری ہو جائیں گی۔

اسی طرح خداوند عالم نے انھیں سارے عالم پر برتری دی ،جب موسیٰ نے انھیں بارہ قبیلوں میں تقسیم کیا اور خدا کے حکم سے اپنا عصا پتھر پر مارا تو پانی کے بارہ چشمے اُس سے پھوٹ پڑے اور ہر قبیلہ نے اپنی اپنی پینے کی جگہ مخصوص و معین کر لی اور ہر ایک نے اپنی اپنی پیاس بجھائی۔

خداوند جل جلالہ نے موسیٰ سے 30 شب کا وعدہ کیا کہ طور سینا پر جائیں تاکہ توریت جو کہ بنی اسرائیل کے لئے قوانین اور شریعت پر مشتمل ہے ، انھیں عطا کرے. خدا نے اس وعدہ کو دس دن مزید بڑھا دیا اور اس کو چالیس دن میں کامل کر دیا لیکن اس مدت میں سامری نے (1) حضرت موسیٰ کے طور سینا پر مناجات کے لئے جانے کے بعد قوم بنی اسرائیل کو گمراہ کر دیا. اُس نے ان کے سونے کے زیورات سے ایک گو سالہ بنایا اور جو خاک وہ اپنے ساتھ لئے ہوئے تھا وہ حضرت جبرئیل کے قدموں کی خاک تھی اسے گو سالہ کے منھ میں ڈال دیا نتیجہ یہ ہوا کہ اس میں ہوا پھونکنے سے گو سالہ کی آواز نکلتی تھی. سامری نے اُن سے کہا؛ یہ تمہارا اور موسیٰ کا خدا ہے!! تو ہارون نے ان سے کہا! تم لوگ اس کے ذریعہ امتحان اور آزمائش

---

(1) سامری شمرونی کا معرب ہے جس طرح کلمہ عیسیٰ کہ یشوع جو کہ عبری زبان کا لفظ ہے، اس سے معرب ہوا ہے. شمرونی شمرون کی طرف منسوب ہے (جو کہ اسباط بنی اسرائیل میں سے یساکار کا چوتھا بیٹا ہے). اس کے لئے قاموس کتاب مقدس میں لفظ شمرون ملاحظہ ہو.

میں مبتلا ہوگئے ہو. تمہارا ربّ خداوند رحمن ہے. انھوں نے جواب دیا: جب تک کہ موسیٰ ہمارے پاس نہیں آجاتے ہم اس گوسالہ کی پوجا نہیں چھوڑیں گے۔

خداوندعالم نے بنی اسرائیل کی اس کارستانی کی موسیٰ کو خبر دی، پھر موسیٰ انتہائی افسوس اور غم و غصّہ کے ساتھ ان کے پاس واپس آئے اور اپنے بھائی ہارون کو زجروتوبیخ کی، ہارون نے کہا: اے بھائی! اپنا ہاتھ میرے سر اور داڑھی سے ہٹالو. اس قوم نے مجھے چھوڑ دیا اور قریب تھا کہ مجھے قتل کرڈالیں۔

پھر جب بنی اسرائیل اپنی خطا پر نادم و پشمان ہوئے. تو خداوند سبحان نے ان کی توبہ قبول کی اس شرط کے ساتھ کہ جو لوگ گوسالہ پرستی میں مشغول ہوگئے تھے وہ خود کو خداپرستوں کے حوالے کردیں تاکہ انھیں قتل کیا جائے. جب ان لوگوں نے اس فرمان کو قبول کیا اور امر خداوندی کے سامنے سراپا تسلیم ہوگئے، تو خداوند منّان نے انھیں معاف کردیا. لیکن تعجب ہے کہ اُس کے بعد بھی موسیٰ سے خواہش کی کہ انھیں بھی اپنے ہمراہ ربُّ العزت کی وعدہ گاہ تک لے جائیں اور وہ خود ان کو خدا سے کلام کرتے ہوئے دیکھیں۔

اس وجہ سے موسیٰ نے اُن میں سے ستر افراد کو چُنا. جب وہ لوگ میقات (وعدہ گاہ) پر پہونچے تو کہنے لگے کہ: ہم خدا کو آشکار طور پر دیکھنا چاہتے ہیں! لہٰذا (جیسا وہ خیال کرتے تھے) اسی اثناء میں ایک بجلی نے انھیں اپنے لپیٹ میں لے لیا (اور اسی جگہ مرگئے) کہ خداوند عالم نے دوبارہ انھیںؑموسیٰ کی درخواست پر حیات دی. پھر اس طرح سے یہ لوگ توریت پر (جسے خداوند سبحان نے چراغ ہدایت قرار دیا تھا تاکہ ان کے انبیاء اس کے مطابق حکم کریں) ایمان لائے۔

موسیٰ نے بنی اسرائیل کو یہ یاد دلانے کے بعد کہ خداوند عالم نے ان پر کیا کیا نعمتیں نازل کیں ہیں اور ان کے ذریعہ سے انھیں عالمین پر فضیلت دی ان سے مخاطب ہو کر فرمایا: اے میری قوم! مقدس سرزمین (سرزمین شام) کہ خداوند عالم نے تمھیں اس کا حکم دیا ہے داخل ہو جاؤ۔

انھوں نے کہا: اے موسیٰ! وہاں ایک ستمگر اور سرکش قوم رہتی ہے، ہم وہاں اُس وقت تک قدم نہیں رکھ سکتے جب تک کہ وہ وہاں سے باہر نکل نہ جائیں اور جیسے ہی وہ باہر جائیں گے ہم وہاں داخل ہو جائیں گے۔

اُس وقت ان کی قوم کے دو دانشوروں نے اُن سے خطاب کرتے ہوئے کہا: دروازہ سے اُن کے سامنے وارد ہو، کہ تمہارے داخل ہو جانے ہی سے تمہاری کامیابی ہو جائے گی اور اگر مومن ہو تو خدا پر توکل اور بھروسہ کرو۔

قوم نے کہا: اے موسیٰ! جب تک کہ وہ وہاں ہیں ہم ہرگز وہاں داخل نہیں ہو گے. لہٰذا تم خود اور تمہارا خدا چلے جاؤ. اور اُن سے جنگ کرو ہم یہاں بیٹھ کر انتظار کر رہے ہیں!!

اس کا جواب دیتے ہوئے خدا وند سبحان نے فرمایا:

(فَاِ نَّهَا مُحَرَّ مَة عَلَيْهِمْ اَرْبَعِينَ سَنَةً يَتِيْهُونَ فِيْ الْاَرْضِ فَلَا تَاسَ عَلَى الْقَومِ الْفَاسِقِينَ)

چالیس سال تک ان کا اس سرزمین پر تصرف کرنا حرام ہے، وہ لوگ اتنی مدت تک سینا کے جنگلوں میں اسی طرح حیران و سرگرداں رہیں گے اور تم اے موسیٰ! ستمگروں کے لئے اپنا دل نہ جلاؤ. اور ان کی خاطر رنجیدہ نہ ہو۔

یہ سب حضرت موسیٰ کے زمانے میں بنی اسرائیل کی بعض داستان ہے. لیکن جو کچھ اس قوم سے موسیٰ کے بعد سرزد ہوا ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ:

اُن میں سے بعض نے دریائے سرخ کے کنارے سکونت اختیار کر لی. اور مچھلی کا شکار کرنے لگے (قضاء الٰہی سے دریا کی مچھلیاں شنبہ کو بہت زیادہ ساحل کے کنارے آتی تھیں اور خدا نے انھیں شنبہ کو شکار کرنے سے ان کے سرکش نفس کی ریاضت و تزکیہ کے لئے منع کر دیا تھا). ان لوگوں نے اس ممانعت کی مخالفت کی اور سنیچر کے دن مچھلی کا شکار کرنے لگے، نتیجہ کے طور پر خدا نے انھیں بندر کی شکل میں مسخ کر کے ہلاک کر ڈالا۔

خداوند منّان نے حضرت موسیٰ کے اوصیاء کے درمیان حضرت داؤد کو قرار دیا اور ان کو زبور عطا کی، جب داؤد زبور کی تلاوت کرتے اور تسبیح خداوندی کی آواز بلند کرتے تو اُن کی خوش الحانی پہاڑوں میں اس طرح گونجتی کہ پرندے تسبیح میں ان کے ہم آواز ہو جاتے. خداوند عالم نے ان کے ہاتھ میں لوہا نرم بنا دیا تھا تا کہ اُس سے زرہ بنائیں. پھر ان کے بعد حضرت سلیمان کو قرار دیا اور ہوا کو اُن کے اختیار میں دے دیا تا کہ اُن کے حکم کے مطابق وہ جہاں چاہیں حرکت کرے. اسی طرح جنّاتوں کو جو دریا میں غوّاصی پر مامور تھے تا کہ ان کے لئے اندر سے گوہر نکال لائیں اور عبادت خانے، مجسمے، محرابیں اور حوض کے برابر پیالے اور بڑی بڑی ثابت دیگیں یعنی جو قابل نقل و انتقال نہ ہوتی تھیں حضرت سلیمان کے لئے بناتے تھے۔

خدا وند منان نے انھیںچیونٹیوں کی زبان سکھائی اس طرح سے کہ چیونٹی کی گفتگو درک کرلی اور ھدھد نے تخت بلقیس کے بارے میں انھیں باخبر کیا اور ان کے ملازموں یعنیآصف شخص نے جسے کتاب کا تھوڑا سا علم تھا یمن سے چشم زدن میں تخت بلقیس شام میں حاضر کر دیا۔

ملائکہ ان کے خدمت گزار تھے اور جنوں میں جو حضرت سلیمان کے حکم کی نافرمانی کرتا تو اسے عذاب کے تازیانہ سے تنبیہ کرتے تھے۔

جنّات حضرت سلیمان کے مرنے کے بعد اسی طرح اپنی فعالیت اور ماموریت پر لگے ہوئے تھے یہاں تک کہ دیمک نے اُن کے عصا کو کھوکھلا کر دیا اور سلیمان زمین پر گر پڑے۔

یہ تمام موارد(مقامات) بنی اسرائیل اور ان کے پیغمبروں کے درمیان استثنائی صورت کے حامل تھے، منجملہ ان استثنائی حالات کے حضرت موسیٰ کے زمانے میں ایک واقعہ یہ تھا کہ ایک مقتول کے قاتل کے بارے میں ان کے درمیان اختلاف ہو گیا تو خدا نے انھیں حکم دیا کہ ایک گائے کا سر کاٹیں اور اس کے گوشت کا ایک ٹکڑا اس مقتول کے جسم پر ماریں، جب انھوں نے ایسا کیا تو اس کے زیر اثر خدا نے اس مقتول کو زندہ کردیا اور حقیقت امر آشکار ہو گئی۔

منجملہ ان داستانوں کے "عزیر" اور "ارمیا"کی بھی داستان ہے کہ ایک ایسے ویران گاؤں سے ان کا گذر ہوا جس کی دیواریں اور چھتیں گر چکی تھیں اور وہاں کے رہنے والے سب مر چکے تھے اور درندے ان کے جسموں کو کھا چکے تھے، توحیرت سے کہا: خداوند عالم ان مردوں کو کیسے زندہ کرے گا؟ ! خدا نے انھیں ایک سو سال مردہ رکھا پھر دوبارہ زندہ کیا صبح کے وقت ان کی روح قبض کر لی اور شام کے وقت ان کی زندگی واپس کر دی(یعنی جسم میں جان ڈال دی) ایک فرشتہ نے اُن سے پوچھا کتنی دیر تک سوتے رہے؟

عزیر نے آسمان اور سورج کی طرف نظر کی تو وہ ڈوبنے ہی کے قریب تھا اور کہا:(میرے خیال میں) ایک دن یا اس کا ایک حصّہ سویا رہا۔

فرشتہ نے کہا: بلکہ تمہارے سونے کی مدت ایک سو سال ہے! اپنی غذا(انجیر، انگور) اپنی پینے کی چیز (انگور کے رس) کی طرف نظر ڈالو اور دیکھو، کہ اتنے سالوں کے بعد بھی ان میں کوئی تبدیلی نہیں آئی ہے اور اب اپنے گدھے کی طرف دیکھو کہ اس کی ہڈیاں بوسیدہ ہو کر تتر بتر اور نابود ہو گئیں ہیں!

پھر اس وقت خداوند عالم نے پراگندہ جسموں کو ایک دوسرے سے متصل کیا اور ان پر گوشت چڑھایا اور انھیں زندہ کر دیا تو عزیر کو معلوم ہو گیا کہ کس طرح خدا مردہ کو زندہ کرے گا اور جب انھوں نے ایسا دیکھا تو کہا: مکمل طور پر مجھے معلوم ہو گیا کہ خدا ہر چیز پر قادر و توانا ہے۔

حضرت موسیٰ کے بعد استثنائی داستانوں میں حضرت یحییٰ اور حضرت زکریا جیسے پیغمبروں کی بھی داستان ہے۔

حضرت زکریا خدا کو پکار کر کہتے ہیں: خدایا! میری ہڈیاں بوسیدہ ہو گئیں (کمزور ہو گئیں) ہیں اور میرے سر کے بال سفید ہو گئے ہیں اور میری بیوی بانجھ ہے، اپنے بعد اپنے وارثوں سے خائف اور ہراساں ہوں تو خود ہی مجھے ایک جانشین عطا کر جو میرا اور آل یعقوب کا وارث ہو۔

تو خداوند عالم نے انھیں یحییٰ کی خوشخبری دی ایسے نام کے ساتھ کہ اُس سے پہلے کسی کا یہ نام نہیں رکھا گیا تھا اور خدا نے ان کے بچپنے ہی میں انھیں کتاب اور قضاوت عطا کی۔

سب سے زیادہ مشہور ان کی استثنائی داستان خدا کے پیغمبر حضرت عیسیٰ کی ان کی ماں مریم کے ذریعہ بن باپ کے ولادت کی خبر ہے. اور اپنی قوم سے گہوارہ میں ان کا کلام کرنا اور یہ کہنا کہ خدا نے انھیں کتاب و حکمت عطا کی ہے. اور ان کا مٹی سے ایک پرندہ کا پیدا کرنا اور کوڑھی، کور مادر زاد کو شفا دینا ،مردوں کو زندہ کرنا اور حضرت عیسیٰ کی شکل وصورت میں ان کی مخبری کرنے والے بدخواہ کو تبدیل کرنا تا کہ عیسیٰ کی جگہ اسے پھانسی پر لٹکا دیا جائے. خدا نے حضرت عیسیٰ کو زمین سے اٹھا کر آسمان کی بلندی پر بلا لیا اور اب تک اسی طرح انھیں زندہ رکھا ہے تا کہ انھیں آخری زمانے میں زمین میں حضرت بقیۃ اللہ الاعظم مہدی صاحب الزمان کے پاس لوٹا دے۔

اسی طرح بنی اسرائیل کے انبیاء کے لئے بھی استثنائی حالات کا سراغ رکھتے ہیں کہ اُن سے پہلے کسی ایک پیغمبر میں بھی نہیں دیکھا ہے، جیسے وہ سب کچھ جو حضرت سلیمان کو دیا گیا، جنّاتوں کا ان کے لئے کام کرنا، یا بغیر باپ کے حضرت عیسیٰ کا پیدا ہونا اور خدا کی اجازت سے ان کا مٹی سے پرندہ خلق کرنا۔

اور ہم کسی قوم کو بنی اسرائیل سے زیادہ سنگدل قوم نہیں جانتے.وہ نہایت بد طینت لوگ تھے جنھوں نے اپنے پیغمبر سے نہ گانہ معجزات اور آیات دیکھے اور اس کا مشاہدہ کیا کہ اُس نے انھیں دریا کے بارہ خشکی راستوں سے گذارا اور فرعون اور اس کے لشکر کو غرق کر دیا. خداوند منّان نے انھیں پوری تاریخ انسانیت میں بے مثال معجزے کے ذریعہ نجات دی لیکن جیسے ہی اُن کی نظر بتوں پر پڑی تو اپنے پیغمبر سے کہتے ہیں: اے موسیٰ! ہمارے لئے ان کے بُتوں کے مانند بُت سے ایک خدا بناؤ!!

یا جب ان کے پیغمبر ان کے عمل کے لئے شریعت لانے گئے تو گوسالہ پرستی میں مشغول ہوگئے!!

یہ سب ان کے ناپسندیدہ اور بُرے صفات کے نمونے ہیں کہ جن کے ذریعہ ایسا طرز تفکر اور ایسی روش دکھائی دیتی ہے جو ان سے مخصوص تھی اور گزشتہ یا ان کے بعد کی امتوں میں نہیں پائی گئی ہیں۔

ان کے دشمن بھی ایسے ہی تھے؛ جیسے فرعون اور اس کے درباری اور وہ اقوام اور امتیں جو اُس زمانے میں سرزمین شام کی ساکن کہلاتی تھیں اور وہ اُن سے جنگ پر مامور ہوئی تھیں۔

ان تمام استثنائی حالات اور مواقع کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ لوگ دیگر امتوں کی بہ نسبت استثنائی اور خصوصی احکام کی احتیاج رکھیں. انھیں موارد(مقامات) میں کعبہ سے بیت المقدس کی طرف قبلہ کا تبدیل ہونا ہے اور ان تمام چیزوں کی تحریم جنھیں اسرائیل(یعقوب پیغمبر) نے اپنے اوپر حرام کر رکھی تھیں اور چونکہ بعض خصوصی حالات ان امتوں کے نابود ہو جانے کی وجہ سے کہ جن سے ان کی سرزمین میں انھوں نے جنگ کی تھی. حضرت عیسیٰ بن مریم کے زمانے میں ختم ہو چکے تھے. لہٰذا، خداوند عالم نے اُن کے کچھ محرمات جو اُن پر حرام کر دیئے تھے حلال کر دیئے۔

اور چونکہ حضرت ختمی مرتبت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں ان تمام استثنائی مواقع اور خاص حالات کا خاتمہ ہو چکا تھا، لہٰذا استثنائی احکام اور ان سے مخصوص قوانین بھی درمیان سے اٹھا لئے گئے؛ چنانچہ خداوند متعال سورۂ اعراف کی 157ویں آیت میں ارشاد فرماتا ہے:

(اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَبِیَّ الأُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَہ مَکتُوْباً عِندَھُمْ فِیْ التَّورَاۃِ وَ الْاِنْجِیْلِ یَأ مُرُھُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَیَنْھَا ھُم عَنِ المنْکرِ وَیُحِلُّ لَھُمْ الطَّیِّباتِ وَیُحَرِّمُ عَلَیھِمُ الخَبائثَ وَ یضعُ عَنھُم اِصْرَھُمْ وَ الأَغْلاَلَ الَّتِی کَانَتْ عَلَیھِمْ...)

جو لوگ اس امی نبی رسول کی جس کا نام و نشان اپنے پاس موجود توریت اور انجیل میں تحریر پاتے ہیں پیروی کریں ایسا پیغمبر جو انھیں نیکی کا حکم دیتا اور بُرائی سے روکتا ہے اور پاکیزہ چیزوں کو ان کے لئے حلال کرتا ہے اور نجاستوں کو اُن پر حرام کرتا ہے، قید و بند کی تکلیف گراں سے انھیں آزاد کر دیتا ہے۔

اسی وجہ سے حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کی شریعت منسوخ ہو گئی اور حکم ہوا کہ ابراہیم کے دین حنیف کی پیروی کریں کہ اب اس کے مبلغ اور بیان کرنے والے حضرت خاتم الانبیائ ﷺ ہیں۔

ان تمام باتوں سے یہ نتیجہ نکلا کہ اسلام کے قوانین اور شریعتیں حضرت آدم سے لے کر حضرت خاتم الانبیاء صلّیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم تک ایک دین واحد اور انسان کی فطرت کے مطابق ہیں اور چونکہ اللہ کی تخلیق میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی ہے لہٰذا خدا کی شریعت اور اس کے قوانین بھی تبدیل نہیں ہوئے ہیں۔

اللہ کی شریعت ہر زمانے کے پیغمبر کے ہم عصر لوگوں کی ضرورت کے مطابق اس پیغمبر پر نازل ہوئی ہے اسی لحاظ سے اُس شریعت میں سے ایک خاندان کی ضرورت کے مطابق حضرت آدم پر نازل ہوئی ۔

حضرت ادریس کے زمانے میں ایک شہر کے رہنے والوں کی نیاز کے بقدر اور نوح کے زمانے میں چند شہروں اور علاقوںکی نیاز وضرورت کے بقدر اس شریعت کا دائرہ وسیع ہو گیا. حضرت نوح کے زمانے کی شریعت کی اتنی مقدار ہمارے زمانے کو بھی شامل ہے۔

چنانچہ خداوند عالم فرماتا ہے:

(شَرَعَ لَکُمْ مِنَ الدِّیْنِ مَا وَصّٰی بِہ نُوْحاً)

"تمہارے لئے دین میں وہ راستہ قرار دیا ہے جس کی نوح کو وصیت کی تھی" ابراہیم کا دین حنیف نوح کی شریعت سے اختلاف نہیں رکھتا جیسا کہ خداوند سبحان فرماتا ہے:

(وَانَّ مِنْ شِیعَتِہِ لِابرَاھیمَ)

اس معنی میں کہ ابراہیم حضرت نوح کے اتباع کرنے والوںمیں تھے۔

حضرت ختمی مرتبت صلّیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت بھی حضرت ابراہیم کے دین حنیف سے اختلاف نہیں رکھتی جیسا کہ خدا وند متعال فرماتا ہے:

(وَاتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرَاهِيمَ حَنِيفاً)

"ابراہیم کے دین حنیف کی پیروی کرو". اور ہم سے بھی فرمایا:

(وَ اتاَبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرَاهِيمَ حَنيفاً)

ابراہیم کے دین حنیف کی پیروی کرو. اللہ کی شریعت کی بہ نسبت آدمی کی شان شہد کی مکھی کے مانند ہے کہ خدا وند عالم نے جس کی فطرت میں یہ بات رکھی ہے کہ وہ اس خاص نظم و ترتیب کے تحت زندگی بسر کرے جو اس کی فطرت سے ہم آہنگ ہو۔

اسی طرح وہ نظامِ آفرینش جسے ربّ العالمین نے اپنی ربوبیت کے اقتضاء کے مطابق تمام مخلوقات کے لئے اوّل تخلیق سے مقرر فرمایا ہے آج تک متغیّر نہیں ہوا ہے اور اس کا نظام حیات، خدا کی عطا کردہ فطرت کی پیروی سے دور نہیں ہوا ہے. اور آدمی اس قاعدہ سے بری اور مستثنیٰ نہیں ہے اور وہ خدا کی دیگر مخلوقات کے درمیان کوئی نئی مخلوق نہیں ہے۔

یہاں پر ہمارے مباحث کتاب کی اس جلد میں ختم ہوتے ہیں جو کہ خود ہی ان مطالب کی شرح و تفصیل ہیں جو پہلی جلد میں خلاصہ کے طور پر بیان ہو چکے ہیں اور کہیں اضافہ کے ساتھ یا بیان کی تبدیلی کے ساتھ، عقائد اسلام پیش کرنے میں قرآن کریم کی پیروی کی ہے، جیسا کہ قرآن کریم نے کہیں اختصار سے اور کسی موقع پر بسط و تفصیل سے اور کہیں ایک مقام سے دوسرے مقام پر تعبیر کی تبدیلی کے ساتھ بیان کیا ہے۔

ان مباحث کی تکمیل کے بعد انشاء اللہ جلد سوم میںّ انجاں تک ممکن ہوگا ہم قرآن کریم اور دیگر منابع و مصادر سے استفادہ کرتے ہوئے مکّہ میں پیغمبر ختمی مرتبت صلّیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کی تحقیق کریں گے۔

(وآخر دعوانا ان الحمد للہ ربّ العالمین)

فہرستیں

* آیات

* احادیث

* اشعار

* کتابیں

* مولفین

* مقامات

* ملل، قبائل اور مختلف موضوعات

فہرست آیات

آیہ کریمہ اسم سورہ، آیت نمبر صفحہ

لَقَدْ رْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ* سورۂ حدید، آیت25 9

وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللهِ وَرُسُلِهِ وَاَلَمْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ حَدٍ* سورۂ نسائ، آیت152 9

ِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمْ* سورۂ فصلت، آیت 30 10

وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللهِ وَرُسُلِهُ وْلَئِکَ هُمْ الصِّدِّيقُونَ* سورۂ حدید، آیت 19 10

سَابِقُوإِ الَى مَغْفِرَةٍ مِنْ رَابِكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ* سورۂ حدید، آیت21 10

لِئَلاَّ يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللهِ حُجَّة بَعْدَ الرُّسُلِ وَكَانَ* سورۂ نسائ، آیت165 11

اللهُ يَصْطَفِي مِنَ الْمَلَائِكَةِ رُسُلاً وَمِنَ النَّاسِ نَّ اللهَ* سورۂ حج، آیت 75 23

ِنَّ اللهَ اصْطَفَى آدَمَ وَنُوحًا وَآلَ اِبْرَاهِيمَ وَآلَ عِمْرَانَ* سورۂ آل عمران، آیت 33 23

ِنَّآ وْحَيْنَا اِلَيکَ كَمَآ وْحَيْنَإِ الَى نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ* سورۂ نسائ، آیت 163 23

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِى كُلِّ مَّةٍ رَسُولاً نْ اُعْبُدُوا اللهَ* سورۂ نحل، آیت 34 23

فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ لاَّ الْبَلاَ غُ الْمُبِينُ* سورۂ نحل، آیت 35 24

وَإِذْ خَذَ اللهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ* سورۂ آل عمران، آیت 81 24

وَتِلْکَ حُجَّتُنَا آتَيْنَاهَا اِبْرَاهِيمَ عَلَى قَوْمِهِ* سورۂ انعام، آیت 83 24

قُولُوا آمَنَّا بِاللهِ وَمَاُ نزِلَ الَينَا وَمَاُ نزِلَ الَى* سورۂ بقرہ، آیت 136 25

لَقَدْ رْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ* سورۂ حدید، آیت 25 25

وَمَا عَلَى الرَّسُولِ لاَّ الْبَلاَ غُ الْمُبِينُ* سورۂ نور، آیت 54 25

وَمَا عَلَى الرَّسُولِ لاَّ الْبَلاَ غُ الْمُبِينُ* سورۂ عنکبوت، آیت 18 25

وَمَآ رْسَلْنَا فِى قَرْيَةٍ مِنْ نَذِيرٍ لاَّ قَالَ مُتْرَفُوهَا* سورۂ سبأ، آیت 34 25

وَالیٰ عَادٍ اَخاهُم هُودا* سورهٔ اعراف، آیت 65 26

وَالیٰ عَادٍ اَخاهُم هُودا* سورهٔ هود، آیت 50 26

وَالَیٰ مدین اَخَاهُم شُعیبا* سورهٔ اعراف، آیت 85 26

وَالَیٰ مدین اَخَاهُم شُعیبا* سورهٔ هود، آیت 82 26

وَالَیٰ مدین اَخَاهُم شُعیبا* سورهٔ عنکبوت، آیت 36 26

وَالیٰ ثَمُوداَخَاهُم صَالحاًۘ* سورهٔ اعراف، آیت 73 26

وَالیٰ ثَمُوداَخَاهُم صَالحاًۘ* سورهٔ هود، آیت 61 26

وَالیٰ ثَمُوداَخَاهُم صَالحاًۘ* سورهٔ نمل، آیت 25 26

فَاصبِۡرکَماصَبَراُولَوالعَزم مِن الرُّسُلِ وَلاَ تَسْتَعْجِل* سورهٔ احقاف، آیت 35 26

ِنَّااَرسَلنٰک بِالْحَقِ بَشیراًۘوَنَذیراًوَاِنْ مِّن اُمّةٍ اِ لَّا* سورهٔ فاطر، آیت 24 26

وَمَااَهْلَکنامِنْ قَرْ یَةٍۡا اِلَّا لَهَامُنذِرُونَۘ* سورهٔ شعرائ، آیت 208 26

وَلَۘقَدْ اتَینامُوسیٰ تِسعَ آیاتٍۡ بَیِّنَاتٍ فَسئل بنی* سورهٔ اسرائ، آیت 101 26

وَاَدخِلْ یَدَک فی جَیبِکَ تَخْرُ جْ بَیضائَ مِنْ غَیرٍ* سورهٔ نمل، آیت 12 27

وَلَقَدْ اَرْسَلنَا رُسُلاً مِن قبلکَ وَجَعلنَا لَهُم اِزوَاجاً* سورهٔ رعد، آیت 38 27

وَلَۘقَدْاَرسَلنَارُسُلاًمِن قَبلکَ مِنهُم مَن قَصَصنَا* سورهٔ غافر، آیت 78 27

وَ ِنْ یُکَذِّ بُوکَ فَقَدْ کَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَعَاد* سورهٔ حج، آیت 42 27

یاَاَیُّهُااَلنبَّی اِنَّااَرسَلْنَاکَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذیرًا* سورهٔ احزاب، آیت 45 28

وَمَااَرسَلنَاکَ اِلاّ کَافّةً لِلنَۘاّسِ بَشِیراًۘوّنَذ یرا* سورهٔ سبأ، آیت 28 28

قُلْ لَئِنِ اجْتَمَعَتِ اِلنسُ وَالْجِنُّ عَلَیَ نْ یَۡتُوا بِمِثْل* سورهٔ اسرائ، آیت 88 28

وَ مَااَرْسَلنَامِنْ قَبلکَ مِنْ رَسولٍ وَلَا نبی* سورهٔ حج، آیت 52 31

وَ مَانُر سِلُ الْمُرْ سَلینَ اِلاَّ مُبَشِّرِینَ وَمُنْذِ رین* سورهٔ انعام، آیت 48 33

وَ مَانُر سِلُ الْمُرْ سَلینَ اِلاَّ مُبَشِّرِینَ وَمُنْذِ رین* سورهٔ کهف، آیت 56 33

ِنَّااَرسَلنٰک بِالحَقِ بَشیراًَوَنَذیراًوَاِنْ مِّن اُمّةٍ اِ لَّا* سورۀ فاطر، آیت 24 33

وَ اَنزَ لنَا الحْدَ یدفیهِ بَأس شَدید وَمَنافِعُ لِلنّاس* سورۀ حدید، آیت 25 34

اوتسقط السماء کما زعمت علینا کسفا* سورۀ اسرائ، آیت 92 34

قالَ راَبِ اْجعَْل لی آیةً قالَ آ یَتُکَ اَلاّ تُکَلِّمَ النَاسَ* سورۀ مریم، آیت 10 35

وَ کَاَ یِّن مِنْ آیة فی السمواتِ و الارضِ یَمُرُّونَ* سورۀ یوسف، آیت 105 35

وَأدخل یدکَ فی جَبیکَ تخُرجْ بیضاء مِن غیر* سورۀ نمل، آیت 12 35

وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْیَمَ وَ ُمَّهُ آیَةً وَآوَیْنَاهُمَا اِلَی رَبْوَةٍ ذَاتِ* سورۀ مومنون، آیت 50 36

وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْیَمَ وَ ُمَّهُ آیَةً وَآوَیْنَاهُمَا اِلَی رَبْوَةٍ ذَاتِ* سورۀ انبیائ، آیت 91 36

فَأَنجَیٰناه وَ اَصْحابَ السَّفینةِ وَ جَعَلنَاهاآیةً لِلعَالمِین* سورۀ عنکبوت، آیت 15 36

وَ ماَ کُنَّا مُعَذِّبینَ حتیّ نَبعَثَ رسولاً* سورۀ اسرائ، آیت 15 40

وَ لِکُلِّ اُمَّةٍ رَسُول فَاِذاجَائَ رَسُولُهُمُ قُضِیَ بَینَهُمْ* سورۀ یونس، آیت 47 40

فَعَصَواْ رَسُولَ رَبِّهِم فَأَخَذَهُمْ اَخْذَ ةً رابِیَة* سورۀ الحاقه، آیت 10 40

وَ مَنْ یَعص اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَاِ نَّ لَهُ نارَجَهَنّمَ خَالِدِینَ* سورۀ جن، آیت 23 40

مَا أنْتَ لَّابَشَر مِثلُنافأتِ بِآ یةٍ انْ کُنتَ مِن الصّادِقِینَ سورۀ شعرائ، آیت 154 41

فَعقروها فَأَ صْبَحُوا نَادِمین* سورۀ شعرائ، آیت 157 42

فَأَخَذَهمُ العَذا ب انَّ فی ذ لِکَ لَأ یةوَ مَاکانَ اَکْثَرُ* سورۀ شعرائ، آیت 158 42

وَ ِنْ کُنتُمْ فِی رَیْبٍ مِمَّا نَزَّلْنَا عَلَی عَبْدِنَا فَ ْتُوا بِسُورَةٍ* سورۀ بقره، آیت 23 42

سُبْحَانَ رَ بِیّ هَلْ کُنتُ اِلاَّبَشَراً رَسُولاً ً* سورۀ اسرائ، آیت 93 43

ثُمَّ اَوْحَیْنَاالَیکَ اَن اتّبع مِلّةابرا هیم حنَیفاً...* سورۀ نحل، آیت 123 44

اَلْیَو م اَکْمَلْتُ لَکُمْ دینکُم وَاَتْمَمْتُ عَلیکُم نِعمتی* سورۀ مائده، آیت 3 44

وَلَقَدْعَهِدْنَا اِلٰی آدمَ مِن قَبْلُ فَنَسِیَ وَاَلَمْ نَجدلَهُ عزماً* سورۀ طٰهٰ ، آیت115 47

وَإِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلاَئِکَةِ نّی جَاعِل فِی الَرْضِ* سورهٔ بقره، آیت 30 47
انَّ اللهَ اِصطَفَیٰ آدَمَ وَ نُوحاً وَآلَ اِبْرَاهیمَ وَآل* سورهٔ آل عمران، آیت 33 48
اُولئک الَّذِینَ آتَینَاهُمُ الْکِتَابَ وَالْحُکْمَ وَالَنُّبُوَّة* سورهٔ انعام، آیت89 48
اِنّی جَاعِل فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً* سورهٔ بقره، آیت 30 49
یَادَائُ وْدُ اِنَّاجَعَلنَاکَ خَلیفَةً فِی الْاَرْضِ* سورهٔ ص، آیت 26 49
... وَاذْکُرُ وا اِذْ جَعَلَکُمْ خُلَفائَ مِنْ بَعدِ قُومِ نُوح* سورهٔ اعراف، آیت 69 50
وَاِذکُرُوا اِذجَعَلَکُم خُلَفائَ مِن بَعدِ عاد* سورهٔ اعراف، آیت 74 50
عَسَیٰ رَبَّکُمْ اَنْ یُهْلِکَ عَدُ وَّکُم وَیَستَخلِفَکُمْ فِی* سورهٔ اعراف، آیت 129 50
سَابِحِ اسْمَ رَابِکَ الْاَ عْلٰی* سورهٔ اعلیٰ، آیت 1 51
وَعَلّمَ آدَمَ ا لْاَ سْمَائَ کُلَّهَا* سورهٔ بقره، آیت 31 51
وَاذْکُرْ فِیْ الْکِتَابِ اِدْرِیسَ اِنَّه کَانَ صِدّیقاً نَابِیاً* سورهٔ مریم، آیت 56 83
وَالَّذِینَ آمَنُوا بِا للهِ وَرُسُله اُولئکَ هُمْ الصّدِّ یقون* سورهٔ حدید، آیت 19 83
وَإِذْ خَذَ الله مِیثَاقَ النّاَبِیّینَ لَمَا آتَیْتُکُمْ مِنْ کِتَابٍ* سورهٔ آل عمران، آیت 81 99
اَلَمْ تَرَ الَی الَّذِینُ وتُوا نَصِیبًا مِنْ الْکِتَابِ یُدْعَوْنَ* سورهٔ آل عمران، آیت 23 100
قُلْ اِنْ تُخْفُوا مَا فِی صَدُ وْرِکُم اَوتُبدُوهُ یَعْلَمهُ اللهُ* سورهٔ آل عمران، آیت 29 100
قُلْ نْ کُنْتُمْ تُحِبُّونَ الله فَاتّاَبِعُونِی یُحْبِبْکُمُ الله* سورهٔ آل عمران، آیت 31 101
قُلْ طِیعُوا الله وَالرَّسُولَ فَنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّ الله لَا* سورهٔ آل عمران، آیت 32 101
فَمَنْ حَاجَّکَ فِیهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَائَکَ مِنْ الْعِلْمِ* سورهٔ آل عمران، آیت 61 101
یَااَهلَ الَکِتاب لِمَ تَلبِسُونَ الحَقَّ بِالبَاطِلِ وَ* سورهٔ آل عمران، آیت 71 101
وَاِذَ اَخَذَ اللهُ مِیثَاقَ النَّبیّینَ لَمَا آتَیْتُکُمْ..* سورهٔ آل عمران، آیت 81 101
یَعرِ فُونَهُ کَمَایَعرِفُونَ اَبْنَائِ هم* سورهٔ بقره، آیت 146 102

يَعرِفُونَهُ كَمَايَعرِفُونَ اَبْنَائِ هم* سورۂ انعام، آیت 20 102
وَلَقَدْ اَرْسَلنَانُوْحاًوَاِبْرَاهيم وَ جَعَلْنَافِی ذُرِّ يَّتِهِماَ* سورۂ حدید، آیت 26 107
وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحاً اِلیٰ قَوْ مِه فَلاَبِثَ فِيْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ* سورۂ عنکبوت، آیت 14 107
فَقَالَ يَاقَوْمِ اعْبُدُوا الله مَا لَكُمْ مِنْ لٰهٍ غَيْرُهُ فَلاَ* سورۂ مومنون، آیت 23 107
إِذْ قَالَ لَهُمْ خُوهُمْ نُوحَ لَا تَتَّقُونَ* سورۂ شعرائ، آیت 106 108
فَاِنْ تَوَ لَّيتُمْ فَ◌َمَا سَأَ لْتكُمْ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجرِیَ اِلَّا* سورۂ یونس، آیت 72 108
قَالُواَ نُؤْمِنُ لَکَ وَاتَّبَعَکَ الْرْذَلُون ؤ سورۂ شعرائ، آیت 111 108
قَالَ يَاقَوْمِ رَ◌َيْتُمْ نْ كُنتُ عَلَی بَيِّنَةٍ مِنْ رَابِیَ* سورۂ هود، آیت 28 108
قَالَ رَابِ نِّی دَعَوْتُ قَوْمِی لَيْلاً وَنَهَارًا* سورۂ نوح، آیت 5 109
وَاصْنَعِ الْفُلْکَ بِ◌َعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِی فِیَ* سورۂ هود، آیت 37 111
وَ جَعَلْنَاذُرِّيّتَهَ هُمُ البَا قِيْنَ وَتَرَ كْنَا عَليهِ فِیَ* سورۂ صافات، آیت 71 112
تِلکَ مِنْ أَنْبائِ الغَيْبِ نُو حِيهاا ليکَ مَا كُنْتَ* سورۂ هود، آیت 49 113
يَا بُنیَّ ارْكَبْ مَعنا وَ لاَ تَكُن مَعَ الكَا فِرِينَ* سورۂ هود، آیت 42 118
رَبّ اِنِّی أَعُوذ بِکَ اَنْ اَسَأَلَکَ مَا لَيْسَ لِی بِهِ* سورۂ هود، آیت 47 118
وَ اذْكُرْ اَخاعَادٍ اِإِذْ اَنْذَ رَ قَوْ مَهُ بِالْاَحقافِ* سورۂ احقاف، آیت 21 137
وَالیٰ عَادٍ اَخَاهُمْ هُوداً قَالَ يَا قَومِ اعْبُدوا اللهَ* سورۂ هود، آیت 50 138
وَقَالَ الْمَلَا ُمِنْ قَوْمِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا* سورۂ مومنون، آیت 33 138
وَاِلَی عَادٍ خَاهُمْ هُودًا قَالَ يَاقَوْمِ اعْبُدُوا اللهَ* سورۂ اعراف، آیت 65 139
كَذَّبَتْ عَاد فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِی وَنُذُرِ* سورۂ قمر، آیت18 140
وَلَقَدْ رْسَلْنَا اِلَی ثَمُودَ خَاهُمْ صَالِحًا نِ اعْبُدُوا* سورۂ نمل، آیت 45 145

كَذَّبَتْ ثَمُودُ الْمُرْسَلِينَ* سورۂ شعرائ، آیت 141 145
وَ ِلٰی ثَمُودَ خَاهُمْ صَالِحًا قَالَ یَاقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ* سورۂ ھود، آیت 61 146
وَاِلَی ثَمُودَ خَاهُمْ صَالِحًا قَالَ یَاقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ* سورۂ اعراف، آیت 73 147
وَکَانَ فِی الْمَدِینَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ یُفْسِدُونَ فِی الَرْضَ* سورۂ نمل، آیت 48 148
وَاتْلُ عَلَیْهِمْ نَبَ ِ اِبْرَاهِیمَ* سورۂ شعرائ، آیت 69 153
وَإِذْ قَالَ اِبْرَاهِیمُ لِاَبِیهِ آزَرَ تَتَّخِذُ صْنَامًا آلِهَةً* سورۂ انعام، آیت 74 153
وَاِبْرَاهِیمَ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللّٰہَ وَاتَّقُوهُ ذَلِکُمْ* سورۂ عنکبوت، آیت 16 154
سَلاَمٌ عَلَی نُوحٍ فِی الْعَالَمِینَ* سورۂ صافات، آیت 79 155
وَلَقَدْ آتَیْنَا اِبْرَاهِیمَ رُشْدَهُ مِنْ قَبْلُ وَکُنَّا بِهِ عَالِمِینَ* سورۂ انبیائ، آیت 51 156
اَلَمْ تَرَ الَی الَّذِی حَاجَّ اِبْرَاهِیمَ فِی رَابِّهِ نْ آتَاهُ اللّٰہُ* سورۂ بقرہ، آیت 258 157
فَآمَنَ لَهُ لُوط وَقَالَ نِّی مُهَاجِر الَی رَابِی نَّهُ هُوَ* سورۂ عنکبوت، آیت 26 158
وَلَقَدْ جَائَتْ رُسُلُنَا اِبْرَاهِیمَ بِالْبُشْرَی قَالُوا سَلَامًا* سورۂ ھود، آیت 69 158
هَلْ تَاکَ حَدِیثُ ضَیْفِ اِبْرَاهِیمَ الْمُکْرَمِینَ* سورۂ ذاریات، آیت24 159
کَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ الْمُرْسَلِینَ* سورۂ شعرائ، آیت 160 160
وَإِذْ قَالَ اِبْرَاهِیمُ رَابِ اجْعَلْ هَذَا الْبَلَدَ آمِنًا* سورۂ ابراھیم، آیت35 161
وَإِذْ بَوَّ ْنَا لِاِبْرَاهِیمَ مَکَانَ الْبَیْتِ نْ لاَتُشْرِکْ* سورۂ حج، آیت 26 162
وَإِذِ ابْتَلَی اِبْرَاهِیمَ رَبُّهُ بِکَلِمَاتٍ فَ َتَمَّهُنَّ* سورۂ بقرہ، آیت 124 162
وَقَالَ نِّی ذَاهِب الَی رَابِی سَیَهْدِینِ* سورۂ صافات، آیت 99 163
یا اهل الکتاب لم تُحا جُون فی ابراهیمَ* سورۂ آل عمران، آیت 65 164
ثُمَّ اَوحَینا اَنِ اتَّبِع مِلَّة اِبرا هیمَ حَنیفاً وَ ما کانَ* سورۂ نحل، آیت 123 164

وَمن اَحْسَنُ دِيناً مِمَّن اَسلَمَ وَجْهَهُ لِلّٰهِ وَ هُو* سورهٔ نسائ، آیت 125 164
فَلَمّا اعتَزَ لَهُم وَ ما يَعبدونَ مِن دُون اللّٰهِ* سورهٔ مریم، آیت 49 165
وَوَهبنا لهُ اسحاقَ وَ يَعقُوبَ نا فلةً وَ كُلّاً جَعَلنَا* سورهٔ انبیائ، آیت 72 165
أُوْلٰئِکَ الّذ ين اَنعمَ اللّٰه عَليهِم منَ النَّبيّنَ* سورهٔ مریم، آیت 58 165
اِنّی بَرِئ مِمّا تُشرِ كُون* سورهٔ انعام، آیت 78 169
فَأتُوا بِه عَلیٰ اَعيُن النَّاسِ لَعلّهمْ يَشْهَدُون* سورهٔ انبیائ، آیت 61 169
أ أنْتَ فعَلتَ هَذا بآ لِهَتنا يَااِبرا هيم* سورهٔ انبیائ، آیت 62 169
انکم انتم الظالمون* سورهٔ انبیائ، آیت 64 170
فَمَاكَانَ جَوابَ قَومِه اِلّا أنْ قَالوا اقتلُوهُ أَوْ حَرّقوه* سورهٔ عنکبوت، آیت 24 170
حَرّ قُو هُ و اْنصُر واْ آلِهتکم اِن كُنتُم فَاعِلين* سورهٔ انبیائ، آیت 68 170
أَ لَمْ تَرَ اِلیَ اَلّذی حَا جَّ ا برا هيمَ فِی رابِه أنْ آتاهُ اَللّٰه* سورهٔ بقره، آیت 258 170
اِذْ قَالَ اِبْرَاهِيم رابِیَ الّذِی يُحيِیْی وَيُمِيْت* سورهٔ بقره، آیت258 171
أنَا أُحيِی وَأُميت* سورهٔ بقره، آیت258 171
...فَإنَّ اللّٰه يَاْتِی بِالشَّمْسِ مِنْ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا* سورهٔ بقره، آیت258 171
يَا اَيُّهَاالنَّاس ضُرِبَ مَثل فا سْتَمِعوُالهُ اِنَّ الّذينَ* سورهٔ حج، آیت 73 171
وَ اِنْ يَسْلُبْهُم الذُّ بابُ شَيْئاً لا يَسْتَنقذ وُه مِنه* سورهٔ حج، آیت 73 172
مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حقَّ قَدره* سورهٔ انعام، آیت 91 172
فآ مَن له لوط...* سورهٔ عنکبوت، آیت 26 173
واِنَّ لُوطاً ًلِمَن المُرسَلِين* سورهٔ صافات، آیت 133 173
وَ قَالَ نَّ فِيهَا لُوطًا قَالُوا نَحْنُ عْلَمُ بِمَنْ فِيهَا* سورهٔ عنکبوت، آیت 32 173
فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ اِبْرَاهِيمَ الرَّوْعُ وَجَائَتْهُ الْبُشْرَی* سورهٔ هود، آیت 74 173

قَالَ اِنّ فِيهَالُوطا سورۀ عنکبوت، آیت 32 174
انَّ اِبراهیم لَحَلیم اَوَّاه مُنیبٌ سورۀ هود، آیت 75 175
رَبّنَااِنّي اَسْکَنْتُ ذُرّ یّتی بِوادٍغِیرذِی زرعٍ سورۀ ابراهیم، آیت37 175
رَبّناَوَاجعلنَا مُسلِمینِ لَکَ وَمِنْ ذُرّیَّتِنَا أُمَّةً مُسلِمَةً سورۀ بقره، آیت 128 176
راَبِ اجعَلنِی مُقیم الصَّلاة وَمِنْ ذُرِّیَّتی سورۀ ابراهیم، آیت40 177
اِنَّ اللّٰهَ اِصطَفیٰ لَکُمُ الدِّ ین فَلا تَمُو تُنَّ اِ سورۀ بقره، آیت 132 177
یااَبَتِ اِفْعَل مَا تُؤمَرُ سَتَجِدُ نِی اِنشَاء اللّٰه سورۀ صافات، آیت 102 177
یَااِبراهیمُ قَد صَدَّقْتَ الرُّؤیا سورۀ صافات، آیت 105 177
فَا تّبَعُوا مِلَّة اِبرا هیمَ حَنیفاً سورۀ آل عمران، آیت 95 178
وَ اذِابتلیَ اِبرَاهیمَ رَبُّهُ بِکلمٰا ت فَأَ تَمَّهُنَّ سورۀ بقره، آیت 124 178
فَمَالاَبِثَ اِنْ جَائَ بِعَجَلٍ حِنَیذٍ سورۀ هود، آیت 69 178
وَ طَهِر بَیتِیَ لِلطَّائِفِینَ وَالقَائِمِینَ وَالرُّ کَّعِ سورۀ حج، آیت 26 179
کُلُّ الطَّعَامِ کَانَ حِلًّا لِبَنِی سْرَائِیلَ لاَّ مَا حَرَّمَ سورۀ آل عمران، آیت 93 183
وَ آتَیْنَا مُوسَی الْکِتَابَ وَجَعَلْنَاهُ هُدًی لِبَنِی سورۀ اسرائ، آیت 2 183
وَلَقَدْ آتَیْنَا مُوسَی الْکِتَابَ فَلاَتَکُنْ فِی مِرْیَةٍ سورۀ سجده، آیت23 183
نَّاَ نزَلْنَا التَّوْرَاةَ فِیهَا هُدًی وَنُور یَحْکُمُ بِهَا سورۀ مائده، آیت 44 183
وَ اذ قَال مُوسیٰ لِقَومه یَا قَومِ لِمَ تُؤ ذُوننی سورۀ صف، آیت 5 184
إِذْ قَالَتِ الْمَلاَئِکَةُ یَامَرْیَمُ نَّ اللّٰه یُبَشّرُکَ سورۀ آل عمران، آیت 45 184
وَ اِذْ قَالَ عیسیٰ ابن مَریمَ یَابَنی اِسرائیل اِنی سورۀ صف، آیت 6 4 18
وَاِلَی مَدْیَنَ خَاهُمْ شُعَیْبًا قَالَ یَاقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰه سورۀ هود، آیت 84 189

قَالَ المَلأُ الَّذِينَ اِسْتكبرُ واْ مِن قَوْ مِه لَنُخرِجنَّک* سورۀ اعراف، آیت 88 191
لَنُخْرِجَنَّکَ وَمَنِ اتَّبعکَ مِنْ قر یتنا،أولَتعودُنَّ فِی* سورۀ اعراف، آیت 88 192
وَ ۡوْحَیْنِا الَی مِّ مُوسَیَ نْ رْضِعِیهِ فَ ِذَا خِفْتِ* سورۀ قصص، آیت 7 197
إِذْ قَالَ مُوسَی لِأَهْلِهِ نِّی آنَسْتُ نَارًا سَآتِیکُم* سورۀ نمل، آیت 7 198
ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ مُوسَی بِآیَاتِنَا الَی فِرْعَوْن* سورۀ اعراف، آیت 135 199
فَ ۡخْرَجْنَاهُمْ مِنْ جَنَّاتٍ وَعُیُون* سورۀ شعرائ، آیت 57 202
وَجَاوَزْنَا بِبَنِی سْرَائِیلَ الْبَحْرَ فَ ۡتْبَعَهُمْ فِرْعَوْن* سورۀ یونس، آیت 90 202
وَجَاوَزْنَا بِبَنِی سْرَائِیلَ الْبَحْرَ فَ ۡتَوْا عَلَی قَوْمٍ* سورۀ اعراف، آیت 138 203
یَابَنِی سْرَائِیلَ قَدْ نجَیْنَا کُمْ مِنْ عَدُوِّ کُم* سورۀ طه ، آیت80 204
وَإِذْ وَاعَدْنَا مُوسَیَ رْبَعِینَ لَیْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمْ* سورۀ بقره، آیت51 207
واختار موسیٰ قومهُ سبعینَ رجُلاً لمیقاتنا فلمّا* سورۀ اعراف، آیت 155 207
وَإِذْ قُلْتُمْ یَامُوسَی لَنْ نَصْبِرَ عَلَی طَعَامٍ وَاحِدٍ* سورۀ بقره، آیت61 208
وَإِذْ قَالَ مُوسَی لِقَوْمِهِ یَاقَوْمِ اذْکُرُوا نِعْمَةَ الله* سورۀ مائده، آیت 20 208
ِنَّ قَارُونَ کَانَ مِنْ قَوْمِ مُوسَی فَبَغَی عَلَیْهِم* سورۀ قصص، آیت 76 209
وَاذْ کُرْعَبْدَنَادَا وُدَ ذَا الأیْدِ نّه أَوّاب* سورۀ ص، آیت 20 220
وَلَقَدْ آتَیْنَا دَاوُودَ مِنَّا فَضْلاً یَاجِبَالُ وّبِی* سورۀ سبأ، آیت 10 221
وَسَخَّرْنَا مَع دَاؤُدَ الجِبالَ یُسبّحن وَالطَّیر* سورۀ انبیائ، آیت 79 221
وَ وَهَبنَا لِد اوُدَسُلِیمانَ نِعمَ العِبدُ اِنَّهُ أوّاب* سورۀ ص، آیت 30 221
وَلَقَدْ آتَیْنَا دَاوُودَ وَسُلَیْمَانَ عِلْمًا* سورۀ نمل، آیت 15 221
وَلِسُلَیْمَانَ الرِّیحَ غُدُوُّهَا شَهْر وَرَوَاحُهَا* سورۀ سبأ، آیت 12 222

كٓهٰيٰعٓصٓ ذِكْرُ رَحْمَةِ رابِکَ عَبْدَهُ زَكَرِيَّا* سورهٔ مریم، آیت 1 225
هُنَالِکَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ قَالَ رابِ هَبْ لِي* سورهٔ آل عمران، آیت 38 231
وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ إِذِ انتَبَذَتْ مِنْ هْلِهَا* سورهٔ مریم، آیت 16 232
إِذْ قَالَتِ الْمَلاَئِكَةُ يَامَرْيَمُ نَّ الله يُبَشّرُکَ* سورهٔ آل عمران، آیت 42 235
وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَابَنِي سْرَائِيلَ نِّي* سورهٔ صف، آیت 6 237
فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِيثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ بِآ يَاتِ الله وَقَتْلِهِمُ* سورهٔ نساء، آیت 155 238
...قَدْ جَاْءَ كُمْ رَسُوْلُنَاْ يُبِيّنُ لَكُمْ عَلىٰ فَتْرَةٍ* سورهٔ مائده، آیت 19 239
يٰسٓ*وَالْقُرْآنِ الْحَكِيْمِاِنَّکَ لَمِنَ الْمُرسَلِينَ* سورهٔ یٰس، آیت 3 245
وَ كَذلِکَ أَوْ حَيْنَاْ اِلَيکَ قُرآناً عَرَابِيّاً لِتُنذِرَ* سورهٔ شوریٰ، آیت 17 245
وَ مَاْاَرسَلْنَاْکَ اِلاَّ كَافَّةً لِلنَّاسِ بَشِيْراً وَ نَذْيرَ* سورهٔ سبأ، آیت 28 245
وَ اذْكُرْ فِي الْكِتابِ اِسْمَاْعِيْلَ اِنَّهُ كَانَ صَادِقَ* سورهٔ مریم، آیت 54 246
ِنَّا وْحَيْنَا اليَکَ كَمَا وْحَيْنَا اِلَى نُوحٍ وَالنّابِيّينَ* سورهٔ نساء، آیت 163 257
لِإِيلاَفِ قُرَيْشٍ* سورهٔ قریش، آیت 1 275
اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِأَصْحَابِ الفِيلِ* سورهٔ فیل، آیت 1 287
وَاِلىٰ ثَمُودَ اَخَاهُمْ صَالِحاًقَالَ يَاقَومِ* سورهٔ هود، آیت 61 288
اَلَمْ تَرَكَيفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِعَادٍ*اِرَمَ ذَاتِ الْعِماد* سورهٔ فجر، آیت 6 289
وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوافِينَالَنَهْدِ يَنَّهُمْ سُبُلَنَا* سورهٔ عنکبوت، آیت 69 290
لَا تَنْكِحُوا مَانَكَحَ آباؤُكُمْ مِنَ النِّسٰائِ* سورهٔ نساء، آیت 22 301
وَاعْلَمُوا اَنّمَا غَنِمْتُمْ مِن شَيءٍ فَاِنَّ لِلّهِ خُمُسَهَ* سورهٔ انفال، آیت 41 301
اَجَعَلْتُمْ سَقَايَة لحَاجّ* سورهٔ توبه، آیت 19 301

وَ الَّذِينَ يُنِۡفقُونَ أَمۡوَالَهُمۡ رِئا ئَ النَّاس* سورهٔ نسائ، آيت 38 310
وَقَالُوا مَاهِيَ اِ لَّاحيَا تُنَا الدُّنۡيَا نَموتُ وَنَحۡيَا* سورهٔ جاثيه، آيت 24 311
وَ قَالُوا اِنۡ هِي اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنيَا وَمَا نَحۡنُ بِمَبۡعُوثِيۡنَ* سورهٔ انعام، آيت 29 311
...وَلَئِن قُلتَ اِ نَّكُم مَبۡعُو ثُونَ مِنۡ بَعدِ الۡمُوتِ* سورهٔ هود، آيت 7 311
وَضرَبَ لَنا مَثَلاً وَ نَسِيَ خَلۡقَهُ قَالَ مَن يُحۡيِي* سورهٔ يٰس، آيت 78 311
وَكَانُوا يُصِرُّوۡنَ عَلَى الحِنۡثِ العَظِيمِ* سورهٔ واقعه، آيت 46 311
وَ اِذَاۡ بُشِّرَ أَحدُهُمۡ بِا لأُنثٰى ظَلَّ وَجهُهُ مُسوَدّاً* سورهٔ نحل، آيت 58 312
وَاِإذۡ أَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ النّاَبِيينَ لَمَا آتيتُكم* سورهٔ آل عمران، آيت 81 313
ثُمَّ اَوۡحَيۡنَا االَيکَ اَنِ اتّاَبِعۡ ملَّةَ اِبۡرَاۡهِيمَ حَنِيۡفاً* سورهٔ نحل، آيت 123 314
قُلۡ صَدَقَ اللّٰه فَا تَّبعُوا مِلَّةَ اِبۡرَاهِيۡمَ حَنِيفاً* سورهٔ آل عمران، آيت 95 315
وَمَنۡ أحسَنُ دِيناً مِمَّن أَسلَمَ وَجهَهُ لِلّٰهِ وَ هُو* سورهٔ نسائ، آيت 125 315
وَمَنۡ أحسَنُ دِيناً مِمَّن أَسلَمَ وَجهَهُ لِلّٰهِ وَ هُو* سورهٔ انعام، آيت 161 315
وَ تَقَلُّبَکَ فِي الۡسَّاجِدِين* سورهٔ شعرائ، آيت 219 315
وَاِإذۡ قَالَ اِبۡرَاهِيمُ لِاَبِيهِ وَقَومِهِ اِنَّنى بَرائ مِمَّا* سورهٔ زخرف، آيت 26 318
وَانۡذِرۡ عَشِيۡرَتَکَ الۡأَقۡرَبِين* سورهٔ شعرائ، آيت 214 327
رَبَّنَا وَاجۡعَلۡنَامُسۡلِمَينِ لَکَ وَ مِن ذُرِّيَّتِنَا اُمَّةً* سورهٔ بقره، آيت128 331
وَ مُبَشِّراً بِرَسُولٍ يَاتِي مِنۡ بَعدِى اِسۡمُهُ اَحۡمَد* سورهٔ صف، آيت 6 334
فَاِ نَّهَا مُحَرَّ مَة عَلَيۡهِمۡ اَرۡبَعِينَ سَنَةً يَتِيۡهُونَ فِيۡ* سورهٔ مائده، آيت 26 338
اَلَّذِيۡنَ يَتّاَبِعُوۡنَ الرَّسُوۡلَ النابِيَّ ا لأُ مِّيَّ* سورهٔ اعراف، آيت 157 341
شَرعَ لَكُمۡ مِنَ الدِّيۡنِ مَا وَصّٰى بِه نُوۡحا* سورهٔ شورىٰ، آيت 13 342
وَانَّ مِنۡ شِيعَتِهِ لِاِبۡرَاهِيم* سورهٔ صافات، آيت 83 342
وَاتّاَبِعۡ مِلَّةَ اِبۡرَاهِيمَ حَنِيفاً* سورهٔ نسائ، آيت 125 342

احادیث کی فہرست

حدیث یا روایت کا متن معصوم صفحہ

لاتخلو الارض من قائم للهِ بحجّة،اما ظاهراً.. امیرالمومنین ، 11

نبی وہ ہے جو (خدا کے احکام کو) خواب میں... امام صادق ، 31

انبیاء کی تعداد سے متعلق حدیث، رسول خدا صلّیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم ، 37

اولوالعزم کو اسی دن سے ایسا نام دیا ہے کہ.. امام رضا ، 37

انبیاء و پیغمبروں کے سید وسردار پانچ افراد... امام صادق ، 39

خداوند سبحان نے کسی پیغمبر کو ماموریت نہیں .. امام صادق ، 39

سب سے پہلے نبی اور رسولوں کی تعداد کے بارے رسول خدا صلّیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم ، 41

جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار اور عظیم دن انکے... رسول خدا صلّیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم ، 52

حضرت آدم کے مقام دفن سے .... رسول خدا صلّیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم ، 53

کوفہ میں مسجد سہلہ ادریس کا گھر..... امام صادق 84

خداوند عالم نے ،آدم اور ان کے بعد کے.... امیرالمومنین ، 100

خداوند عالم نے رسول گرامی اسلام کو ..... امیرالمومنین ، 346

وہ ایک نبی تھے کہ ان کی قوم. رسول خدا صلّیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم ، 251

مضر کو بُرا بھلا نہ کہو کیونکہ... رسول خدا صلّیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم ، 261

اے علی! عبد المطلب نے جاہلیت کے... رسول خدا صلّیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم ، 301

خدا قیامت کے دن ہمارے جد عبد المطلب .. رسول خدا صلّیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم ، 306

خدا نے انھیں سب سے اچھی جائی امن ... امیرالمومنین ، 316

زمین اس حجت سے جو دین خدا کو قائم .. امیرالمومنین ، 316

آدم کے زمانے میں رسول خدکا وجود. رسول خدا صلّیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم ، 317
خدا وند عزّوجل نے ابراہیم کے ... رسول خدا صلّیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم ، 319
یہ میرا بھائی ، وصی اور میرا جانشین ... رسول خدا صلّیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم ، 327
سب سے پہلا انسان جو اس در سے داخل ... رسول خدا صلّیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم ، 328
میرا وصی اور راز کا محافظ ،... رسول خدا صلّیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم ، 327
ہر پیغمبر کا ایک وصی اور وارث تھا ،... رسول خدا صلّیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم ، 328
انت منی بمنزله هارون من..... رسول خدا صلّیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم ، 328
انّی تارک فیکم الثِّقلین... رسول خدا صلّیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم ، 328
لا یزال هذا الدّین قائماًحتّی... رسول خدا صلّیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم ، 329
لا یزال امر النّاس ماضیاً... رسول خدا صلّیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم ، 329

اشعار کی فہرست

ابو کم قُصیّ کان یدعیٰ مجمّعاً به جمع اللهُ القبائل من فهر (266)
عمر و العلی هشم الثریدَ لقوم و رجالُ مکة مسنتون عجاف
و هو الذی سنّ الرحیل لقومه رحل الشّتاء ورِحلةَ الأ صیاف (273)
و الخالطون فقیر هم بغنّیهم حتیٰ یصیر فقیر هم کا لکافی (275)
یا حابس الفیل بذی المغمس حسبته کأنَّه مکوّس
فی مجلس تز هق فیه اهله الأنفس (284)
طارت قریش اذ رأت خمیسا فظلت فرداً لا أ رىٰ أنیساً (284،333)
و لا أحسّ مِنهم حسیسا الّا اَخاّ لی ما جداً نفیساً
مسوداً فی اهله رئسیا (284)

انّ للبيت لَرَبآّ ما نعاً مَن يُردهُ بِأُ ثامٍ يصطلم

رامه تُبّع فيمن جندت حمير و الحى من آل قدم (285، 299)

فانثىٰ عنه و فى اوداجه جارح امسكَ منه بالكظ

قلت و الأ شرم تردى خيله اِنّ ذا الأ شرم غرّ با لحرام (285 ،299)

نحن آل الله فى ما قد مضىٰ لم يزل زاک على عهد ابرَهم(290 ،299 ،314)

نحن دمَّرنا ثمود اً عَنوة ثم عاداً قبلها ذات الارم (285،299)

نعبد الله و فينا سُنّة صلَة القربىٰ و ايفاء الذمم (285،300)

لم تزل للهِ فيناحجّة يدفع بها عنّا النّقم (285 ،290 ،300 ،314)

الحمدُ لله الذى اعطانى هذا الغلام الطَّيّب ا للا ردانِ

أُ عيذ ه با لبيت ذى الاَركانِ مِن كُلِ ذى بغيٍ و ذى شنآنِ

وَ حا سدٍ مُظطرب العنان (292)

انت الذى سُمّيت فى الفرقان فى كتب ثابتة المبان

احمد مكتوب على اللسان (292 ،300)

لاهُمَّ أَد راكبى محمّداً ادّه وَ اصطنع عندى يدا

انت الذ جَعَلتَهُ لى عضُدا لا يبعد الدَّهرُ به فيبعدا

انت الَّذى سمّيتَهُ محمّداً (293)

بشيبة الحمد اسقىٰ اللهُ بلدتنا وقد فقد نااالكرىٰ واجلّوذ المطرُ

منّاً من الله بالميمونِ طائره وخير من بشّرت يوماً به مُضرُ

مبارک الأمر يُستسقىٰ الغمامُ به ما فى الأثام له عدلُ و لا خطر (295)

أُوصيکَ يا عبد منافٍ بعدى بِمُفرد بعد أبيه فردِ

فادقة وَ هو ضجيعُ المهد فَكُنتَ كا لأُم له فى الوجد
تُد نيه مِن أَحشا ئها و الكبد فَأَنت مِن أّرجىٰ بنىّ عِندى
لدفع ضيمٍ أَو لشدِّ عفد (296)
اوصيكَ أَرجىٰ اهلنا با لرفدى يابن الذى غيبة فى اللحدِ
بالكره منّى ثُمّ لا بالعمدى وخيرة الله يشا فى العبدِ (297)
يا ربّ انَّ العبد يمنعُ رحلهُ فامنع رحالک (299، 333)
انت الّذى سُمِّيت فى الفرقان فى كُتب ثابتة المبان
احمد مكتوب على اللسان (314،300)
علىٰ غفلة يأتى النبى مُحَمَّد فيخبر أخباراً صدوقاً خبيرها (304)
اوصيت مَن كنيتهُ بطالب يابن الّذى قد غاب ليس آئب (308)
يا رب ان المرء يمنع رحله فامنع رحالک (333)

کتابوں کی فہرست

(الف)

اثبات الوصیہ ،320،327.

اخبار الزمان،61،62،68،71،72،76،79،86،89،93،123،258،324.

استبصار ،320.

استیعاب، 327.

اسد الغابہ، 327.

اسلام میں دو مکتب ،302،

اصول کافی، 31،38.

امالی، 284.

انجیل،19،27،28،164،184،238،241،318،341.

انساب الاشراف، 262،263،265،267،272،273،275،291،292،293،294،

296،309.

(ب)

بحار الانوار،37،38،115،251،282،284،296،297،298،301،302،306،317،

بحر المحیط،102.

(ت)

تاریخ ابن اثیر (الکامل فی التاریخ)، 123،251،327.

تاریخ ابن عساکر، 114،117،292،327.

تاریخ ابن کثیر، 264،265.

تاریخ الخمیس،

تاریخ طبری، 52، 57، 68، 75، 79، 84، 85، 86، 89، 90، 93، 99، 277، 278.

تاریخ یعقوبی، 62، 63، 68، 72، 75، 79، 92، 119، 123، 127، 264، 266، 267، 270،

271، 283، 306، 308، 309.

تفسیر ابن کثیر، 100، 318.

تفسیر سیوطی، 38، 102، 114.

تفسیر طبری، 100، 114.

تفسیر قرطبی، 100، 273، 318.

تورات، 38، 79، 94، 97، 98، 115، 164، 183، 184، 186، 219، 232، 234، 235،

238، 240، 242، 252، 318، 336، 337، 341.

(ح)

حلیۃ الاولیائ، 368.

(خ)

خرائج، 302.

خصائص، 328.

خصال، 37، 38، 302.

(د)

در المنثور، 102، 328.

دلائل النبوۃ، 252، 253.

(ذ)

الذریعہ، 327.

(ر)

روضہ کافی، 114.

ریاض النضرہ،328.

(ز)

زاد المسیر فی العلم التفسیر،100.

(س)

سبل الھدیٰ والرشاد، 261،262،263،270،293.

سنن ابن ماجہ، 120.

سنن ترمذی، 319،328.

سیرۂ ابن ہشام،120،252،253،272،273،277،278،282،283.

سیرۂ حلبیہ،251،262،263،268،269،270،271،272،292،294.

سیرۂ نبویہ، 272،263،269،270،272،294.

(ش)

شرح نہج البلاغہ (ابن ابی الحدید)،327.

شرح نہج البلاغہ (محمد عبدہ)، 246.

(ص)

صحیح بخاری، 328.

صحیح ترمذی ، 319.

صحیح مسلم، 2، 319،328.

الصفوہ، 320.

(ط)

طبقات ابن سعد، 52، 251، 268، 270، 271، 278، 283، 292، 293، 294، 328.

(ع)

عیون اخبار الرض، 38.

(غ)

الغیبہ، 320.

(ف)

فتح الباری، 120، 261.

فرھنگ فارسی معین، 85.

فضائل کنز العمال، 328.

(ق)

قاموس کتاب مقدس، 167، 336.

قرآن، 11، 12، 13، 29، 33، 36، 39، 43، 49، 83، 98، 99، 107، 133، 143، 151،

171، 185، 236، 240، 299، 317، 343.

(ک)

کنز العمال، 120، 327.

(ل)

لباب التأویل فی معانی التنزیل، 102.

لسان العرب، 274.

(م)

مجالس، 284.

مجمع الزوائد، 327.

المحبّر،273.

مرآة الزمان ،61،62،67،68،71،72،75،76،79،85،323.

مرآة العقول ، 115.

مروج الذهب، 61،62،63،67،71،79،85،86،89،93،127،251،278،283،

284،293،307،309،319.

مستدرک الصحیحین ، 328.

مستدرک حاکم، 2،328 .

مسند احمد، 2،37،52،252،253،317،328.

معالم المدرستین، 11،320،327.

معانی الاخبار، 37.

معجم البلدان، 114،119،141،191،252،272،284.

معجم الفاظ قرآن کریم، 31.

معجم الکبیر، 327.

المعجم المفهرس الفاظ القرآن الکریم، 288.

معجم الوسیط، 31.

مفردات راغب،31.

المقالات فی اصول الدیانات، 320.

موسوعۀ اطراف الحدیث عن أمجاد السادة المتقین،328.

(ن)

نهاےۃ اللغۃ،37.

نهج البلاغه ، 11،316.

مولفین کی فہرست

(الف)

ابن ابی الحدید، 327

ابن اثیر، 57،75،79،123،251،327.

ابن جوزی،57،61،101.

ابن حبیب، 273.

ابن سعد، 52،53،261،267،270،271،278،283،292،293،298،328.

ابن عساکر، 114،117،292،327.

ابن کثیر، 57،100،114،251،264،265،292،318.

ابن ماجہ، 120،328.

ابن ہشام، 120،252،253،272،277،282،283،306،307.

ابوحیان، 102.

ابو نعیم ،253.

احمد بن حنبل ،2،37،52،252،253،317،319،327،328.

(ب)

بخاری ،328.

بلاذری ،263،265،275،295،296.

بیھقی ،292.

(ت)

ترمذی، 319،328.

(ح)
حاکم، 2،328.
حموی،114،119،141،252.
(ز)
زبیدی، 328.
زینی دحلان، 269.
(س)
سبط بن جوزی،57،61،294.
سید سامی البدری، 115.
سیوطی، 38،102،114،318.
(ش)
شیخ صدوق، 302.
شیخ طوسی، 284.
شیخ مفید،284.
(ط)
طبرانی، 327.
طبری، 52،57،68،75،79،84،85،86،89،90،93،99،100،114،277،278،
280،327.
طیالسی، 328.

(ق)

قرطبی، 100،273،318.

(م)

مجلسی ،37،38،115،251.

محمد عبدہ، 246.

مسعودی،57،61،62،67،79،85،93،123،127،251،278،283،284،309،

319.

مسلم ،319،328.

(ن)

نسائی، 328.

(و)

واقدی ، 297.

(ی)

یعقوبی،62،63،68،72،75،79،85،93،119،123،127،264،266،267،270،

271،283،306،308،309.

مقامات کی فہرست

(آ)

آراراط،115.

آشور، 115.

آفریقا، 276.

(الف)

احقاف، 141.

ارم،285،278،289،299.

اصفہان، 317.

ام القریٰ ،290،303،310.

اورارطو (آراراط)، 115.

اوربیل ، 115.

اورشلیم، 115.

اورکلدانیین،115.

ایران، 276،286،332.

(ب)

بابل، 115،119،172.

بغداد، 116.

بیت اللہ الحرام،175،178،258،264،267،269،302،304.

بیت المقدس، 236،341.

بیروت ، 52،53،61،62،68،86،94،120،123،261،263،267،271،277،
309.
بین النھرین، 116.
(ت)
تبوک ،191.
(ج)
جزیرۂ ابن عمر،114.
جزیرۃ العرب، 251،265،276،310.
جودی، 114.
(چ)
چاہ زمزم، 264،271،278،279،281،282،296،299،301،302،306.
(ح)
حبشہ ،275،276،282،284،332.
حجون، 270.
حضرموت ، 141.
حلہ، 119.
حیرہ، 116.
(خ)
خیبر، 307.

(د)

دارالندوه، 266، 268، 269، 272، 305.

دریای سرخ، 191، 217.

دریای وان، 114.

(ذ)

ذی مغمس، 284.

(ر)

رود ورس، 114.

رود دجله، 116، 119.

رود فرات، 116، 119.

روم، 252، 286.

(س)

سبأ، 224.

سواد، 116.

(ش)

شام، 150، 172، 176، 179، 186، 191، 220، 264، 272، 274، 275، 276، 294، 317،

332، 337، 339، 341.

شوش، 75.

(ص)

صحرای سینا، 17، 161، 175، 195، 203، 215، 218

(ط).

طائف، 321.

طور، 218، 336.

(ع)

عراق، 53،115،120،275،317.

عرفات،177،267،271،304.

عمان، 141.

عموریہ، 252.

(غ)

غارحرا،7،284،296،301.

غارگنج، 62،79،321،323،324.

غزہ، 272.

(ف)

فاران، 175.

فلسطین، 179.

(ق)

قاہرہ، 282.

(ک)

کسکر، 119.

کعبہ، 15،51،52،62،161،163،175،176،177،178،179،265،266،267،

268،269،271،272،282،283،284،286،292،293،296،299.

کوفہ،75،84،114،115،117

.کوہ آرارت، 114.

کوہ ابو قیس، 283.

کوہ صفا، 283.

کوہ کوفان، 116.

کوہ مروہ، 176،283.

(م)

مدائن، 116.

مدین، 26،190،191،192،215.

مدینہ، 150،328.

مزدلفہ،268.

مسجد سہلہ، 84.

مسجد کوفہ، 114،117.

مصر،123،185،186،215،217،272،335.

مکّہ ،17،43،51،62،161،175،176،179،245،246،247،257،258،259،262،

264،265،266،267،268،269،272،273،277،278،282،283،284،290،

291،293،298،299،302،303،304،308.

منا، 217،271.

موصل،114،317.

(ن)

نجف، 114،116.

(و)

وادی القریٰ، 191.

(ی)

یمن، 255،257.

ملتوں، قبیلوں اور مختلف موضوعات کی فہرست

(الف)

آل ابراہیم، 23، 39.

آل داؤد، 225.

آل عمران، 23، 39.

آل فرعون، 197، 200.

آل یعقوب، 231.

ابابیل، 283، 288.

امامیہ، 319.

(ب)

بنی اسرائیل، 101، 167، 180، 183، 193، 195، 200، 202، 203، 204، 205، 206، 214، 215

237، 238، 240، 242، 329، 335، 336.

بنی عباس، 116، 309.

بنی مخزوم، 273.

بنی ہاشم، 319.

(ث)

ثمود، 42، 50، 142، 145، 146، 147، 150، 285، 287، 288، 289، 299، 333،

334.

(ج)

جرھم، 176، 258، 270.

جنگ احد، 328.

جنگ بتوک، 302.

(ح)

حوض کوثر، 329.

(خ)

خزاعہ،264،266،270،304.

خوارج، 319.

(ر)

روز قیامت، 163،298،304،310،333.

(س)

سواع(بُت)، 110،117.

(ع)

عاد،50،137،138،140،142،148،150،185،187،288،289،333،334.

عام الفیل،262.

(غ)

غزوۂ تبوک،302.

(ق)

قابیلیان، 62،79،84،85،89،321.

قریش، 43،119،266،267،268،269،270،271،172،273،274،275،276،

277،278،279،280،281،282،284،294،295،298،299،300،304،305،

319،332،333،334،335.

(ک)

کنعانیان، 172.

(م)

مرجئہ، 319.

مضر، 261.

معتزلہ، 319.

(ن)

نسر(بتُ)، 110، 117.

(و)

ود(بُت)، 110، 117.

(ہ)

ھبل(بُت)، 265، 332.

ھندو، 172.

(ی)

یعوق(بت)، 110، 117.

یغوث(بت)، 110، 117.

فہرست

حرف اول 5

مقدمہ 9

مباحث کی سرخیاں 11

اس بحث سے متعلق پیش گفتار 16

(1) 17

اسلامی اصطلاحیں * صطفاء 17

کلمات کی تشریح 24

1۔ یصطفی: 24

2۔ اَوْحَیْنَا: 24

3۔ بعثت: 25

5۔ حُکم: حَکَمَ، ےَ خُکُمُ، حُکْماً: 25

6۔ نبّوت: 25

7۔ (نبأ): 26

8۔ رسول: 27

9۔ اولو العزم: 27

10۔ بشیر و نذیر: 27

11۔ بیّنات: 28

12۔ و انزلنا: 28

13۔ میزان: 28

14۔ لِیَقُومَ النَّاسُ بِالقِسطِ: 29
15۔ بأس شدید: 29
16۔ کسفاً: 29
17۔ زخرف: 29
18۔ جیب: 29
19۔ مبصرۃ: 29
20۔ اصری: 30
21۔ طاغوت: 30
22۔ آیت: 30
2۔ آیت قرآن کریم کی رو سے 31
روایات مینگزشتہ آیات کی تفسیر 32
معجزہ اور آیت کی حقیقت 38
(2) 42
حضرت آدم 42
آدم کی خلقت 42
کلمات کی تشریح 44
1۔ اجتباہ: 44
2۔ تابَ: 44
3۔ خلیفۃ: 44
پہلی وجہ سے متعلق: 44

2۔خدا کا داؤد سے خطاب:..... 45
دوسری وجہ سے متعلق:..... 45
4۔الاسماء:..... 46
5۔نسبّح بحمدک:..... 47
6۔نقدّس:..... 47
آیات کی تفسیر..... 47
(3)..... 50
حضرت آدمؑ کے بعد اوصیاء سیرت کی کتابوں میں:..... 50
مقدمہ..... 50
شیث ہبۃ اللہ سیرت کی کتابوں میں..... 52
حضرت شیث کی ولادت..... 52
حضرت آدم کی وصیت حضرت شیث سے..... 52
ان کا فیصلہ اور خانۂ خدا کا حج..... 53
شیث کی اپنے فرزند انوش سے وصیت..... 54
حضرت شیث کے فرزند انوش..... 55
انوش کی ولادت اور ان سے شیث کی وصیت اور خاتم الانبیاء ﷺ کے نور کا ان میں منتقل ہونا۔..... 56
سب سے پہلا شخص جس نے درخت لگایا اور کھیتی کی..... 56
انوش کی اپنے فرزند قینان کو وصیت اور انھیں حضرت آدمؑ کے صحیفوں کی تعلیم دینا..... 57
انوش کی وفات..... 57
انوش کے فرزند قینان..... 58

حضرت قینان کا عرصہ وجود پر قدم رکھنا اور ان کی پیشانی میں حضرت خاتم الانبیاء کے نور کا درخشاں ہونا..... 58
قینان کی اپنے فرزند مہلائیل سے وصیت 59
قینان کے فرزند مہلائیل 60
مہلائیل کی اپنے فرزند یرد سے وصیت..... 62
مہلائیل کے فرزند یوارد..... 63
یرد کا عرصۂ وجود پر قدم رکھنا اور ان میں نور کا منتقل ہونا..... 64
مہلائیل کی اپنے فرزند یرد سے وصیت 64
یرد کی اپنے فرزند ادریس سے وصیت 64
خدا کے پیغمبر ادریس (اخنوخ)..... 65
1۔قرآن کریم میں ادریس کا نام..... 66
کلمات کی تشریح 66
الف۔ صدّیق: 66
ب۔ علیاً :..... 66
2 ۔ ادریس سیرت کی کتابوں میں 66
حضرت ادریس پر آسمانی صحیفوں کا نزول اور ان کا سلائی کرنا..... 68
ادریس کے زمانے میں شیث اور قابیل کے پوتوں کے درمیان اختلاط 68
اخنوخ یا ادریس پیغمبر کے فرزند متوشلح 70
حضرت ادریس کا اپنے فرزند سے وصیت کرنا اور خاتم الانبیاء ﷺ کا نور..... 71
سب سے پہلے سوار..... 72
متوشلح کے فرزند لمک..... 73

متوشلح کی اپنے فرزند لمک سے وصیت 73
شیث اور قابیل کے پوتوں کا باہمی ازدواج اور اس شادی کے نتیجے میں ظالم و جابر، سرکش و باغی نسل کا دنیا میں آنا 73
شیث کی اولاد میں سے صرف 8 افراد کا باقی رہنا اور لمک کی نوح سے وصیت 74
(4) 75
پیغمبروں کے اوصیاء کی تاریخ توریت کی روشنی میں 75
توریت کی نقل کے مطابق حضرت نوح کے زمانے تک اوصیاء کی کچھ سرگذشت 75
اس بحث کا نتیجہ 77
(5) 81
حضرت نوح اور ان کے بعد اوصیاء کے حالات 81
حضرت نوح 81
قرآنی آیات میں حضرت نوح کی سیرت وروش 82
کلمات کی تشریح 88
1۔ فعمّیت علیکم: 88
2۔ بمعجزین: 88
3۔ استغشوا ثیابھم: 88
4۔ مدراراً: 88
5۔ وقاراً: 88
6۔ اطواراً: 88
7۔ طباقاً: 88

8۔ فجاجاً : 88
9۔ تباراً : 88
10 ۔ باعیننا: 89
11۔ تنور: 89
12۔ غیض : 89
13 ۔ جودی: 89
گزشتہ آیات کی تفسیر[1] 91
اسلامی مصادر میں حضرت نوح کی داستان 94
نوح کے فرزند سام * 96
نوح کی اپنے بیٹے سام سے وصیت 97
سام حضرت آدم کے جسد کو کشتی سے اٹھاتے ہیں 97
سام کی اپنے فرزند ارفخشد سے وصیت 97
سام کے فرزند ارفخشد * 98
ارفخشد اپنے والد سام کے بعد 98
ارفخشد کی اپنے بیٹے سے وصیت 98
ارفخشد کے فرزند شالح * 99
خدا کی اطاعت و عبادت میں شالح کا مشغول ہونا 99
(6) 100
قرآن کریم میں اوصیاء حضرت نوح میں سے انبیاء کے حالات 100
حضرت ہود 100

آیات کریمہ میں حضرت ہود پیغمبر کی سیرت.....101
کلمات کی تشریح.....105
1 احقاف :.....105
2 لتا فکنا : افک:.....105
3 عارض : عارض : 105
4 اترفنا ہمُ:.....105
5 ھیھات:.....105
6۔ بصطۃ:.....105
7 رجس:.....106
8قطعنا دابر ھم:.....106
گزشتہ آیات کی تفسیر کا خلاصہ.....106
حضرت صالح پیغمبر.....107
قرآن کریم میں حضرت صالح کی سیرت اور روش.....107
کلمات کی تشریح.....111
1۔ اطّیرنا وطائرکم: تطیّر و اطّیر:.....111
2۔ ھضیم:.....111
3۔فارھین:.....111
4۔جاثمین:.....111
5۔بؤاکم:.....111
6۔ولا تعثوا:.....111

7۔ عتوًا :.....112
8۔ رجفۃً :.....112
9۔ رھط :.....112
آیات کی تفسیر کا خلاصہ.....112
بحث کا نتیجہ.....113
(7).....114
ابراہیم (خلیل الرحمن).....114
قرآن کریم میں حضرت ابراہیم کی سرگذشت کے مناظر.....115
پہلا منظر، حضرت ابراہیم اور مشرکین.....115
دوسرا منظر۔ حضرت ابراہیم اور حضرت لوط.....119
تیسرا منظر۔ ابراہیم اور اسمٰعیل اور تعمیر خانہ کعبہ:.....122
چوتھا منظر، ابراہیم و اسحق اور یعقوب.....126
کلمات کی تشریح.....127
1۔ حنیفاً :.....127
حنف:.....127
2۔ راغ :.....127
3۔ یزفّون:.....127
4۔ اُفّ :.....127
6۔ بُھِت:.....128
7۔ بوّانا:.....128

8۔ ضامر:.....128
9۔فجٍّ عمیق 128
10۔ مشابہ: 128
11۔ تلّہ:.....128
12۔ قانتاً:.....128
13۔ اوّاہ:.....129
14۔ منیب:.....129
ناب الیہ:.....129
15۔ صرّۃ: الصّرۃ: 129
16۔ فصّکت:.....129
17 ۔ نافلۃ:.....129
18۔ اسرائیل: 129
پہلا منظر، ابراہیم اور مشرکین:.....130
1 ۔ ابراہیم اور ستارہ پرست افراد:.....130
2۔ابراہیم بت پرستوں کے ساتھ:.....131
3۔ ابراہیم اور ان کے زمانے کے طاغوت.....132
دوسرا منظر۔ قوم لوط کی داستان میں ابراہیم کا موقف.....135
تیسرا منظر۔ ابراہیم اور اسمٰعیل کی خبر خانہ کعبہ کی تعمیر اورحج کا اعلان کرنا.....137
چوتھا منظر: ابراہیم اپنے خاندان کی دو شاخ کے ہمراہ: 142
پہلی شاخ:.....142

دوسری شاخ:.....142
(8).....143
حضرت اسحق کے فرزند یعقوب (اسرائیل).....143
کلمات کی تشریح.....146
1۔ ھادوا:.....146
2۔ ربّانیون:.....146
3۔ احبار:.....146
4۔ کلمۃ:.....146
5۔ مسیح:.....146
گزشتہ آیات کی تفسیر.....147
ایک خاص مدت زمانہ میں، قوم یہود کے لئے اشتنائی احکام:.....147
(9).....148
حضرت شعیب پیغمبر.....148
کلمات کی تشریح.....150
1۔ مَدْیَن:.....150
2۔ لا یجر منّکم:.....150
3۔ شقاقی:.....151
4۔ لا تعثوا:.....151
5۔ عثا:.....151
6۔ بقیۃ اللہ:.....151

گزشتہ آیات کی تفسیر میں اہم نکات 151
(10) 153
بنی اسرائیل اور ان کے پیغمبروں کی روداد اور قرآن کریم میں ان کے مخصوص حالات کی تشریح 153
سب سے پہلا منظر۔ حضرت موسیٰ کی ولادت اور ان کا فرعون کے فرزند کے عنوان سے قبول ہونا: 153
کلمات کی تشریح 154
1۔ فارغاً : 154
2۔ قُصِّیہ: 154
3۔ فبصُرت بہ عن جُنبٍ: 154
دوسرا منظر، نہ گانہ معجزات 154
تیسرا منظر؛ بنی اسرائیل سینا نامی صحرا میں اور حضرت موسیٰ اور ان کے بعد کے زمانے میں ان کی طغیانی و سرکشی. 159
کلمات کی تشریح 166
1۔ جیبک، جیب: 166
2۔ مَلائہ ، الملائُ : 166
3۔ ارجہ ، اَرَج الامر: 167
4۔ حاشرین: 167
حاشرین : 167
5۔ تلقف، لقف الطعام: 167
6۔ یأفکون، اَفک یافکُ: 167
7۔ صَاغرین، صاغر: 167

8۔ مِن خلافٍ، قطع الایدی و الارجلَ من خلافٍ :.....167
9۔افرغ ، 168
10۔ سنین :.....168
11۔ یطےّروا، تطیّر:.....168
12۔طوفان:.....168
13۔ جراد:.....168
14۔ القَمّل:.....168
15۔رجز: عذاب.....168
16-ینکثون:.....168
17۔ طود:.....168
18۔ ازلفنا:.....169
19۔ متبّر، تبَّرہ:.....169
20۔ اسباطاً :.....169
21۔ اِنبَ َجَستْ :.....169
22۔ من و سلویٰ:.....169
23۔حطّۃ:.....169
قولوا حِطّۃ:.....169
24۔ یعدون:.....170
25۔ بقلھا وقثآئھا وفومِھا :.....170
26۔ لاتأس علیٰ القوم:.....170

27۔ عتوا: 170
28۔ شُرّعاً: 170
29۔ خاسئین: 170
.3۔ خُوار، خار الثور والعجل خواراً: 170
31۔ لا مَساسَ: مسّہ و ماسّہ: 170
32۔ یعکفون اور عاکفین: 170
33۔ نبذتُھا: 171
34۔ سوّلت لی نفسی: 171
35۔ ننسفنَّہ: 171
36۔ فتنّک: 171
37۔ مسکنۃ: 171
38۔ لَن نبرح: 171
39۔ لم ترقب: 171
.4۔ خطبُک: تمہارا حال، تمہاری موقعیت۔ 171
آیات کی تفسیر میں قابل توجہ اور اہم مقامات 171
چوتھا منظر۔ داوٗد اور سلیمان. 178
کلمات کی تشریح 184
1۔ذاالاید: 184
2۔اَوّاب: 184
3۔اُوِّبی: 184

4۔ سابغات: 184
5۔ قدِّرْ فی السّرد: 185
6۔ رُخائ: 185
7۔ مقرّنین فی الاصفاد: 185
8۔ محشورۃً: 185
9۔ ےُوزَعون: 185
10۔ عفریت: 185
11۔ صَرحُ مُمَرَّد مِنْ قَوَاْرِیرَ: 185
12۔ لُجَّۃ: 186
13۔ اَسَلْنَاْ لَہُ عَنَ القِطْر: 186
14۔ ےزِغْ عَنْ اَمْرِنَا: 186
15۔ سعیر: 186
16۔ جَفَانٍ کَالْجَواب: 186
17۔ قُدور راسیات: 186
18۔ دابّۃ الارض: 186
19۔ منساۃ: 186
آیات کی تفسیر 187
حضرت سلیمان کا خط اس طرح تھا. 188
پانچواں منظر: زکری اور یحییٰ 190
کلمات کی تشریح 192

1۔ اِشْتَعَلَ الرَّأسُ شَيْباً: 192
2۔ عاقر: 192
3۔ عِتِیاً: 192
4۔ سوّیاً : 192
5۔ فاوحیٰ الیھم : 192
6۔ خُذ الکتاب بقُوَّۃٍ : 192
7۔ (آتَیْناہُ الحُکْمَ صَبیّاً) : 192
8۔ حناناً : 192
آیات کی تفسیر 193
چھٹا منظر: عیسیٰ بن مریم : 194
عیسیٰ بن مریم کے ساتھ بنی اسرائیل کی داستان 196
کلمات کی تشریح 198
1۔ کَلِمۃ: 198
2۔ انتبذت: 198
3۔ زکیّاً: 198
4۔ سَریّاً: 198
5۔ جنّی: 198
6۔ فریّاً: 199
7۔ الکمہ: 199
8۔ مُصدِّقاً : 199

9۔ بغتۃً : 199
گزشتہ آیات کی تفسیر 199
(11) 202
فترت کا زمانہ 202
عصر فترت کے معنیٰ 203
کلمات کی تشریح 204
گزشتہ آیات کی تفسیر 204
(12) 206
*پیغمبر اکرم صلّیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آباء و اجداد کے علاوہ فترت کے زمانے میں انبیاء اور اوصیائ 206
فترت کے زمانے میں انبیاء اور اوصیائ 206
(13) 209
حنیفیہ شریعت پر آنحضرت کے وصی حضرت اسمٰعیل کی بعض خبریں. 209
قرآن کریم میں حضرت اسمٰعیل کی نبوت کی خبر 209
حضرت اسمٰعیل کی نبوت، دیگر منابع اور مصادر میں: 210
(14) 211
فترت کے زمانے میں پیغمبر کے بعض اجداد کی خبریں عدنان، 211
فترت کے زمانے میں پیغمبر اسلام کے بعض اجداد کے حالات. 212
الیاس بن مضر بن نزار بن محمد بن عدنان 212
کنانۃ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر 213

کعب بن لوٴی بن غالب بن فھر بن مالک بن نضر بن کنانۃ.....213
مکّہ میں بت پرستی کا رواج اور اس کے مقابلے میں پیغمبر اسلام صلّیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آباء واجداد کا موقف
.....215
قُصیّ بن کلاب بن مرّہ بن کعب.....217
قُصیّ اور بیت اللہ الحرام اور حاجیوں سے متعلق ان کا اہتمام 218
قُصیّ کی وفات 221
عبد مناف بن قُصیّ.....221
جناب ہاشم بن عبد مناف.....221
جناب عبد المطلب بن جناب ہاشم.....228
چاہ زمزم کی کھدائی 229
اشعار کی تشریح 237
جناب عبد المطلب اور پیغمبر اکرم ﷺ کی ولادت 244
بحث کا خلاصہ 256
1۔ مضر کے فرزند الیاس 257
2۔ الیاس کے پوتے خزیمہ بن مدرکہ 257
3۔ کعب بن لوئی 258
4۔ جناب قُصیّ 258
5۔ جناب عبد مناف.....259
6۔ جناب ھاشم 259
7۔ جناب عبد المطلب بن ہاشم 260

رسول اکرم ﷺ کے باپ جناب عبد اللہ اور چچا جناب ابو طالب 261
1۔ جناب عبد اللہ خاتم الانبیا ﷺ ء کے والد..... 261
2۔ اسلام کے ناصر اور پیغمبر ﷺ کے سرپرست ،جناب ابو طالب..... 262
1۔ ابو طالب:..... 262
2۔ جناب ابو طالب کی سیرت اور روش..... 263
3۔ جناب ابو طالب کا عقیدہ اور ایمان 264
نتیجہ گیری..... 265
کتاب کے مطالب کا خلاصہ اور نتیجہ..... 276
اوّل :..... 276
حضرت آدم کی اپنے فرزند شیث ہبۃ اللہ سے وصیت 276
دوسرا بیان 277
تیسرا بیان..... 277
شیث کی اپنے بیٹے انوش سے وصیت 277
انوش کی اپنے فرزند قینا ن سے وصیت 278
ایک دیگر بیان میں..... 278
قینان کی اپنے فرزند مہلائیل سے وصیت 279
مہلائیل کی اپنے فرزند یورادسے وصیت 279
یورادکی اپنے بیٹے اخنوخ (ادریس)سے وصیت 279
ادریس کی اپنے بیٹے متوشلح سے وصیت 280
ایک دوسرے بیان میں: 280

متوشلح کی اپنے بیٹے لمک سے وصیت.....281
متوشلح کی اپنے بیٹے لمک سے وصیت.....281
لمک کی اپنے بیٹے نوح سے وصیت.....281
نوح کی اپنے بیٹے سام سے وصیت.....282
سام کی اپنے بیٹے ارفخشد سے وصیت.....283
ارفخشد کی اپنے بیٹے شالح سے وصیت.....283
شالح کی اپنے بیٹے عابر سے وصیت.....283
پیغمبر اکرم صلّیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ان کے بارہ اوصیائ.....287
دوسرے:.....288
تیسرے:.....288
آیات کی تفسیر میں عبرت کے مقامات.....293
فہرستیں.....302
فہرست آیات.....303
احادیث کی فہرست.....314
اشعار کی فہرست.....315
کتابوں کی فہرست.....318
مولفین کی فہرست.....323
مقامات کی فہرست.....326
ملتوں، قبیلوں اور مختلف موضوعات کی فہرست.....331